

کے حق میں نازل ہوئی۔

حدیث شریف۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم خیبر لا عین
الرائیۃ عندہ ارجلہ مفتحة علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ وینجب اللہ ورسولہ
(منقول علیہ صحیح بخاری پارہ چودھوار کتاب المناقب باب مناقب علیؑ ص ۱۷ مطبع احمدی لاہور)
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن فرمایا البتہ میں کل یہ نشان اُس
مرد کو دوں گا اللہ تعالیٰ خیبر کو اُسکے ہاتھ پر فتح کریگا۔ وہ خدا اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے
اور خدا اور رسول اُس کو دوست رکھتے ہیں۔

حدیث شریف طبر۔ عن انس بن مالک قال کان عند النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم طیراً فقال اللهم اننی باحب خلقک الیک باکل معی هذا الطیر
فجاء علی فاکل معہ (ترمذی جلد دوم باب مناقب علیؑ ص ۱۷ نوٹ کشور وخصائص نسائی مطبع
محمدی لاہور ص ۱) ترجمہ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک بھونابو مرغ پڑا تھا اس حضرت صلح نے فرمایا یا میرے رب جو شخص کہ سب
خلقت سے تجھے زیادہ محبوب ہے اسے میرے پاس بھیج کہ وہ میرے ساتھ اس مرغ کے کھانے میں
شریک ہو پس جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
مل کر مرغ کھایا۔

حدیث شریف چار بار قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ احب
یحب اربعۃ واجزنی انہ یحبہم قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سمّاہم لنا قال علی منهم یقول ذلک ثلاثا وابوذر ومقداد وسلمان واحمرنی
یحبہم واخبرنی انہ یحبہم (جامع ترمذی جلد دوم نوٹ کشور ص ۱۷) و مشکوٰۃ امرت
ص ۲۹) ترجمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے چار شخصوں کی محبت کرنی چاہیے
حکم دیا ہے۔ اور مجھے خبر دی ہے کہ میں بھی اُن کو دوست رکھتا ہوں کسی نے آپ سے
کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنکے نام نہ کہو بتائے فرمایا علی علی علی آپ نے تین بار نام لیا۔
اور حضرت ابوذر غفاریؓ حضرت منذادؓ حضرت سلمان فارسیؓ اور مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں ان سے

محبت رکھوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ وہ بھی اُنکے محبت کرتا ہے۔ فرمائے ایسا محب
و محبوب خدا اور رسول و محبوب خلائق خلافت ظاہری سے کیوں محروم کیا گیا۔

۹۔ شرط خلافت ایمان داری و اعمال صالحہ سے

تمام اہل سنت والجماعت و اہل حدیث کا اتفاق ہے کہ جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام مومن کامل و صالح المومنین ہیں بلکہ انکی محبت سے ہر ایک مسلمان کا ایمان کامل ہوتا ہے اور انکی دشمنی سے مسلمان منافق کہلاتا ہے۔ انصار کا مقولہ احادیث میں موجود ہے نحن معاشر الانصار کنا نعرف المنافقین ببغض علیا۔ ہم گروہ انصار بغض علی سے منافقوں کو پہچانتے تھے۔ (ابو الصفا) عنوان صحیفہ مومن حب علی علیہ السلام ہے۔ علی حبہ جنتہ قسیم النار والجنة۔

۱۰۔ شرط خلافت اتباع کامل رسالت سے

ما جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام میں کل صحابہ سے بڑھ کر پائی جاتی تھی۔ جناب نے سب سے اول تصدیق نبوت فرمائی۔ سب سے اول جناب رسول صلعم کے ساتھ غزہ پر بھی خیال میں ہی آپ نے محبت پرستی نہ کی۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ واحد لا شریک کے سامنے سر جھکاتے رہے۔ کمرہ اللہ جید کا خطاب پایا۔ قدم بقدیم رسالت اب کی پیروی کی۔ بت شکن۔ مجاہد فی سبیل اللہ۔ مومن کامل۔ نفس سول مشہور ہوئے۔ جناب کی خلافت میں کوئی احداث کوئی بدعت۔ کوئی قول فعل مخالف سنت رسول مقبول صلعم واقع نہ ہوا تو کیا وجہ ہے کہ ایسا مطیع فرمان بردار اللہ و رسول مقبول صلعم اول خلافت ظاہری سے محروم ہوا۔

۱۱۔ شرط جہاد فی سبیل اللہ و دفاعی

سول کے جناب امیر علیہ السلام کے یہ شرط جہاد و دفاعی کسی اور خلیفہ میں نہیں پائی گئی آپ مجاہد فی سبیل اللہ ہو کر ہر ایک جنگ میں مظفر و منصور رہے اور اندفاعی طور تلوار ذوالفقار سے کفار کو فی الناریا اور لاہ فتنی الہ علی لاہ سیف الہ ذوالفقار کا منہ حاصل کیا۔

۱۲۔ شرط اعجاز و کرامات

جس طرح معجزات جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظاہر

ہوئے اسبطح جناب امیر علیہ السلام سے ان اعجاز کرامات و خوارق عادات ہزاروں ظہور پذیر ہوئے
کتب فریقین گواہ ہیں۔

۱۳۔ شرائط و اوصاف امامت امام سے وہ شخص مراد ہے جو کہ بغیر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
اسلم کی طرح نیابت و جانشینی بغیر جمیع امور دین و دنیا میں

تمام امت کا مقتدا و پیشوا ہو۔ نہ کہ برسیدلہ و اجماع و شوریٰ رتبہ امامت منصب خلیل نبوت کا منصب
و نظیر ہے پس اگر لوگ امام کو تجویز کر سکیں۔ ضرور ہے کہ وہ نبی اور رسول کو بھی تجویز کر سکتے ہیں۔
۱۴۔ امام کا تمام جھتوں میں خصوصاً علم و فضل میں تمام امت سے افضل ہونا لازم ہے۔ ورنہ تفضیل
مفضول اور ترزیح مرجوح لازم آئیگی و یہ از روئے عقل کے قبیح ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَفَمَنْ يَهْدِيْهِ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَمَّنْ لَا يَهْدِيْهِ اِلَّا اَنْ يَّهْدِيْ
فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ یعنی جس کی طرف ہدایت کرتا ہے وہ اس امر کا زیادہ سزاوار
ہے کہ لوگ اسکی پیروی کریں۔ یا وہ شخص کہ خود بھی ہدایت نہیں پاسکتا۔ مگر یہ کہ دوسرا شخص
اسکی ہدایت کرے۔ تم کو کیا ہو گیا۔ کہ نہیں سمجھتے اور امام کی عدم افضلیت کا حکم دیتے ہو۔
ب۔ قولہ تعالیٰ هَلْ يَسْتَوِي اَيُّنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَّا
يَتَذَكَّرْ اُولُو الْاَلْبَاب یعنی اہل علم و دانائیں اور جو لوگ کہ صاحب علم نہیں
ہیں کیا یہ دونوں برابر ہیں؟ سوائے عقلمند لوگوں کے اور کسی کو تنبیہ نہیں
ہوتی۔ اپنے تمام

ج۔ قولہ تعالیٰ فَاسْأَلُوْا اَنْصِفُوْنَ دُفُنْ غُلُوْا فِی السَّعَةِ عَلَمُوْنَ دُنْ یعنی اردو صحیحہ
قرآن سے سوال کرو۔ اگر تم نہیں اسد علیہ وآلہ وسلم ہیں اور وہی خلفائے الراشدین المہدیین
محمدیہ صلعمت۔ یسوع اور علم و فضل حصہ اول؟

(صابر عفی عنہ)

ہوئے تھے۔

۱۵۔ امام اور خلیفہ قریشی اور

۱۶۔ امام عالی نسب و حسد

عیوب کہ غلائیق کی نفرت کے باء

اندھا۔ گونگار۔ درشت خو۔ کج خلق۔ بخل و کینہ نفس۔ کینہ ذات و صفات مثلاً حجام۔ موچی۔
تلی بھولا۔ وغیرہ نہ ہو۔

۱۷۔ علوم دینی و دنیوی مثل احکام شرعی و سیاست مدنی اور آداب حسنہ اور دشمنان دین کے دفع
کرنے اور ان کے شبہوں کو دور کرنے کی کمال مہارت رکھنا ہو۔

۱۸۔ امام پاکیزہ اور ناف بریدہ اور فتنہ کیا ہوا پیدا ہوتا ہے۔

۱۹۔ امام جب شکم مادر سے زمین پر آتا ہے تو پہلے اللہ ہاتھ زمین پر رکھتا ہے۔ باوازی بلند
شہادتین **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ** کہتا ہے۔

۲۰۔ امام کو احتلام نہیں ہوتا اور جنابت کی خباثت اسحق نہیں ہوتی۔

۲۱۔ امام کی آنکھ سوتی ہے مگر اسکا دل نہیں سوتا۔ بھالت خواب میں بھی جو کچھ واقعہ
ہوتا ہے اسکو جانتا ہے۔

۲۲۔ امام انگڑائی نہیں لیتا اور نہ جمائی۔ اور پیٹھ کمر ف ہے ایسا ہی دیکھتا ہے جیسا کہ سنا
سے دیکھتا ہے۔

۲۳۔ امام کے پسینہ سے عطر و عنبر و مشک کستوری۔ یہ خوشبو مہکتی ہے۔

۲۴۔ امام جب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچتا ہے اس کے بدن پر برائی ہے
ان شخص پہننے وہ زرہ اس کے قدم پر پڑا کرتا ہے۔

اور سے آگاہ ہونے میں سب سے

اور بہادر۔ کی عبادت

مل جاتی ہے۔

نواضع و فروتنی خدا کے پاس سے

زیادہ ہے جس چیز کا لوگوں کو حکم دیتا ہے دوسروں سے زیادہ خود اس پر عمل کرتا ہے۔ امام کی دعا مستجاب ہے یہاں تک کہ اگر دعا کرے پتھر دو ٹکڑے ہو جائے۔

۳۰۔ امام کے پاس جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرب و اسلحہ خصوصاً ذوالفقار ہوتی ہے۔

۳۱۔ امام کے پاس علم جفر و جامع کا موجود ہوتا ہے۔ بحکم خدا تعالیٰ علم الغیب جانتا ہے۔

۳۲۔ امام کی نص امامت اسکے پہلے کا امام کرتا ہے۔ جیسا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام پر نص فرمائی تھی۔ (من کنت مولاه فعلی مولاه)

۳۳۔ امام جس چیز کو چھپیں اس کا جواب شافی دیتا ہے اور اگر نہ پوچھیں خود ابتداء کرتا ہے۔

۳۴۔ امام لوگوں کو آئندہ کی خبر دیتا ہے پیشین گوئی اسکی صحیح ہوتی ہے۔

۳۵۔ امام تمام زبانوں اور لغتوں کو جانتا ہے اور ہر شخص کو اسکی زبان میں جواب دیتا ہے۔

۳۶۔ امام ہر ایک جانور۔ ہر ایک طاہر پرند کی بولی کو جانتا ہے۔

۳۷۔ امام تمام کتب الہیہ الہامیہ اور تمام علوم اولین اور آخرین کا علم رکھتا ہے۔

۳۸۔ امام تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے تمام علوم کا وارث ہوتا ہے۔

۳۹۔ امام کو تمام قرآن مجید اس کے ظاہر و باطن کا علم ستر بطن تک معلوم ہوتا ہے۔

۴۰۔ امام اپنی وفات کے وقت اپنے تمام علوم اپنے بعد کے امام کو سپرد کرتا ہے اور امام کو امام کے سوائے اور کوئی شخص کفن و دفن غسل نہیں دیتا۔ (خلاصہ حق الیقین اردو ص ۳۶)

آئیہ اطہار اولاد سیدالابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور وہی خلفائے الراشدین المہدیین ہیں۔ مفصل دیکھو نبوت خلافت حصہ اول؟

(صابر عفی عنہ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مُحَمَّدٌ وَنُصِّلَ عَلَى الرَّسُولِ رَيْمٌ

باب اول

خلافت حضرت ابوبکر ابن ابوقحافہ قریشی التیمی

حضرت ابوبکر کس طرح خلیفہ ہوئے۔

محمد بن اسمعیل بخاری کی کتاب صحیح بخاری پارہ چودھواں اور سیکڑ پر اس طرح ہے
حد ثنا اسمعیل بن عبد اللہ حد ثنا سلیمان ابن بادل عن هشام بن عمار
عن عروۃ بن الزبیر عن عائشۃ رضی اللہ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مات وابوبکر بالسَّئم قال سمعیل یعنی بالعالیۃ
فقال عُمُو یَقُولُ وَاللَّهِ مَا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَالْتِ وَقَالَ
عُمَرُ وَاللَّهِ مَا كَانَ تَفْعُ فِي نَفْسِ الْأَذَاكِ وَلِيَبْعَثَهُ اللَّهُ فليقطعن أَيْدِي
الْأَجْبَالِ وَارْجُلَهُمْ فَجَاءَ ابُوبَكْرٍ فَكَشَفَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ فَقَبْلَهُ قَالَ يَا بِي أَنْتَ وَاحِي طُبْتُ حَيًّا وَمِيتًا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا
تَقْدِرُ عَلَى أَنْ يَمُوتَ اللَّهُ الْمَوْتَيْنِ أَبَدًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ أَيُّهَا الْخَالِفُ عَلَى رَسُولِكَ فَلَمَّا
تَكَلَّمَ ابُوبَكْرٌ جَلَسَ عُمَرُ فَحَمْدُ اللَّهِ ابُوبَكْرٍ وَاشْتَى عَلَيْهِ وَقَالَ الْأَمْرُ كَانَ يَعْبُدُ
مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ مُحَمَّدٌ قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ
حَيٌّ لَا يَمُوتُ وَقَالَ إِنَّكَ مِيتٌ وَالنَّهْمُ مِيتُونَ وَقَالَ مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ
مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ فَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبِهِ

فلن يضرب الله شيئاً وسيجزى الله الشاكرين - قال فنشيم الناس بيبكون -
قال واجتمعت الانصار الى سعد بن عبادۃ في سقيفة بني ساعدة فقالوا
منا امير ومنكره امير فذهب اليهم ابو بكر وعمر بن الخطاب وابو عبیدہ
بن الجرح فذهب عمر يتكلم فاسكته ابو بكر وكان عمر يقول والله ما اتردد
الا في قد هيأت (زورت - بخاری مطبوعہ مصر) كلا ما قد اعجبني خشيت ان
لا يبلغه ابو بكر ثم تكلم ابو بكر فتكلم ابلغ الناس فقال في كلاه يه نحن الاهراء
وانتم الوزراء -

فقال حباب بن المنذر لا والله لا نفعل منا احير ومنكره امير -
فقال ابو بكر لا ولكننا الاهراء وانتم الوزراء هم اوسط العرب داهراء
واحر بهم احسابا فبايعو عمر وابا عبیدہ -

فقال عمر بل بنيا يعاك انت فانت سيدنا ووزيرنا واحبنا الى رسول الله
صلى الله عليه وسلم فاخذ عمر بيد - فبايعه الناس فقال قائل قتلتم
سعد ابن عبادۃ فقال عمر قتله الله انتهى (رواه بخاری) تيسرى الباري ترجمہ
صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور -

كتاب المناقب باب فضل ابي بكر بعد النبي صلى الله عليه وآله وسلم يارو هو اس صك
تا ص ۹ - ترجمہ ہم سے اسمعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ مجھ سے سلیمان بن بلال نے
انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں بی بی عائشہ سے کہ نبوت
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا حضرت ابو بکر اسوقت سنخ میں تھے -
(جو مسجد نبوی سے ایک میل پر ہے) اسمعیل راوی نے کہا عوالی کے ایک گاؤں میں عمر
آپکی خبر سنکر کھڑے ہوئے کہنے لگے اللہ کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں مرے حضرت
عائشہ کہتی ہیں عمر کہا کرتے تھے قسم خدا کی اسوقت میرے دل میں ہی آتا تھا اور میں کہتا تھا اللہ
آپکو ضرور اس بیماری سے اچھا کر کے اٹھائے گا اور آپ ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں قلم کریں گے -
اتنے میں ابو بکر صدیق آئے اور انہوں نے اندر جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سے کپڑا اٹھایا

آپ کو پوس دیا کہنے لگے میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ زندگی اور موت دونوں حال میں اچھے اور پاکیزہ ہیں۔ قسم ہے اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ آپ کو دوبارہ موت کا مزہ نہیں چکھائے گا۔ پھر باہر نکلے اور عمر سے کہنے لگے قسم کھانی والے ذرا تامل کر حیب ابو بکر نے بات کرنی شروع کی تو عمر خاموش ہو کر بیٹھ رہا۔ ابو بکر نے اللہ کی تعریف اور ثناء بیان کی۔ پھر کہا لوگو دیکھو اگر کوئی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پوجتا تھا تو یہ سمجھتا تھا کہ وہ آدمی نہیں ہیں کبھی نہ مریں گے، تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مر چکے۔ اور جو کوئی اللہ کو پوجتا تھا محمد صلعم کو اس کا بندہ اور رسول سمجھتا تھا، تو اللہ ہمیشہ زندہ ہے۔ اور کبھی مرنے والا نہیں۔ اور ابو بکر نے سورہ الزمر کی یہ آیت پڑھی۔ اے پیغمبر تو بھی مرنے والا ہے۔ وہ بھی مریں گے اور محمد صلعم اور کچھ نہیں پیغمبر میں ان سے پہلے کئی پیغمبر گزر چکے ہیں۔ کیا وہ مرجائیں یا مارے جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل اسلام سے پھر جاؤ گے اور جو کوئی ایڑیوں کے بل پھر جائے وہ اللہ کا کچھ بگاڑ نہیں کریگا۔ اپنا بگاڑے گا اور اللہ شکر کرنے والوں کو شکر کا بدلہ قریب دیگا۔ لوگ چیخ مار کر رونے لگے۔ اور انصار سب سعد بن عبادہ کے گھر میں اکٹھے ہوئے۔ بنی ساعدہ کی چھتے میں اور مہاجرین سے کہنے لگے اب ایسا کرو ایک امیر ہماری قوم کا رہے۔ ایک امیر تمہاری قوم کا دونوں ملکر حکومت کریں۔ انصار کی خبر سن کر ابو بکر اور عمر اور ابو عبیدہ بن جراح وہاں پہنچے۔ حضرت عمر نے بات کرنی چاہی لیکن ابو بکر نے فرمایا ذرا خاموش رہو۔ حضرت عمر کہا کرتے تھے میں نے نبی کو اس وقت ابو بکر سے پہلے بات کرنی چاہی تھی اسکی وجہ یہ تھی کہ میں نے ایک عمدہ تقریر سوچ رکھی تھی میں ڈرتا تھا کہ میں ابو بکر اسکو بیان نہ کر سکیں لیکن ابو بکر نے باتیں شروع کیں تو نہایت ہی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ انہوں نے انصار سے یہ کہا امیر تو ہم ہی یعنی قریش کے لوگ رہیں گے تم لوگ وزیر اور مشیر ہو سکتے ہو۔

حباب بن منذر کہنے لگے ہرگز نہیں خدا کی قسم یہ نہیں ہو سکتا۔ ایک امیر ہم میں سے ہو گا۔ اور ایک امیر تم میں سے ہو گا۔

حضرت ابو بکر نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا ہم امیر نہیں گے تم وزیر ہو دجیہ ہے کہ قریش کے لوگ سارے عرب میں شریف خاندان اور ان کا ملک

یعنی مکہ عرب کے پہنچ میں ہے۔ ستوا ایسا کرو تم کو اختیار ہے یا تو عمر سے بیعت کر لو یا ابو عبیدہ بن جراح
حضرت عمر نے یہ سن کر کہا واہ تمہارے ہوتے ہوئے ہم تو تم ہی سے بیعت کر نہیں گے
 علیہ وآلہ وسلم کو تم سے ہم سب سے زیادہ محبت تھی۔ خیر حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کا ہاتھ تھاما ان
 سے بیعت کی اور دوسرے لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔ اب ایک شخص کہنے لگا تم نے سعید بن
 عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مار ڈالا حضرت عمر نے کہا اللہ ان کو تباہ کرے انتہی۔

قول مولف بخاری کی اس حدیث سے مفصلہ ذیل امور ثابت ہوئے۔ (۱) حضرت
 ابوبکر صاحب تیمار داری آنحضرت صلعم میں شامل نہ تھے اور وقت وفات
 اپنے مکان کو تشریف لیگے تھے۔ اس سے یہ اس فرمان حدیث قرطاس کی صحت ثابت ہوتی ہے
 کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا۔ قوموا عنی میرے پاس سے اٹھ جاؤ اخیر وقت موت حضرت
 شیخین کو حجرہ منورہ سے نکال دیا تھا۔

(۲) حضرت ابوبکر تجئیز تکفین جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شامل نہ ہوئے اور
 لیکچر دیکر سیدہ سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کے واسطے چل دئے۔

(۳) خلافت حضرت ابوبکر منصوص من اللہ و رسول نہ تھی۔ اگر وہ پہلے ہی سے نصی خلیفہ مقرر
 ہوتے تو بنی سقیفہ میں جانے اور وہاں جھگڑ کر بیعت کرانے کی کیا ضرورت تھی۔ پھر اگر وہ منصوبہ
 خلیفہ رسول تھے۔ تو یہ کیوں فرماتے کہ حضرت عمر یا ابو عبیدہ بن جراح کی بیعت کرو اور اسکو خلیفہ
 بناؤ۔ بلکہ ان لصوص خلافت کا بیان فرماتے جو انکو اللہ اور رسول خدا صلعم سے حاصل ہوئی تھیں
 (۴) حضرت عمر نے مصلحتاً وفات رسول اکرم صلعم کا انکار کیا تھا کیونکہ وہ حکم خدا اور قرآن
 سے ناواقف نہ تھے۔ انکا انکار اسواسطے تھا کہ انکی امامت میں فتنہ واقع نہ ہو۔ انصار یا انکے علاؤ
 کوئی اور خلافت پر قبضہ نہ کر لے۔ اس طریقہ سے انہوں نے لوگوں کو حالت سکون میں رکھنے
 کی مصلحت برتی اور حضرت ابوبکر کے آئے تک وہ لوگوں کو ڈراتے رہے۔ جب حضرت ابوبکر
 آگئے تب انکا دل قوی ہو گیا اور نہ عشق رسول اتر گیا۔ حضرات شیخین نے جناب امیر المؤمنین
 سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام اور نبوا شتم کو خبر تک نہ دی اور نہ ان سے مشورہ لیا اور نہ ہی انکا

ذکر خیر سقیفہ بنی ساعدہ میں کیا۔ راستہ میں صلاح و مشورہ کر کے خود خلیفہ بن بیٹھے اور مستحقین خلافت کو محروم کر دیا۔

(۵) مصر کے چھاپہ شدہ بخاری میں حضرت عمر کے بیان میں لفظ زورت ہے جسکے معنی میں میر نے جھوٹا منصوبہ باندھا تھا۔ چونکہ اس سے حضرت کی صاف بیانی اور خلافت حضرت ابو بکر پر بڑا اثر پڑتا تھا اس لئے مطبع احمدی کی مطبوعہ بخاری میں مترجم صاحب نے لفظ ہسیات اپنی طرف سے بڑھا کر تحریف لفظی کی اور اپنی دیانت و صداقت کا ثبوت دیا۔ عیسائیوں کی طرح اہل سنت ہمیشہ کتب احادیث میں حضرات اصحاب ثلاثہ سے مطاعن دور کرنے کی خاطر احادیث نبوی صلعم میں روز بروز تحریف کرتے جاتے ہیں۔ افسوس صد افسوس۔ (صابر عفی عنہ)

چند تاریخی حالات سقیفہ بنی ساعدہ خلافت کیمی اکتوبر ۱۹۱۱ء میں اہل تسنن حضرت ابو بکر پر مختلف طور پر بدوشنی ڈالی گئی ہے جب کا اقتباس ناظرین مومنین کے واسطے مفید ہوگا۔ اول تاسیخ ابن خلدون مترجم کتاب ثانی جلد سوم مطبوعہ انوار احمدی الدہ آباد ۱۳۲۷ء سطر پر ہے۔

بعد وفات سرور عالم صلعم سقیفہ بنی ساعدہ میں فریقین میں بحث تکرار ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ اس امر کی اطلاع ابو بکر و عمر کو ہوئی۔ یہ دونوں بزرگ مع ابو عبیدہ بن جراح کے سقیفہ کو روانہ ہوئے۔ کنارہ میں عاصم بن عدی اور عویم بن ساعدہ سے ملاقات ہو گئی۔ عاصم اور عویم نے انکو روکنے کا قصد کیا لیکن وہ لوگ انکے روکنے سے نہ رُکے۔ جب قدر جلد ممکن ہوا سقیفہ میں جہاں ہر انصار مجتمع تھے جا پہنچے اور باہم مباحثہ ہونے لگا۔ بالآخر وعظ و پند کر کے اس پر غالب آئے۔

ابو بکرؓ لوگ رسول اللہ صلعم کے اولیاء اور انکی عشیرت سے ہیں۔ انکے بعد حکومت کے مستحق زیادہ ہم ہیں اور اس میں بظاہر کوئی نزاع کا موقعہ نہیں معلوم دیتا البتہ تم کو حق نصرت اور نیز سابق الاسلام ہونیکا حاصل ہے۔ بایں لحاظ ہم لوگ امراء ہیں اور تم لوگ وزراء ہو۔

حباب بن المنذر بن الجموح مناسب یہ ہے کہ ایک امیر ہم میں ہو اور ایک تم میں سے

یہ کہہ کر انصار کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے گروہ انصار اگر مہاجرین اسے انکار کریں تو انکو تم اپنی تلواروں سے اپنے شہر سے نکال کر باہر کر دو۔ دین کی اشاعت ہمارے ذریعہ سے ہوئی ہے ہم لوگ خلافت رسول صلعم کے مستحق ہیں۔ لیکن بنیال رفع نزاع ہم یہ کہتے ہیں کہ ایک انیس سے امیر ہو اور ایک ہم میں سے تم کو خوب یاد ہوگا کہ رسول اللہ صلعم نے ہمکو تمہارے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی ہے۔ اور اگر تم کو استحقاق امارت ہوتا تو رسول اللہ صلعم تمکو وصیت کرتے عمر ابن الخطاب اس قدر کہنے پالے تھے۔ کہ حباب بن المنذر اٹھ کر پھر بحث کرنے لگے اور دونوں میں زور زور سے باتیں ہونے لگیں۔ ابو عبیدہ ان دونوں بزرگوں کو روک رہے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے۔ اے گروہ انصار اللہ سے ڈرو تم لوگ وہ ہو جو رسول اللہ صلعم کی ادا کرنے میں نظیر بننے کے مستحق ہو پس اب تم ایسے نہ ہو جاؤ کہ تمکو لوگ بدل جانے والو کی نظیر میں پیش کریں۔

بشیر بن سعد بن نعمان بن کعب بن انحر کبیشک رسول اللہ صلعم قبیلہ قریش میں سے تھے

اور انکی قوم امارت و خلافت کے زیادہ مستحق ہے۔ اور ہم لوگ اگرچہ انصار ہیں اور سابق الاسلام ہیں لیکن اس اسلام سے ہمارا مقصود اللہ تعالیٰ کا راضی رکھنا تھا۔ اور اسکے نبی کی اطاعت و نظر تھی۔ اسکا معاوضہ ہم دنیا میں نہیں چاہتے۔ اور ناسکی بابت ہم مہاجرین سے جھگڑا کیا چاہتے ہیں۔

حباب بن المنذر اے بشیر تو نے واللہ بڑی بزدلی ظاہر کی تو نے تو سارا کارخانہ ہی درہم برہم کر دیا۔

بشیر کہیں نہیں۔ میں نے بزدلی سے اپنا خیال یہ ظاہر نہیں کیا بلکہ مجھے یہ بات ناگوار معلوم ہوئی۔ بشیر کہ میں امارت و خلافت کیلئے ایسی قوم سے نزاع کروں جو اس کی مستحق ہے کیا تو نے نہیں سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ الائمة من قریش۔ امام قریش سے ہونگے۔ ابو بکر نے عمر و ابو عبیدہ کی طرف بیعت کا اشارہ کیا عمر نے کہا میں ہرگز بیعت نہ لونگا جیتک ابو بکر موجود ہیں۔ ابو عبیدہ نے اس لئے سے اتفاق کیا۔ تب بشیر بن سعد نے اٹھ کر ابو بکر کے ہاتھ پر بیعت کی پھر عمر و ابو عبیدہ نے پھر اس نے کیونکہ یہ خریج کی امارت سے کشید خاطر تھے اور انہیں لوگوں میں بدنامی تھی ابی سعد بن عبیدہ ایک گوشہ میں بیٹھ ہوئے تھے کسی نے انکے ہمراہیوں میں سے کہا دیکھو اکہیں سعد

اس کشمکش میں دب کر مر جاؤ۔ عمر نے کہا کہ اسکو اللہ تعالیٰ ہی نے مارا ہے سعد یہ سنتے ہی ٹھکرا کر
دست بگریبان ہو گئے۔ عمر کو بھی غصہ آ گیا۔ لیکن ابو بکر کے روکنے سے رک گئے سعد سے بیعت کر نیکو
کہا سعد نے بیعت کرنے سے انکار کیا۔ بشیر نے کہا یہ تنہا آدمی ہے اس سے درگزر کرو اسکو اسکی
حالت پر ہندو۔ پس سعد بن عبادہ اس واقعہ کے بعد نہ تو انکے ساتھ نماز میں شریک ہوتے تھے۔ اور
انہیں باتیں کرتے تھے۔ تا انکہ ابو بکر کا انتقال ہو گیا اور حضرت سعد بن عبادہ شام کی طرف چلے گئے۔
اور وہیں جا کر وفات پائی۔ انتہی کلام۔ (تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی زمیندار پریس لاہور ۳۳ ص ۲۴)
پھر بھی اس قسم کا مضمون ہے پاوروفتہ الاحباب جلد ۲ ص ۲۲ انوار محمدی لکھنؤ۔

روم ابراہیم الیسی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا تو حضرت عمر حضرت
ابو عبیدہ بن جراح کے پاس گئے۔ اور ان سے کہا کہ آئیے میں آپ سے بیعت کرتا ہوں کیونکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو اس امت کا امین کہا ہے حضرت ابو عبیدہ نے فرمایا کہ جب سے تم اسلام لائے
ہو میں نے تم میں کبھی ضعف رک نہیں پایا تعجب ہے کہ تم مجھ سے بیعت کرنے پر آمادہ ہو حالانکہ
تم میں صدیق ثانی اثنین اذہما فی الغار موجود ہیں۔ (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی زمیندار پریس لاہور
۳۵ ص ۲۳) وروفتہ الاحباب جلد ۲ ص ۲۱۔

سوم ابن سعد نے بروایت محمد لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت عمر سے فرمایا کہ لاؤ ہاتھ
ابو بکر میں تم سے بیعت کرتا ہوں حضرت عمر نے کہا کہ آپ مجھ سے افضل ہیں حضرت ابو بکر
نے کہا کہ تم مجھ سے قوی تر ہو۔ اسمیں رد و بدل ہوتا رہا۔ آخر حضرت عمر نے یہ کہہ کر کہ میری قوت آپکے لئے
ہے حضرت ابو بکر سے بیعت کر لی۔ (دیکھو تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی زمیندار پریس لاہور ۳۵ ص ۲۴)
(ازالۃ الخفا مقصد اول ص ۳۱) اخراج ابو بکر بن شیبہ فی قصہ الاتفاق علی ابو بکر
وروفتہ الاحباب جلد ۲ ص ۲۳ سطر ۱۱۔

چہارم بروایت روفتہ الاحباب ایک انصاری نے حضرت عمر کو انصار کے سفیف میں جمع ہونے کی خبر
دے دی اور تاکید کی کہ جلدی پہنچو۔ (تاریخ الاسلام جلد ۲ ص ۲ دیوبند سطر ۱)
ب چند لوگوں نے کہا کہ ہم تو سوائے حضرت علی ابن ابی طالب کے کسی سے بیعت نہیں
کرتے۔ شیخ فرید الدین عطار نے گویا انکی زبان سے یہ کہا ہے۔

زمشرق تا بغرب گرامام است علی و آل و اولادش تمام است

(دیکھو روضۃ الاحباب جلد دوم ص ۲۳۵ مطبع انوار محمدی لکھنؤ۔)

تاریخ طبری جلد سوم کے ص ۲ پر ہے کہ سفید میں جب حضرت عمر حضرت سعدؓ کے ساتھ آکر کھڑے ہوئے تو کہا کہ ہم نے تو چاہا تھا کہ تم کو کچل ڈالیں کہ عضو عضو تیرا علیؓ ہو جائے حضرت سعدؓ نے عمر کی داسھی پکڑ لی حضرت عمرؓ نے کہا کہ اگر ایک ٹال بھی اکھڑا تو جان لو کہ بھڑکتی نہیں حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ عمر زخمی کرو کہ اس موقع پر زخمی مناسب ہے حضرت عمرؓ نے یمن کو نہ بھیجا حضرت سعدؓ نے کہا کہ قسم خدا کی کہ اگر تم کو اٹھنے کی طاقت ہوتی تو تم مدینہ کی گلی کو جوں میں شیرونی وہ ڈکا رہیں تھتے کہ تم اونٹن ہمارے سانھی سوراخوں میں گھس جاتے قسم خدا کی ہم تم کو پھر اسی قوم سے ملا دیتے جس میں تم تابع تھے نہ تنبوع (تاریخ اسلام جلد دوم ص ۱۷۰ فٹ نوٹ ۲ مطبوعہ مقبول پریس دہلی)

ششم طبری فارسی میں ہے کہ جب حضرت ابو بکرؓ نے انصار سے الائمۃ من قریش سے (۶) احتجاج کیا اور کہا کہ امامت قریش کا حق ہے تم باز آؤ کہ ہم قریش میں سے ایک کو مقرر کریں اور تم اُسکے سامنے ایسے ہو جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھے انصار نے کہا کہ ہم تو جناب علیؓ علیہ السلام سے بیعت کریں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں میں ہیں حضرت عمرؓ کو اٹھایا ہوا کہ اختلاف درمیان میں پیدا ہو گا جھٹ سے حضرت ابو بکرؓ کو کہا کہ ہاتھ بڑھاؤ کہ تم سے بیعت کریں۔ کہ تم بھی قریش اور سزاوار تہو یہ کہہ کر حضرت ابو بکرؓ کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کر لی (دیکھو تاریخ اسلام جلد دوم ص ۱۴۷ سطر ۱۴)

مقدم ابن قتیبہ نے کتاب الامامت والسیاست میں لکھا ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ سے کہا ہاتھ بڑھاؤ کہ میں تم سے بیعت کروں پس کہا جا گیا کہ عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر لی۔ پھر تمہارے اہل بیت سے بیعت کر لیں گے۔ کیونکہ جب امر ہو جائے گا تو پھر کوئی کچھ نہ کہیگا حضرت علیؓ نے کہا تمہارے سوا اور کون اس امر کو طلب کرے گا۔ اس سے پہلے حضرت عباسؓ حضرت ابو بکرؓ سے ملاقات کر چکے تھے اور پوچھا تھا کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کے بارے میں تم سے کچھ کہا ہے حضرت ابو بکرؓ نے کہا نہیں اور حضرت عباسؓ حضرت عمرؓ سے بھی مل چکے تھے۔ ان سے بھی یہی پوچھا اور یہی جواب ملا اس کے بعد حضرت عباسؓ نے

جناب مولا مرتضیٰ علیہ السلام سے آکر کہا کہ آؤ تم سے بیعت کرو اور بیعت کرینگے اہل بیت تمہاری
(دیکھو تاریخ اسلام جلد دوم۔ مطبوعہ دہلی ص ۶۶)

بیعت عامہ خلافت جماعی { فیض الباری شرح صحیح بخاری کتاب الاحکام باب الاستخفاف
پارہ انتیسواں ص ۱۵۸ و ص ۱۵۹ مطبع محمدی لاہور ہے

عن الزہری قال اخبرني انس بن مالك انه سمع خطبة عمر الاخره حين
جلس على المنبر وذلك الغدر من يوم توفي النبي صلى الله عليه وسلم فتشدد و
ابوبكر صامت لا يتكلم قال كنت ارجو ان يعيش رسول الله عليه وسلم
حتى يدبرنا يمد يدك ان يكون اخرهم فان يك محمد صلى الله عليه وسلم
قد مات فان الله قد جعل بين اظهركم نوراً تقتدون به هدى الله محمد
صلى الله عليه وسلم وان ابا بكر صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم وثاني
اثنين وانه اول المسلمين باموركم فقوموا فبايعوه وكانت طائفة منهم
قد بايعوه قبل ذلك في سقيفه بني ساعدة وكانت بيعة العامة على المنبر
قال الزهري عن انس بن مالك سمعت عمر يقول لا ابي بكر يومئذ ا
صعد المنبر فلم يزل به حتى صعد المنبر فبايعه الناس عامة ترجمه
انس سے روایت ہے کہ انہوں نے عمر فاروق کا اخیر خطبہ سنا جبکہ منبر پر بیٹھے اور یہ خطبہ اگلے دن
تھا اس دن سے جس میں حضرت کا انتقال ہوا سو عمر فاروق نے کلمہ شہادت پڑھا اور ابوبکر چپ
تھے۔ نہ بولتے تھے عمر نے کہا کہ چمکوا امید تھی کہ حضرت زندہ رہیں گے یہاں تک کہ ہم سب لوگوں سے
پیچھے رہیں گے۔ سو اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا۔ تو مقرر خدا نے تمہارے درمیان نور
ٹھہرایا ہے۔ جس کے ساتھ تم راہ پاؤ جس سے خدا نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو راہ دکھائی یعنی
قرآن اور یہ کہ ابوبکر حضرت کے ساتھی ہیں۔ اور دوسرے ہیں دو کے یعنی غار میں اور یہ کہ لائق ہر سب
مسلمانوں میں ساتھ تمہارے کاموں کے یعنی لائق ہے۔ خلافت کی سوا کچھ کہ انکی بیعت کرو اور انہیں
سے ایک گروہ اس سے پہلے حضرت ابوبکر کی بیعت کر چکے تھے قوم بنی ساعدہ کی جو پال میں اور عام لوگوں
کی بیعت منبر پر تھی۔ زہری نے کہا کہ میں نے انس سے سنا کہ حضرت عمر اس دن حضرت ابوبکر سے کہتے تھے

کہ منبر پر چڑھ سوان کو ہمیشہ کہتے تھے یہاں تک کہ حضرت ابو بکر منبر پر چڑھے اور عام لوگوں نے ان سے بیعت خلافت کی۔ انتہی بلفظہ۔ زیادہ دیکھو ازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ قصداً ص ۳۱۲ اب تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی اردو ص ۳۵

نوٹ اس بیعت سے پیشتر حضرت عمر و حضرت ابو بکر ہر دو حضرات شخصین مقام غم غمیر میں ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کبار کے رویہ بروہ حکم جناب سیدالابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیعت جناب حیدر کرار علیہ السلام کر چکے تھے۔ مگر بعد وفات احمد مختار اس بیعت مرتضوی کو تولا ڈالا۔

عدم بیعت جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ تاریخ اعظم کو فی ص ۳۵ مطبع یوسفی ادبی اور روشنیہ الصفیاء جلد دوم ص ۲۳۲

برسے کہ وفات سرور عالم صلعم کے روز خواص نے سقیفہ میں بیعت کی اور دوسرے روز مسجد میں عوام نے بیعت کی جب اس بیعت سے فارغ ہو چکے تو حضرت ابو بکر نے ایک مجلس قائم کر کے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو بلوایا جناب ولایت مآب حیدر کرار اس مجلس مہاجرین و انصار میں اپنی مناسب جگہ پر تشریف فرما ہوئے پوچھا کہ ہمارے طلب کرشکا کیا منشا ہے حضرت عمر نے جواب دیا کہ یہ طلب ہے کہ چونکہ تمام اصحاب نے خلافت ابو بکر پر اتفاق کر لیا ہے۔ آپ بھی اتفاق کر کے بیعت کر لیں۔ جناب امیر المومنین نے فرمایا تم لوگوں نے قرابت رسول صلعم کا وسیلہ پکڑ کر انصار کو تسکین دلائی ہے جس سے خلافت ابو بکر کو ملی ہیں اب اسی کو وسیلہ اختیار کرتا ہوں۔ از روئے انصاف بات کرو۔ کہ تم لوگوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کون قریبی زیادہ ہے۔ خدا تعالیٰ سے ڈرو اور یہاں نہ کرو۔ اور جب انصاف لیا ہے۔ تو انصاف بھی کرو حضرت عمر نے کہا کہ تجھ کو نہ چھوڑونگا جب تک کہ تم بیعت نہ کرو اور ابو بکر کی خلافت میں دوسرے کو کیا تمہیں حق نہ ہو جاؤ امیر المومنین علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں اس بات سے کب ڈرتا ہوں جب تک میری زندگی باقی ہے۔ میں اپنے حق سے باز نہ رہوں گا۔ ابو عبیدہ جراح نے کہا یا ابا محسن آپ کے اسلام میں تفصیلت اور بیعت تمامی لوگوں پر روشن ہے۔ اس واسطے تو اس کے اہمیت اور استحقاق رکھتا ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ لائق ہے۔ لیکن اصحاب رسول نے اس بات پر اتفاق کیا ہے۔ اور مہر خلافت نے صدیق پر قرار پکڑا ہے۔ تو بھی ان کے اتفاق سے راضی ہو اور مخالفت نہ کر۔ حضرت علی نے فرمایا ابو بکر حضرت اور امین اور معتمد امت ہے معاف کیجئے اور جوابات بھی نہ ہو اس کو نہ نکالئے۔ وہ بخشش جس کو

کے اہل بیت تمہاری

الاحکام باب الاستخلاف

مدی لا ہو پر ہے

خزۃ حین

لم فتش و

یہ وسلم

لہ علیہ وسلم

ی اللہ محمد

بسلام و ثانی

فۃ منہم

لی المنیر

مثنیٰ

ترجمہ

انکلیں

بکر چپ

سے

ن نور

لی یعنی

ق ترسب

انہیں

م لوگوں

تھے

پاکستان اور دیگر نئے خاندان بنوں کو عطار کی ہے۔ ایسا کرو کہ دوسروں کے خاندان میں چلی جائے اور قرآن ہمارے گھروں میں نازل ہوا ہے۔ اور معدن علم دین اور سنن سید المرسلین ہم ہیں اور مصالح شریعت اور مصالح ملت کو دوسروں سے ہم بہتر جانتے ہیں اپنی طبیعت کے موافق عمل نہ کرو کہ تم کو نقصان ہوگا۔ بشیر ابن سعد نے کہا ہے ابوالحسن قسم ہے خدا تعالیٰ کی اگر آپ کے سخن صدیق کی بیعت کے پہلے تمام لوگ سنتے۔ احتمال یہ تھا کہ دوسرا صحاب سے بھی مخالفت نہ اٹھتی۔ لیکن جب آپ گھر میں بیٹھ رہے۔ تمام لوگوں کو معلوم ہوا کہ آپ کو ریاست و حکومت کی رغبت نہیں ہے۔ اب یہ آپ کی بات آدمیوں کے خلاف عقیدہ ہے۔ اس خیال پر کہ ایسا نہ ہو کہ امر شریعت میں غل و غلط واقع ہو۔ ابوبکر پر بیعت کر لی ہے۔ اس خطرناک مہم کی باگ س کے اقتدار کے قبضہ میں دیدی ہے جناب علی علیہ السلام نے فرمایا تو بشیر خیال کر کیا تو یہ بات پسند کرتا کہ میں جسم مبارک خواجہ کائنات و خلاصہ موجودات گھر میں چھوڑ کر تجھ پر تکفین آنحضرت کی مختصر کر کے ریاست و حکومت کے طلب میں دوڑتا۔

ابوبکر الصدیق نے کہا ہے ابوالحسن اگر مجھ کو معام ہوتا کہ تو اس امر میں میرے ساتھ جھگڑا کر گیا میں قبول نہ کرتا اب جو خلافت نے بیعت کر لی ہے اگر تو بھی اتفاق کر لے تو میرا گمان خطا نہ جائے۔ اگر فی الحال بیعت کرتا نہیں چاہتے آپ پر کوئی تکلیف نہیں ہے بہ سعادت تشریف لیجائے امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے جب یہ باتیں ابوبکر سے سنیں اٹھ کر گھر کو تشریف لائے اور بیعت نہ کی ملاحظہ الصفا جلد دوم ص ۲۲۳ سطر ۳۱ مطبوعہ نو لکھنؤ و روضۃ الاحباب جلد دوم ص ۲۲۳ تاریخ اعظم کو فی ص ۳

(۳) روضۃ الاحباب میں یہ کلمات زیادہ ہیں "ابوبکر صدیق نے جب دیکھا کہ کلمات علی تمام حکم اور استوار ہیں اور ہر ایک اس سے مقابل صد کلمہ بلکہ ہزار کلمہ ہے۔ ازراہ رفیق و مدار کہا کہ اے ابوالحسن کہ مجھ کو یہ گمان تھا کہ تجھ کو میرے اس کام میں مضائقہ نہ ہوگا۔ اگر میں جانتا کہ میری بیعت سے اختلاف کریں گے ہرگز اس کو قبول نہ کرتا۔ اب جو لوگوں نے مجھ پر اتفاق کر لیا ہے اگر تو بھی اُنکے موافقت کر لے میرا گمان مطابق واقعہ کر دیں اور اگر اب توقف کرتا ہے اور خواہش ہے کہ اس امر میں تفکر و تامل کرے تجھ پر کوئی جرم نہیں۔ پس علی علیہ السلام مجلس سے اٹھ کر گھر کو متوجہ ہوئے ملاحظہ روضۃ الاحباب جلد دوم ص ۲۲۳ سطر ۳

(۴) جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام۔ تمام بنی ہاشم حضرت زبیر بن عوام حضرت طلحہ حضرت خالد بن سعید بن عاص اور حضرت سعد بن عبادہ انصاری حضرت سلمان فارسی حضرت ابی ذر غفاری حضرت مقداد حضرت

حذیفہ حضرت جناب حضرت جابر انصاری حضرت ابوسعید خدری اور حضرت زید بن اسلم حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم اجمعین نے بیعت خلافت حضرت ابوبکر سے انکار کیا اور جناب امیر علیہ السلام کی متابعت کی۔
(دیکھو اسد الغابہ فی معرفت الصحابہ - استیعاب - ابوالفداء جلد اول ص ۱۸)

(۴) حضرت سعد بن عبادہ نے مرتے دم تک بیعت نہ کی حضرت برائین غازی حضرت غنہ حضرت ابی بن کعب بھی جناب امیر کے ساتھ ہو گئے۔ اور حضرت غنہ بن ابی لبب نے اس موقع پر یہ شعر فرمائے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

ترجمہ اشعار

ما كنت احسب ان الاحرار منصرف عن هاشم ثم من بعد عن ابي الحسن عن اول الناس يمينا وسابقتهم واعلم الناس بالقرآن والسنن واخر الناس عمدا بالبنى ومن جبرائيل عون له في الغسل والكفن من فيه ما فيههم لا يمتدوك به وليس في القوم ما فيه من الحسن	میرا گمان نہیں تھا کہ امارت چلی جاوے گی نبی ہاشم خاص کر جناب ابوالحسن علیہ السلام سے جو سب لوگوں سے اول سابق الایمان و اسلام ہے۔ اور جو سب لوگوں سے زیادہ قرآن و سنت کا عالم ہے جنہوں نے آخری وقت نبی علیہ السلام سے ملاقات کی اور غسل اور کفن رسول میں جس کا ساتھ حیرت نے دیا علی مرتضیٰ وہ شخص ہے کہ سمیں میں وہ خوبیل جو قوم میں بالجاتی ہیں۔ مگر جو یوں کیا ہمیں قوم میں نہیں
--	--

(ابوالفداء) وروثۃ الاحباب جلد دوم

حضرت بریدہ بن الحنصہ رضی اللہ عنہ
اپنے قبیلہ کا علم بنا کر مدینہ منورہ میں آیا۔ دولت خاں
جناب علی علیہ السلام پر نصب کر دیا جب حضرت عمر کو
خبر ہوئی تو اسکو بلا کر کہا کہ خلائق نے حضرت ابوبکر سے بیعت کی ہے تو کیوں مخالفت کرتا ہے حضرت بریدہ
نے جواب دیا کہ ہم سوائے اس صاحب گھر سے اور کسی کی بیعت نہیں کرتے بعدہ صحابہ نے ایک مجمع بنا کر
حضرت بریدہ کو طلب کیا حضرت بریدہ حاضر ہوا کہ تیرا کیا حال ہے کہ لوگ ایسی سی باتیں کرتے ہیں اس نے
جواب دیا صورت حال یہ ہے کہ ایک وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اور خالد بن ولید کو ملازمت جناب علی علیہ
السلام میں مین کی طرف روانہ کیا تھا قسم ہے خداوند کریم کی کہ اس وقت حضرت علی علیہ السلام سے بڑھ کر دشمن

س چلی جائے اور قرآن
میں اور ضلع شریعت
نہ کر و کہ تم کو نقصان
کی بیعت کے پہلے تمام
میں بیٹھ رہے۔ تمام
میں کے خلاف عقیدہ
ہے۔ اس خطرناک مہم
میں خیال کر کیا تو یہ
کھین آحضرت کی

سے ساتھ جھگڑا کر بیگا
طاعت نہ جائے۔ اگر
جائے امیر المومنین
نہ کی سرور و صفاء
م کو فی مس

ت علی تمام حکم اور
بو الحسن کہ مجھ کو یہ
ن کریں گے ہرگز
مان مطابق واقع
مجم نہیں۔ پس
طرس

ت خالد بن سعید
ت مقداد حضرت

کوئی نہ تھا جب ہفر سے واپس آئے ہیں اول خدمت اقدس جناب رسول خدا صلعم میں آیا سرور عالم صلعم نے دریافت فرمایا کہ علی علیہ السلام کو کس حال میں چھوڑا میں نے اس واسطے کہ مجھے جناب علی سے کہدورت تھی ان کا کلمہ شکوہ شروع کر دیا۔ اس میری بات پر جناب سرور عالم صلعم کے چہرہ پر آثار خفگی پائے گئے اور فرمایا یا بریدہ اسی قطع فی راجل الاولی الناس بکہ بعدی سے بریدہ تو ایسے شخص کے پیچھے کیوں پڑا ہے جو میرے بعد تو سب کا سرور ہے جب یہ کلام زبان معجز بیان سرور دو جہان سے میں نے سنی عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے خدائی کہ میں گلہ و غیبت سے باز آیا اور میں نے توبہ کی جو موجب غضب رسول ہوا اب ملتس ہوں کہ میرے حق میں عافیاویں اور میری بخشش مانگیں جناب جعفر انور نے فرمایا اٹھ کر علی علیہ السلام آلیں۔ ناگاہ جناب امیر تشریف لائے اور ایک گوشہ مسجد میں ہو بیٹھے اور جوتیوں کا گانٹنا شروع کیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم اپنا ایفاء وعدہ فرماویں کہ جناب علی علیہ السلام تشریف لائے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ خاصف النعل (خطاب بجناب امیر علیہ السلام) اس بریدہ نے تیری شکایت و گلہ کیا ہے۔ لیکن میں نے اسکو کہا کہ ایسے شخص کا گلہ کرتا ہے جو میرے بعد تمہارے سب لوگوں کا سرور ہے یہ سوال کرتا ہے کہ ہم اس کی بخشش مانگیں بعدہ جناب رسول مقبول صلعم و جناب علی علیہ السلام نے اس کے واسطے طلب آمرزش کی بریدہ واپس اپنے مکان کو گیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بنگ جل و صفین میں جناب امیر المؤمنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کا ملازم تھا۔ (روضة الصفاء جلد دوم ص ۲۲۲ سطر ۲ مطبوعہ نوکشمور)

(۶) یہ واقعہ بظاہر تعجب سے خالی نہیں کہ جب آنحضرت صلعم نے انتقال فرمایا تو فوراً خلافت کی نزاع پیدا ہو گئی۔ اور اس بات کا بھی نظارہ کیا گیا کہ پہلے رسول اللہ صلعم کی تجہیز و تکفین سے فراغت حاصل کر لیجائے کسی کے قیاس پر آسکتا ہے کہ رسول اللہ صلعم انتقال فرماویں اور جن لوگوں کو ان کے عشق و محبت کا دعویٰ ہو وہ انکو بے گور و کفن چھوڑ کر چلے جاویں۔ اور اس بند و بست میں مصروف ہوں کہ سند حکومت اوروں کے قبضے میں آجائے۔ تعجب پر تعجب یہ ہے کہ یہ فعل ان لوگوں سے حضرت ابو بکر و عمر سے سرزد ہوا جو اسلام کے مہر و ماہ تسلیم کئے جاتے ہیں۔ اس فعل کی ناگواری اس وقت اور زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ جن لوگوں کو آنحضرت سے فطری تعلق تھا یعنی حضرت علی و خاندانِ ہاشم ان پر فطرتی تعلق کا پورا اثر ہوا۔ اور اسوجہ سے انکو آنحضرت کے در و غم اور تجہیز و تکفین سے ان باتوں کی طرف متوجہ ہونے کی فرصت

کرتے تھے۔ انکی ماتم برسی کر کے تسکین و تشفی کرنی واجب تھی انکی قلب غم زدہ و بزرگوار ہو اور فرمایا۔
 صُبت علی مصائب لو انھا صُبت علی الايام صرن لیلیا
 ترجمہ نہ جو مصائب ٹھہر پڑیں اگر یہ مصیبتیں دنوں میں پڑتیں تو وہ غم کے مارے رات ہو جاتی۔
 نوٹ: اہل بیت رسالت صلعم پر خلافت کی طرف سے تین جبر یا ظلم یا حملے ہوئے۔ احراق عاتقوں
 غضب فدک و خمس پہلا حملہ خلافت۔

فصل ۱۲

تذکرہ استحكام خلافت و احراق بیت رسول مقبول صلعم و بیعت بقرع و صلوات اللہ علیہم

حضرت عمر کا آگ لگانا

(۱) امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری لا المتوفی ۳۱۰ ہجری کی تاریخ الامم والملوک مطبوعہ مصر جلد سوم ص ۱۹۸ پر ہے۔
 ترجمہ: معا بن حمید راوی ہے کہ عمر ابن الخطاب جناب علی کے مکان پر آئے اور اس میں طلحہ و زبیر اور کچھ
 مہاجرین بیٹھے تھے۔ پس عمر نے کہا واللہ میں ضرور جلادوں کا تم پر اس مکان کو ورنہ باہر نکال دو اور بیعت
 کرو۔ پس زبیر تلوار کھینچے ہوئے باہر آئے مگر ٹھوکر کھا کر گر پڑے۔ پس تلوار ان کے ہاتھ سے چھوٹ گئی
 اور لوگوں نے دوڑ کر زبیر کو پکڑ لیا۔

(۲) امام شہاب الدین احمد المعروف بابن عبد ربہ اندلسی المتوفی ۳۲۸ھ کی عقد الفریڈ مطبوعہ مصر
 جلد دوم صفحہ ۷۹ ادیکو۔ ترجمہ

جن لوگوں نے ابو بکر کی بیعت سے تخلف کیا وہ حضرت علی حضرت عباس حضرت زبیر حضرت سعد
 بن عبادہ تھے۔ پس حضرت علی و عباس و زبیر جناب فاطمہ کے گھر میں آن بیٹھے۔ یہاں تک کہ ابو بکر نے عمر ابن
 الخطاب کو انکی طرف بھیجا کہ ان کو جناب فاطمہ کے گھر سے نکال دو اور کہہ دیا اگر وہ انکار کریں پس اسے قتل کرنا
 پس عمر آگ کی چکاری لے ہوئے آئے کہ مکان کو آگ لگا کر ان لوگوں کو جلادیں۔ پس جناب فاطمہ نے عمر ابن
 الخطاب کو دیکھ کر کہا کہ اے خطاب کے بیٹے آیا تو اس لے آیا ہے کہ ہمارے گھر کو بھونکے اس نے کہا ہاں
 ورنہ جس طرح امت کے اور لوگوں نے بیعت کی ہے تم لوگ بھی بیعت کر لو۔

(۳) ملک المودید عطاء الدین اسمعیل ابو الفداء المتوفی ۳۲۲ھ کی تاریخ المختصر فی اخبار البشر مطبوعہ

مصر جلد اول صفحہ ۱۵۶ پر دیکھو۔

(شہین) اور قتیفہ بنی ساعدہ کی طرف دوڑے گئے پس عمر نے ابو بکر سے بیعت کر لی اور لوگوں نے ہجوم کیا۔ اور بیعت کرنے لگے یہ بیعت ربیع الاول ۱۱ھ کی عشرہ اوسط میں ہوئی سوائے ایک جماعت بنی ہاشم حضرت زبیر، حضرت عتبہ بن ابی لہب، حضرت خالد بن عاص، حضرت مقداد بن عمر، سلمان فارسی، حضرت ابوذر غفاری، حضرت عمار بن یاسر، حضرت برابر بن عازب، حضرت ابی بن کعب کے اور یہ تمام حضرت علی ابن ابی طالب کی طرف رغبت رکھتے تھے۔ اس طرح ابو بکر کی بیعت سے ابوسفیان نے تخلف کیا پھر ابو بکر نے عمر ابن الخطاب کو حضرت علی اور ان لوگوں کے پاس بھیجا جو حضرت علی کے ساتھ تھے کہ ان کو جناب فاطمہ کے گھر سے نکالے۔ اور حکم دیا کہ اگر تم سے انکار کریں تو ان سے قتال کیجیو پس عمر کسی قداک لئے ہوئے آئے کہ گھر کو پہونکے پس جناب فاطمہ عمر سے ملیں اور فرمایا خطاب کے بیٹے تم کہہ کر آئے ہو آیا ہمارا گھر پہونکے آئے ہو۔ کہا عمر نے ہاں اس لئے آیا ہوں ورنہ جس امر میں امت داخل ہوئی ہے تم بھی داخل ہو جاؤ۔

(۴) علامہ ابو الولید محمد بن شحہ السنونی ۸۱۵ھ کے روضۃ المناظرہ پر حاشیہ جلد یازدہم تا بیچ کمال مطبوعہ مصر صفحہ ۱۱۳ پر خانہ بنت رسول مقبول کی احرار کی تہدید دیکھو۔

(۵) امام ابو محمد عبد اللہ بن مسلم ابن قتیبہ السنونی شکستہ ص ۱ کی کتاب الامت والسیارۃ مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۲۰ پر دیکھو۔ ترجمہ

تحقیق ابو بکر نے ان لوگوں کی خبر دریافت کی جو ان کی بیعت تخلف کر کے حضرت علی علیہ السلام کے پاس جمع ہوئے تھے اور ان کے پاس عمر ابن الخطاب کو بھیجا جبکہ وہ حضرت علی کے گھر میں تھے عمر آئے اور ان کو آواز دی اُنھوں نے باہر آنے سے انکار کر دیا تو عمر نے لکڑیاں منگوائیں اور کہا قسم ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں عمر کی جان ہے نکل آؤ ورنہ میں اس میں آگ لگا دوں گا اور معہ ان لوگوں کے جو اس میں ہیں پھونک دوں گا۔ پس کسی نے کہا کہ اے باحفظہ عمر، اس گھر میں تو جناب فاطمہ ہیں پس عمر نے کہا کہ ہوا کریں تب وہ لوگ نکل آئے اور بیعت کر لی لیکن علیؑ نے نکلے عمر نے خیال کیا کہ علیؑ نے قسم کھائی ہے کہ جب تک قرآن جمع نہ کر لوں گا چادر کندھوں پر نہ ڈالوں گا۔ بعدہ جناب فاطمہ دروازہ کے پاس کھڑی ہوئیں فقالت لا عہد لی بقوا حضر واسوا محضر منکم تذکتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جنات

بین ایدینا۔ قطعتم احرکم بینکم لہ تشاور وناو لہ تردد نالناحقنا پس جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام نے فرمایا کہ مجھے تم سے زیادہ بدتر قوم سے ہلا نہیں پڑا تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمارے ہاتھوں میں چھوڑ دیا اور اپنے کام کی کتر بیونت میں لگ گئے ہم سے مشورہ نہیں لیا اور ہم کو ہمارا حق نہیں دیا پس عمر ابو بکر کے پاس آیا اور ابو بکر سے کہا کیا تم اس شخص سے جو آپ سے پھر اسے بیعت نہ لیں گے۔ پس ابو بکر نے اپنے غلام قنفذ سے کہا کہ جا کر جناب علی کو میرے پاس بلا لا۔ پس قنفذ حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا جناب علیؑ نے فرمایا تمہارا کیا کام ہے۔

قنفذ نے عرض کی کہ آپ کو خلیفہ رسول بلاتے ہیں۔

حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ سقدہ جلد ہی تم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ باندھا ہے۔ قنفذ نے واپس آ کر جناب علیؑ علیہ السلام کا پیغام ابو بکر سے کہا اور ابو بکر دیر تک روتے رہے۔ عمر نے دوبارہ کہا کہ تم اس متخلف سے بیعت لینے میں ڈھیل نہ کرو۔ تب ابو بکر نے قنفذ سے کہا کہ پھر جناب علیؑ کے پاس جا اور ان سے کہو کہ امیر المؤمنین بلاتے ہیں۔ حضرت علیؑ کے پاس آیا اور جو کچھ کہا گیا تھا ادا کیا۔

حضرت علیؑ نے باواز بلند فرمایا سبحان اللہ کیا اچھا دعویٰ ہے جس کا مطاق اسے حق حاصل نہیں قنفذ واپس آیا اور جناب علیؑ علیہ السلام کا پیغام پہنچایا۔

یہ سنکر ابو بکر بہت روئے پھر عمر اٹھا اور ان کے ساتھ ایک جماعت بھی چلی جہاں تک کہ دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب جناب فاطمہ نے ان لوگوں کی آوازیں سُنیں تو بہت زور سے رونے لگیں اور فرمایا ابنت یارسول اللہ ماذا یقینا بعدک من ابن الخطاب وابن ابی قحافہ لے باپ رسول اللہ ہم ابن خطاب وابن ابی قحافہ کے ہاتھوں کیا مصائب ٹھارہے ہیں جسوقت ان لوگوں نے حضرت فاطمہ کی فریاد و زاری سُنی روتے ہوئے اُٹھے پھر گئے۔ درحالیکہ دل کے درد کرتے تھے اور جگر شق ہوتے تھے۔ مگر عمر اور ان کے ساتھی کچھ اور آدمی ٹھہرے رہے پس انہوں نے جناب علیؑ کو نکالا اور ابو بکر کے پاس لے گئے اور کہا کہ بیعت کرو جناب علیؑ نے فرمایا اگر بیعت نہ کروں گا تو کیا ہوگا جو اب دیا قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ ہم لوگ تمہاری گردن مار دیں گے۔ آپ نے فرمایا تو ایک بندہ خدا اور برادر رسول کا خون کرو گے عمر نے کہا بندہ خدا تو خیر مگر رسول اللہ کا بھائی نہیں ہے اور ابو بکر چپکے بیٹھے نہ کہنے لگے۔

عمر نے کہا کیوں اس کے بارہ میں حکم نہیں دیتے پس ابو بکر نے کہا کہ جیہ تک (جناب) فاطمہ ان کے
 پہلو میں ہیں ان پر کسی معاملہ میں حیر نہیں کر سکتا۔ پس حضرت علی علیہ السلام قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آکر بیٹ
 گئے اور نالہ فریاد کرنے لگے فرمایا یا بایں اہل ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی۔ یعنی
 میرے ماں جا کے (بھائی) تحقیق اس قوم نے مجھے لاچار کر دیا ہے اور میرے قتل پر آمادہ ہے (یہ ہی گریہ زاری
 حضرت ہارون علیہ السلام نے بھی اپنے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے روبرو کی تھی) پس عمر نے کہا ابو بکر سے کہ
 آؤ جناب فاطمہ کی خدمت میں چلیں کیونکہ تحقیق ہم نے ان کو غضبناک کیا ہے پس وہ دونوں ساتھ ساتھ جناب فاطمہ
 کے گھر پر آئے سوار اند آئے کی اس نے اجازت مانگی جناب فاطمہ نے ان دونوں کو اجازت نہ دی پس جناب علی
 علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے دونوں نے باتیں کیں حضرت علی ان دونوں کو جناب فاطمہ الزہرا
 علیہا السلام کے پاس لے کر چلے گئے پس آکر کھڑے ہوئے تو جناب فاطمہ نے اپنا منہ دیا اور کی طرف پھیر لیا انہوں
 نے سلام کیا جناب فاطمہ نے سلام کا جواب نہ دیا پس ابو بکر نے کہا اے حبیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے
 شوہر کے بارہ میں تم کو غضبناک کیا ہے جناب فاطمہ نے فرمایا ما بالاک یرثک اہلک ولا یرث
 محمد بن ابیہ کیا بات ہے کہ تیری اہل تو تیری میراث پائیں اور ہم محمد کی میراث سے محروم رہیں ابو بکر بولے
 واللہ قرابت رسول اللہ کی میرے نزدیک میری قرابت سے زیادہ محبوب ہے اور تم مجھے میری بیٹی عاتشہ
 سے زیادہ ہو یا محمد جس دن آپ کے پد بزرگوار کا انتقال ہوا ہے میں چاہتا تھا کہ میں مرجاتا اور آنحضرت کے
 بعد زندہ نہ رہتا کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ میں آپ کا حق اور آپ کا ورثہ روکتا ہوں جو رسول اللہ کی طرف سے
 آپ کو پہنچتا ہے حالانکہ میں آپ کے فضل و شرف سے واقف ہوں مگر بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ سے سنا
 ہے کہ وہ حضرت صلعم فرماتے تھے کہ ہمارا ورثہ نہیں ہوتا جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہے جناب
 فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا میں بھی تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان کروں اسے پہچانوں گے
 اور اس پر عمل کرو گے وہ بولے ضرور پس جناب فاطمہ نے فرمایا میں تم کو قسم دے کہ پوچھتے ہوں کہ تم
 دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتے نہیں سنا ہے کہ خُصا فاطمہ میری اور فاطمہ کا غصہ میرا غصہ ہے پس جس نے
 میری بیٹی فاطمہ سے محبت کی اس نے مجھے راضی کیا اور جس نے فاطمہ کو غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا ابو بکر و عمر دونوں
 نے کہا کہ ہم نے ایسا ہی سنا ہے تب جناب فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا فانی اشہد اللہ و ملائکته انکا
 استحقاقی و ما امرضیتہانی و لکننی لقیۃ النبی صلعم لا شکوتکما الیہ نہ رحمہ

میں خدا اور اس کے فرشتوں کو گواہ کرتی ہوں کہ تم دونوں نے مجھے غضبناک کیا ہے اور ماضی نہیں کیا ہے جب بنی صلعم سے ملاقات کرو گی تو ضرور تم دونوں کی شکایت آنحضرت صلعم سے کرو گی۔

تب ابو بکر نے کہا کہ میں پناہ مانگتا ہوں خدا سے اسے فاطمہؓ کہ آنحضرتؐ اور تم غضبناک ہو چکے ہو۔ ابھکر ابو بکر رونے لگے یہاں تک کہ انکدام گھٹنے لگا۔ لیکن جناب فاطمہؓ یہی کہتی گئیں۔ وائے جو نماز میں پڑھو گی اس میں تمہارے لئے بد دعا کرتی ہو گی۔ پس ابو بکر روتے ہوئے نکلے۔ راوی کہتا ہے پس جناب علیؓ نے ہرگز بیعت نہ کی۔ جینک کہ جناب فاطمہؓ کا انتقال نہ ہو گیا۔

(۷) علامہ مسعود مروج الذهب کے صفحہ ۱۵۹ ابرہہ کا شبہ تاریخ کمال جلد ۲ مطبوعہ مصر میں قصہ حرق خانہ بنت رسول مقبول علیہم السلام کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۸) امام ابو الفتح محمد بن عبد اللہ کریم شہرستانی اپنی کتاب الملل و نحل مطبوعہ بمبئی جلد اول صفحہ ۳۵ پر اس قصہ احراق کو لکھتے ہیں۔

(۹) امام ابن عبد البر کی کتاب استیعاب مطبوعہ جدید آباد دکن جلد اول صفحہ ۳۴۵ پر واقعہ احراق بنت رسول مقبول کو دیکھو۔

(۱۰) شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی کے تحفۃ الثنا عشر یہ مطبوعہ نو لکھنؤ صفحہ ۲۹۲ پر قصہ احراق بیت بنت رسول مقبول صلعم کو دیکھو۔

(۱۱) مولوی شبلی نعمانی صاحب کی کتاب الفاروق میں اس واقعہ احراق کو دیکھو حضرت عمرؓ کی تندی اور تیز مزاجی سے یہ حرکت کچھ بعید نہیں ظالم فاروق صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بیس آگرہ۔

(۱۲) مولوی حمید الدین خان صاحب کی کتاب حد تحقیق بمشرب سنی مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۱۱۰ پر اس واقعہ احراق خانہ بنت رسول مقبول کو دیکھو۔

(۱۳) حافظ عبد الرحمن صاحب مرحوم حنفی سنی امترسری کی کتاب التفضی مطبوعہ امترسری کی صفحہ ۴۵ پر اس واقعہ احراق خانہ بنت رسول مقبول کو دیکھو۔

(۱۴) رسالہ خلافت مصنفہ جان ڈیون پورٹ میں اس قصہ احراق کو دیکھو۔

(۱۵) مشہور مورخ ایڈورڈ گیلن کی کتاب ڈی کلائن اینڈ فال افریسن اسپائر کی جلد سوم صفحہ ۱۹ پر دیکھو۔ ترجمہ فقط بنی ہاشم نے ابو بکر کی بیعت سے انکار کیا اور ان کا سردار علیؓ چھ ماہ سے زیادہ بالظلم

بے تعلق اور چپ چاپ گھریں بیٹھا رہا۔ اُس نے عمر کی دھمکیوں کی کچھ پرواہ نہ کی جس نے دختر رسول کے مکان میں آگ لگانے کا قصد کیا تھا۔

(۱۵) واشنگٹن ایر ونگ صاحب شہسوار نے اپنی کتاب سکسزاف محمد مطبوعہ جارج بل اینڈ سنٹر لنڈن صفحہ ۳۴ پر احراق خانہ دختر رسول مقبول کا واقعہ اس طرح لکھتے ہیں۔ عمر نے اپنے ہمراہیوں کے فاطمہ کے گھر کو گھیر لیا۔ حضرت علیؑ سے کہا کہ ابوجبر خلیفہ منتخب ہو گئے ہیں تم بھی بیعت کر لو علی حجت کرنے اور اپنے حقوق جتانے لگے۔ مگر عمر نے کہا اب رضی عامہ کے خلاف جو کوئی خلافت پر قبضہ کرے بیجا قصد کرے گا اُسے سزائے قتل دی جائیگی۔ اور کہا کہ بیعت کرو۔ ورنہ گھر کو اور جو لوگ اسمیں ہیں سب کو پھونک دوں گا۔ جناب فاطمہؑ نے ملائت کے طور پر بلند آواز سے کہا کہ اے خطاب کے بیٹے تو ایسا ظلم تو نہ کیجیو۔ عمر نے جواب دیا کہ اگر تم لوگ اور لوگوں کی طرح بیعت نہ کر لو گے تو واسد میں ضرور جلا دوں گا۔

(۱۶) اوکلی صاحب اپنی تاریخ اسلام انگریزی صفحہ ۸۳ پر لکھتے ہیں۔ عمر گھر میں آگ لگانے ہی کو تھا کہ جناب فاطمہؑ نے پوچھا تیرا مطلب کیا ہے عمر نے کہا کہ اگر اور لوگوں کی طرح تم لوگ بیعت نہ کر لو گے تو میں گھر کو جلا کر خاک سیاہ کر دوں گا۔

(۱۷) کتاب السقیفہ ابوجبر جوہری کتاب الاکتفا۔ کنز العمال۔ جمع الجوامع میں اس واقعہ احراق خانہ دختر رسول مقبول کو دیکھو۔

(۱۸) شرح ابن ابی الحدید شارح منہج البلاغۃ تاریخ واقعی کو دیکھو۔ ثقیفہ جوہری میں ہے کہ ابن وقاص و مقداد بن اسود جناب فاطمہؑ علیہم السلام کے گھر تھے۔ اور وہ اسلئے جمع ہوئے تھے کہ حضرت علیؑ کی بیعت کریں۔ پس اُنکے پاس عمر آئے تاکہ اُنپر گھر کو جلا دیں۔ پس بیرون کی طرف تلوار لئے ہوئے نکلے اور جناب فاطمہؑ روتی اور چلاتی ہوئی نکلیں۔

(۱۹) بلاذری نے روایت کی ہے کہ تحقیق ابوجبر نے عمر کو علی کی طرف بھیجا کہ اُسے بیعت چاہتے تھے۔ انہوں نے بیعت نہیں کی تھی۔ عمر آئے اور ان کے ساتھ آگ کی چنگاڑی تھی۔ پس جناب فاطمہؑ علیہم السلام انکو دروازہ پر ملیں اور فرمایا اے خطاب کے بیٹے کیا ارادہ رکھتا ہے کہ اس گھر کو ہم پر جلائے اُس نے کہا ہاں وذلک اقوی فیما جاء بہ ابولہ یعنی عمر نے کہا کہ قوی تر ہے یہی اس چیز کے کہ تیرا باپ لایا ہے یعنی استقامت نبوت سے استقامت خلافت قوی تر ہے۔

(۲۰) منتخب کثر الحال بر حاشیہ سند امام احمد بن حنبل جلد دوم ص ۳۸ سطر اول مطبوعہ مصر پر حضرت عمر ابن الخطاب کی جناب سیدہ معصورہ طاہرہ بتول بنت رسول مقبول صلعم کے پاک گھر کو آگ سے جلانے کی دھمکی کو پڑھو اور خوب غور کرو۔ عن اسلم اندہ حین بو یع لابی بکر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان علی والنزیر فی بیت علی فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویشاور وینا ویرتجبون فی امرہم فلما بلغ ذلک عمر ابن الخطاب خرج حتی دخل علی فاطمۃ علیہا السلام فقال یا بنت رسول اللہ - واللہ ما من الخلق احد احب الی من ابيک وما من احد احب النیا بعد ابيک منک دايم اللہ ما ذاک ہمانعی ان لجمتم ہواہ النفر عنک ان امیرہم ان تحرق علیہم الباب فلما خرج عمر جاؤھا قالت تعلمون ان عمر قد جاءنی وقد حلف اللہ لئن عدت لخرج من علیکم البیت الخ - بھی روایت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی از النہ الخفاہ قصہ دوم مانتر ابو بکر میں لکھتے ہیں ترجمہ -

(۲۱) زید بن اسلم اس کے باپ سے روایت ہے بعد رسول اللہ صلعم کے جب ابو بکر سے بیعت ہو چکی حضرت علیؑ اور زبیر جناب فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم کے گھر میں مشورہ خلافت کے برخلاف کر رہے تھے۔ عمر ابن الخطاب یہ خبر سنا کہ جناب فاطمہ کے مکان پر گئے اور کہنے لگے کہ دختر رسول صلعم تیرے باپ سے بڑھ کر میرا مخلوق میں کوئی پیارا نہ تھا اور ان کے بعد مجھ کو جناب سے جو محبت ہے وہ کسی سے نہیں۔ مگر یہ بیزار مندی مجھ کو اس بات سے روکے گی کہ علیؑ اور زبیر یہ یہ جرم مشورت بجا اس گھر کو نہ پھونکے وں سبحان اللہ حضرات شیخین کا ایمان اور محبت اہل بیت کیسی کامل تھی! اور حدیث نقلین پر کیسے متمسک تھے اور بعد وفات رسول اکرم صلعم ایسی حالت میں کہ جناب سیدہ معصورہ بنت لائے ریج والہم ہو کر فرش غرابہ بیٹھی ہوئی تھیں اور اپنے باپ کو رو رہی تھیں سو ہم کا کیا ڈر یا کہ تمہارا گھر پھونک دیا جائیگا۔ اس سے بڑھ کر ظلم و صدمہ مصیبت کیا ہو گی؟

(۲۲) مولوی ندیر احمد صاحب دہلوی روایاتی صادقہ کے صفحہ ۱۵۲ پر لکھتے ہیں۔ اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ حضرت علیؑ خلافت کے دعویٰ ضرور تھے۔ اور کیوں ہوتے پیغمبر صاحب کے بعد اور ادا کو پیش کیا۔ بھائی کو وہی تھے۔ اور چند چند قراتوں کے علاوہ علم و فضل و شجاعت میں کوئی انکار نہیں تھا اور

سب استحقاق ایک طرف اور جناب فاطمہ کا موجود ہونا ایک طرف کوئی ہے۔ جو اتنے استحقاق ہوتے سلطنت ایسی چیز کو چھوڑ بیٹھے اور یہ صرف نہ جناب علی کا خیال تھا بلکہ یہ اور احادیث کی کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبر صاحب کے تمام عقیدت مندان کلمہ ہی خیال تھا واقعات مصرحہ بالا پر نظر فرما کر بانصاف فی طلب نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام کی بیعت بر غبت تھی یا کہ خلفاء کو غیر مستحق امانت سمجھ کر یہ ہزار کر امت و بیدلی اہل سنت کو لازم ہے کہ بیت مرتضوی کے صحیح ہونے کا کبھی خیال نہ فرمائیں اور اس واقعہ آتش فشاں پر گہری نظر دوڑائیں۔

زیادہ واقعہ احراق بیت بنت رسول مقبول صلعم دیکھو شیعہ المطاعن النار الموقدہ تفسیر لوامع التنزیل النار الحاطمہ اور ماہواری رسالہ اصلاح جن میں بڑی توضیح و تفصیل سے درج ہے۔

عزت و شان خانہ بنت الرسول صلعم اگر ابن مردویہ نے حضرت انس بن مالک اور

بریدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اس آیت کو پڑھا یٰبُیُوتِ اِذْنِ اللّٰہِ اَنْ تُفْعَ کُھروں کے اندر اللہ نے حکم کیا ہے کہ بلند کیا جائے پس ایک شخص کھڑا ہوا پھر اس نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کھڑے کون ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ انبیاء کے کھڑے ہیں۔ پھر ابو بکر نے کھڑے ہو کر پوچھا یا رسول اللہ یہ کھڑے علی کو فاطمہ کا انہیں کھروں سے ہے حضور انور نے فرمایا ہاں یہ گھرانہ کھروں سے فاضل تر ہے۔

ابلا فصل و ناراضگی از اشعار کر امت و محبت آثار جناب حبیب کر ار
فصل ثبوت خلافت اموی شاہ ابرار علیہم السلام۔

۱) اسی خلافت کے بارے میں جناب امیر علیہ السلام کا ایک قطعہ دیوان امیری میں درج ہے۔

فان كنت بالشورى ملكا اموت
فكيف بمنا والمشير وعدي
وان كنت بالقربى حجت خصيمهم
فغیرك اولى بالنبي واقسر

ترجمہ: اگر تو شوریٰ و اجماع کے سبب کے امور مردم کا مالک ہو گیا تو یہ شوریٰ و اجماع متحقق کیونکر ہوا صاحبان شوریٰ (بنی ہاشم) تو غایب ہی ہیں۔ اور اگر تو نے قرابت پیغمبر کی دلیل پیش کر کے ان میں سے مقابل کو مغلوب کر دیا تو اس لحاظ سے بھی تیرا غیر جناب امیر المومنین علیہ السلام قرابت پیغمبر کا زیادہ سزاوار ہے اور وہ پیغمبر کا نہایت ہی قریب ہے۔

(۲) دیوان امیر علیہ السلام میں ذیل کے اشعار حضرت ابو بکر کو مخاطب کر کے فرمائے گئے ہیں۔

تعلما بابا بکر ولا تک جاہلاً بان علیا خیر حاف و ناعل
وان رسول اللہ اوصی بحقہ و اکد فیہ قولہ بالفضائل
فلا تبتغہ حقہ و ادر اوسری الیہ فان اللہ لیس بغافل

ترجمہ :- اے ابو بکر! یاد رکھو اور انجان نہ بن کر جناب علیؑ پر کہ وہ میرے افضل ہے اور علیؑ وہ شخص ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں وصیت کی اور اپنے اقوال و فضائل سے اس وصیت کی تاکید فرمائی اس کا حق مت چھینو اسکو خلافت واپس کر دے اور جان لے کہ اللہ غافل نہیں ہے (جناب امیر علیہ السلام نے خلافت ابو بکر کو خلافت خاصہ سمجھا۔)

خلافت حضرت ابو بکر سے جناب حیدر صفہ صدیق اکبر علیہ السلام کی رضامندی و بیعت

(۱) کتاب الامتہ و السیاستہ مولفہ ابن قتیبہ ص ۱۸ باب ابائیت علی ابن ابی طالب علیہ السلام عن بیت ابو بکر
لا نبیر بکری اسلامیہ کالج پشاور پر ہے۔

جب حضرت ابو بکر کو خلافت پر قبضہ حاصل ہو گیا تو پھر حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کو حضرت ابو بکر کے پاس لائے حالانکہ وہ فرما رہے تھے کہ میں بندہ خدا اور پروردگار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ کہا گیا کہ حضرت ابو بکر کی بیعت کرو۔

امیر المؤمنین علیؑ علیہ السلام نے فرمایا ہم تم سے اس امر میں زیادہ مستحق ہیں میں تمہاری بیعت نہ کروں گا۔ تم ادنیٰ ہو کہ مجھ سے بیعت کرو تم نے یہ امر انصاری سے لیا ہے اور تم نے ان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت واری کی حجت قائم کی ہے تم خلافت ہم اہلبیت سے غصب کرتے ہو کیا تم نے انصاری کے سامنے یہ دلیل پیش نہیں کی کہ تم ان سے خلافت کے زیادہ سزاوار ہو اس سبب سے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم میں سے تھے۔ انہوں نے سرداری تمکو دیدی اور تمہاری امارت مان لی حیث ہی دلیل ہم پیش کرتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ حالت حیات اور ممات کی حالتیں تم لوگوں سے زیادہ اولیٰ ہیں اگر تم مومن ہو اور اللہ سے ڈرتے ہو تو ہم سے انصاف کرو ورنہ تم دیدہ و دانستہ ظلم کرتے ہو۔

حضرت عمرؓ جب تک تم بیعت نہ کرو گے ہرگز نہیں چھوڑو گے۔

امیر المومنین علیؓ علیہ السلام کو جو وہ نے جو دہنے کا حق ہے اسکے حقن تیرے قبضہ میں ہیں تیرے حوالہ کر دینا لے کر تم سے پاک ہو دو گا کسی میں تیری بات نہیں قبول کروں گا میں کسی کی بیعت نہ کروں گا۔
حضرت ابو بکرؓ بولے کہ اگر اعلیٰ تم بیعت نہیں کرتے تو میں تم کو مجبور نہیں کرتا۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے جناب علیؓ علیہ السلام سے کہا یا بن عم آپ نو عمر لڑکے اور یہ لوگ تمہاری قوم میں بوڑھے ہیں آپ کو ایسا سناجھ نہیں ہے جیسا کہ

انکو ہے اور میں اس امر خلافت میں ابو بکر کو برزباری اور واقفیت تلہ پیر میں زیادہ قوی پاتا ہوں۔ پس یہ امر ابو بکر ہی کو تسلیم کر دیجئے کچھ اور دن گزرنے کے بعد آپ کی عمر زیادہ ہو جائیگی تو آپ اس امر کے لائق ہو جائیں گے اپنے فضل و درجہ اور علم و فہم اور تقدم اسلام اور نسب اور دامادی کے سبب سے آپ اسکے مستحق ہیں۔

جناب امیر المومنین علیؓ علیہ السلام نے فرمایا۔ اے گروہ مہاجرین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ

گھر کی زمین اپنی نہ کرو اور اسکی اہلیت کو انکے مقام سے اٹھا کر دوسروں کو قائم نہ کرو اور انکی حق تلفی نہ

کرو واللہ مہاجرین ہم اس مقام خلافت کے سب لوگوں سے زیادہ مستحق ہیں ہم اہل بیت ہیں اور

اس امر کے تم سے بھی زیادہ حقدار ہیں جو کوئی کہ ہم میں قادی کتاب اللہ کا اور فقیہ دین اللہ کا اور عالم سنن رسول اللہ

صلعم کا اور واقف امر رعیت کا اور دفعہ گروہ نبی الا امور بد کا اور تقسیم کرنے والا لوگوں میں مساوات کیساتھ تھا واللہ

وہ ہم میں سے ہے پس ہوا دہوس کی پیروی نہ کرو اگر ایسا کرو گے تو راہ خدا سے گمراہ ہو جاؤ گے اور حق سے

زیادہ دور ہو جاؤ گے۔

بشیر ابن سعدؓ نے کہا یا علیؓ اگر انصار تم سے یہ کلام ابو بکر کی بیعت ہونے سے پہلے سن لیتے

تو وہ تم پر اختلاف نہ کرتے۔ راوی کہتا ہے کہ جناب علیؓ علیہ السلام جناب معصوم

سیدہ فاطمہ الزہراءؓ بنت رسول اللہ صلعم کو ایک چوبایہ پر بٹھا کر رات کی وقت مجالس انصار میں لے گئے اور

وہ ان سے نصرت مانگتی تھیں پس وہ جواب دیتے تھے کہ اے بیٹی رسول اللہ کی اب تو ہم اس شخص سے بیعت

کر چکے اور اگر آپچے شوہر اور ابن عم ہمارے پاس ابو بکر سے پہلے چلے آتے تو ہم کسی کو انکے برابر نہ کرتے اس پر

جناب علیؑ فرماتے تھے۔ تو کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھر میں یونہی چھوڑ دیتا اور انکو دفن نہ کرتا اور انکی سلطنت کے لئے لوگوں سے تنازع کر نیکوکل پڑتا ہوں جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام فرماتی تھیں کہ ابوالحسنؑ کو بھی مناسب تھا جو انہوں نے کیا اور ان لوگوں نے وہ کیا جنکا کہ اللہ ان سے حساب لے گا اور طالبہ کریگا یہیں مضمون بلفظ دیکھو تاریخ اسلام جلد دوم دہلوی ص ۲۷۲ (پ)۔ روضۃ الصفا جلد دوم ص ۲۲۳ مطبوعہ نول کشور میں بحوالہ غنیۃ الطالبین لکھا ہے۔

کہ جس زمانہ میں حضرت علیؑ علیہ السلام نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت میں توقف کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے ایک مکتوب میں حضرت علیؑ علیہ السلام کو لکھا کہ مسلمانوں نے مجھ سے بیعت کی ہے اور میری امارت پر راضی ہوئے ہیں آپ بھی انکے ساتھ موافقت کیجئے۔ حضرت علیؑ نے جواب میں لکھا تم نے جو لکھا ہے کہ مسلمانوں نے ہم سے بیعت کی ہے ہماری حکومت پر راضی ہوئے ہیں۔ میں میں سب سے پہلے دولت اسلام سے مشرف ہوا ہوں تمام خلقت سے پہلے میں نے رسول اللہؐ کی تصدیق کی ہے اور میں خدا کے غرور کو گواہ کرتا ہوں کہ آپکی خلافت پر میں راضی نہیں ہوں۔ انتہی۔

(۳) کتاب فیض الباری ترجمہ صحیح بخاری پارہ ۲۸۔ باب رجم الجلی من الزنی اذا احصنت مکتبہ برہمہ و خالف عنا علی و الزہدیر و من معما۔ ترجمہ: حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ اور زہیر اور ان دونوں کے ساتھیوں نے ہم سے مخالفت کی۔ ف حضرت ابوبکرؓ کی ایسی اجماعی خلافت کو حضرت علیؑ اور حضرت زہیر اور تمام خاندان رسالت صلعم نے نہیں مانا صاف ثابت ہے کہ وہ خلیفہ رسول صلعم نہ تھے اور نہ ہی انکے واسطے کوئی نص فرمائی گئی اور نہ ہی وہ باقاعدہ خلیفہ بنائے گئے۔

(۴) قال امیر المومنین علیہ السلام لا یقاس بال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ من ہذا الامۃ احد و لا یسوی بہم من جرت نعمتہم علیہ ابد اھم اساس الدین و عماد الیقین الینہم فی القالی و بہم یحق التالی و بہم حصان حق الولائیۃ و فیہم الوصیۃ و الوارثۃ (منج البلاغہ ص ۳ مطبوعہ اصلاح پریس)

ترجمہ: جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تو اس امت سے کسی کا قیاس نہیں ہو سکتا اور وہ لوگ کیونکر برابر ہو سکتے ہیں جنہوں نے آنحضرت صلعم کی بدولت ہمیشہ نعمت ہدایت پائی۔ اہل بیت رسالت ہی اسلام کی بنیاد اور ایمان کے ستون ہیں دین میں بڑھ جانو

بھی انہیں کی طرف مرجوع کرتا ہے اور پیچھے رہنے والا بھی انہیں سے ملحق ہوتا ہے۔ انہیں کے لئے حق امامت کے خصوصیات ہیں اور انہیں کے حق میں جناب رسول خدا صلعم کی وصیت ہوئی اور ورثہ بھی۔

(۵) استیعاب: جلد اول ص ۱۸۲ پر ہے۔ قال علی علیہ السلام العجب لطلحۃ والزہد ان الله عز وجل لما قبض رسولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قلنا من اہلہ واولیاءہ لا ینار عننا سلطانہ احد ا فابی علینا قومًا فلو ا غیرنا واما الله لولا مخالفتہ الفرقیتہ وان يعود الکفر ولیو الدین لغيرنا فصبرنا علی مفض حمالہ۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا تعجب ہے ظہور میرے کیونکہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا تو ہم نے کہا ہم حضرت صلعم کے ولی اور مستحق ترین ہیں اس خلافت کے مگر قوم نے اقرار کیا اور غیروں کو خلیفہ بنادیا خدا کی قسم اگر اسلام میں تفرقہ پڑ جائے کفر کے لوٹ آئے اور دین پر دوسروں کے قبضہ ہو جائیگا اندیشہ نہ ہوتا تو دیکھ لیتے لیکن انہیں مجھ سے ان سختیوں پر ہم نے صبر کیا۔

جناب سیدہ معصومہ فاطمہ الزہراء صلوات اللہ علیہا کی ناصنگی

جناب علیا صدیقہ طاہرہ فاطمہ الزہراء بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ترکہ میراث پیری سے اپنا حصہ حضرت ابو بکر اجماعی خلیفہ اہل سنت والجماعت سے مانگا تو حضرت ابو بکر نے کہا۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ فغضبت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فہجرت ابا بکر فلم ترک حملجۃ حق توفیت وعاشت بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنتہ اشہر الابرار تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر بارہواں پارہ ص ۸۱۲ مطبوعہ مطبع احمدی لاہور باب فرض الخمس) ترجمہ: حضرت ابو بکر نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ہم پیغمبر لوگوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے یہ سنکر جناب علیا فاطمہ الزہراء صلوات اللہ علیہا غصے ہوئیں اور انہوں نے حضرت ابو بکر سے بولنا چھوڑ دیا اور وفات تک اُن سے نہ بولیں۔ اور آنحضرت صلعم کے وفات کے بعد صرف چھ مہینہ ہی زندہ رہیں۔

(ب) دیکھو سند امام احمد بن حنبل مطبوعہ مصر جلد اول ص ۱۰۰ حدیث آخر۔

(ج) جناب سیدہ معصومہ صلوٰۃ اللہ علیہا کا غضب ناک ہونا معمولی بات نہ تھی فغضبیت کا لفظ یہ کہتا ہے کہ انہوں نے حضرت ابو بکر سے بوجہ غصہ کے پھر بات تک ہی نہیں کی اور بخاری کی دوسری حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابو بکر کو بعد وفات جناب بتول بنت رسول مقبول صلعم جنازہ تک نصیب ہوا اور نہ انکو خبر دی گئی۔ جناب علیا سیدہ معصومہ کا غصہ ہونا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غصہ ہونا ہے۔ اور جناب رسول صلعم کا غضب اللہ تعالیٰ کا غضب ہے۔ پس حضرت ابو بکر نے مخالفت قرآن شریف میں حدیث لا نورث سنا کر اور جناب سیدہ کو وراثت پدری سے محروم کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلعم کو غصہ و ناراض کیا پس جس خلیفہ سے اللہ اور اس کے رسول مقبول صلعم ناراض ہوں وہ خلیفہ رسول کیسے ہو سکتا ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمۃ سیدۃ النساء اہل
اول حد بخاری الجنة ترجمہ: جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جناب
فاطمہ تمام بہشتی عورتوں کی سردار ہے۔ تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری کتاب المناقب فاطمہ علیہ
السلام باب ۱۲۲ مطبع احمدی۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال فاطمہ بضعتہ
زوم حدیث بخاری منی فمن اعضاها اعضبتنی ترجمہ: جناب رسول خدا صلعم نے
فرمایا فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے جو کوئی فاطمہ کو غصہ دلائے اس نے مجھ کو غصہ لایا تیسیر الباری ترجمہ
صحیح بخاری کتاب المناقب پارہ چودھواں ص ۱۲۲

نوٹ جس خلیفہ سے خاتون قیامت خاتون جنت بنت جگر رسول مقبول صلعم ناراض ہو کر وفات
پاویں وہ خلیفہ صاحب اللہ اور اس کے رسول مقبول صلعم کو کیا جواب دینے والا ہو کہ خلیفہ ہو۔

ناراضگی جناب سیدنا و امامنا امام حسن المجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام از حضرت ابو بکر
اخرج ابو نعیم وغیر عن عبد الرحمن الاصبہانی قال جاء الحسن بن علیہ السلام
الی ابی بکر وهو علی منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال انزل عن محاسن

ابی فقال صدقت انه مجلس ابيك واجله في حجره وبكى فقال صلى الله عليه وآله ما هذا
من احدى فقال صدقت والله ما اظلمت (تاریخ الخلفاء علامہ عبدالحق بن سید علی طبع
سرکاری شکر افسر کے سطر الفصل فی بند من علم وتواضع) اور طبع صدیقی مثلاً
ترجمہ :- ابو نعیم وغیرہ نے عبد الرحمن الاصبہانی سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر تھے کہ جناب سیدنا امام حسن علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے باپ کے منبر
سے اتر آؤ آپ نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو یہ منبر تمہارے باپ کا ہی ہے اور امام حسنؑ کو گود میں لے لیا اور
روپڑے حضرت علی کرم اللہ وجہہ لہاں تشریف رکھتے تھے آپ نے فرمایا کہ میں نے اس طرح کے سب کچھ نہیں
کہا حضرت ابو بکر نے کہا کہ آپ سچ فرماتے ہیں میں کچھ آپ پر نہمت تو نہیں لگاتا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی راضگی

عن فضیل ابی واذہب الی منبرا بیک - میرے باپ کے منبر سے اتر آؤ اور اپنے باپ کے منبر پر جاؤ
حضرت عمرؓ نے عرض کیا میرے باپ کا تو کبھی منبر نہیں ہوا پھر کہا کہ یہ بات آپ کو کس نے سکھائی جناب
امام علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی قسم مجھ کو کسی بشر نے نہیں سکھائی - صواعق خرقہ عربی مثلاً (دیکھو
تاریخ الخلفاء سیوطی صدیقی پیرس لاہور کے وازالتہ القاشاہ ولی اللہ مقصد دوم ص ۸۸ سطر ۱)

(ح) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد جب خلافت کی نزاع پیدا ہوئی تو گو فوری طور پر
صدیق اکبرؓ پر اتفاق عام ہو گیا لیکن بنو ہاشم دیر تک اپنی ادعا پر کھڑے رہے اور ان کو اپنی ناکامی پر تعجب اور
افسوس بہت ہوا۔ (کتاب الامون حصہ اول ص ۸۸ مولفہ علامہ شبلی نعمانی مرحوم سنی المذہب)

بیعت مجبوری

بجاری اور مسلم کا اتفاق ہے کہ جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام نے بعد از وفات
جناب سیدہ معصومہؓ بول نبوت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو بکرؓ سے
طوعاً وکرہاً مجبور ہو کر مصالحت و بیعت کی سنو۔

وكان لعلي من الناس وجه حياة فاطمة فلما توفيت استنكر علي وجوه الناس
فالتمس مصالحتهم ابى بكر ومبايعته ولم يكن يبایع تلك الاشهر فلم يسل الى
ابى بكر ان اتنا ولا ياتنا احد معك كراهية لمحضرة عمر فقال عمر لا والله لا ياتنا

ضربت
بجاری
قبول صلعم
صلی اللہ
ابو بکر نے
کے اللہ تعالیٰ
عمر فاروق

سا اهل
یا کہ جناب
فاطمہ علیہ

بضعه
لمع
ی ترجمہ

وفات
یہ ہوئے

ت
ابو بکر
سلام
لس

عليهم وحدثك فقال ابو بكر و ما عسييتهم ان يفعلوا بي والله لا يتسنهم فدخل
عليهم ابو بكر فنشهد على فقال انا قد عرفنا فضلك و ما اعطاك الله و لم ينفس
عليك خيرا اساقه الله اليك - ولكنك استسبدت علينا بالامر و كذا نرى
حقا - صحيح مسلم لقرا بتنا حسن رسول الله صلى الله عليه و اله و سلمه نصيبا حتى فاضت
عينا ابى بكر الم اذ ي صحيح بخارى كتاب المغازى سترهواں پارہ ص ۲۲ سطر دوسری مطبع احمدی
لاہور اور صحيح مسلم كتاب الجهاد والسير باب الفی ص ۹۱ مطبع نوکشتو مع شرح نویدی تقطیع کلاں ترجمہ
اور جب تک جناب سیدہ معصومہ فاطمہ الزہراء صوات اسد علیہا زندہ تھیں تو لوگ جناب علی المرتضیٰ پر
بہت توجہ رکھتے تھے جب انکی وفات ہو گئی تو حضرت علیؑ نے دیکھا لوگوں کے منہ انکی طرف سے پھرے
معلوم ہوتے ہیں تو انہوں نے حضرت ابو بکر سے صلح و بیعت کر لینا چاہا اس سے پہلے چھ مہینے تک
انہوں نے حضرت ابو بکر سے بیعت نہیں کی تھی - پھر انہوں نے حضرت ابو بکر کو پیغام بھیجا اور یہ کہلایا
کہ تم اکیلے آؤ اور کسی کو اپنے ساتھ نہ لاؤ حضرت عمر کا انا ناپسند کرتے تھے مگر انکو منظور نہ تھا کہ حضرت عمر
انکے ساتھ آئیں حضرت عمر نے حضرت ابو بکر سے کہا خدا کی قسم تم اکیلے انکے پاس نہ جانا - حضرت ابو بکر نے
کہا کیوں وہ میرے ساتھ کیا کریں گے میں تو خدا کی قسم ضرور انکے پاس جاؤں گا - آخر حضرت ابو بکر
جناب علی المرتضیٰ کیجی مت میں حاضر ہوئے - تو جناب علی المرتضیٰ نے تشہد پڑھا یعنی خدا کو گواہ کیا اور فرمانے
لگے ابو بکر تمکو ابھی فضیلت اور بزرگی معلوم ہے جو اللہ نے تمکو عنایت فرمائی ہے اور اس نے جو عزت
تمکو دی اس پر تم کچھ حسد نہیں کرتے مگر تمہا کو صرف یہی بُرا معلوم ہوا کہ آپ نے اکیلے ہی اکیلے خلافت
اڑالی مگر اس کام میں ہٹ دھرمی کی (کیونکہ ہم آنحضرت صلعم کے قرابت کی وجہ سے اپنا حق جانتے تھے
جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام ایسا فرماتے رہے حتیٰ کہ حضرت ابو بکر کی آنسو بھرا آئیں - الخ)

(ف) اس سے ثابت ہوا کہ جناب علی المرتضیٰ نے حضرت ابو بکر کو خلیفہ رسول مانا کہ چھ ماہ تک بیعت
نہ کی - صحیح حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حالت مجبوری و اضطراری میں جناب امیر علیہ السلام نے مصالحت
کی جبکہ مخلوق خدا نے آپکو اکیلا چھوڑ دیا اور دنیاوی لالچ میں لکڑیاں بنوی من کنت مولاه
فعلی مولاه اور تمک قرآن و اہل بیت سے منہ موڑ دیا پھر بھی برابر اپنے استحقاق خلافت جتلاتے
رہے اور حضرت ابو بکر کو لاجواب کر دیا - پھر حضرت عمر اور جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہما علیہ السلام کی

شکرہ سخی بھی ثابت ہوئی کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام حضرت عمر سے کرامت رکھتے تھے۔ اس قبیلہ ت
علینا بالآخر سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرات شیخین نے خلافت کو غضب کر لیا۔

(۲) جناب علی علیہ السلام سے حضرت ابوبکر کے پاس چلے گئے۔ اتفاق سے اس وقت حضرت ابوبکر کے
پاس حضرت عمر بیٹھے ہوئے تھے حضرت علیؑ نے کہا کہ میں تم سے کچھ گفتگو کرنے آیا ہوں تم عمر کو اٹھا دو
تو میں کچھ کہوں۔ سنو حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو ہٹا دیا تب حضرت علیؑ نے کہا کہ تم نے سقیفہ میں میری
عدم موجودگی میں بیعت کیوں لی تم نے مجھ سے مشورہ نہ کیا۔ تم مجھ کو بلو لیتے۔ الخ زبیر بن خلدون۔
کتا بنانی جلد سوم مطبع انوار احمدی الہ آباد ص ۲۷۲ سطر اخیر فٹ نوٹ دیکھو۔

پس جس خلافت الشیخین سے اہل بیت علیہم السلام ناراض ہوں ہم اس کو کیسے خلافت راشدہ

تسلیم کریں۔

حضرت عباسؑ عم نامدار سید البرار احمد مختار صلعم کی خلافت صدیقی و ناصحی

ثم خرج فاتی المغیر بن شعبہ فقال اتری یا ابا بکر ان تلقوا العباس فتجعلو
الہ فی ہذا الاحر۔ الخ یعنی حضرت ابوبکر و حضرت عمر مغیرہ بن شعبہ کے پاس آئے تو مغیرہ نے کہا اگر تمہاری
راے ہو تو حضرت عباس کے پاس چلیں اور انکا اور انکی اولاد کا کچھ حصہ مقرر کریں جس سے تمکو حضرت علیؑ اور بنی ہاشم
پر ایک طرح کی حجت حاصل ہو چیکہ حضرت عباس تمہارے ساتھ ہو جائیں حضرت ابوبکر و عمر ابو عبیدہ یہ منکر
حضرت عباس کے پاس آئے اور حضرت ابوبکر نے بعد حمد و صلوٰۃ کہا خدا تعالیٰ نے حضرت محمد صلعم کو یہ رسالت مبعوث
کیا جو اسکے بنی اور مومنین کے ولی تھے جب خدا نے انکو وفات دی تو حضرت صلعم نے اس امر خلافت کو رعایا کی
راے پر چھوڑ دیا کہ اپنی مصلحت کے موافق جسکو چاہیں اختیار کریں جس میں وہ متفق ہوں اور مختلف نہ ہوں
تو ان لوگوں نے ہمکو والی بنایا اور اپنے امور کارامی (نگہبان چرواہا) اور ہمکو محمد اللہ نہ کسی طرح کے وہن
کا خوف ہے۔ نہ حیرت کا نہ بزدلی کا خدا کی توفیق پر اعتماد ہے اور ہمکو براہ اس قسم کی خبریں پہنچتی ہیں کہ جو لوگ
عامہ مسلمین کے انتخاب کے خلاف ہیں وہ اس امر پر طعن کرتے ہیں اور تم لوگوں کو اپنا پشت و پناہ بناتے ہیں۔
لہذا یا تو آپ بھی اس میں داخل ہو جائے جس میں سب داخل ہیں یا ان لوگوں کو اپنے پاس سے نکال دیجئے
اور ہم لوگ اسلئے آئے ہیں کہ اس خلافت میں کچھ حصہ آپکا مقرر کریں جو آپکے بعد آپکی اولاد کے بھی کام آئے

کیونکہ آپ عم رسولؐ ہیں۔ اگرچہ لوگوں نے باوصفیکہ آپکی قدر و منزلت کو دیکھا ہے مگر سبھی سبب خلافت کو آپ لوگوں سے علیحدہ کر دیا ہے۔ فرزدان عبدالمطلب اپنی جگہ پر ہو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بھی ہیں اور تم سے بھی۔

حضرت عمرؓ نے کہا ہاں قسم خدا کی ہم اس غرض سے نہیں آئے ہیں کہ ہم کو کوئی تمہاری طرف حاجت ہے مگر ہم کو یہ بات بری معلوم ہوتی ہے کہ تم لوگ اس اجتماع عامہ پر طعن کرو جس سے ممکن ہے تم کو اور ان کو خلل عظیم پہنچے۔ لہذا اس کو سوچو جو تمہارے لئے اور عوام کے واسطے مفید ہو۔

حضرت عباسؓ نے بعد حمد خدا کے فرمایا کہ بیشک سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے نبی بنایا اور مومنین کیلئے ولی قرار دیا اور وہ اس امر کو یونہی چھوڑ گئے تاکہ اختیار کریں اپنے نفس کیلئے اس حالت میں کہ وہ حق پابنوا لے ہوں پس اگر تم نے اس خلافت کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے طلب کیا ہے تو ہمارا حق تو نے لیا اور اگر بذر یہ مومنین طلب کیا تو ہم نہیں مومنین ہیں اور یہ مومنین تم پر خلا و واجب توبہ ہم سب کو است کرتے ہیں تو پھر تم کو یہ کرنا واجب ہوئی رہی بخشش جو تم کو دیتے ہو تو اگر اپنے حق سے دیتے ہو تو ہم کو اس کی حاجت نہیں اور اگر وہ حق مومنین ہے تو بچے جائز نہیں کہ اون پر سختی کر لے اور اگر ہمارا حق ہم کو دیتے ہو تو ہم ہرگز اس پر راضی نہیں ہیں کہ بعض حق کو لیں اور بعض کو چھوڑ دیں۔ رہا یہ جو تم نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اور تم سے دونوں سے ہیں۔ فائدہ قد کان من شجرة نخع اغصا وانتم جراثعھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس رخت سے ہیں جسکی ہم ڈالیاں ہیں اور تم اسکی اس پاس والی زمین ہو۔ انتہی ترجمہ کتاب الامانة والسياسة مطبوعہ مصر ص ۲۴

(ف) اس سے ہر ایک منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کہ خاندان بنی ہاشم و اہل بیت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں کس طرح رابطہ و اتحاد تھا اور جناب امیر علیہ السلام سے کس طرح کی خصوصیت تھی اور وہ کس طرح خلافت کے چل جانے سے ناراض تھے کہ حضرات شیخین نے بولٹیکل چال سے تفرقہ پر داری کردی چاہی یا حضرت عباسؓ کو جاگیر کا طمع بھی دلایا مگر انہوں نے ایسا کارساجواب دیا کہ حضرت شیخین بسوت رہے صرف حضرت عباسؓ ہی نہیں بلکہ خلفاء عباسیہ بھی خلافت شیخین کو برحق نہ جانتے تھے چنانچہ تاریخ کامل میں بنی عباس کی ناراضگی اوقام عمہ داود علی حراقی المبتدئ فقال الحمد لله شكراً الاموانہ ما معد منبرکہ ہذا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الا امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب و امیر المؤمنین عبد اللہ بن محمد و الشاہ
بیدہ الی ابی السفاح و قال فی آخر کلامہا ایہا الناس و اللہ ما کان بدیکم و بدین
رسول اللہ صلعم خلیفۃ الا علی ابن ابی طالب و امیر المؤمنین الذی علی
ثبوت نقل (دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر جلد ۱۵ ص ۱۵۵) ترجمہ: یعنی جب ابو السفاح خطبہ
پڑھ چکے تو ان کے چچا داد منبر پر گئے اور بعد حمد و نعت کے طوالتی خطبہ پڑھا جس کے آخر میں کہا کہ جان رکھو
منبر پر وہی خلیفہ نے قدم رکھا ہے ایک امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام دوسرے یہی عبد اللہ
بن محمد ابو السفاح پھر آخر کلام میں فرمایا قسم خدا کی جناب رسول صلعم اور تم لوگوں کے درمیان میں میرا
کوئی خلیفہ نہیں ہوا سچ امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب اور اس خلیفہ کے جو ہمارے پیغمبر ہے۔

(۵) سالہ ہجری میں مامون الرشید نے یہ اعلان کر دیا کہ جو شخص امیر معاویہ کا ذکر بخیر کرے
ہم اس کی حفاظت سے دست بردار ہیں کیونکہ بعد رسول اللہ صلعم کے دنیا بھر کے لوگوں میں حضرت علی
کرم اللہ وجہہ افضل ہیں۔ (دیکھو تاریخ الخلفاء مترجم علامہ سیوطی زین الدار پریس لاہور جلد ۱ ص ۱۷)

(۶) سالہ ہجری میں جب حضرت ابو بکر نے خالد بن عرق کی طرف لشکر کے ساتھ بھیجا تو پہلا
نشان جو ملک شام کے لئے قائم کیا گیا وہ حضرت خالد بن سفید بن غاص کا تھا۔ مگر قبل اسکے کہ وہ
روانہ ہوں موقوف کر دئے گئے۔ جسکی وجہ یہ ہوئی کہ نہ تو جس بیعتہ ابی بکر شہرین ولقی
علی ابن ابی طالب و عثمان بن عفان فقال یا ابا الحسن یا بنی عبد مناف
اغلبتم علینا فقال علی۔ المغالبہ ام خلافت الخ۔ کہ انہوں نے دو مہینہ تک حضرت ابو بکر
کی بیعت نہ کی اور حضرت علی علیہ السلام اور حضرت عثمان بن عفان سے ملاقات کی اور کہا ابا الحسن اے
فرزند عبد مناف کیا تم سب مغلوب ہو گئے اس خلافت میں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اسے مغالبہ سمجھنا
ہے یا خلافت حضرت ابو بکر نے تو اسکا کینہ اپنے دل میں نہ رکھا مگر حضرت عمر کے دل میں کینہ بھرا رہا۔
جب حضرت ابو بکر نے انکو افسوس کرنا یا تو حضرت عمر براہ اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ اسکو مغرول
کر دیا۔ (دیکھو تاریخ ابن اثیر کامل جلد دوم ص ۱۵۷)

مکالمہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت عمرؓ کیوں عبد اللہ
(ابن عباس رضی اللہ عنہما)

یہ سب خلافت کو
ہم سے بھی ہیں

یہی طرف حاجت
نہیں ہو۔

وہ مومنین کیلئے

نفس کیلئے

یہی سے طلب

نہیں ہوتی

یہی خلا و واجب

ہو تو ہم کو

ور اگر ہمارا

یہی جو تم نے

فن اغصا

س پاس

سالت صلعم

نہیں

خلافت

یہاں حضرت

من

ل میں

نکرا

صلعم

ہمارے ساتھ کیوں شریک نہیں ہوئے۔
 حضرت عبداللہ بن عباسؓ: میں نہیں جانتا۔
 حضرت عمرؓ: تمہارے باپ رسول اللہ کے چچا اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچیرے بھائی
 ہو پھر تمہاری قوم تمہاری طرفدار کیوں ہوئی۔
 حضرت عبداللہ بن عباسؓ: میں نہیں جانتا۔
 حضرت عمرؓ: لیکن میں جانتا ہوں تمہاری قوم تمہارا سردار ہونا گوارا نہ کرتی تھی۔
 حضرت عبداللہ بن عباسؓ: کیوں؟
 حضرت عمرؓ: وہ نہیں پتہ کہ تھے کہ ایک ہی خاندان میں نبوت اور خلافت دونوں آجائیں۔
 شاید تم یہ کہو گے کہ حضرت ابو بکرؓ نے تمکو خلافت سے محروم کر دیا لیکن خدا کی قسم یہ بات نہیں۔
 ابو بکرؓ نے وہ کیا جس سے زیادہ مناسب کوئی بات نہیں ہو سکتی تھی۔ اگر وہ تمکو خلافت دینا بھی چاہتا
 تو انکا ایسا کہنا تمہارے حق میں کچھ بھی مفید نہ ہوتا۔

دوسرا کالمہ اس سے زیادہ مفصل ہے۔ کچھ باتیں تو وہی ہیں جو پہلے کالمہ میں گزر چکیں
 کچھ نئی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

حضرت عمرؓ: کیوں عبداللہ بن عباس علیہ السلام تمہاری نسبت میں بعض بعض باتیں سنا کرتے تھے لیکن
 میں نے اس خیال سے اسکی تحقیق نہیں کی کہ تمہاری عزت میری آنکھوں میں کم نہ ہو جائے۔
 حضرت عبداللہ بن عباسؓ: وہ کیا باتیں ہیں؟

حضرت عمرؓ: میں نے سنا ہے کہ تم کہتے ہو کہ لوگوں نے ہمارے خاندان سے خلافت خدا
 ظلماً چھین لی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ: ظلماً کی نسبت تو میں نہیں کہہ سکتا کیونکہ یہ بات کسی پر مخفی نہیں
 خدا تو اسکا تعجب کیا ہے ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام پر حسد کیا اور ہم لوگ حضرت آدم ہی کو
 میں پھر محسود ہوں تو کیا تعجب ہے۔

حضرت عمرؓ: افسوس بنی ہاشم کے دل پیرانے رنج اور کینہ نہ جائیں گے۔
 حضرت عبداللہ بن عباسؓ: ایسی بات نہ کہئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی لاشعور

حضرت عمرؓ۔ اس تذکرے کو جانے دو۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ: بہت مناسب۔

(دیکھو تاریخ طبری ص ۲۶۷ تا ۲۷۷ اور الفاروق شبلی نعمانی حصہ اول ص ۱۷۳ حاشیہ فٹ نوٹ افضل المطابعہ دہلی۔)

تذکرہ کما صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت سے تمام خاندان نبوت و اہل بیت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض تھے۔ اور اس خلافت کو خلافت راشدہ و حقہ و خلافت النبوة نہیں جانتے تھے اور حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ کو اپنا انام و پیشوا نہیں مانتے تھے بلکہ ہمیشہ سادات خلافت النبوة کے دعویدار رہے جب خاندان رسول مقبول صلعم نے حضرت اصحاب ثلاثہ کو خلفائے رسول صلعم نہیں مانا تو ہم عثمان و شیعہ بن علی علیہ السلام کو تسلیم نہ کر سکتے ہیں۔

فصل

مقدمہ باغ فدک

بیان ورا رسول و اہلبیت رسول جاگیر قبول صلوات اللہ علیہما

تحقیق فدک: فدک ایک گاؤں ہے جو مدینہ منورہ اور خیبر کے درمیان تھا حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں

باغات فدک کی آمدنی چالیس ہزار دینار تھی علاوہ اس کے خاص مدینہ منورہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ جائدادیں بھی تھیں بنی نضیر کے کھجوروں کے باغات، خنق کے سات باغات، انصار کی کمی کہوئی اراضی، وادی القریٰ کی تہائی زمین۔ فدک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص ملکیت یہ لڑائی و جنگ و جدل سے حامل نہیں ہوئی تھی کچھ ہجری میں فتح خیبر کے بعد جناب امیر المومنین مرکا ملٹنی علیہ السلام فدک کی طرف روانہ کئے گئے وہاں کے لوگوں نے ذکر جناب امیر علیہ السلام سے

شرط امان و حفاظت جان بہ صلح کی اور فک اور گرد کے گاؤں خاص ملکیت رسول مقبول صلعم قرار پائے
(تاریخ اسلام جلد دوم صفحہ ۱۲۵) معارج النبوة رکن چہارم ص ۲۱۱ جلد ثانی روضۃ الصفا جلد دوم ص ۱۳۵ و تاریخ
حبیب السیر جلد اول جزویہ ص ۱۷۱ تاریخ اسلام علامہ عباسی ص ۱۳۷ فتح الباری جلد دوم ص ۱۲۱
سنن ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۵ حاشیہ بخاری سہارہ بارہواں ص ۶۲ احمدی مطبع لاہور عمدۃ القاری شرح
صحیح بخاری جلد ۱ ص ۱۲۳ روضۃ الاحباب وغیرہ)

مہ فک

جب آیت و انت ذی القربى حقہ اور قرابت والوں کو حق دید و نازل ہوئی تو
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدہ معصومہ فاطمہ الزہرا صلوات اللہ
علیہا کو بلایا اور انکو وثیقہ لکھ کر فک حوالہ کر دیا اور یہ وہی وثیقہ تھا جو رسول اللہ صلعم کے وفات کے بعد جناب
سیدہ معصومہ نے حضرت ابو بکر کے پاس پیش کیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ جناب رسول اللہ صلعم کا نوشتہ
اشہام ہے کہ میرے اور امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کے واسطے تحریر فرمائے ہیں مگر تاریخ اسلام
جلد ۲ ص ۱۲۵ معارج النبوة رکن چہارم ص ۲۱۱ جلد ثانی روضۃ الصفا جلد دوم ص ۱۳۵ و تاریخ حبیب السیر جلد اول
ص ۱۷۱ و ریشور سیوطی باسناد ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ قال لما نزلت هذه الآية انت
(ب) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال لما نزلت هذه الآية انت

ذی القربى حقہ دعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ فاعطاها فک
(در ریشور سیوطی ماتحت آیت شریفہ) حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جب یہ آیت شریف حق
قرابت والوں کا دید و نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدہ معصومہ فاطمہ الزہرا
صلوات اللہ علیہا کو بلایا اور انکو فک عنایت فرمایا معارج النبوة رکن چہارم جلد ثانی ص ۲۱۱ و تاریخ النبوة
جناب بی بی عائشہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میراث رسول عوی قبول

صلوات اللہ علیہا حضرت ابو بکر سے آنحضرت صلعم کا ترکہ مانگنے لگیں یعنی اپنا حصہ ستر کہ میں سے دلایا
جائے ان مالوں سے جو اللہ نے بن لڑائی بھرائی آپ کو دلادے ابو بکر نے یہ جواب دیا آنحضرت صلعم نے
فرمایا ہے لا نورث ما ترکنا صدقہ ہم پیغمبر لوگوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں
وہ صدقہ ہے۔ یہ سکر جناب فاطمہ الزہرا صلوات اللہ علیہا غصہ میں ہوئیں و انہوں نے حضرت ابو بکر سے

خلافت ترک کر دی اور وفات تک اسے زمیں اور آنحضرت صلعم کے بعد صرف چھ ہی بیٹے زندہ رہیں حضرت عائشہؓ نے کہا کہ جن باطل مساوات اللہ علیہا اپنا حصہ اس مال سے مانگی تھیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیمہ فدا کا وریدینہ کے صدقہ میں سے چھوڑا تھا لیکن ابو بکرؓ نے نہ دیا بلکہ (بخاری سیارہ بارہواں ص ۱۱۱) کتاب الجہاد والسیر باب فرض الخمس مطبع احمدی لاہور۔

اباوسری حدیث بخاری کتاب المغازی۔ پارہ ستر ہواں ص ۲۱ مطبع احمدی لاہور۔

عن عائشہ ان فاطمۃ علیہ السلام بنت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسرسلت الی ابی بکر تسالہ میوا قہما من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حمایا فاء اللہ علیہ بالمدینۃ و عندک وما بقی ممن تمسک بیدہ فقال ابو بکر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا نورث ما ترکنا صدقہ المایا کل ال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی ہذا المال والی واللہ لا اغیر شیئا من صدقۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن حالہا اللتی کان علیا فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولا عملن فیہا عمال بد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فابی ابو بکر ان یدفع الی فاطمۃ منہا شیئا فوجدت فاطمۃ علی ابی بکر فی ذلک ففہرتہ فلم تکلمہ حتی توفیت وعاشت بعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ستہ اشھر فلما توفیت دفنہا من وجہا علی لیلہ ولم یؤذن یھا ابی بکر و صلی علیا۔ (الخرقة متفق علیہ صحیح مسلم۔ باب الف کتاب الجہاد والسیر ص ۱۱۱) ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ الزہراؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی نے کسی کو ابو بکر صدیقؓ کے پاس بھیجا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ترکہ مانگتی تھیں ان مالوں میں سے جو اللہ نے آپ کو مدینہ اور فدا میں عنایت فرمائے تھے اور خیمہ فدا کے پانچویں حصہ میں سے جو بچ رہا تھا۔ ابو بکرؓ نے یہ جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں فرمایا ہے ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم مال اور اسباب چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہے۔ البتہ اس میں شک نہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خیرات اسی حال پر رکھوں گا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں تھی اور صیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کرتے تھے میں بھی ویسا ہی کرتا رہوں گا۔ (رجح جس کو

آپ جیسے تھے میں بھی انہیں کو تیار ہونگا) غرض ابوبکر صدیق نے حضرت فاطمہ کو اس ترکہ میں سے کچھ دینا منظور نہ کیا اور حضرت فاطمہ کو ابوبکر پر غصہ آیا انہوں نے انکی ملاقات ترک کر دی۔ اور مرتے دم تک اسے بات نہ کی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف چھ مہینے تو زندہ رہیں۔ حیرانگی وفات ہوئی تو انکے خاوند حضرت علی نے رات ہی کو انکو دفن کر دیا اور ابوبکر صدیق کو انکی وفات کی خبر نہ دی (ترجمہ مولوی حیدر الزمانی)

حقوق الزمرہ اصلوات اللہ علیہا عباد دو مال متاع و ملاک چار قسم سے حاصل ہوتے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ کے حکم و قوانین و فطرۃ الہی سے جناب سیدہ معصومہ خاتون قیامت کو اس جائیداد منقولہ و غیر منقولہ سے ہر طرح حق حاصل تھا۔ اور ہر ایک طرح سے حصہ پہنچتا تھا۔ کوئی قانون۔ کوئی حکم جناب سیدہ معصومہ کو محروم نہیں کر سکتا تھا۔

حصہ وراثت و ورثۃ الانبیاء کمال غ فک و جانبداری مدینہ منورہ میں سے بموجب شرع ہلام حضرت رشتہ و ورثۃ الانبیاء کو جناب سیدہ معصومہ نصف کی مالک تھیں کیونکہ آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکلوتی بیٹی ہیں۔

(الف) قال اللہ تعالیٰ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ (پس سورۃ النساء رکوع اول) ترجمہ: جو ماں باپ اور ناطے والے چھوڑیں یعنی مال و اسباب اس میں مردوں کا حصہ ہے اسی طرح عورتوں کا بھی اس میں جو ماں باپ اور ناطے والے چھوڑیں حصہ ہے تھوڑا ہو یا بہت۔

(ب) یُوصِّیْکُمُ اللّٰهُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکْرِ مِثْلُ حِظِّ الْاُنثٰی. فَاِنْ کُنَّ نِسَاءً فَوْقَ الشَّہْنِیْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثُ مَا تَرَکَ وَاِنْ کَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ (پس النساء رکوع ۲) ترجمہ: اللہ تمکو تمہاری اولاد کے باب میں یہ حکم دیتا ہے مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملیگا۔ اگر دو سے زیادہ عورتیں نہری بیٹیاں ہوں مگر اور بیٹا کوئی نہ ہو تو بھی ترکہ میں سے دو تہائی انکو ملیں گی۔ اور اگر ایک ہی بیٹی ہو تو آدھا ترکہ اسکو ملیگا۔

(ج) وَلِکُلِّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ مَا تَرَکَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ (پس النساء رکوع ۳) ترجمہ: اور ہر ایک کے لئے جو مال چھوڑیں ہم نے اس کے وارث ٹھہرا دیئے۔

(د) وَأُولَ الْأَنْسَرِ حَامٍ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (پہلے سورہ انفال رکوع ۱۰) ترجمہ: اور نسطے رفتے والے ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں اللہ کی کتاب کے رہ سے زیادہ قدر میں بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

(۴) وَأُولَ الْأَنْسَرِ حَامٍ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلَىٰ أَوْلِيَائِكُمْ مَعْرُوفًا كَانَ ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا (پہلے انفال رکوع ۱۱) ترجمہ: اور نسطے رفتے والے اللہ کی کتاب کے رو سے مسلمان اور مہاجرین سے زیادہ حق رکھتے ہیں مگر اگر پانچا ہاں یہ اور بات ہے کہ تم اپنے دوستوں سے کوئی سلوک کرو یہی حکم اللہ تعالیٰ کی کتاب (لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے) (توبہ القرآن)

دوم آیات میراث عام میں اور قرآن شریف میں کسی جگہ تخصیص وراثت الانبیاء نہیں بلکہ انبیاء و مرسلین ایک دوسرے کے وارث چلے آئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو نبوت و حکمت اور مال متاع و ملک ملتا رہا ہے تو لہ تعالیٰ کھبے بعض ذکر و حمہ ربک عبد کا ذکر کیا اذ نادى رَبِّیْ نَدَاءً خَفِیًّا قَالَ رَبِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاسْتَعَلَ الرَّأْسُ شَیْبًا وَلَمْ أَكُنْ بِدُعَائِکَ رَبِّ شَقِیًّا۔ وَابْنِیْ خَفِیْتُ لَکَ الْوَالِدِیْنِ وَرَأِیْتُ وَكَانَتْ أُمُّ رَبِّیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِّی مِنْ لَدُنْکَ وَلِیًّا یَرِثْ مِنِّیْ وَیَرِثْ مِنِّیْ اِلٰی یَعْقُوبَ وَ اٰجُلْکَ رَبِّیْ وَخِیًّا دِیَّا۔ مریم۔ رکوع اول (ترجمہ: اے پیغمبر یہ بیان ہے اس مہربانی کا جو تیرے مالک نے اپنے بندے زکریا کی جانب سے اپنے مالک کو دینی آواز سے پکارا کہنے لگے مالک میری بڑیاں ہودی ہو گئیں اور بڑھاپے کی سفیدی سے سر چمکنے لگا۔ اور میں تنہا کو پکار کر کبھی خروم نہیں ہا اور مجھے اپنے بعد اپنے بھائی بندوں سے اندیشہ ہے اور میری بی بی بانجھ ہے تو اپنے کرم سے مجھ کو ایک فرزند عطا فرما جو میرا وارث ہو اور یعقوب کی اولاد کا بھی وارث ہو۔ اور اس کو اے مالک چھیننا بنا لے یعنی قبول خاص عام کہہ ف اس میں وراثت مالی کی حفاظت کیواسطے دعا ہے کہ بیٹا جائزین ہو کر اپنا مال متاع سبہا لے ورنہ جناب زکریا علیہ السلام کو بھائی بندوں سے کیا وراثت کیا نبوت کوئی چھین سکتا تھا یا علم نبوت وراثت سے مل سکتا ہے ہرگز نہیں اللہ اعلم حیث یجعل لہم سالتہ کا فرمان موجود ہے نبوت وہی عطیہ خدا داد ہے کسی نہیں۔ اس پر تمام مفسرین کا اتفاق ہے۔ ابن جریر طبرستان تفسیر ابن کثیر جلد ۱ ص ۸۳۷ و ۸۳۸ جلد ۲ ص ۲۵۹ تفسیر کبیر طبرستان ص ۷۶ ترجمان القرآن سورہ مریم ص ۳۲ قول ابن عباس جس بصری و ضحاک۔

(ب) وَرَأِیْتُ نَادِیَ رَبِّیْ لَہٗ تَدْنِیْ فَمَادَا وَانْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنِ (پہلے

الانبیاء - رکوع ۶) اور اسے پیغمبر ذکر یا نبی کا قصہ یاد کر جب اس نے اپنے مالک کو پکارا۔ مالک میرے جھکودنیا میں کچھ اور
 رہنے چھوڑو اور تو سب وارثوں سے بہتر ہے۔ ج۔ حضرت داود علیہ السلام نے جھہ ہزار روپے چھوڑ دیں تفسیر حسینی ص ۲۲
 (ج) و وراثت سلیمان داود (پ ۱۹ النمل ج ۲-۳) قر جملہ: یا اور سلیمان داود کا
 وارث ہوا۔

نوٹ حضرت سلیمان کو نبوت اور ملک - علم منطلق الطیر اور ہر طرح کا سامان دیا گیا۔ تمام مفسرین کا اتفاق ہے
 کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایک ہزار گھوڑا وارثت میں ملا۔ (معالم التتمیل بغوی ص ۵۶۵ در نشور سوطی جلد ۵ ص ۱۳۳
 تفسیر خازن جلد ۳ ص ۳۴ بیضاوی - مدارک عباسی - نیشاپوری جلد ۱ ص ۹۳۳ ابوالتاج ص ۲۵ ثعلبی ص ۶۸۸
 تفسیر کبیر جلد ۴ ص ۵۵)۔ پس قرآن شریف کے احکام آیات نبیات سے وراثت انبیاء علیہم السلام ثابت ہوئی اور
 نحن معاشر الانبیاء لا نورث مخالف کتاب اللہ ٹھہری جو حدیث مخالف ہو قابل حجت نہیں۔

مال غنیمت میں حصہ اللہ تعالیٰ نے جنابی بی بی پاک خاتون قیامت صلوات اللہ علیہا کا حصہ مال
 غنیمت میں بھی مقرر فرمایا ہے قال اللہ تعالیٰ واعلموا انما غنیمتکم
 من شئی فان الله خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتیمی والمسکین وابن
 السبیل (پ ۱ شروع) ترجمہ: اور جانو تم کہ جو کچھ تم کسی چیز سے لوگو پس تحقیق اللہ کیواسطے ہے۔
 پانچواں حصہ اور واسطے رسول اور واسطے قرابت والیکے یتیموں - فقیروں اور سافروں کے سوا تمام مفسرین
 کا اتفاق ہے کہ ذی القربی سے مراد رشتہ داران رسول صلعم ہیں۔ بنی ہاشم کہ خمس انکو دیا جاتا تھا۔ مگر حضرت
 ابوبکر نے بند کیا۔ (ابوداؤد)

مال فی میں حصہ اگر جائیداد غیر منقولہ نہ رہی باغ و فک وغیرہ مال فی تھا تو اس میں بھی جناب سیدہ معصومہ
 کا حصہ تھا۔ اور یہ جائیداد خاص ملکیت جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
 تھی مسلمانوں کی نہ زر خرید تھی نہ مال غنیمت۔ قال اللہ تعالیٰ وما فاء الله علی رسولہ من شئی فاما
 او حقتہ علیہ من حیث ولا امر کاب ولكن الله یسطر اسئلہ علی من یشاء والله علی
 کل شئی قدير ما فاء الله علی رسولہ من اهل القربی فلیہ وللرسول ولذی القربی
 والیتیمی والمسکین وابن السبیل سعی لا یكون دولة بین الاعنیا منکم وکانتکم
 للرسول فخذوا مما بینکم عنہ فانفقوا واتقوا الله ان الله شدید العقاب (پ ۲۸ عشر)

ترجمہ نہ جو مال خدا نے اپنے رسول کو بے لڑے مفت میں ان سے دلوادیا تو مسلمانوں نے اس کے لئے کچھ
دور و صوب تو کی نہیں نہ گھوڑوں سے اور نہ اونٹوں سے مگر اللہ اپنے پیغمبروں کو جس پر چاہے قابض کر دے
اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے جو مال اللہ اپنے رسول کو ان بستیوں کے لوگوں سے مفت میں دلوادے تو وہ
اللہ کا حق ہے اور رسول کا اور رسول کے قربت داروں کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور بے توشہ
سافروں کا یہ حکم اس لئے دیا گیا کہ جو لوگ تم میں مالدار ہیں یہ مال انہی میں دائر نہ رہے اور جو رسول تم کو
لے وہی لے لیا کرو اور جو نہ دے وہ نہ لو۔ خدا کے غضب سے ڈرنے رہو کیونکہ خدا کی بار بڑی سخت ہے
ترجمہ مولوی نذیر احمد ف غرض ہر ایک طرح حق دار محروم ہو گئیں۔

توریت میں ورثہ ۱۔ کتاب مقدس توریت شریف صحیفہ پیدائش باب ۱۵۔ آیت ۵ تک
میں تو بے اولاد جاتا ہوں اور میرے گھر کا خزانہ شقی لیغیر ہے۔ پھر ابراہام نے کہا کہ کچھ تو نے مجھے
فرزند نہ دیا اور کچھ میرا خاندان زاد میرا وارث ہوگا۔ تب خداوند کا کلام اس پر اترا۔ اور اس نے کہا کہ یہ تیرا وارث
نہوے گا بلکہ جو تیری صلب سے پیدا ہوگا وہی تیرا وارث ہوگا۔

(ب) اور ابراہام نے اپنا رب کچھ افحاق (افحاق) کو دیا لیکن ان حرموں کے بیٹوں کو جو ابراہام سے
ہوئے ابراہام نے کچھ انعام دیے اپنے بیٹے جی انکو اپنے بیٹے افحاق کے پاس سے یورپ رخ پورپ کی سرزمین میں
بھیج دیا۔ توریت کتاب پیدائش باب ۲۵ آیت ۵

(ج) اور اسرائیل (حضرت یعقوب علیہ السلام) نے یوسف کو کہا دیکھ میں مرنے والوں میں لیکن خدا تمہارے
ساتھ ہوگا۔ اور تم کو تمہارے باپ دادا کی زمین میں پھر بچا کر آئے گا اور اس کے سوا میں نے تجھے تیرے بھائیوں
کے نسبت ایک حصہ جو میں نے اموریوں کے ہاتھ سے اپنی تلوار اور کمان سے نکالا نہ دیا وہ دیا۔ (توریت
اب پیدائش باب ۴۸۔ آیات ۲۱۔ ۲۲ ص ۹۹)

نوٹ: فطرت اللہ قانون قدرت۔ کتاب اللہ توریت شریف سے وراثت ثابت ہوئی۔
حدیث (۱) نورث صحیح نہ ہوئی۔ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کا حکم یوسف علیہ السلام اور دوسری طرف حدیث
نورث مگر حکم قرآن شریف کو کوئی نہیں سنتا۔ حدیث موضوعہ جزا کو ہر ایک سنی آنکھوں پر لئے پھرتا ہے
مگر حدیث (۲) نورث کو اہل بیت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیح تسلیم نہیں کیا اور فیصلہ حضرت ابو بکر علیہ السلام

مالک میرے مجھ کو دنیا میں لے آؤں
چھوڑیں تفسیر حسینی ص ۲۲
۵۔ ۱۔ اور سلیمان داؤد کا

تمام مفسرین کا اتفاق ہے
رشتہ رسولی جلد ۵ ص ۱۳
۲۵۔ ثعلبی ص ۸۸

اسلام ثابت ہوئی اور
ثبت نہیں۔

اللہ علیہا کا حصہ مال
۱۲۔ اِنَّا غَنِمْنَا
لِکَیْنِ وَابْنِ
کیا سطر ہے۔

تمام مفسرین
فقہاء مگر حضرت

بیدہ مصوٰفہ

الروسل

فَمَرَفَمَا

لَهُ وَعَلَا

القرنی

کا انکسار

میں

میں

قرار دیا۔ اور جناب خلیفہ اول صاحب قرآن شریف کے احکام و نص صریح کا جواب نہ دے سکے (صابر)
میراث جبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابقال ابو بکر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول انا نحن
 معاشرۃ انبیاء انورث (تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۵۸) حالانکہ
 سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود میراث جبری حاصل کر چکے ہیں۔ ایسی حدیث کس طرح فرما سکتے ہیں علی بن
 ہرمان الدین طبری شافعی اثنا العیون المعروف بسیرت حلبیہ جلد اول ص ۵۸ میں لکھتے ہیں۔ ترک عبد اللہ
 خمسة احوال وقطعة من غم فوثر ذالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 من اہیہ ترجمہ: حضرت عبد اللہ نے پانچ اونٹ اور ایک ریوڑ کبریوں کا چھوڑا جس کے وارث جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئے اور جناب ام المین کنیز بھی ترکہ میں ملی۔ شمس التواریخ اگرہ تاریخ ابن اثیر۔

(ب) سیرت حلبیہ جلد سوم ص ۳۵۵ میں لکھا ہے۔ سیف یقال لہ ما ثور وورثہ صلعم
 من اہیہ عبد اللہ۔ جناب رسول خدا صلعم کو اپنے والد نبزر گوار حضرت عبد اللہ کے ورثہ سے ایک تلوار یا ثور
 نام ملی۔ (ج) فتح الباری شرح بخاری جلد سوم ص ۳۶۰ میں لکھا ہے۔ ان الدار لقی اشار الہا صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم بقولہ هل ترک (الی ان قال) ثم صار للبني حق اہیہ و فیہا ولد النبی صلعم
 وہ گھر جس میں آنحضرت صلعم پیدا ہوئے تھے۔ وقت ہجرت اسکی طرف اشارہ کر کے فرمایا تھا۔
 پس ثابت ہوا کہ انبیاء و مرسلین خود وارث بھی ہوتے ہیں اور اپنے وارث بھی چھوڑ جاتے ہیں۔

۱۱۔ جناب نبوت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث نور کو وضعی سمجھا
 عَنْ ام هانئ ان فاطمة قالت يا ابا بکر من يرشك اذا مت قال ولدي واهلي قالت
 فما شانك وورثت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم دوننا قال يا بنت رسول الله
 والله ما ورثته ذهباً ولا فضة ولا شاة ولا بعيراً ولا داراً ولا عقاراً ولا غلاماً
 ولا مالا قالت فهم الله الذي جعله لنا وصافيتنا التي بيدك فقال اني سمعت رسول
 الله صلعم يقول ان النبي يطعم اهله ما دام حياً فاذا مات دفع ذلك عنهم وفي و
 سمعته يقول انما هي طعمة اطعمنيها الله فاذا مت كانت بين المسلمين رابن سد
 منتخب كثر العمال بر حاشیہ مستند امام احمد حنبل مطبوعہ مصر ص ۱۶ سطر اجلہ ثانی اثر ترجمہ: جناب ام ہانی

روایت ہے کہ جناب فاطمہ الزہراء صلوات اللہ علیہا نے فرمایا۔ اے ابو بکر جب آپ میری جائیں گے تو آپ کا وارث ہوگا
کہا کہ میرا لڑکا اور میرے رشتہ دار جناب صدیقہ نے فرمایا پھر کیا سبب ہے کہ آپ جناب رسول خدا صلعم کے سوا
ہمارے وارث بن بیٹھے۔ کہا کہ لخت جگر رسول مقبول صلعم خدا کی قسم میں انکا وارث ہونا چاندی۔ بکری واونٹ
اور جو ملی۔ لونڈی غلام اور مال کا نہیں بننا جناب صدیقہ طاہرہ نے فرمایا تو پھر وہ حصہ مال و اموال جو حضور اللہ
نے ہمارے لوگوں کے واسطے مقرر فرمایا تھا اسکو اپنے قبضہ میں کیوں رکھا حضرت ابو بکر نے کہا کہ میں نے جناب
رسول خدا صلعم سے سنا ہے کہ ہر ایک نبی جب تک زندہ رہتا ہے اپنے مال سے اپنے عیال و اطفال کو کھانا پاتا رہتا ہے
اور جب فوت ہو جاتا ہے تو اس سے مال ورہہ جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا
کہ یہ ایک طمعہ غذا ہے جب تک وہ زندہ رہتا ہے خدا تعالیٰ کھلاتا پلاتا رہتا ہے جب وہ فوت ہو گیا تو مسلمانوں کا
مال ہو جاتا ہے۔

(ب) جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے خلیفہ صاحب سے فرمایا اترت اباک و اہلک و اہلک ابی۔
تم اپنے باپ کی تو میراث پاؤ اور ہم اپنے باپ کی میراث نہ پائیں یہ فرما کر معصومہ نے آیہ تورات یوصیکم اللہ
فی اولادکم الخ تلاوت فرمائی اس کے جواب میں حضرت ابو بکر نے کہا کہ آپ کے پدر بزرگوار نے فرمایا تھا ہم غنیمت معاش
الانبیاء ولا نورث ولا نورث مات کنناہ صدقتہ ہم گروہ انبیاء نہ میراث پاتے ہیں نہ میراث چھوڑ
ہیں اور جو کچھ ہمارا ترکہ ہوتا ہے وہ صدقہ ہے۔ (الزہراء ص ۱۸)

(ج) عن ابی الطفیل قال جاءت فاطمہ صلوات اللہ علیہا الی ابا بکر
الصدیق فقالت یا خلیفہ رسول اللہ انت وراثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم امر اہلہ۔ قال لا بل اہلہ قالت فما بال الخمس فقال انی سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول اذا اطعم اللہ نبیاً طعمتہ ثم قبضہ
کانت الذی بعدہ فلما ولیت رایت ان اردوہ علی المسلمین قالت فانت
وما سمعت من رسول اللہ اعلم ثم رجعت رواہ احمد ابو داود و۔ مالک فی الموطا۔ ابن
جریر بیہقی منتخب کنز العمال حاشیہ سند احمد جلد ۲ ص ۱۶۷ و سند امام احمد حنبل مطبوعہ مصر جزو اول ص ۳۱
(اسلامیہ کالج پشاور لاہور پری) ترجمہ :- ابی الطفیل سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ الزہراء صلوات اللہ علیہا حضرت
حالات ابو بکر الصدیق کے پاس تشریف لائیں اور فرمایا اے خلیفہ رسول اللہ آپ جناب رسول خدا صلعم کے وارث ہیں یا ان کے

کے (صابر)
دل انا نحن
میں (ص ۱۸) حالہ
سکتے ہیں علی بن
وہ عبد اللہ
لیہ والہ وسلم
جناب رسول اللہ

تہ صلعم
یک تلوار یا ثور
صلی اللہ علیہ
لنبی صلعم
ہیں۔

میں سمجھا
لی قالت

الذی
ملاک
ناد
فی و
تس
ناد

گھروالے کہا بلکہ انکے گھروالے جناب سیدہ نے فرمایا تو پھر شرس کیوں روک رکھا ہے۔ کہا میں نے جناب رسول خدا صلعم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جینک خدا کی مرضی ہو اپنے نبی کو کھلاتا پاتا ہے جب فوت ہو جائے تو اسکے ہاشمین کا حق ہوتا ہے۔ جب میں حاکم ہوا میں نے مناسب جا کر تمام مسلمانوں کو دیدیا جناب فاطمہ الزہرا علیہا السلام تو جانے اور نہ برا خدا جانے میں نے تو جناب رسول خدا صلعم سے نہیں سنا۔ پھر واپس تشریف لے گئیں اور سیدہ معصومہ نے یہ امر بعید سمجھا اور فرمایا کہ تم نے سن لیا اور میں نے نہیں سنا یہ ہو سکتا ہے۔ نہیں۔

(۲) حضرت عباس عم نامدار سید البر اور جناب صدیق اکبر حبیبہ کرار علیہم السلام نے اس وقت

۱۱ قال ابن السعد فی الطبقات اخبرنا محمد بن عمر حدثنی ہشام بن العلاء قال جاءت فاطمة الى ابی بکر لطلب میراثها وجاء العباس بن عبد المطلب میراثها و جاء معهما علی ابن ابی طالب فقال ابو بکر قال رسول الله لا نورث ما ترکناہ صدقة فقال علی و مرث سلیمان داود وقال ذکر یا یثنی ویرثنا من الیقین قال هکذا وانت والله تعلم مثل ما اعلی فقال علی هذ اکتاب الله یتطق فسکتوا وانصرفوا (استقصا منہج ثانی ص ۹۶) فرمایا کہ جناب فاطمہ الزہرا صلوات اللہ علیہا حضرت ابو بکر کے پاس تشریف لائیں کہ اپنے والد بزرگوار صلعم کی میراث طلب فرماویں۔ اور حضرت عباس عم نامدار اپنی میراث کیواسطے آئے۔ اور ان بزرگواروں کیساتھ جناب علی المرتضیٰ تھے۔ پس حضرت ابو بکر نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہمارا کوئی وارث نہیں۔ جو کچھ ہم نے چھوڑا ہے وہ خیرات ہے۔ پس جناب علی علیہ السلام نے فرمایا۔ حضرت داود کا وارث سلیمان ہوا اور حضرت ذکریا نے دعا مانگی تھی کہ مجھے ایسا فرزند عطا کر جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو۔ حضرت ابو بکر نے کہا اسی طرح ہے اور تو قسم ہے خدا کی جانتا ہے مثل سیکے کہ میں جانتا ہوں پس جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ اللہ کی کتاب بولتی ہے۔ اور آپ اس کے برخلاف حدیث بیان کرتے ہیں (پس) پس چپ ہو رہے اور واپس ہوئے۔

(۳) حضرت عباس اور حضرت علی علیہ السلام نے سچانہ سمجھا کہ حضرت عمر بن الخطاب

اور حضرت علی علیہ السلام جھگڑتے ہوئے آئے۔ اور حضرت عباس نے کہا امیر المؤمنین میرا اور ان کا فیصلہ

کر دیجئے اور وہ دونوں آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ اس میں جو اللہ تعالیٰ نے بنی نضیر کا مال اپنے پیغمبر صلعم کو
 بن لڑے بھڑکے عنایت فرمایا تھا اسان دونوں نے ایک دوسرے کو سخت سست کہا۔ فاستب علیٰ علیہ السلام
 اور حضرت عثمان اور ان کے ساتھی عبدالرحمن وغیرہ حاضرین مجلس بول اٹھے۔ اے امیر المؤمنین انکا فیصلہ کر دیجئے
 (اگے چل کر حضرت عمر فرماتے ہیں) ثم توفي النبي صلى الله عليه وسلم فقال ابو بكر فانا ولي الله
 صلعم فقبضته ابو بكر فعمل فيه مما حمل به رسول الله صلى الله عليه وسلم وانتم
 حنيفة فاقبل على علي وعباس وقال تذکران ان ابابکر فيه كما تقولون (صحیح بخاری
 پارہ ۳۷ ص ۳۸) کتاب منازی مطبع احمدی لاہور۔ ترجمہ حمید۔ جب جناب رسول خدا صلعم کی وفات ہو چکی تو ابو بکر
 نے کہا میں آنحضرت کا قایم مقام ہوں۔ اور اس مال کو اپنے قبضے میں لا کر ایسا ہی کرتے رہے جیسے آنحضرت صلعم
 کیا کرتے تھے۔ اور تم دونوں حضرت علی اور حضرت عباس کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ آپ لوگ یوں کہتے تھے
 کہ ابو بکر کی یہ کاروائی ٹھیک نہیں۔

(۴۷) صحیح مسلم جلد دوم کتاب الجہاد والسیر باب الفی مطبوعہ نوکشتورہ ۹۱ پر اس طرح ہے۔ فلما
 توفي رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قال ابو بكر انا ولي رسول الله صلعم فخبتم
 تطلب ميراثك من ابن اخيك وبطلب هذا اميراث احرائة من ابنيها فقال
 ابو بكر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا نورث ما تركناه صدقة فمرا
 شعاة كاذبا اثما عادمرا خائنا۔ واللہ تعلم انہ الصادق باسراشد تابع للحق
 ثم توفي ابو بكر وانا ولي رسول الله صلى الله عليه واله وسلم وولي ابو بكر
 فرايتهماني كاذبا اثما عادمرا خائنا واللہ يعلم اني صادق باسراشد تابع للحق الخ۔
 ترجمہ حمید۔ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی اور ابو بکر نے کہا میں ولی رسول صلعم
 ہوں۔ تم دونوں اپنی میراث مانگنے آئے۔ اے عباس! آپ تو اپنی بھتیجی کی میراث مانگتے تھے ماور یہ جناب
 علی اپنی اہلیہ مخدومہ کی طرف سے انکے والد بزرگوار کی میراث مانگنے کو آئے پس ابو بکر نے کہا کہ جناب رسول
 خدا صلعم نے فرمایا ہمارا کوئی وارث نہیں جو کچھ ہم نے چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے۔ پس تم دونوں نے ابو بکر
 کو چھوٹا گنہگار۔ ٹھک اور ضیانتی جانا اور خدا جانتا ہے کہ وہ سچا نیک۔ نصف۔ اور حق کا تابع تھا۔ پھر
 جب ابو بکر فوت ہوئے اور میں جناب رسول خدا صلعم اور ابو بکر کا ولی خلیفہ ہوا تو تم دونوں نے مجھ کو بھی

نے جناب رسول
 ہو جائے تو
 فاطمہ الزہرا
 شریف بیکتر
 ہیں۔

اس میں حد
 کیا سمجھا

م الحقائق

براثم جہاد

کناہ

العقود

الحق

لیہا حق

دار ابی

واللہ

فرمایا۔

بقیہ

تے

طاعت

عبارت

طاعت

جھوٹا گنہگار ٹھک اور خیانتی سمجھا اور اسد جانتا ہے کہ میں صادق - نیک - سچا اور حق کا تابع ہوں۔
 نتیجہ: جناب امیر المومنین علی علیہ السلام و حضرت عباسؓ ہر دو بزرگواروں نے حضرات شیخین کو
 حدیث الانورؑ میں سچانہ سمجھا تھا اور ہمیشہ دوسری خلافت تک بھی انکو حق پر نہ جانتے تھے باوجودیکہ
 حضرت عمرؓ کی پارٹی نے گواہی بھی دی۔ قطب میدراٹک و قطب ہذا میراث احمدیہ الخ
 سے واضح ہے کہ حضرت علیؓ اور عباسؓ کو حدیث الانورؑ معلوم نہ تھی۔

(سوم) حدیث میراث سے خاندان نبوتؑ ازواج النبی صلعم ناواقف تھے

(۱) اناسمعت عائشۃ: نزوح النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم تقول ان رسولہ ازواج النبی
 صلعم عثمان الی ابی بکر یسالنہ ثمین مما قال اللہ علی رسولہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
 فکنت انا و دھن فقلت لھن الاتقین اللہ الم تعلمن ان النبی صلی اللہ
 علیہ والہ وسلم کان یقول لا نورث ما ترکنا صدقۃ الخ صحیح بخاری کتاب المغازی
 پارہ ۱۲ مطبع احمدی لاہور ترجمہ: میں نے حضرت عائشہ سے سنا کہ وہ کہتی تھیں کہ آنحضرت صلعم کی بیویوں
 نے حضرت عثمان کو حضرت ابوبکر کے پاس ان مالوں سے جو اللہ نے اپنے رسول مقبول صلعم کو بین الکرے بھڑے
 دئے اپنا اٹھواں حصہ ترکہ مانگنے کے لئے بھیجا میں نے انکو منع کیا اور کہا تم کو خدا کا خوف نہیں تم نہیں جانتے
 کہ آنحضرت صلعم فرمایا کرتے تھے ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ اپنے
 اپنے تئیں مراد لیا۔ البتہ محمد صلعم کی آل سے مال سے کھائینگے۔ گذارے کے موافق اس میں سے اپنا خرچ لیگی۔ یہ سنکر
 ابی بکر بیباں ترکہ مانگنے سے باز آگئیں۔

(۲) حد ثنا ابرہیم بن موسیٰ خبرنا هشام اخبرنا معمر عن الزھرے
 عن عائشۃ ان فاطمۃ علیہا السلام والعباس ایتا ابابکر یالتمسان میراثنا
 ارضہ من فداک و سہمہ من خیبر فقال ابوبکر سمعت النبی صلی اللہ علیہ
 والہ وسلم یقول نورث ما ترکنا صدقۃ انما یاکل ال محمد فی هذا المال
 واللہ لقربۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب الی ان اصل من قرابتی
 (صحیح بخاری کتاب المغازی ص ۳۲۲ مطبع احمدی لاہور ترجمہ: حضرت عائشہ سے روایت

ہے کہ جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام اور حضرت عباسؓ دونوں حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور فرمانے لگے آپ کی زمین جو فدک میں ہے اس کا (پانچواں) حصہ جو خیر میں ہے ہم کو دیدو۔ حضرت ابوبکر نے کہا میں نے تو آنحضرت صلعم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے ہم لوگوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے البتہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اس مال سے کہائے گی خدا کی قسم آنحضرت صلعم کی قربت والوں سے سلوک کرنا مجھ کو اپنی قربت والوں سے سلوک کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

نتیجہ یہ کہ یہ نکلا کہ حدیث میراثہ کو نہ تو جناب شہر خدا مولا علی المرتضیٰ علیہ السلام جانتے تھے اور نہ ہی حضرت عباسؓ غم نامہ ارسید البرار صلعم نہ ہی جناب بتول بنت رسول مقبول صلعم اور نہ ہی ازواج النبی صلعم۔ بلکہ حضرت ابوبکر کی کارروائی کو ٹھیک نہیں جانتے تھے تو یہ حدیث مصنوعی نکلی۔

حضرت ابوبکر کی کھجور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک کھجور کا درخت حضرت عائشہؓ کو دیدیا تھا اس پر سے بیس امق (ٹوپے) کھجوریں اتار کر تکی تھیں۔ آپ نے مرض الموت میں ان سے فرمایا کہ تم میری بیٹی ہو۔ میں بہر حال تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں تمہاری خوشحالی سے مجھے راحت ہے اور غربت سے بچ۔ اس درخت سے اتنا کچھ تم نے نفع اٹھایا ہے وہ تمہارا تھا لیکن میرے بعد یہ ترکہ ہو جائیگا۔ اور ہم بھائیوں کو محروم نہ کرنا تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی ص ۲۰ زمیندار پرسل ہوں دیکھو کشف المعطار عن کتاب الموطا مطبع صدیقی لاہور ص ۴۷۔

حضرات ناظرین باعین جائے انصاف ہے کہ جناب ابوبکرؓ نے تو صرف ایک کھجور کو ورغیر وصیت فرمائی اور اپنی اولاد کو محروم نہ رکھا۔ مگر اولاد رسول مقبول صلعم سے چند کھجوروں کے باغات بھی ضبط کر لئے۔ کیا اہل بیت رسالت صلعم سے انکو ایسی ہی محبت تھی کیا سرور عالم صلعم اپنی اولاد کو رنج اور مصیبت میں دیکھنا گوارا کر سکتے تھے۔ (صابر)

حضرت ابوبکر نے آخر کار اپنے قول سخن معاشرہ الانبیاء کو غلط قرار دیا

ثبوت: رجاءات فاطمہ بنت رسول اللہ الی ابی بکر وهو علی المدبر فقالت یا ابا بکر انی کتاب اللہ ان توث انتک ولا ارث ابی فاستعبوا ابوبکر باکیا ثم قال با بی بکر وابی انت ثم نزل فکتب لہا بحدک ودخل علیہ عمر فقال ما هذا فقال کتبتہ

لفاطتہ میراثنا من ایہا فقال فذا انتفق علی المساکین وقد حارثک العرب
ثم اخذ العمر لکتاب فشقه (تذکرہ خواص الامیر سلطان جوزی سیرۃ الخلیفہ جلد ۳ ص ۳۹۱ ترجمہ
جناب فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر کے پاس آئیں اسوقت وہ منبر پر تھے پس سیدہ معصومہ نے فرمایا اے ابوبکر
کیا قرآن میں یہ حکم ہے کہ تمہاری بیٹی میراث پائے اور مجھے میرے باپ کی میراث نہ ملے۔ یہ سنکر حضرت
ابوبکر نے ابدیدہ ہو کر کہا کہ میرے باپ تمہارے باپ پر اور تم پر قربان ہوں یہ کہہ کر منبر سے اتر آئے
اور فدک کیلئے سیدہ کی حق میں تحریر لکھ دی۔ اتنے میں حضرت عمر آئے اور پوچھا یہ کیا ہے حضرت ابوبکر نے
کہا کہ یہ وثیقہ ہے جو میں نے جناب فاطمہ کی میراث کیلئے لکھ دیا ہے حضرت عمر بولے کہ اب سسکینوں کو کیا
دو گے تمام عرب تو تم سے لڑنے کو تیار ہیں یہ کہہ کر حضرت عمر نے وہ تحریر بھاڑ دی۔ انتہی۔
نتیجہ: اگر حدیث میراث سچی و صحیح ہوتی تو حضرت ابوبکر فدک کی واگداشت کیوں لکھ دیتے۔ اور
حضرت عمر نے اہل سنت کے منصوص اجماعی خلیفہ کی توہین و مہتک کی اور انکا نوشتہ رو کیا۔

حضرت عمر ابن الخطاب نے اس حدیث پر پورا پورا عمل نہ کیا کہ اپنی خلافت میں جائداد مدینہ منورہ حضرت
علیؑ اور حضرت عباس علیہما السلام کے حوالہ کر دی اور عملاً قول فعل صدیقی کو باطل کر دکھایا۔ (دیکھو صحیح بخاری
سیماہ بارہواں ص ۶۱ مطبع احمدی لاہور۔ اور شروع حدیث تحقیق فدک پڑھو۔)
حضرت عثمان ابن عفان نے اپنی خلافت میں اس حدیث سخن معاشر الانبیاء پر عمل درآمد نہ کیا اور اس
حدیث کو ہرگز صحیح نہ مانا۔ کیونکہ جاگیر فدک کو مروان کے حوالہ کر دیا۔ پس فدک آل مروان کے قبضہ میں حضرت عمر ابن
عبدالعزیز کے زمانہ تک رہا۔ (دیکھو مخم البلد ان یاقوت حموی و ابو الفداء حوالہ تاریخ اسلام جلد دوم مطبوعہ مقبول
پریس دہلی ص ۱۹۴ فٹ نوٹ ۷) (صابر عفی عنہ)

قرآن ناطق امام برحق امیر المؤمنین امام المتقین صدیق اکبر حمید صغیر مولیٰ اعلیٰ المرتضیٰ علیہ السلام نے اس
حدیث کو صحیح نہ مانا اور جائداد فدک وغیرہ اپنی خلافت میں اپنے قبضہ میں رکھی۔ اسکے بعد حسنین شریفین علیہ السلام
کے قبضہ میں رہی۔ خواجہ و نواصب کا اعتراف یہ ہو گیا۔ کہ جو کہتے ہیں کہ جناب شیر خدا علی المرتضیٰ علیہ السلام نے
اسکو حسنین الشریفین کو کیوں نہ دی۔

ثبوت سنویہ قال فكانت هذه الصداقة بيد علي من غير علي عباساً
فغلبه عليها ثم كان بيدها حسين بن علي - ثم بيدها حسين بن علي ثم بيدها علي بن

حسین و حسن بن حسن کلاهما کا نایند اولاد ہنا نہ پیدا نہ کیا نہ حسن و ہی
صدقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تھا دیکھو صحیح بخاری۔ پیارہ سواہان صفحہ ۱۸
سطر ۲۔ کتاب المغازی مطبع احمدی لاہور (ترجمہ عروہ) کہایہ مال حضرت علی کے قبضہ میں رہا۔ انہوں
نے حضرت عباس کو اس پر قبضہ نہ کرنے دیا۔ پھر حضرت علی کے بعد امام حسن کے قبضہ میں رہا۔ پھر امام حسین کے پھر
امام زین العابدین علیہ السلام علی بن حسین ۲۔ اور حسن بن حسن (امام حسن شہ) دونوں کے قبضہ میں باری
باری رہا۔ پھر زید بن امام حسن بن علی کے پاس رہا اور یہی صدقہ رسول مقبول صلعم کا تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی خلیفہ نے باغ فدک سادات کے حوالہ کر دیا قول فعل حضرت ابو بکر کو بجا
نہ جانا۔ ثبوت۔ جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوا تو اپنے مدینہ کے حاکم کو لکھا کہ فدک اولاد فاطمہ کے حوالہ کر دیا
جائے۔ پس عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں فدک اولاد فاطمہ (امام محمد باقر وغیرہ) کے قبضہ میں رہا۔ زید بن عبدالملک
مروانی نے ضبط کر لیا۔ اس وقت سے بنی امیہ ہی کے قبضہ میں رہا۔ دیکھو تاریخ الاسلام جلد دوم مقبول پریس ہبی
۱۹۴۷ فٹ نوٹ و تاریخ الاسلام علامہ عباسی ص ۳۷ فتح الباری شرح بخاری۔

جب ابوالعباس سفاح خلیفہ ہوا اور اس نے حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام
کے حوالہ کر دیا۔ جو اسکی آمدنی اولاد علی علیہ السلام میں تقسیم کر دیا کرتے تھے منصوص خلیفہ ہوا اور بنی حسن نے اس پر
خروج کیا تو اس نے ضبط کر لیا۔ (تاریخ الاسلام جلد دوم ص ۱۹۴)

مہدی بن منصور نے بھڑ بھال کر دیا۔ موسیٰ ہادی خلیفہ ہوا تو ضبط کر لیا۔ تاریخ الاسلام جلد دوم ص ۱۹۴
جب مامون الرشید خلیفہ ہوا اور اولاد علی علیہ السلام نے اپنا قاصد طلب فدک میں اسکے پاس بھیجا۔
مامون الرشید نے حکم دیا کہ فدک بنی فاطمہ کو دیدیا جائے اور اپنے مدینہ کے عامل قثم بن جعفر کو لکھا کہ فدک
اسکے وارثوں کے حوالہ کر دو کیونکہ رسول مد صلعم نے فدک اپنی بیٹی جناب فاطمہ علیہ السلام کو عطا کر دیا تھا اور
یہ امر ظاہر و مشہور تھا۔ آنحضرت صلعم کی آل میں سے کسی کو اس میں اختلاف نہیں ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ جناب فاطمہ
علیہ السلام اس پر ہمیشہ دعویٰ کرتی رہیں۔ میری رائے میں فدک فاطمہ کے وارثوں کو واپس دے دینا چاہیے
پس مامون کے حکم کے موافق فدک محمد بن یحییٰ بن حسین بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام
اور محمد بن عبداللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام کے سپرد کر دیا گیا جو اپنی
قابلیت میں اسکی آمدنی اس کے حقداروں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ لیکن جعفر متوکل (خارجی) خلیفہ ہوا تو اس نے

بھڑک کر لیا۔ (عجم البلدان جلد ششم ص ۳۴۵) فتوح البلدان بلاذری ص ۱۹۴ تاریخ الاسلام جلد دوم ص ۱۹۴

سرخ زہر علیہ السلام جب حضرت ابو بکر نے خلاف کتاب اللہ و فطرۃ اللہ میراث پدری سے جناب

صاحب سے ناراض ہوئیں اور سرخ ظاہر کیا سرے دم تک کلام نہ کی اور نہ اپنے جنازہ پر آنے دیا (بخاری ص ۳۳۳)

(ب) جناب معصومہ زہرا علیہا السلام نے حضرت علی علیہ السلام سے وصیت فرمائی کہ میرے جنازہ

پر ابو بکر و عمر نہ آئے ہائیں جب سیدہ نے وفات پائی اور اسی رات کو دفن کی گئیں جناب علی علیہ السلام نے

انہیں نماز جنازہ پڑھی صبح حضرت ابو بکر و حضرت عمر نے حضرت علی سے کہا کہ اگر آپ نے ہم کو جناب فاطمہ الزہرا

علیہا السلام کی وفات سے اطلاع دی ہوتی تو ہم بھی جنازہ میں شریک ہو جاتے جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام

نے فرمایا کہ اجازت نہ تھی۔ جذبات لعل و شمع عبد الحق دہلوی و مظاہر الحق میں ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس

نے بی بی عائشہ کو بھی وفات سیدہ پر آنیکی اجازت نہ دی۔ (معارج النبوة و مدارج النبوة جدید السیر و فضیلتہ

الاحباب) بخاری پارہ ششم ص ۳۴۵ و سلم جلد دوم مع شرح نوٹھی باب لای ص ۹۱ (صابر)

(ازید حسن شاہ صاحب ولد سید جلال شاہ صاحب مرحوم نقوی البخاری جھنگ سیالوی)

(ج) جو شخص سب سے زیادہ پیغمبر صاحب کی وفات سے متاثر ہوا وہ (جناب) فاطمہ تھیں والدہ

پہلے انتقال فرما چکی تھیں اب ماں اور باپ دونوں جگہ پیغمبر صاحب تھے اور باپ بھی کیسے باپ دین دنیا کے

بادشاہ۔ ایسے باپ کا سر پر سے اٹھ جانا اسیر (حضرت) علی کا خلافت سے محروم ہونا ننگ بر جراحت ترکہ پدری

باغ فدک کا دعویٰ کرنا اور قذے کا ہرجانا۔ کسی دوسرے کو ایسے پے ہم صدمات پہنچے تو وہ زہر کھا کر مر جاتا مگر انکے

صبر و ضبط ان ہی کے ساتھ تھے پھر بھی ان ہی رنجوں میں گھل گھل کر چھ ہی مہینے کے اندر اندر انتقال فرما

گئیں اور جتنے دن زندہ رہیں ان لوگوں سے جنہوں نے رنج دئے تھے نہ بولیں اور نہ بات کی یہاں تک کہ ان

لوگوں کو اپنے جنازے پر آنے کی منادی کرادی۔ اور شب کے وقت مدفون ہوئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مانا کہ ان کا غصہ کسی قدر بجا بھی ہوتا تاہم انکے باپ کے حقوق کیا چاہتے تھے جناب فاطمہ کے دل غم زدہ کو

خوش کرنے کے لئے جناب علی کو اگر وہ اہل بھی نہ تھے برائے نام خلافت دیدی ہوتی اور آپ انتظام کیا ہوتا۔

خیر خلافت تو کون دیتا تھا مگر باغ فدک کے دیدینے میں کونسی قباحت تھی غایتاً مافی الباب حدیث سخن

عاشر الانبیاء و الانورث و الانورث مائر کنا صدقہ کے خلاف ہو تو ہو۔ تو گناہ اگر ہو تا تو جناب فاطمہ کو ہوتا کہ وہ

سیدانی ہو کر صدقہ کو
ایسے ناملائم اتفاقاً
منجھوا اس ناقہ
مسلمانوں سے
مولوی نذیر احمد
فیصلہ حق
نے اس حدیث
غلط ثابت ہو
ازواج النبی ص
دلالتی بلکہ جناب
انکے ہاتھ میں
اس طرح اس
اہل بیت سے
حدیث خبر
کی نہیں ہو
ہوگا مومن
یکون
بھلا
الشاف
بل
الحسن

سیدانی ہو کر صدق کھاتیں۔ سخت افسوس کی بات ہے کہ اہل بیت نبوی کو پیغمبر صاحب کی وفات کے بعد ہی سے ایسے ملامت افقائے پیش آئے کہ ان کا وہ ادب اور لحاظ جو ہونا چاہئے تھا اس میں شفعہ لگایا اور وہ شدہ شدہ منجر ہوا اس ناقابل برداشت واقعہ کہ بلا کی طرف جسکی نظیر تاریخ میں ملتی مشکل ہے وہ ایسی نالایق حرکت مسلمانوں سے ہوئی ہے کہ اگر سچ بوجھ تو دنیا میں نہ دکھانیکے قابل نہیں رہے۔ (روایاتی صادقہ ص ۱۵۱)
مولوی نذیر احمد صاحب

فیصلہ حق کہ جب بقول حضرت عمر فرمایا اثمًا غادرًا خائنًا کاذبًا فرایتمانی کاذبا اثمًا غادرًا خائنًا یعنی حضرت عمر فرماتے ہیں کہ یا علیؑ و یا عباسؑ علیہما السلام تم دونوں نے اس حدیث کے بارے میں حضرت ابو بکرؓ اور محمدؐ کو جھوٹا گنہگار خیانتی اور ٹھگ سمجھا ہوا تھا۔ تو یہ حدیث میرا غلط ثابت ہوئی۔ اور حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرؓ کی مجلس میں قسم اٹھا کر کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن جب ازواج النبیؐ صلعم نے انکو اپنا وکیل بنا کر بھیجا۔ اور چکے رہے اسوقت یہ حدیث لا نورث ازواج مطہرات کو یاد نہ دلائی بلکہ جناب بی بی عائشہؓ نے اپنے والد بزرگوارؓ سے منکر تمام ازواج النبیؐ صلعم کو چپ کر لیا کیونکہ زمام سلطنت انکے ہاتھ میں تھی اور جن صحابہ نے ہاں میں ہاں ملا دی وہ سب کے سب حضرت عمرؓ کی پارٹی کے تھے۔ تو کس طرح اس حدیث کی صحت ہو سکتی تھی۔ چونکہ الحق مع علیؑ اللہم اور الحق حیث دار کا فرمان حق ہے اسلئے اہل بیت رسالت صلعم نے اسکو صحیح نہ سمجھا اور بغیر حضرت ابو بکرؓ کے اس کا کوئی اور راوی نہیں ہے تو یہ حدیث خبر واحد ہوئی جو مخصوص خطاب عام یوصیکم اللہ فی اولادکم الذکر مثل خاٹونہ کی نہیں ہو سکتی کیونکہ تخصیص بمنزلہ نسخ فی بعض الافراد ہے اور نسخ قرآن بزیر واحد کا کوئی ملحق نہیں ہوگا مومن و صادق قائل نہیں ہو سکتا۔ (کما تقر فی کتب الاصول)

مثال: توضیح تلویح مطبوعہ و نکتہ شورش ۲۲۹ پر ہے و افایرد لتقدم الکتاب حتی یکون عام الکتاب وظاہرہ اولی من خاص خبر الواحد واضہ ولا ینسخ ذالک بهذا۔ ولا یزاد بہ علیہ رب، واختلف فی التخصیص بالکلام المستقل فعند الشافعی اصح متراضیا وعندنا لا بل یکون نسخا ای المتراضی لا یکون تخطی بل یحذف نسخا لہ رب، اشرح مسلم الثبوت مطبوعہ نول کشور ۲۳۱ پر ہے لا یجوز عند الحنفیہ تخطیص الکتاب بخبر الواحد و کذا تخصیص السنۃ المتواترۃ بخبر

الواحد۔ مالم یحیض بقطعی دلالتہ وثبوتاً انتہی۔ اب ان اقوال سے ثابت ہوا کہ حدیث لا نورث ناسخ کتاب اللہ ہے۔ اور کتاب اللہ کا نسخ ایک خبر واحد سے نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی ایسی چیز اب جائے انصاف ہے کہ قول حضرت ابو بکر بمقابلہ قرآن شریف کیا حیثیت رکھتا ہے اور وہ کیسے قابل تعمیل ہو سکتا ہے۔

گھبراہٹ و قضیہ مشکل غرض علماء اہل سنت نے باغ فدک کے مقدمہ میں بہت اچھے پاور مارے اور جناب ابو بکر کو خطا و غلطی سے بچا ناچاہا مگر نہ بچا سکے آخر صاحب ارجح المطالب نے انکی خطا را اجتہادی کو مان لیا۔

اور شیخ عبدالحق صاحب دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ باب الفی جلد ثالث ص ۸۷ مطبوعہ نوکلشورہ فرماتے ہیں۔ گفتہ است خطابی کہ این قصہ مشکل است زیرا کہ علی و عباسؓ ہر گاہ گرفتند این حدوۃ را از عمر بن خطاب و شکل ترین ازین قضیہ فاطمہ الزہراء علیہا السلام است زیرا کہ اگر بگوئیم کہ وی رضی اللہ عنہا جاہل بود۔ بایست بعید است و اگر التئرام کنیم کہ شائد اتفاق نیفتاد و اسماعیلؓ این حدیث از آنحضرت صلعم مشکل میشود کہ بعد از سماع حدیث از ابی بکر و شہادت صحابہ بدین چگونہ قبول نہ کرد۔ و در غضب آمد۔ و اگر غضب پیش از سماع حدیث بود چیرہ برگشت از غضب تا مکہ بامند و کشید و تا زندہ بود مہاجر جرت کرد و ابو بکر را چنانکہ روایت کند کہ مانی در شرح بخاری گفتہ الی۔ و بہ تحقیق آمدہ است در اخبار کہ ابو بکر حاضر نشد جنازہ فاطمہؓ را و نہ رسید بدین پس نے گویند کہ فاطمہ علیہا السلام وصیت کردہ بود کہ نماز نہ گذارد و ابو بکر ہر جنازہ وی۔ (صابر)

اعتراض سنی و قادیانی جب کہ شیعہ مذہب کی کتاب اصول کافی میں حدیث لا نورث کی مطابقت بروایت ابو النختری موجود ہے۔ کہ ان الہ نبیاء لم یورثوا در اہم و لا دینا ینزل الی۔ تو شیعہ کا اعتراض باطل ہوا اور حدیث لا نورث فرمودہ حضرت ابو بکر صحیح نکلی۔ اور فریقین کے متفق علیہ حدیث سے دعویٰ فدک نہ رہا۔

الجواب:۔ کتب شیعہ میں یہ حدیث بحر ابو النختری کے موجود ہے۔ اور ابو النختری کذاب اور وضع مانا گیا ہے۔ فی معرفۃ الرجال للکشی مطبوعہ بیروت ۱۹۹۱ کان ابو النختری من الکذاب البسیرینۃ عن ابی الحسن الرضا کذا لک اور علامہ ابن حجر کی تحریر سے بھی تصدیق ہوتی ہے کہ یہ شخص کذاب تھا اور اپنے آپ کو جھوٹا بنا و لی شیعہ بنا رکھا تھا۔ عید بن فیروز ابو النختری ثقہ ثبت فیہ تشیعہ و فیہ آثار

الاور سال من الثالثه (تقریب التہذیب ص ۱۴۸ مطبوعہ فاروقی دہلی) اس سے ثابت ہوا کہ ابو النختریؓ میں مقدمہ تھوڑا تشیع ظاہر کرتا تھا۔ مگر بیتِ رسولِ اہدایت بیان کرتا ہے اور شیعہ مذہب کے نزدیک وہ سب سے زیادہ جھوٹا ہے۔ اسلئے جمہور کے گواہی مقبول نہیں۔

پس حدیثِ لا نورث وضعی ثابت ہوئی اور دعویٰ فک صحیح رہا۔

یہ حدیث مخن معاشرۃ لا نبیاء لا نورث نہ کسی دیگر اصحابِ کبار سے مروی ہے اور نہ کسی نے سنی تھی۔ اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی عرب کسی اصحاب کسی بزرگ اہل بیت سے نہیں فرمایا تھا کہ میرے بعد یہ لوگ میرے وارث نہیں بلکہ تمام عوام الناس وارث ہیں انہیں ہمارا مال لٹا دینا۔ عوام الناس کا پیٹ پالنا اور میرے عزیز واقارب و اہل بیت و عترت کو بھوکے مارنا۔

(ب) اگر میراث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسب ارشاد جناب ابو بکر صدیقؓ تھا تو آپ نے یہ کیوں فرمایا۔ انبیا کل ال محمد البتہ اس میراث سے اولاد رسول مقبول کھائے گی۔ نبی ہاشم پر صدقہ حرام ہے تو کیا خلیفہ اول حرام مال سادات کو کھلاتے تھے۔ اور کیا سادات کرام کو یہ معلوم نہ تھا کہ صدقہ حرام ہے تو کیا وہ چیز کے واسطے دعویٰ کر سکتے تھے۔ بہر حال یہ حدیث لا نورث موضوع اور بناوٹی معلوم ہوتی ہے جناب سیدہ معصومہ صلوٰۃ اللہ علیہا کا دعویٰ برحق تھا خلیفہ اول سے اس میں بڑی لغزش و سہو واقع ہو گئی تھی۔

اگر حدیث لا نورث کو سچا مانا جائے اور میراث پیغمبری کو صدقہ ٹھکانا جائے تو **تکذیب نبوت** کی تکذیب نبوت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کلام حضرت ابو بکر سے لازم آتا ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پورے طور پر رسالت کو ادا نہیں کیا اور آیہ الْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ٹھیک نہیں۔ کیونکہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل مخلوقات کی واسطے مبعوث ہوئے تھے اور خصوصاً اپنے خویش واقارب عترت و اہل بیت کو بحکم و اندر عشرتک الا قرہین کو تو تمام احکام و فرمان بخوبی سارے تھے۔

اگر حضور والا صلعم نے حدیث لا نورث کو اپنی اہل بیت کو نہ سنایا اور میراث کا فیصلہ نہ فرمائے۔ اور قرآن شریف کے مخالف حکم دیئے تو لازم آتا ہے کہ جناب صلعم نے تبلیغ رسالت میں معاذ اللہ قصور کیا۔ جس سے نبوت کا صفایا ہو جاتا ہے۔ پس اس سے صاف ثابت ہوا کہ حضرت ابو بکر کا کلام ٹھیک نہیں اور یہ الکی خاص کمزوری تھی کہ قرآن شریف کے آیہ وافی ہایہ یؤصیکم اللہ فی اکی لادکم ولذلکم مثل خط

الاشیئین کے مقابلہ میں ایک مصنوعی حدیث سخن معاشرا لانیاء (انوسٹ پیش کی۔
(ب) درسات اللیب ص ۳۱ پر ہے کہ حضرت ابوبکر نے جناب فاطمہ علیہ السلام کو فدک واپس
نہ کرنے میں خطا کی۔

(ج) ارجح المطالب سوانح عمری حضرت علی علیہ السلام کے باب چوتھا ص ۵۸۱ نمبر ۵۸۱ مطبع کربلا لاہور
بار سوم پر ہے حضرت ابوبکر صدیق مجتہد تھے مگر معصوم نہیں تھے۔ اور بوجہ المجتہد قدیخطی وقد یصیب ان
سے فدک کے معاملہ میں خطا فی الاجتہاد واقع ہو گیا ہے۔ (کتاب اہل سنت ہے)

فصل

دعویٰ بتول ہبہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

(تھبہ فدک)

وثیقہ حضرت رسالت صلعم بسوئے فدک حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام فرستاد وصالہ بردست امیر
واقع شد و برانہنج کہ امیر قصد آن نہ کند و حوائط خواص از آن رسول شد باشد پس جبرائیل
فرمود آمد و گفت کہ حق تعالیٰ نے فرماید کہ حق خویشاں بدہ۔ رسول اللہ صلعم فرمود کہ خویشاں من کستیند
و حق ایشان چیست جبرائیل گفت علیا جناب فاطمہ علیہا السلام بہت حوائط فدک را بدودہ و آنچه از آن
خدا و رسول است در فدک ہم بدودہ۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام فاطمہ را بخواند و برائے او حجتی نوشت
و آن وثیقہ بود کہ بعد از وفات رسول اللہ صلعم پیش ابوبکر آورد و گفت ایں کتاب رسول خدا است کہ برائے
من و حسن و حسین نوشتہ انتہی (دیکھو معارج النبوة رکن چہارم۔ جلد ثانی ص ۳۲۱ و ۳۲۲ و روضۃ الصفاء
جلد دوم ص ۱۳۵ تاریخ حبیب السیر جلد اول۔ جزو سیوم ص ۱۵۵ سطر ۱۸ مطبوعہ ممبئی ۱۸۵۵ء اسلامیکہ کالج پشاور
لائبریری۔ تاریخ الاسلام علامہ عباسی ص ۱۳۶ تاریخ الاسلام جلد دوم ص ۱۲۵ مطبوعہ مقبول پریس فی قصد
اقصی۔ مل و نخل۔

(ب) شان نزول و آیت ذی القربى حقہ :- جناب سید الساجدین سیدنا و امامنا امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے کہ آپ نے ایک شامی مرد سے پوچھا تھا کیا تو نے قرآن شریف پڑھا ہے بولا ہاں۔ آپ نے پوچھا کیا تو نے سورہ بنی اسرائیل میں قَاتِ ذِی الْقَرْبٰی حَقَّہ نہیں پڑھا اُس نے عرض کی یقینی آپ ہی وہ قرابت ہیں۔ فرمایا ہاں۔ (دیکھو تفسیر ثعلبی۔ تفسیر حسینی۔ ابن جریر جلد ۵) انہ کذا فی معالم

(ج) بزرگ ابو یعلیٰ۔ ابن ابی حاتم۔ ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب علیا فاطمہ علیہما السلام کو بلایا اور فک عطا فرمایا۔ (۱) یہ روایت ابن مردویہ نے ابن عباس سے بھی بیان کی ہے۔ (دیکھو درنثور جلد ۴ ص ۱۱۱) سیوطی سکت علیہ اور علامہ سیوطی نے اس پر سکوت اختیار کیا۔

(د) بروایت ابی سعید الخدری بزرگ نے روایت کیا (دیکھو ترجمان القرآن ص ۵۸) (۲) کنز العمال۔ ثعلبی۔ واقدی۔ ابن حجر کی نے صواعق محرقة۔ جمع الجوامع۔ شرح مواقف مطبوعہ نوکشور ص ۳۵ نہایتہ العقول للفرج باری۔ لباب النقول فی اسباب النزول جلد ۲ ص ۱۹ مطبوعہ مصر میں وسکت علیہ سیوطی بہ فک کا حال مذکور ہے۔

(۳) فخر الدین رازی کی تفسیر جلد ۵ ص ۵۵ ہے۔ الاول انہ خطاب للرسول صلعم فاحرہ اللہ ان یوقی اقاربہ الحقوق النبی وجبت لہم فی الفی والغنیمۃ و اوجب علیہ اخراج حق المساکین و ابناء السبیل ایضاً من هذا المثلین۔ (زیادہ دیکھو فلک النجاة مصنف مولانا مولوی وحید امیر الدین صاحب قبلہ)

دعویٰ بہ فک
جناب سیدہ معصومہ مطہرہ صلوات اللہ علیہا نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا تحریری اثنام جب سپر جناب امیر المومنین علی علیہ السلام جناب حسنین الشہیدین اور جناب امیرین کی گواہی تھی پیش کیا مگر حضرت ابو بکر نے کہا کہ گواہی کا نصاب پورا نہیں اس لئے مقدمہ و دعویٰ بہ فک خارج کیا گیا۔ شرح مواقف ص ۳۵ سقیفہ ابو بکر جوہری۔ مل و نخل شہرستانی۔ کتاب مواقف ابن السمان۔ معجم البلدان یا قوت حموی تفسیر کبیر و ریاض النضرہ۔ کتاب الاکتفاء۔ فصل الخطاب۔ صواعق محرقة وغیرہ۔ ہر ایک کتاب کی عبارت بہ فک میں دیکھنا چاہو تو دیکھو کتاب الجواب۔ تشہید المطاعن جلد اول

جس کا جواب علماء اہل سنت سے قیامت تک نہ بن سکیگا۔ اور یہ کتاب اپنے تحت اللہ العزیز کی اور یہ تحفہ اثنا عشریہ کے باب مطاعن کا جواب باصواب ہے۔

اہل تشیع کا دعویٰ ہے کہ حضرت ابو بکر نے ناواقفیت شریعت محمدیہ کے باعث اس دعویٰ کو رد کیا حالانکہ نصاب الشہادۃ پوری تھی۔ اور جنتی سردار معصوم و مقدس مالکانِ تطہیر شاہد تھے کیونکہ شہادت و اساتحہ قسم کے جائز ہے۔ کنز العمال میں ہے کہ عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن علی ابن ابی طالب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابابکر و عمر و عثمان کانوا یقضون بشہادات الواحد والیمین۔ جناب سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام بن محمد باقر علیہ السلام اپنے باپ سے جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام تک سند بیان کرتے ہیں کہ تحقیق جناب رسول خدا و ابو بکر و عمر و عثمان ایک شہادت اور یمین پر فیصلہ فرمایا کرتے تھے (دیکھو کنز العمال)

(ب) ان النبی صلعم قضی بشہادۃ شاہد و الیمین صاحب الحق و روی عنہ ان النبی و ابابکر و عمر و عثمان کانوا یقضون بشہادۃ الواحد و الیمین۔ (کتاب تلویح شرح توضیح ترجمہ: بنی مکرم صلعم صرف ایک شہاد اور صاحب حق کی قسم پر حکم جاری کر دیتے تھے اور حضرات ابو بکر و عمر و عثمان کا بھی معمول تھا۔) انحضرت صلعم نے فرمایا یا تو دو گواہ لائیں تو اس سے قسم لے بخاری صحیح احمدی لاہور)

(ج) حدثنا ابو نعیم حدثنا نافع بن عمر عن ابن ابی ملیکہ قال کتب ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قضی بالیمین علی مدعی علیہ ترجمہ ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہ ہم سے نافع بن عمر نے انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے کہا عبد اللہ بن عباس نے مجھ کو لکھا کہ آنحضرت صلعم نے مدعی علیہ کو قسم دلائی کہ حکم دیا تھا (ف) شیخ مدینہ مدنی شافعی اور احمد اور اہل حدیث سب اس کے قائل ہیں۔ کہ اگر مدعی پاس ایک ہی گواہ ہو تو مدعی سے قسم لیکر ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ کر دیں گے مدعی کی قسم دوسرے گواہ کی قائم مقام ہو جائے گی اور یہ امر صحیح حدیث سے ثابت ہے جس کو امام مسلم نے بھی ابن عباس سے نکالا کہ آنحضرت صلعم نے ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ فرمایا اور اصحابِ منن نے اس کو ابو ہریرۃ اور جابر سے نکالا۔ ابن خزیمہ نے کہا یہ حدیث صحیح ہے (دیکھو متن اور حاشیہ صحیح بخاری کتاب الشہادۃ۔ باب الیمین سیارہ دسواں ص ۱۶ مطبع احمدی لاہور)

(د) نہ اشٹام نہ گواہ قرضہ ہوا اور ان کے لئے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اگر بحرین سے مال آئے تو میں اتنا اتنا تجھے دوں گا جب بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بحرین سے مال آیا تو حضرت ابو بکر نے منادی کرادی کہ اگر کسی کا کچھ قرض جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آتا ہو یا آپ نے اس سے وعدہ کیا ہو تو لیجئے میں بھی حاضر ہو کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ وعدہ حضرت ابو بکر صدیق سے عرض کیا آپ نے فرمایا الیلو میں نے کچھ روپیہ بٹھایا اور گنا تو پانسو تھا پھر حضرت ابو بکر صدیق نے مجھے ایک ہزار روپیہ یا تاریخ الفارص (ف) حضرات مومنین و بائعین و موالیان آل طہ صبیحین علیہم السلام نظر انصاف سے دیکھیں کہ ایک صحابی کے زبانی فرمان پر حضرت ابو بکر نے ڈیڑھ ہزار روپیہ دیدیا حالانکہ اسے نہ تحریری اشٹام نہ گنا گواہ طلب کیا مگر جناب سیدہ معصومہ بنت رسول مقبول صلعم کا دعویٰ دسمسہ خارج کر دیا باوجودیکہ ان کے پاس اشٹام مہر ثبوت اور گواہان صادق موجود تھے یہاں حضرت ابو بکر کی محبت و مودہ الیبت رسالت صلعم کا بخوبی پتہ لگ جاتا ہے سنی مولوی صاحبان غور فرماویں اگر آپ تاریخ الخلفاء علامہ سید علی مترجم زیندار پریس لاہور ص ۱۱۱ کے حوالہ و سند کو غیر معتبر سمجھیں تو آپ اپنی کتاب صحیح بخاری کتاب المغازی باب قصہ عمان والبحرین مترموں پارہ ص ۱۱۱ مطبع احمدی لاہور کو دیکھ کر انصاف حضرت ابو بکر کو ملا فرماویں غور سے سنئے۔

حدیث ثابیتہ بن سعید حدیثنا سفین سمع ابن المتکدر۔
حایت بخاری جابر بن عبد اللہ مرضی اللہ عنہ یقول قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لو قد جاء مال البحرین لقد اعطیتک مکن او مکن اثلثا فلم یقدم مال البحرین حتی قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما قدم علی ابی بکر امر منادیاً فنادی من کان له عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دین او عده فلیاتنی۔ قال جابر فحسبت ابا بکر فاخبرته ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لو جاء مال البحرین اعطیتک مکن او مکن اثلثا قال فاعطانی ارواه البخاری ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا جب بحرین سے مجھ کو مال کاروپہ آئے گا تو میں

بالغریبگی اور یہ تحفہ

اغت اس دعویٰ کو روکیا

تھے۔ کیونکہ شہادت و ا

بہ عن علی ابن

وعثمان کا خوا

سلام بن محمد باقر علیہ

رسول خدا و ابو بکر

الحق و سوری

والیمین

حکم جاری کر دیتے

تس تو اس سے

کتب ابن

ملیہ ترجمہ

کہا عبد اللہ

مدنی شافعی

بیکر ایک گواہ

ث سے

م پر فیصلہ

و کیو

(د)

تجھکواتنا اتنا تین لپ بھر کر روپیہ دوں گا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس روپیہ کے آنے سے پہلے ہی ہو گئی۔ ابو بکر صدیقؓ کے پاس یہ روپیہ آیا۔ انہوں نے منادی کرائی۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی کا کچھ فرض آتا ہو یا آپ نے کسی سے کچھ لینے کا وعدہ کیا ہو تو وہ میرے پاس آئے (اور اپنا حق لیتے) جابرؓ کہتے ہیں کہ میں (یہ منادی سن کر) حضرت ابو بکرؓ کے پاس گیا ان سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا تھا اگر بحرین کا روپیہ آیر گا تو میں تجھکواتنا اتنا تین لپ بھر کر دوں گا۔ پھر حضرت ابو بکرؓ نے تجھکواتنا روپیہ دیا۔

(ب) وعن عمرو بن محمد بن علي عليه السلام سمعت جابر بن عبد الله رضي الله عنه يقول حبه فقال لي ابو بكر عذها فعدتها فوجدتها خمسة فقال خذ مثلها حرتين (رواه البخاري) كتاب المغازی باب قصة عمان والبحرين۔ پارہ سترہ ص ۹۲ مطبع احمدی لاہور) ترجمہ: اور اسی سند سے عمرو بن دنیار سے مروی ہے۔ انہوں نے امام محمدؒ یا قریب علیہ السلام سے انہوں نے کہا میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے میں ابو بکر صدیقؓ کے پاس گیا انہوں نے ایک لپ بھر کر روپیہ دے اور کہا انکو گن میں نے گنا تو وہ پانسو روپیہ تھے انہوں نے کہا پانسو پانسو اور بیٹے (یہ نہرا ہو گئے) اور دیکھو دوسری حدیث بخاری کتاب الشہادات مطبع احمدی لاہور)

حضرت عمر کا باغ علامہ ابن ابی الحدید تاریخ طبری سے ناقل ہیں۔ عمرؓ کا نالہ غنم الحجاز و بصر فما الى بني عدي بن كعب الى فقر فقرا ثم وارا ملهم وبيتهم مهم۔ روی ذلک ابن جریر فی تاریخ جلد ۲ حضرت عمرؓ کا ایک باغ تھا ملک حجاز میں جسکی آمدنی چالیس ہزار سالانہ تھی۔ جسکو وہ اپنی ضرورتوں میں خرچ کرتے اور اپنے خاندان بنی عدی کے فقرا و مساکین و یتیموں کو دیا کرتے تھے۔

(ب) عمر بن شبہ نے کتاب المدینہ میں یہ سند صحیح روایت کی ہے کہ نافع جو حضرت عمرؓ کے غلام تھے کہتے تھے کہ حضرت عمرؓ پر قرضہ کیونکر دے سکتا تھا حالانکہ اُسکے ایک وارث نے اپنے حصہ وراثت کو ایک لاکھ ہر بیچا تھا۔ فتح الباری مطبوعہ مصر جلد ۲ ص ۵۳ الفاروق شبلی نعمانی مطبوعہ الفضل المطابع دہلی ص ۱۲۷ سطر ۱۳

غلام کو جاگیر دی گئی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سدر غلام سے فرمایا کہ میں تیرے واسطے وصیت کرتا ہوں کہ تیرے ساتھ نیک کرے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو سدر حضرت عمر کے پاس آئے۔ اور عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت کو سیر حق میں ملحوظ رکھئے۔ پس حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر تم میرے پاس رہنا چاہتے ہو۔ تو میں تمہارا وظیفہ مقرر کر دوں۔ ورنہ تم جس مقام کو پسند کرو وہاں تمہارے واسطے نامہ لکھ دوں پس سدر نے مصر کو اختیار کیا۔ اور حضرت عمر نے عمرو بن عاص کو جو حاکم مصر تھے سدر کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت کے نگاہ رکھنے کیلئے لکھا اور جب سدر عمرو بن العاص کے پاس آئے تو انہوں نے انکو ایک زمین کشادہ اور ایک کان جاگیر میں دیا اور جب تک سدر زندہ رہے اسی زمین سے جو پیدا ہوتا تھا۔ وہ کھاتے تھے اور اس مکان میں رہتے تھے۔ اور جب انہوں نے وفات پائی تو وہ بیت المال میں داخل ہو گیا اور مناج النبوۃ ترجمہ مدارج النبوۃ ص ۹۲۸ مطبع نوکشاہ

نوٹ

حضرات ناظرین انصاف فرماویں کہ خاندان نبوت و اہل بیت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو یہ سلوک کہ انکی وراثت چھین لی گئی بیعت کے واسطے مجبور کئے گئے مسکات کو آگ لگائی گئی مگر ایک ادنیٰ غلام کی یہ عزت کہ اسکو تاحیات جاگیر عطا ہوئی (صابر عفی عنہ)

حضرت زبیر کی زمین

ابن ابی اسماء بنت حضرت ابوبکر سے روایت ہے زبیر بن العوام نے مجھ سے نکاح کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھوپتی زاد بھائی تھے اور انکے پاس کچھ مال نہ تھا نہ کوئی غلام نہ اور کچھ صرف ایک گھوڑا تھا میں ہی انکے گھوڑے کو چراتی اور سارا کام گھوڑے کا اور سائسی بھی کرتی اور گٹھلیاں بھی کوٹتی انکے اونٹ کیلئے اور اسکو چراتی بھی اور بانی بھی پلاتی اور ڈول بھی سی دیتی اور آٹا بھی گوندھتی لیکن روٹی میں اچھی طرح نہ پکا سکتی تھی۔ تو ہم سب کی انصاری عورتیں میری روٹیاں پکا دیتیں اور وہ بڑی محبت کی عورتیں تھیں بی بی اسماء نے کہا میں زبیر کی اس زمین سے جو رسول اللہ نے انکو مقطعہ کے طور دی تھی۔ اپنے سر پر گٹھلیاں لایا کرتی تھی۔ اور وہ مقطعہ جاگیر دیر سے دو میل تھا۔ (دیکھو المعجم ترجمہ صحیح مسلم مطبع صدیقی لاہور ص ۲۲۳ تا ص ۲۲۸)

نوٹ: حضرت زبیر کی یہ گندان و جائداد تھی مگر بعدہ گروڑ پتی بن گئے۔

واما کو جاگیر بخش دی :- حضرت ابوبکر نے اپنے بڑے داماد زبیر کو جاگیر بخش دی۔ عن

عروہ قال دخلت على معاوية فقال لي ما فعل لمسلول قلت هو عندى قال انا والله خططته ببى اقطع ابوبكر الزبير فقال اكتبها فجاء عمر فاخذ ابوبكر الكتاب فادخله فى ثنى الفراس فدخل عمر فقال كانكم على حاجة فقال ابوبكر نعم فخرج فاخرج ابوبكر الكتاب فاتممت - (دیکھو کنز العمال مطبوعہ مصر جلد دوم ص ۱۸۹) وازالتہ الخفا مقصد دوم، یعنی عروہ بن زبیر سے منقول ہے کہ ہم معاویہ کے پاس گئے تو بوجھ مسلول (نام زمین) کیا ہوئی میں نے کہا وہ میرے پاس ہے معاویہ نے کہا تم خدا کی میں نے اسکو اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ حضرت ابوبکر نے زیر کو دینا چاہا۔ تو ہم سے کہا لکھ دو۔ اتنے میں حضرت عمر آگئے تو حضرت ابوبکر نے اس کاغذ کو لیکر فرش کے نیچے تہ میں رکھ دیا حضرت عمر نے جو ان دونوں کو دیکھا تو فرمایا معلوم ہوتا ہے کچھ تخلیہ کی باتیں ہیں حضرت ابوبکر نے کہا ہاں۔ جب حضرت عمر چلے گئے تو اس کاغذ کو نکالا اور ہم نے اسکو تمام کیا۔ (ف) دیکھئے یہ ہے جناب ابوبکر کی رعایت کہ اپنے داماد کے لئے تو اس طرح لکھا کہ حضرت عمر کو آتے دیکھ کر کاغذ کو چھپا دیا۔ مگر افسوس جو کاغذ جناب رسول دختر رسول مقبول صلعم کے لئے لکھا وہ حضرت عمر کو دکھا کر کچھ ہی عوام میں چاک کر ڈالا۔

بی بی عائشہ کی جائیداد کتاب بخاری - ترجمہ مطبع احمدی لاہور - کتاب المہذبہ باب ہبتہ
صحیح بخاری میں ہے۔ وقالت اسماء للقاسم بن محمد وابن ابی عتیق ورسنت عن اختی عائشہ بالغابتہ وقد عطانی به معاویہ مائۃ الف فہولکما۔ ترجمہ
اور اسماء بنت ابی بکر نے قاسم بن محمد اور عبد اللہ بن ابی عتیق سے کہا سچے اپنی بہن عائشہ صدیقہ کے ترکہ میں سے غائبہ میں کچھ جائیداد تھی آئی مجھے معاویہ اسکے بدل ایک لاکھ روپیہ دیتے تھے۔ میں نے نہیں پیچی یہ جائیداد تم دونوں کو (ترجمہ مولوی حمید الزمان صاحب دفترا غائبہ ایک موضع کا نام ہے مدینہ کے متصل وہاں حضرت عائشہ کا کچھ حصہ تھا۔ زمین میں (حاشیہ ایضاً بخاری) ۲ فرماے جناب سنی صاحب جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو کوئی ترکہ۔ درہم و دینار بقول آپ کے نہ چھوڑا اور جو چھوڑا وہ صدقہ ہوا۔ اور جناب بی بی عائشہ کو صرف نان نفقہ ملتا تھا تو یہ ایک لاکھ کی زمین کہاں سے حاصل ہوئی اور کونسی شرعی دلیل سے آپ نے قبضہ میں لے لی اور شرعی دلیل سے جناب بی بی عائشہ کو دس ہزار درہم عطیہ ملتا تھا کیا لاٹھ والی حدیث جناب بی بی صاحبہ برعاطی نقلی (صابر)

حضرت ابو بکر کے داماد کی جائیداد (عبد اللہ بن زبیر نے اپنے باپ کا ترکہ بعد اوائے فوضہ) تقسیم کیا۔ زبیر کی چار بی بیوں تھیں باوجودیکہ تیسرا حصہ وصیت کا نہ لگا گیا جب بھی ہر بی بی کو بارہ بارہ لاکھ ہاتھ آئے اور کل جائیداد زبیر کی پانچ کروڑ دو لاکھ کی ہوئی۔ (صحیح بخاری ترجمہ مولوی وحید الزمان)۔ پارہ بارہواں ص ۸۰ کتاب الجہاد والسیر باب برکتہ الغازی فی مالہ حیاً ومیتاً مع النبی صلعم) (ف) اس قدر جائیداد حضرت ابو بکر کے داماد حضرت زبیر کو کیسے حاصل ہوئی۔ (صابر)

انصار کو جائیداد معا
حضرت انس نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصاری لوگو کو کن بلایا
اگر انکو بحرین میں معاش کی سندیں لکھ دیں۔ انہوں نے کہا قسم خدا کی ہم تو
اس وقت تک معاشین نہیں لیتے کہ جب تک آپ ہمارے بھائی قریش والوں کو بھی ویسے ہی معاشیں لکھ دیں
آپ نے فرمایا جب تک اسکو منظور ہے یہ معاش انکو یعنی قریش والوں کو بھی ملتی رہے گی لیکن انصاری ہی امر
کرتے رہے کہ قریش والوں کو بھی سندیں لکھ دیجئے تب آپ نے فرمایا تم میرے بعد یہ دیکھو گے دوسرے
لوگ تم پر مقدم کئے جاتے ہیں تو تم آخرت میں حجب سے ملنے تک صبر کئے رہنا۔ رہنمایا ربیعہ الباری ترجمہ صحیح بخاری
كتاب الجہاد والسير پارہ بارہواں ص ۹۹

نوٹ :- آج تک نسلا بعد نسلا انصارِ مدینہ کو جائیداد معافی میں ہے اور ہر ایک بادشاہ اسے نیک سلوک کرتا چلا آیا ہے۔ کبھی کوئی جائیداد ضبط نہ ہوئی مگر افسوس بنتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاس باغِ فدک بھی نہ رہے دیا اور سند رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پر واہ نہ کی گئی۔ (صابر)

جائید اور رسول مقبول صلعم وسلم نے خیمہ کے پہودیوں سے آدھوں آدھ (نصف) پیداوار بہرہ
بٹائی کر لی جو پیدا ہوا اناج یا میوہ آپ اس میں سے اپنی بی بیوں کو سال میں سو وسق دیا کرتے اسی وسق
لحجور کے اور بیس وسق جو کے تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور کتاب الوکالتہ لنواں پارہ ۲۳
بالمزارعہ -

(۳) مسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور۔ کتاب الطہرہ۔ دسواں پارہ ص ۵۲ فضل المنیہ میں حضرت اشع بن مالک نے کہا جب یہاں لوگ مکہ سے مدینہ میں آئے ان کے ہاتھ میں کچھ نہ تھا۔ محتاج تھے۔

اور انصار پارس زمین اور جائیداد تھی تو انصار نے مہاجرین کو اپنی آمدنی میں شریک کر لیا۔ یعنی باغوں کا میوہ انکو دیں گے۔ اور محنت کا کام کاج خود کر لیں گے۔ انہیں کوئی بوجھ نہ ڈالینگے اور انس کی ماں ام سلیم نے جو عبد اللہ بن ابی طلحہ کی بھی ماں تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ کھجور کے درخت دے گئے تھے۔ آپ نے وہ درخت اپنی دانی ام ایمن کو دیدئے جو اسامہ بن زید کی والدہ تھیں ابن شہاب نے کہا مجھ کو انس بن مالک نے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خیبر والوں کے قتل سے فارغ ہوئے اور مدینہ کی طرف لوٹے تو مہاجرین نے انصار کو دی ہوئی جائیدادیں واپس کر دیں کیونکہ خیبر میں مہاجرین کو بہت جائیداد مل گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ام سلیم کو ان کے درخت واپس کر دیئے اور ام ایمن کو آپ نے انکے معاوضے میں اپنے باغ سے کچھ درخت دئے اپنی خاص جائیداد میں سے (بخاری ص ۱۶۱)

نوٹ افرمائے حضرات یہ جائیداد رسول مقبول صلعم کہاں گئی اور جب باغ مذک جناب سیدہ معصومہ صلوٰۃ اللہ علیہا سے چھینا گیا تو بی بی ام ایمن رضی عنہا سے یہ باغ خیبر عطیہ سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں نہ واپس لیا گیا۔ اور صدقہ قرار دیا گیا۔

(۳) حضرت عمرؓ نے کہا بی بی زینبؓ کے مال باغات وغیرہ ان مالوں میں سے تھے جو اللہ نے اپنے پیغمبر کو بن لڑکے دلا دیئے مسلمانوں نے انکے حاصل کر نیکو گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تو ایسے مال جو جب حکم شرع خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے مسلمانوں کا انہیں حصہ نہ تھا آپؐ اس میں سے اپنی بی بیوں کا سالانہ خرچ کرتے (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیرہ باب ۸ ص ۱۸۱)

نوٹ افرمائے جناب جبکہ جائیداد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مسلمانوں کا کوئی حق نہ تھا۔ تو وہ مسلمانوں میں کیوں تقسیم کی گئی اور حقیقی وارث کیوں محروم ہوئے۔ اور کس شرعی دلیل سے جناب سیدہ معصومہ صلوٰۃ اللہ علیہا خاص جائیداد پدری سے محروم ہوئیں۔

جائیداد مہاجرین حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت میں یہودیوں کو نکال کر خیبر کی زمین تقسیم کر دی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بیوں سے کہا اپنی اور زمین لو یا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ملا کرتا تھا وہ لو۔ کسی نے زمین لینا پسند کیا۔ کسی نے کہا ہکو و سق دیا کرو حضرت عائشہؓ نے زمین لی تھی (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبوعہ دارالمیوز کتاب لکھنؤ)۔ باب ۳۳ نواں حصہ باب المزراعہ بالشرط و نحوه

(ب) حضرت عمر ابن الخطاب نے اپنے نانا خلافت میں ہوا ایک کا وظیفہ مقرر کیا اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بیوں کے واسطے دو سو ار درہم مقرر کئے۔ رسولی بی عائشہ کی واسطے بارہ ہزار درہم مقرر ہوئے اور کہا کہ وہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بی تھیں ملا کی صورتتہ الاحباب جلد اول ص ۱۶ سطر ۱۶: طبع انوار محمدی

نوٹ فرمائے حضرات کس شرعی دلیل سے یہ جائیداد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وظیفہ اہمات المؤمنین کے واسطے مقرر ہوئی جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ترکہ صدقہ تھا تو انکو کیوں دیا گیا اور جناب صدیقہ معصومہ بنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وراثت پوری سے کس دلیل سے محروم ہوئیں اور یہ بھی فرمائے کہ خلافت کی طرف سے جناب سیدہ معصومہ کو کیا وظیفہ ملتا رہا حق تو یہ ہے خواہ آپ ہمارے ساتھ متفق ہوں یا نہ ہوں اہل بیت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بعد رحلت نبوی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظلم و ستم ہوئے انہیں باغ فک غصب کیا گیا خلافت سے محروم ہوئے مکانات کو آگ لگانے کی دھمکی دی گئی انکی عزت و احترام میں بہت کچھ کمی کی گئی مسلمان کو عامہ مسلمین میں شامل کیا گیا۔ انکو کسی خلافت میں بھی کوئی عہدہ نہ ملا۔ بلکہ وہ نظر بند رہے۔ اور باغی خیال کئے گئے۔ یہ تمام واقعات اصحابِ ثلاثہ کے زمانہ خلافت میں واقع ہوئے پھر ہم ان حضرات ثلاثہ کو خلافت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس دلیل و حجت سے مان لیں۔ فافہم و تدبر۔

حجت بتول کتاب مستطاب ثمرۃ النبوة مولفہ جناب آغا سید نیا حسین صاحب عابدی بی بی کے ساکن موضع بھیر اسادات فتح پورہ ہسودہ کے صاحب سے ایک لکچر پڑھا دقت آمیز مکالمہ نقل کیا جاتا ہے جس سے مقدمہ مذکور کا کافی روشنی ڈالی گئی ہے اور جناب ابو بکر خلیفہ اول کو حجت اللہ البالغہ سے بخوبی ساکت کیا گیا ہے۔

جب امیر المؤمنین علی المرتضیٰ علیہ السلام نے مجلس عامہ میں بیعت ابو بکر سے انکار کر دیا تو دربار بر خاست ہوئے بعد حضرت عمر نے حضرت ابو بکر سے کہا کہ جب تک جناب علی بیعت نہ کریں گے آپ کی خلافت اندیشناک حالت میں رہے گی آپ اوس روز اس کے دعوت اور دلائل کو سن چکے ہیں۔ اور وہ ایسے قوی اور محکم ہیں کہ انکا جواب مجلس بھر میں کوئی نہ دے سکا اور آج بھی جو جہتیں حضرت سلمان علیہ السلام نے پیش کیں انکا بھی جواب بجز اس کے کچھ کہتے نہ بنا کلامت نے اجماع کر کے ابو بکر کو خلیفہ کر دیا ہے اور پھر اہل جماع پر

بھی جو اعتراض انہوں نے وارد کئے انکار کسی سے نہ ہو سکا اگر یہی حالت رہی تو لوگوں کے دال دھڑ مائل ہو جائیں گے اور آپ کو حکومت سے دست بردار ہونا پڑے گا اب اس کا موقع نہیں ہے کہ مجتہد اور مجتہدوں سے کام لیا جائے۔

حضرت ابو بکرؓ۔ تم ہی بتلاؤ کہ کیا تدبیر کرنی چاہئے جس سے جناب علیؓ کی قوت جاتی رہے اور وہ مجبور ہو جائیں۔

حضرت عمرؓ۔ میرے نزدیک تو سر دست یہ مناسب بلکہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اہل بیت علیہ السلام سے موضع فدک لے لیا جائے اور یہ ظاہر کیا جائے کہ وہ عام مسلمانوں کا حق ہے اور جناب فاطمہ علیہ السلام اس پر تصرف کرنے کی مجاز نہیں ہیں۔

حضرت ابو بکرؓ۔ پیغمبر خدا صلعم نے فدک انکو عطا کیا ہے اب اس کا ان سے جھگڑا کرنا صریحاً زیادتی ہوگی اور لوگ بھی اسکو روانہ رکھیں گے۔

حضرت عمرؓ۔ ایسے خیالات آئین ملک داری کے خلاف ہیں فدک پر قبضہ کر لینے میں کئی فائدہ متصور ہیں۔ اول تو یہ کہ اسکی آمدنی کثیر ہے اور اسکے ذریعہ اہل بیت کو اپنے بذل و سخا سے لوگوں کو اپنی طرف مائل و گرویدہ کر لینے کا جو موقع حاصل ہے وہ ان سے جاتا رہیگا اور خود جب محتاج ہونگے تو مضطر ہو کر خواہ خواہ ہماری اطاعت برداری ہو جائیں گے۔

(۲) یہ کہ جب ہم عام مسلمانوں کا حق فدک میں بتلا کر ان کے فائدے کے لئے اسکا لینا ظاہر کریں گے تو وہ لوگ ہلکا اپنا خیر خواہ سمجھ کر ہمارے ہوا خواہ ہو جائیں گے۔

(۳) یہ کہ فدک کے معاملہ سے خلافت کا دعویٰ نیچے پڑ جائے گا علاوہ فدک کے خمس بمعہ اہلبیت کے لئے موجب طمانیت ہے۔ اور اس سے بھی اونکو تقویت پہنچتی ہے اسلئے اسکو بھی ضبط کر لینا مناسب ہے جب اس سے بھی محروم کر دئے جائیں گے تو ان شبینہ تک کو محتاج ہو کر بجز ہماری اطاعت کے ان سے کچھ بن نہ پڑے گا۔

حضرت ابو بکرؓ۔ نے اپنے وزیر باتدبیر حضرت عمرؓ کی پالیسی کو پسند فرمایا اور ضبطی فدک و خمس کا حکم دیدیا حکومت کی طرف سے ایک عامل مقرر کر کے اسکو حکم دیا گیا کہ فدک پر جا کر خلافت کی طرف سے قبضہ کر لے اور جناب فاطمہ بنت رسول مقبول صلعم کے عامل کو نکال دے۔ عامل مذکور نے حسب فرمان فدک پر

قبضہ کر لیا جناب سیدہ معصومہ صلوٰۃ اللہ علیہا کے عامل نے اگر کیفیت عرض کی آپ نے حضرت امیر المومنین سے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ آیا میں اپنے حق کا مطالبہ کروں یا میری سکوت اختیار کروں۔ امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ صبر کرنا بہت خوب ہے اور انجام کار یہی ہونا ہے لیکن اتمام حجت کے لئے اپنے حق کا اظہار کر دینا بھی ضرور ہے۔ پس جناب صدیقہ طہرہ لنت جگر مصطفیٰ جناب فاطمہ الزہراء صلوٰۃ اللہ علیہا نے سر سے پاؤں تک چادر اوڑھی اور باوجودیکہ مزاج علیل تھا چند عورتوں کے حلقہ میں مسجد نبوی کی طرف روانہ ہوئیں جہاں حضرت ابو بکر مع اصحاب تشریف رکھتے تھے۔ دیکھنے والوں کو آپ کی رفتار اور سیکینہ و وقار سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ خود سیدنا محمد رسول اللہ قائم نہیں و سید المرسلین تشریف لارہے ہیں۔ جب وقت جناب صدیقہ مسجد میں داخل ہوئیں تو بعض نرم دل مسلمان جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ بنظر عبرت یاد کر کے رونے لگے آپ نے انکو گریاں دیکھ کر سکوت فرمایا۔ عورتوں نے اصحاب کے سامنے ایک سفید پردہ کھینچا اور جناب معصومہؑ پس پردہ تشریف فرما ہوئیں۔ جب وہ لوگ خاموش ہوئے تو آپ نے حضرت ابو بکر کی طرف متوجہ ہو کر گفتگو فرمائی جس کا ماحصل بطور کالمہ ذیل نقل کیا جاتا ہے۔

حضرت صدیقہؑ: اے ابو بکر خدا و رسول کا حکم سب پر واجب التعمیل ہے تم اس سے متشنیٰ نہیں ہو۔ میں تم کو کہہ رہی ہوں اسے گوش ہوش سے سنو اور خدا کے غضب سے ڈرو اور کسی کے حق میں دست درازئی نہ کرو۔ فدک میرے والد ماجد جناب رسول خدا صلعم نے بحکم خدا تعالیٰ مجھے عطا کیا اور دستاویز اپنی مہر سے مزین کر کے میرے حوالہ کی اور فدک میرے قبضہ دیدیا۔ (دستاویز یا وثیقہ یا شٹام حضرت ابو بکر کے سامنے رکھ کر دیکھو یہ وہی دستاویز ہے) پس فدک پر جو تم نے زبردستی قبضہ کر لیا ہے اسے چھوڑ دو۔

حضرت ابو بکر: نے وہ دستاویز دیکھ کر حضرت عمر کو دی انہوں نے کہا یہ فاطمہؑ کا محض دعوے ہے اس کے ثبوت میں ان سے گواہ طلب کیجئے۔

حضرت ابو بکر (جناب سیدہؑ سے) آپ اپنے دعوے کے ثبوت میں گواہ پیش کیجئے۔

جناب صدیقہؑ: میرا قبضہ خود میری ملکیت کی دلیل ہے آپ کس شرع کے رو سے مجھ پر بار ثبوت عائد کرتے ہیں۔

حضرت عمرؓ: ان باتوں سے کچھ فائدہ نہیں اگر آپ کو فدک کا دعویٰ ہے تو گواہ پیش کیجئے۔
 جناب صدیقؓ: نے رفع حجت کی نظر سے ام ایمن اور صاحبان آیہ تطہیر حضرت علی المرتضیٰ و امام
 حسن المجتبیٰ و امام حسین شہیدہ کر بلا علیہم السلام کو شہادت میں پیش کیا۔
 بی بی ام ایمن گواہ: نے گواہی دینے سے پہلے کہا کہ اے ابو بکر تم کو میں خدا کی قسم دیتی ہوں سچ
 کہنا کہ آیاتم نے بغیر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ ام ایمن اصرار میں اہل
 الجنتہ یعنی ام ایمن زناں اہل جنت میں سے ہے حضرت ابو بکر نے کہا کہ البتہ میں نے یہ حدیث پیغمبر
 خدا سے سنی ہے۔ اس کے بعد ام ایمن نے کہا فاشہد ان اللہ عز وجل اوحی رسولہ اللہ و ان
 ذالقربی حقہ فجعل فدک لہا لفاطمہ باحرا للہ۔ یعنی میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ
 نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا حق دیدو پس آنحضرت نے جناب فاطمہ
 الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کو فدک قوت بصری کیلئے دیدیا۔

جناب امیر المومنینؓ اور حسنین الشریفینؓ نے بھی یہی گواہی دی جس کی تائید علماء
 اہل سنت بخوبی کرتے ہیں۔

حضرت عمرؓ: ابو بکر لا جواب و مسترد ہو کر ام ایمن زہرا عجمیہ ہے اسکی شہادت قابل قبول نہیں
 ہے حضرت علیؓ وہ تو آپ ہی ایسی کہیں گے اور حسنین الشریفین کم سن ہیں۔ انکی بات قابل لحاظ نہیں۔
 جناب صدیقؓ: اے ابو بکر یہ کیا کلام و عقیدہ ہے ہم اہل بیت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم میں ہم کو بے اعتبار اور جھوٹا سمجھنے سے خدا کی تکذیب لازم آتی ہے کیا قرآن شریف تم
 اتنی جلد بھول گئے کہ اسد جل شانہ تو ہماری شان میں آیہ مبارک تطہیر ائمتنا یدین اللہ لئلا ھب
 عنکم ما لہم جس اھل البیت و یطہرکم و یطہرکم ان نازل فرما کر ہماری طہارت و عصمت
 کی خبر دے اور ہم کو ہر قسم کی نجاست اور برائی سے پاک و پاکیزہ اور عصمت سے مبرا و معصوم قرار دے
 اور تم ہم کو جھوٹا اور بے اعتبار سمجھو یہ ایمان ناحق لینے اور اسکے حصول کے لئے جھوٹی شہادت دینے یا
 دلانے سے بدتر بھی کوئی نہیں ہو سکتا ہے جس سے خداوند کریم نے ہم کو ظاہر کر دیا ہے علاوہ ان کے
 اگر ان گواہوں کی گواہی کافی اور جائز نہ ہوتی تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکی گواہی پر کیوں
 اکتفا فرماتے کیا تم جناب رسول اللہ سے بھی زیادہ عالم اور قاضی ہو خیر اگر تم اس طرح پر میرے دعویٰ کو

ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنی فریت و اولاد کے لئے خدا سے امامت کا سوال کیا تو خدا نے فرمایا کہ یہ منصب ظالموں کو نہیں مل سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ نبوت میراث میں نہیں دیجاتی اور نہ میراث سے نبوت مراد ہے۔ علاوہ اسکے یہ تو سمجھو کہ اگر پیغمبر و نبی میراث جائز نہ ہوتی تو ضرور تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم بتا جاتے کہ میرے بعد میرا ترکہ نہ لینا کیونکہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں اور اس حکم تعلق خاص طور پر ہم ہی سے ہو سکتا تھا۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ جو حکم جس سے متعلق ہو اسکو باوجود بالکل سہل و ممکن ہونیکے نہ بتلائیں اور غیروں کو خفیہ طور سے بتلا جائیں جبکہ اس سے کوئی تعلق بھی نہ ہو تمہارے اس بیان سے تو لازم آتا ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم احکام کی تبلیغ مناسب طور پر نہیں فرمائی جو قطعاً ناممکن ہے۔ اے ابوبکر! حضرت ضمنی مرتبت جانتے تھے کہ ان کے بعد لوگ جھوٹی حدیثیں اپنے مطلب کے موافق بنا بنا کر پیش کریں گے اسی لئے حضور فرما گئے ہیں کہ اگر قرآن کے خلاف کوئی شخص حدیث میری طرف منسوب کرے تو سمجھ لینا کہ وہ حدیث میری نہیں ہے۔ پس ابوبکر جو حدیث تم نے بیان کی ہے وہ قرآن کے بالکل خلاف ہے اسلئے وہ حضرت رسالت پناہ کی حدیث نہیں۔

حضرت ابوبکر! خدا و رسول نے بجز صدق و راستی کے کچھ نہیں کیا ہے اور آپ اے دختر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو فرماتے ہیں سچ اور سچا فرماتے ہیں آپ معدن حکمت و موطن ہدایت و مصدر رحمت اور رکن دین و عین حجت ہیں آپ کو سچا ماننا ہوں آپ شاید خیال کرتے ہونگے کہ فک میں نے اپنی ذات خاص کیلئے ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ تجھیں لشکر و آلات حرب کیلئے میں نے فک لیا ہے تاکہ مسلمان کفار و فجار سے جہاد کریں اور اسکی آمدنی اونکے کام آئے اور اس ذریعہ سے اسلام کی اشاعت ہو اور یہ صرف میری رائے نہیں ہے بلکہ تمام مسلمان اس امر میں مجھ سے متفق ہیں کیونکہ اس سے اسلام کی تقویت اور مسلمانوں کا فائدہ ہے اور جس چیز سے عام مسلمانوں کا فائدہ متعلق ہو وہ میں آپ کو کیونکر واپس لے سکتا ہوں۔ میرا ذاتی مال موجود ہے اس میں سے آپ جو چاہیں لے سکتے ہیں۔

جناب علیہ الصدیقہ: نہایت آزرده و غضبناک ہو کر۔ اے ابوبکر! خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چیزیں دی تھی اسکو تم نے سبجو ظلم ہم سے لے لیا اور خدا و رسول کی مخالفت و نافرمانی کی اس چند روزہ دنیا کے فریب میں تم آگئے اور دین کو پس پشت ڈال دیا ہے اے ابوبکر! اس روز سے ڈر و حس روز میں خدا کے حضور میں تم سے صورت اور تمہارے ظلم کی فریاد کرونگی۔

حضرت
ہم سے بھلا یہ کیوں
جناب
میں اپنے ہی حق
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
معلوم ہو جائے
صلی اللہ علیہ وسلم
اور سلم کے امام
ابوبکر
صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ علیہا رحمۃ
ماہ تک ز...

خلافت
حق
چهار
بن ع...

حضرت عمرؓ (بہ آواز بلند) اے فاطمہ صلوات اللہ علیہا آپ چاہتی ہیں کہ مسلمان کا حق لیں
ہم سے بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کو محروم کر کے فدک آپ کو دیدیں۔

جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام: نہایت غضبناک ہو کر استغفار میں کسی کا حق لینا نہیں چاہتی بلکہ
میں اپنے ہی حق کو چاہتی ہوں۔ اے عمر تجھ سے یہ باتیں عجیب نہیں ہیں تیرے کردار کی خبر مکہ و بایسول
اللہ صلعم دے گئے ہیں لیکن اے پسر خطاب چند روزہ زندگی پر اتنا غرہ نہ ہو کل قیامت کے دن حقیقت
معلوم ہو جائیگی۔ اور آج کا دن اس روز تجھے بہت یاد آئے گا۔ پس جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام بتول بنت یسول
صلعم ابی حجت قائم کر کے غضبناک ہو کر محروم واپس لوٹیں۔ اور مرتے دم تک ان سے نہ بولیں۔ علاوہ بخاری
اور سلم کے امام احمد بن حنبل اپنی سند میں لکھتے ہیں۔ فغضبت فاطمہ علیہا السلام فحجرت
ابوبکر فلم نزل ہما جرتہ حتی توفیت قال وعاشت بعد وفاة رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سنتہ اشھر یعنی حضرت ابوبکر سے جناب سیدہ معصومہ فاطمہ الزہرا صلوات
اللہ علیہا غصہ ہو گئیں اور مرتے دم تک نہ بولیں اور بعد وفات رسول کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف چھ
ماہ تک زندہ رہیں (دیکھو سند امام احمد بن حنبل مصری جلد اول ص ۱۱۱ حدیث اخیر۔

ہجرا بن و دختر و داماد و منہ زند
میراث بہ بیگانہ نہ دید ہیچ مسلمان

فصل

اولیات حضرت ابوبکر

خلافت میں شک: حضرت ابوبکر باوجود خلیفہ رسول کہلانے کے شک میں رہے کہ خلافت کس کا
حق ہے اور میراث مکتبی اور چھو بھی سے ناواقف تھے۔ اور کلام کے معنی نہ جانتے تھے۔ تاریخ طبری جلد
چہارم مطبوعہ مصر ص ۵۲ پر ہے۔ جب حضرت ابوبکر اپنی مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے عبد بن
بن عوف سے ایک طولانی تقریر کے بعد کہا اے بھائی میں دنیا کا غم کوئی نہیں رکھتا البتہ تین امر ہیں جن کو

خود خدائے فرمایا کہ یہ نصب
ث سے بنوۃ مراد ہے
کو یہ حکم بتا جاتے کہ
ہم ہی سے ہو سکتا
بتلا میں اور غیروں کو
م آتے ہے کہ جناب
ہ۔ اے ابوبکر
پیش کریں گے
تو سمجھ لینا کہ وہ
خلاف ہے اسلئے

پ اے دختر محمد
وطن ہدایت
کہ فدک میں نے
لیا ہے تاکہ
ناعت ہو اور
لام کی تقویت
پس ہے

نے جو چیز ہو
روزہ دنیا کے
بن خدا کے

(۳) حضرت مالک بن نویرہ صحابی کو زکوٰۃ نہ دینے کے بہانے سے قتل کر دیا اور خالد بن ولید نے زوجہ حضرت مالک سے غیب قتل میں بلاعدت ڈنار کیا اور حضرت ابو بکر نے چشم پوشی کی (تاریخ اسلام)
 (۴) حضرت ابو بکر نے حضرت عمر کو حکم دیا کہ حضرت علی اگر جیت نہ کریں تو انکا گھر مبارک و بیوی کو قتل
 (۵) حضرت ابو بکر نے اپنی صاحبزادی کا ولیفہیت المال سے دس ہزار روپے مقرر کیا اور موافق عمر
 باب اول فصل پنجم - روضۃ الاحباب جلد اول ص ۳۱ - مگر جناب بقول کا باغ مذکور نہیں لیا۔

(۶) حضرت ابو بکر نے فحشاء سہمی کو آگ میں ڈال کر ہلا دیا اور وہ مرتے دم تک کلمہ شہادت پڑھتا رہا۔
 (ابن خلدون - ابن اثیر - تاریخ اسلام جلد دوم باب دوم ص ۳۳ و فٹ نوٹ -

(۷) حضرت ابو بکر نے اپنی خلافت میں مسادات پر غصہ نہ کر دیا جو انکو اللہ تعالیٰ کے حکم سے زمانہ نبوت میں ملتاتھا (ابوداؤد مترجم ص ۵۳۳ بخاری ص ۱۲۷ کتاب المغازی)

(۸) کان ابو بکر سبأ و انسبا (تاریخ المغازی جلد ۱ الدین سیوطی عربی ص ۳۷ مطبوعہ سرکاری)
 ترجمہ: حضرت ابو بکر سب سے زیادہ گالیاں دینے والے تھے۔ یا نسب نامہ جاننے والے تھے۔

(۹) عروہ سفیر مشرکین مکہ معظمہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ اگر قریش غالب ہوئے تو میں تو قسم خدا کی تمہارے ساتھیوں کے منہ دیکھتا ہوں یہ بیچ میل لوگ یہی کریں گے
 تمکو چھوڑ کر چل دیں گے یہ سنا کر حضرت ابو بکر کو غصہ آیا۔ انہوں نے کہا ابے جلات ... (مسئلہ چاٹ کیا ہم حضرت کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔

(ف) لات مشرکون کا بت تھا حضرت ابو بکر نے فرمایا اپنے معبود کی شرمگاہ چوس کہیں خیال بھی نہ کر لو کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر چل دیں گے حالانکہ لات تھا۔ شاعورت کا ہوتا ہے حضرت ابو بکر کی مراد یہ تھی اپنی ماں کا ٹٹا جو ستارہ مگر غصہ سے اسکی ماں کے بدل اسکے معبود کا نام لیا اور زیادہ اسکی حقارت ہو (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری باب الشرط مع الناس لکیا رہواں بارہ ص ۳۷ معانیہ مطبع احمدی لاہور)

(۱۰) اوٹ کا سودا وقت ہجرت حضرت ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس ادوا وٹشیاں ہیں جنکو میں نے پہلے ہی سے سفر کیلئے تیار رکھا ہے۔ ایک آپ لے لیجئے آپ فرمایا میں نے قیمت سے لی (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری کتاب البیوع باب الاشری

۱۰
۲۲
۶۹

مستأخرہ - پارہ آٹھواں ص ۶۱ مطبع احمدی لاہور

(ب) حضرت ابو بکر نے کہا تو آپان دونوں اونیوں میں سے کوئی اونٹنی لے لیجئے تاکہ آپ کو فرمایا اچھا مگر میں قیمت سے لوگ مار قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالثمن (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری - کتاب المناقب پندرہواں پارہ ص ۶۲ مطبع احمدی لاہور)

(ج) کہتے ہیں یہ اونٹنی قصوار تھی یا چرغا اسکی قیمت آٹھ سو درہم تھی (ایضاً حاشیہ)

(د) شیخ عبدالحق صاحب دہلوی سنی مدارج النبوة جلد دوم ص ۸۱ مطبع نوکشتور پور لکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکر کے پاس دو اونٹ تھے کہ چار سو درہم ہر اونٹ آٹھ سو درہم کو خریدے تھے - اور چار ہاتھ لکھاس دانہ کھلایا تھا اور ٹوٹا کیا تھا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کئے کہ قبول فرماویں - لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیمت کی شرط پر ایک اونٹ خرید کر لیا اور نو سو درہم ادا کئے اور نہ چاہا کہ راہ خدا میں کسی کی مدد و اتعانت ہو - (جد بالقلوب شیخ عبدالحق دہلوی ص ۶۲ مطبع نوکشتور - روضۃ الصفا جلد دوم ص ۱۹۸ سیرۃ النبی جلد اول ص ۶۴)

۱۱) **خدمتِ الہی** جنگ بدر میں حضرت ابو بکر نے کوئی کار نمایاں نہ کئے - جنگ احد - جنگ ۱۲) **سورۃ برات واپس** کی اور منادی کر نیوالو کے ساتھ مجھ کو بھی بھیجا یہ منادی کرنے کو کہ اس سال کے بعد پھر کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی تنگاہو کہ بیت اللہ کا طواف کرے حمید بن محمد حرم نے کہا حضرت ابو بکر کو روانہ کر نیکیے بعد ان کے پیچھے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو روانہ کیا اور انکو حکم دیا کہ سورۃ برات کا فرائض کو سناویں یا ابو ہریرہ کہتے ہیں حضرت علیؑ نے بھی ہمارے ساتھ دسویں ذی الحجہ کو منار میں برات کی منادی کی اور یہ کہا اب اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور نہ کوئی تنگاہو کہ بیت اللہ کا طواف کرے مگر تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری کتاب التفسیر پارہ انیسوا ص ۳ مطبع احمدی لاہور

(ب) مسند احمد ص ۱۱۱ جامع ترمذی مشکوٰۃ باب مناقب علیؑ خصائص نسائی مطبع محمدی لاہور

اور مدارج النبوة فارسی مطبوعہ نوکشاورہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے واپس گئے اور جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی مدت میں حاضر ہوئے تو حضور انور نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ سورہ بقرہ کے سنانے کیواسطے میں خود جاؤں یا اپنے اہل سے بھیجوں۔

(۱۳۱) جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محرمی حضرت ابو بکر نے بی بی عائشہ سے پوچھا تم نے کتنے

میں نے بی بی عائشہ سے کہا میں کپڑوں میں کفن دیا۔ دھوئے کپڑوں میں نہ انہیں قمیص تھا اور نہ عمامہ۔ انہوں نے یہ بھی پوچھا کہ آنحضرت کی وفات کس دن ہوئی تھی میں نے کہا پیر کے دن انہوں نے کہا آج کو فساد ہے میں نے کہا پیر کا دن انہوں نے کہا مجھے بھی امید ہے کہ آپ لیکر رات تک کسی وقت میں گزر جاؤں مگر تیسرے بار سی ترجمہ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب موت الاشہین ص ۱۸ مطبع احمدی لاہور حضرت ابو بکر بقول اہل سنت خلیفہ اول نائب و گدی نشین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تھے لیکن انکو جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور کفن کی بھی خبر نہ تھی خبر کیسے ہوتی آپ تو خلافت کیواسطے خلافت کیٹی میں گئے ہوئے تھے۔ پھر آپ کی کرامت ظاہر نہ ہوئی بجائے پیر کے منگل کو جا کر فوت ہوئے (عائشہ بخاری)

(۱۳۲) خلیفہ یا خالفہ۔ انکار خلافت جابر اعرابی فقال انت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال لا قال

فما انت قال انا الخالفہ بعدہ (دیکھو مجمع البحار نام گجراتی سنی جلد اول ص ۳۳ مطبع نوکشاورہ نہایت ابن اثیر جذری مطبوعہ مصر ص ۳۵) ترجمہ: ایک اعرابی حضرت ابو بکر کی خدمت میں آیا اور عرض کی کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں فرمایا نہیں۔ اعرابی نے کہا پھر آپ کون ہیں فرمایا میں خالفہ ہوں۔ (ب) اوپر کی دونوں کتابوں میں سنی علماء خالفہ کے معنی لکھتے ہیں۔ فاما الخالفہ فهو الذی من اصناف عندہ ولا خیر فیہ ترجمہ: خالفہ وہ ہے جس سے لوگوں کو بے نیازی حاصل نہ ہو اور اس میں خیر و برکت نہ ہو۔

پس جب حضرت ابو بکر اپنی خلافت سے خود انکار کرتے ہیں تو ہم انکو کیسے خلیفہ مان لیں۔

(۱۳۳) بل غدا کے انکار حضرت ابو بکر نے میراث رسول و مہر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باغ ذکر کو جناب یہ معصومہ صلوٰۃ اللہ علیہا کو نہ دیا بخاری

آپ نے فرمایا اچھا
بیر الباری ترجمہ

ہتے ہیں کہ
ور چارہ تک
س فرماویں۔
راہ خدا میں
بلد دوم ص ۱۸

حد۔ جنگ
ب خندق
ت فتہ
شو خلاصہ

ذی الحج
کر نے کو
عبد الرحمن
کو لوانہ
ساتھ

کے او
انیسوا

ہو

(۱۶) لشکر اسامہ سے انکار
حضرات اصحاب ثلاثہ یعنی حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان وغیرہم
کو سوائے حضرت علی و حضرت عباس کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید کے لشکر کے ہمراہ جانے کا حکم دیا۔ مگر انہوں نے انکار کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے ان پر لعنت ڈالی لعن اللہ من تخلف حیثش اسامہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اس پر جس نے
اسامہ کے لشکر کے ہمراہ جانے سے انکار کیا یا انکار لا بکار (عل و نعل) شہرستانی ص ۱۵۷ کے کنز العمال کتاب لغزوات
تذیب التہذیب ذہبی۔ مدارج النبوة۔ روضۃ الاحباب شرح مواقف۔ رسالہ عقائد یعقوب لاہوری وغیرہ حیوة
الیحیوان و میری جلد اول ص ۶۱۔ سیرۃ المحمدیہ ص ۳۹۸ عربی۔ قسطلانی جلد ۲ ص ۱۰۲۔

(۱۷) شرک خفی
تفسیر ابن کثیر جلد ۵ ص ۲۲۹ بحوالہ کتاب فہمک النجاة فی الامامت والصلوة میں ہے۔
دیبیا لفل فقال ابوبکر وهل شرک الا من دعا مع اللہ امّا اخر فقال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ والہ وسلم شرک فیکم اخفی من دیبیا لفل رواہ الحافظ ابو یعلیٰ واحمد البغوی
تفسیر ورنشور بیوطی جلد ۵ ص ۵۰۰ کنز العمال جلد دوم ص ۹۰ حیوة الیحیوان جلد ۲ ص ۳۲۲

(ب) ازالۃ الخفاشاہ ولی اس مقصد اول ص ۱۹۹ عن معقل بن یسار قال انطلقت مع ابی
بکر الصدیق الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یا ابابکر الشرک فیکم اخفی من دیبیا
الفل فقال ابوبکر وهل شرک الا من جعل مع اللہ امّا اخر فقال النبی صلی اللہ علیہ
والہ وسلم والذي نفسی بیدہ الشرک اخفی من دیبیا لفل الا ادلك علی شیء اذا قلتم
ذهب عنک قلیلہ وکثیرہ قال قل اللهم انی أعوذ بک ان اشرک بک وانا اعلم واستغفر
لما لا اعلم انتهى بلفظہ: ترجمہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شرک تمہارا
اندر حیونٹی کی رفتار سے بھی باریک چلتا ہے۔ ابوبکر نے کہا کیا شرک تو یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرا
کوئی معبود بنایا جائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شرک تمہارا اندر حیونٹی کی رفتار سے باریک چلتا ہے۔
(ب) ازالۃ الخفا مقصد اول ص ۱۹۹ پر ہے کہ حضرت معقل بن یسار نے کہا میں ابوبکر کے ہمراہ
جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گیا آپ نے فرمایا ابوبکر شرک تمہارا درمیان حیونٹی کی چال
سے بھی زیادہ باریک چلتا ہے۔ ابوبکر نے کہا کیا شرک وہ نہیں کہ جس نے سوائے اللہ کے کوئی دوسرا معبود

بنایا جناب رسول اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم جسکے پنجہ قدرت میں میرے بچان ہے شرک چھوٹی کی بھی چال سے باریک چلتا ہے کیا میں تم کو ایسی دعا نہ سکھاؤں کہ جب تم اسکو پڑھو تو شرک تھوڑا ہو یا زیادہ تم سے دور ہو جائے۔ فرمایا کہہ۔ اللھم انی اعوذ بک ان اشرك بک وانا اعلم الاخذة۔
(ج) دوسری حدیث از الہ الخفاء ص ۱۹۹ پر یہ الفاظ زیادہ ہیں۔ ثقلتک املک۔ تیری ناں تجھ پر ہوئے یہ کلمہ بددعا ہے۔

شہادت ایمان کتاب کشف المغطاء عن کتاب الموطا مطبع صدیقی لاہور ص ۳۳ پر ہے۔ ابو النضر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ احد کے شہیدوں کے لئے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کا میں گواہ ہوں حضرت ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم انکے بھائی نہیں ہیں مسلمان ہوئے ہم جیسے وہ مسلمان ہوئے اور جہاد کیا ہم نے جیسے انہوں نے جہاد کیا آپ نے فرمایا ہاں ولہذا فی ماتخذ ثون بعتنی مگر مجھے معلوم نہیں کہ بعد میرے کیا کرو گے۔ تو رونے لگے اور فرمایا کیا ہم زندہ رہیں گے بعد آپ کے انتہی بلفظ (کتاب المغازی و اقادی غزوہ احد ص ۱۲)

علم ابو بکر قبصہ بن ذویب سے روایت ہے کہ سیت کی نانی ابو بکر یا س میراث مانگنے کو آئی ابو بکر نے اس بات میں کوئی حدیث سنی ہے جان تو میں لو اگر میرا بیٹا ہو چھکریا یافت کروں گا۔ ابو بکر نے لوگوں سے پوچھا مغیرہ بن شعبہ نے کہا میں اس وقت موجود تھا میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نانی کو چھٹا حصہ دلایا ہے ابو بکر نے کہا اور بھی کوئی تمہارے ساتھ ہے جو اس معاملہ کو جانتا ہو تو محمد بن مسلمہ انصاری کھڑے ہوئے اور میرا مغیرہ بن شعبہ نے کہا تھا۔ ویسا ہی بیان کیا ابو بکر نے چھٹا حصہ اسکو دلایا۔ پھر حضرت عمر کے وقت میں وادی میراث مانگنے کو آئی حضرت عمر نے کہا اللہ کی کتاب میں تیرا کچھ حصہ مذکور نہیں ہے۔ اور پہلے جو حکم ہو چکا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر کے زمانے میں وہ نانی کے باب میں ہوا تھا اور میں اپنی طرف سے فرائین میں کچھ بڑھا نہیں سکتا لیکن وہی چھٹا حصہ تو بھی لے اگر نانی بھی ہو تو تم دونوں سبس کو بانٹ لو اور جو تم دونوں سے اکیلی ہو یعنی صرف نانی ہو یا صرف وادی وہی چھٹا حصہ لے لو۔

دکشف المغطاء عن کتاب الموطا۔ میراث الجدة ص ۵۵۔ مطبع صدیقی لاہور۔ از الہ الخفاء جلد دوم ص ۳۳ الحجۃ البائنة ص ۱۲ اصواعق محرقة ص ۲ فلک النجاة فی الامامة والصلوة

تر عثمان غیر ام
ل رسول اللہ علیہ
صلی اللہ علیہ وآلہ
ہے اس پر جس نے
کتاب لغزوات
وغیرہ حیوة

ملوے میں ہے۔
فیکم من
لہ صلی
حمد البغوی

ت مع ابی
من دبیہ
لہ علیہ
اذ قلہ
واستغفر

ت تبارک
ادوسرا
ریک علیہ

ہمراہ
جانب
میں

اموطا مالک کتاب الغزوات
۵۶۳ باب میراث الجدة ص ۱۲۴

(ب) اتفاق جلد اول ملاحظہ۔ ابو عبیدہ نے فضائل میں ابراہیم تیمی سے روایت کی ہے ابو بکر سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وفا کہتہ دایا کی معافی پوچھے گئے۔ تو اس نے کہا کونسا آسمان مجھ پر سایہ کرے۔ اور کونسی زمین مجھ کو اٹھائے میں اللہ کی کتاب میں کچھ کہوں جو نہیں جانتا ہوں۔ اور یہی عمر ابن الخطاب سے بھی معاملہ ہوا۔

—

بَابُ وَ

خلافت حضرت عمر ابن الخطاب جماعی خلیفہ دوم حضرت عمر کس طرح خلیفہ ہوئے

حضرت ابو بکر نے اپنی مرض الموت میں حضرت عمر کو وصیت کر کے خلیفہ مقرر کیا اور حضرت عثمان سے انکی تقرری کا پروانہ لکھوایا ایک اصحاب نے سوال کیا کہ آپ خدا کو کیا جواب دیں گے کہ عمر جیسے سخت گیر آدمی کو ہم پر خلیفہ کئے جاتے ہیں حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ اللہ وسید مجھے ڈرا ہی دیا لیکن اگر مجھ سے سوال ہو تو میرے عرض کروں گا کہ میں نے مسلمانوں پر انہیں سب سے بہتر آدمی کو خلیفہ کیا ہے۔ تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی فیضانِ بکرین لاہور ص ۲۲ (سطر ۲۰) الفاروق شبلی نعمانی ص ۳۵ حصہ اول از الہ الخلفاء مقصد اول ص ۳۳ ص ۳۴ ص ۳۵ ص ۳۶ (۳) تاریخ کامل اور طبری میں ہے کہ جب یہ عہد لکھا جا چکا تو حضرت ابو بکر نے حکم دیا کہ اسے پڑھا کر لوگوں کو سناؤ پس لوگوں کو جمع کیا اور حضرت ابو بکر نے اپنے غلام شدید کے ہاتھ وہ عہد بھیجا اور حضرت عمر اس کے ساتھ تھے لکڑی ہاتھ میں لئے ہوئے لوگوں سے کہتے تھے کہ چپ رہو اور سنو خلیفہ رسولؐ نے کیا فرمایا ہے اور اس حکم کی تعلیم کرو۔ اور ابن قتیبہ نے کتاب الامت ص ۳۳ میں لکھا ہے کہ جب حضرت عمر خلافت نہ لے کر چلے تو راستہ میں کسی نے پوچھا اس میں کیا ہے تو حضرت عمر نے جواب دیا کہ یہ کو نہیں معلوم لیکن جو کچھ اسمین لکھا ہے اس کے سب سے زیادہ مطیع ہم ہیں اس سائل نے کہا کہ اگر تم نہیں جانتے تو ہم جانتے ہیں بار سال تم نے انکو خلیفہ بنایا تھا اور اس سال انہوں نے تمکو خلیفہ بنایا۔ پھر ابن قتیبہ لکھتے ہیں کہ جب اہل شام کو مرض ابو بکر کا

حال معلوم ہوا اور کچھ عرصہ تک خبر نہ ہوئی تو کہنے لگے میں جو ہے خلیفہ رسول اللہ نے انتقال کیا اور انکی جگہ حضرت عمر خلیفہ ہوئے ہوں اگر ایسا ہے تو نہ وہ ہمارے خلیفہ ہیں نہ ہم انکو خلیفہ جانتے ہیں بلکہ ہم خلع کرتے ہیں۔

طبری میں ایک روایت یہ ہے کہ حضرت ابو بکر نے پانچ ماہ سے سر نکال کر لوگوں سے کہا جس حال میں کہ بی بی اسامہ بنت عیس انکو پکڑے ہوئی تھیں کہ آیا تم اس پر راضی ہو جاؤ گے جسے میں تم پر خلیفہ بنا دوں کیونکہ قسم بخدا میں نے سوچنے میں کسر نہیں رکھی ہے اور کسی قاتل کو خلیفہ نہیں کیا ہے یہ تحقیق میں نے عمر کو خلیفہ بنایا ہے پس اسکی سفاک اور سکا حکم ماننا لوگوں نے کہا ہمیں ہر وحشیم منظور ہے اور کیوں تاریخ اسلام جلد دوم مقبول پریس دہلی ص ۳۵۵ فٹ نوٹ) تاریخ طبری جلد دوم ص ۱۵۵ کتاب الامتہ و السیاستہ ابن قتیبہ ص ۳۳۳۔ ۳۴۴

(۳) عن ابی خالد عن قیس قال مرایت عمر و بیدہ عسیب فخل و هو یجلس الناس ویقول سمعوا القول خلیفہ رسول اللہ فجاہ صول ابی بکر یقال لہ شدید بصیفہ فقراءہا علی الناس فقال یقول ابو بکر اسمعوا و اطیعوا لمن فی ہذہ الصحیفۃ فواللہ ما الوکم قال قیس فریت بعد ذلک علی المنبر مسند امام احمد بن حنبل جلد اول مطبوعہ بیروت و تاریخ اسلام جلد دوم ص ۳۵۵ ترجمہ قیس کہتا ہے کہ میں نے حضرت عمر کو کھجور کا ایک ڈنڈا لے دیکھا کہ لوگوں کو بٹھلا رہے ہیں اور کہتے ہیں خلیفہ رسول اللہ ہے کہ قیس نے کہہ سنا۔ اتنے میں شدید ابو بکر کا غلام ان کا فرمان لیکر پہنچا اور لوگوں کو سامنے پرکھ کر کہا ابو بکر کہتے ہیں کہ اس فرمان میں جس شخص کا نام لکھا ہے اس کی بات سنو اور اطاعت کرو و اس میں اسکی قسم کی کوتاہی نہیں کرتا قیس نے کہا اسکے بعد فوراً میں نے حضرت عمر کو منبر پر پایا۔

(۴) عن عایشہ رضی اللہ عنہا قالت لما حضر ابوبکر الوفاۃ استخلف عمر فدخل علی و طلحتہ فقال لا من استخلفت قال عمر قال فماذا انت قائل لربک ان حضرت عایشہ سے روایت ہے کہ جب وقت حضرت ابو بکر کی وفات نزدیک ہوئی حضرت عمر کو ولیعہد و جانشین کیا پس حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام حضرت طلحہ ان کے پاس آئے اور فرمایا کہ آپ نے کسکو خلیفہ بنایا ہے حضرت ابو بکر نے جواب دیا عمر کو جناب امیر علیہ السلام اور حضرت طلحہ نے فرمایا کہ آپ اپنے رب کو کیا جواب دینگے کہ ایسے سخت مذخو کو خلیفہ بنایا ہے الخ (دیکھو منتخب کثر العمال جلد دوم ص ۱۵۵ بروایت ابن سعد ص ۱۵۵)

جلد چہارم بروایت ابن سعد و بیہقی (۵)

(۵) از آلہ الحقا شاہ ولی اللہ دہلوی مقصد اول ص ۳۱۳ مطبوعہ دہلی میں ہے ان ابابکر
حین حضرۃ الموت ارسل الی عمر سیٹخلفہ فقال الناس تستخلف علینا
فما غلطاً ولو قد وفما تقول لربک اذ یقتہ وقد استخلفت علینا عمر
(۶) فقال علیؑ بالغیا من فیہا وان کان عمر (شرح العقائد نسفی حشی

مطبوعہ یوسفی لکھنؤ ص ۱۹۹ سطر اول تقطیع کلان) جناب امیر المومنین علی علیہ السلام نے وصیت نامہ حضرت
ابوبکر کو دیکھ کر فرمایا ہم نے جو کچھ اسمیں لکھا ہے اسکی بیعت کی اگرچہ عمر ہی خلیفہ کیوں نہ ہوں جناب نے
آپ کو پہلے ہی سے معلوم تھا کہ خلافت تو حضرت عمر کو مل چکی ہے اب اختلاف و جھگڑا سے کیا فائدہ اسلئے
یہ مجبوری و کراہتا فرمایا چنانچہ شرح میں ملامعصام فرماتے ہیں۔ و وجہ قول علی رضی اللہ تع
عند بالغیا لمن فیہا وان کان عمر انه اراد وان کان البعیتہ اصعبتہ لکمال
صلوٰۃ بنتہ فی الدین وعدم مسامحتہ فی امر (حاشیہ شرح عقائد نسفی ص ۱۹۹ سطر یوسفی لکھنؤ)
رکذ البینہ فی تاریخ النخیس جلد دوم ص ۱۸۱ مطبوعہ مصر) ترجمہ ہذا اور قول جناب علی المرتضیٰ کی کیا وجہ ہے
کہ آپ نے فرمایا جو کچھ اس وصیت میں ہے ہم نے اسکی بیعت کی اور اگرچہ عمر کا نام ہی کیوں نہ ہو کیونکہ ان کا
ارادہ تھا اور اگرچہ اس کے واسطے سخت سختی دین میں ہے یہ سختی نے اور حکم میں نرمی و برکت سے یعنی حضرت
عمر کی سختی اور تند خوئی کو جان کر بھی مجبوراً فرمایا اور اپنی حق تلفیوں پر صبر کیا کیونکہ حضور مولا مرتضیٰ
علیہ السلام کو یہ معلوم تھا کہ حضرت عمر کو خلافت ملتی ہے تو اب انکار و ٹکرار سے کیا فائدہ مگر ناپسند اور منظر
ناہو نا خلافت عمر کا اس سے ظاہر ہے۔

(۷) فسمع بعض اصحاب النبی صلعم بدخول عبدالرحمن و عثمان علی
ابوبکر دخلوا ہما بہ۔ فدخلوا علی ابوبکر فقال له قائل منہم ما انت قائل لربک
اذ اسالك عن استخلافک عمر علینا وقد تدری غلطتک (منتخب کثر العمال حاشیہ
سند امام احمد صنبل جلد ثانی ص ۱۸۰ سطر ۲ مطبوعہ مصر) بعض اصحاب ابنی صلعم نے حضرت عبدالرحمن و
حضرت عثمان و حضرت ابوبکر کی خلوت کو سنا اور حضرت ابوبکر کے پاس آئے اسمیں سے ایک نے کہا
آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے جب وہ حضرت عمر کی ولیعہدی کی بابت پوچھیگا جسکو ہم پر خلیفہ بنا چاہتے

حالا نکہ اسکی تدخوی و درشتی کو چاہتے ہو۔

(۸) کنز العمال جلد ۳ ص ۱۴۶ پر ہے عثمان بن عفیف اللہ نے کہا کہ حبیب ابوبکر کی موت قریب ہوئی تو انہوں نے حضرت عثمان بن عفیف کو بلایا اور اپنا عہد لکھا نا شروع کیا کہ اتنے میں حضرت ابوبکر غشی طاری ہو گئی کسی کا نام نہ لکھوا سکے حضرت عثمان نے حضرت عمر بن الخطاب کا نام لکھ دیا جب حضرت ابوبکر کو ہوش آیا تو عثمان کو کہا کہ کس کا نام لکھا ہے تو عثمان نے کہا کہ میں نے تمہاری حالت دیکھ کر اور تفرقہ سے ڈر کر عمر بن خطاب کا نام لکھ دیا ہے حضرت ابوبکر نے کہا کہ اللہ تجھ پر رحمت کرے اگر تو اپنا نام خلافت کیو اسطے لکھ دیتا تو بھی تو اسکے لائق تھا۔

(۹) دیکھو روضۃ الاحباب جلد دوم ص ۴۳ تاریخ کامل جلد ۲ ص ۱۶۳ نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ اہل سنت کے نزدیک یہ خلافت مخصوص من اللہ نہیں بلکہ ایک خفیہ سازش اور ایک دوسرے کیساتھ احسان کا نتیجہ ہے اور اہل بیت رسالت صلعم سے صاف بغاوت ہے۔ حضرت ابوبکر کو حضرت عمر نے سفیف بنی ساعدہ میں خلیفہ بنایا تھا۔ مرتے وقت وصایاے نبوی کو چھوڑ کر بیعت خم غدیر کو توڑ کر حضرت ابوبکر اپنے بعد حضرت عمر کو خلیفہ بنا گئے اسوقت نہ حسبنالکتاب نہ کہا گیا نہ ہدیہ ان ویکو اس کے کلمات جاری ہوئے اور نہ ہی غشی و بیہوشی کو دیکھا گیا حضرت عمر خلیفہ بن بیٹھے اور خلافت کو خاندان نبوت سے دوسری فتنہ بھی نکال ڈالا اہل سنت کے عقل پر حیرانی ہے کہ ایسی خفیہ سازش پارٹی فیلنگ سراسر بغاوت سراسر انحراف فرمان نبوت کا نام خلافت راشدہ رکھا ہے۔

(۱۰) حضرت ابوبکر نے بطور وصیت نامہ حضرت عمر کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اسلئے وہ خلیفہ رسول مقبول پر گزرنے نہیں بلکہ نائب ابوبکر ہیں۔

(الف) دیکھو شرح العقائد ص ۱۰۸ عربی - تاریخ خمیس ص ۲۴۱ -

(ب) الامامۃ والسیاستہ جلد اول ص ۲ ص ۱۹ و شرح عقائد نسفی ص ۱۴ -

(ج) از اللہ الخفاشاہ ولی اللہ مقصد اول ص ۳۱۴ وغزالی جلد ۴ ص ۹۸ -

(د) کنز العمال جلد ۳ ص ۱۴۶ و مل و نخل شہرستانی ص ۱۴۶ جلد اول -

(ه) منہاج السنۃ جلد اول ص ۱۴۲ -

(و) شرح مواقف ص ۴۴ -

میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ؟ ازل اللہ تعالیٰ شاہ ولی اللہ مقصد اول ص ۲۲ پر ہے۔ عن
 سلیمان بن ابی العوجاء قال قال عمر ابن الخطاب
 والله ما ادرى اخلیفة انا ام ملك قال قائل یا امیر المؤمنین ان بینہما فرقاً
 قال ما هو قال الخلیفة لو یاخذ الاحق واولیٰ بضعہ الا فی حق وانت بحمد اللہ
 کذا لک والملک لعیف الناس فیأخذ من ہذا او یعطى ہذا فسکت عمر انتہی
 ترجمہ :- سلیمان بن ابی العوجاء سے روایت ہے اس نے کہا کہ حضرت عمر نے فرمایا اللہ کی قسم میں نہیں
 جانتا کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ (ایک خوشامد سی شخص) نے کہا اے امیر المؤمنین ان دونوں میں فرق ہر
 حضرت عمر نے پوچھا وہ کیا اس نے کہا کہ خلیفہ وہ ہے جو لوگوں سے مال سوائے حق نہیں لیتا اور یہی
 اسکو سوائے حق کے خراج کرتا ہے اور تو شکر خدا ایسا ہی ہے مگر بادشاہ لوگوں سے ظلم سے مال لیتا ہے
 اس سے خور بھی لیتا ہے اور لوگوں کو بھی دیتا ہے۔ اس پر حضرت عمر خاموش ہو گئے۔
 (نوٹ) حضرت عمر کو اپنی پوزیشن معلوم نہ تھی کہ وہ کیا ہے۔

خطاب امیر المؤمنین حضرت عمر ابن الخطاب نے بروانہ خلافت حضرت ابو بکر سے حاصل کر کے
 پہلا کلام منبر نبوی صلعم پر یہ کیا۔ اللہ انی شدید فلینی و
 انی ضعیف فبقونی وانی بخیل فسخنی۔ بار خدا یا میں تند مزاج اور غلیظ ہوں مجھکو نرم کر میں
 کمزور ہوں مجھے قوی کر اور میں بخیل ہوں مجھے سخی کر۔ (ابن کثیر قاطعہ ترجمہ صواعق محرقة فارسی مطبع محمد علی
 ص ۱۶۲ سطر ۸۔ اور منتخب کثر العمال حاشیہ سنہ ۱۸۲۱ م ۱۸۲۱ سطر ۲)

(ب) حضرت ابو بکر اپنے ناموں (خطوط) میں از خلیفہ رسول اللہ صلعم لکھا کرتے تھے آپ کے بعد
 حضرت عمر نے از خلیفہ خلیفہ رسول اللہ صلعم لکھنا شروع کیا۔ لیکن ایک مرتبہ آپ نے عامل عراق کو لکھا کہ دو
 لائق و ہشیار آدمیوں کو ہمارے پاس بھیجو کہ ہم اُسے عراق کے کچھ حالات دریافت کریں۔ انہوں نے آپ کی
 خدمتیں بعید بن ربیع اور عدی بن حاتم کو بھیج دیا جب وہ مسجد مدینہ میں آئے تو عمرو بن العاص وہاں
 بیٹھے ہوئے تھے ان دونوں نے ان سے کہا کہ ہم کو امیر المؤمنین کی خدمت میں باریاب کر دو تجھے عمرو
 ابن العاص نے کہا کہ وادہ تم نے انکا بہت ہی خوب لقب رکھا یہ کہ کہ حضرت عمر کے پاس لائے گئے
 اور کہا السلام علیک یا امیر المؤمنین حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ لقب تمکو کیسے معلوم ہوا جس کی زبان سے یہ

پہلے نکلا تھا اسکو میرے پاس لاؤ (اسی طرح مختلف علامہ سیوطی مترجم زین الدین سید سید لاہور تک سطر ۱۰)
صواعق خرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور ۱۳۳۳ سطر اول روضۃ الاحباب جلد دوم ص ۱۳۶ انوار محمدی پریس۔

(نوٹ) جس طرح خلافت حضرت عمر کو حضرت ابو بکر سے ملی اس طرح انکو لقب امیر المومنین بھی عام
مسلمانوں سے ملا اور جب حضرت عمر کی وفات ہوئی انکا لقب بھی انکے ساتھ دفن ہوا چونکہ جناب امیر المومنین
امام المتقین سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام کو خلافت میں جناب اللہ و رسول عطا ہوئی تھی اس طرح لقب بھی انکو
میں جناب اللہ و رسول عطا ہوا کہ قیامت تک جناب امیر علیہ السلام کا لقب آپ کے ساتھ رہے گا اور اس لقب
سے جناب شیر خدا رسول علی المرتضیٰ علیہ السلام ہی ملے ہوئے۔

اول حدیث خطاب امیر المومنین { عن بريدة قال امرنا رسول الله صلى الله عليه

مردویہ بہ حوالہ ارجح المطالب ص ۱۶۔ باب اول حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول
خدا صلعم نے ہم کو حکم دیا تھا کہ ہم علی علیہ السلام کو یا امیر المومنین کہہ کر سلام کیا کریں۔

روم { عن حذيفة بن اليمان قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
لو علم الناس متى سمى على امير المومنين ما انكروا افضله سمى امير

المومنين وادم بين الروح والجسد فقال الله تبارك وتعالى انا ربكم
ومحمد نبيكم وعلی اميرکم (آخر جلد الیلمی فردوس الاخبار بہ حوالہ ارجح المطالب باب ۱۳)

حضرت حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر لوگوں
کو یہ معلوم ہوتا کہ کب سے علی کا نام امیر المومنین رکھا گیا ہے تو ہرگز اسکے فضائل سے انکار نہ کرتے جناب علی

کا نام اسوقت سے امیر المومنین ہوا ہے کہ ابھی آدم روح اور جسد کے درمیان تھے اسوقت پروردگار نے ارواح
کو خطاب کیا کہ میں تمہارا خدا ہوں اور محمد صلعم تمہارا بنی تھا و علی تمہارا امیر ہے (زیادہ دیکھو باب انوار امامت

خلافت ائمہ اثنا عشر۔)

لقب فاروق عظیم { یہ لقب بھی حضرت عمر کو اللہ اور اسکے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے اجماع کیا ہے چنانچہ روضۃ الاحباب میں جناب شیخ جمال الدین محدث تحریر فرماتے ہیں محمد بن سعد کا

واقعی از نہری روایت کردہ کہ گفت بمارسیدہ کہ اہل کتاب اول ویرافاروق خوانند سلمان متابعت
ایشان کردند و از پیغمبر دریں باب چیزے زرسیدہ را روضۃ الاحباب جلد دوم ص ۳۴ سطر اخیر مطبع انوار محمدی
اجماع امت نے خلافت کی طرح لقب فاروق اعظم جو جناب شہید خدامو لا شکل
غضب فاروق اعظم کھشاد علی المرتضیٰ علیہ السلام کو اللہ کے پیارے بنی مکرم سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے عطا کیا تھا غضب کر لیا۔ سنو!

حدیث شریف عن ابی ذر الغفاری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ
وسلم یقول لعلی انت صدیق الکبر والافاروق الاعظم الذی یفرق بین
الحق والباطل (الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ المحب الطبری بحوالہ ارجح المطالب باب اول ص ۲۴
طبع باروم) اخرجه الدیلمی والطبرانی عن سلطان الفارسی ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری ؓ سے
روایت ہے کہ میں نے جناب رسول خدا صلعم سے سنا ہے کہ جناب امیر سے فرماتے تھے کہ تم صدیق اکبر اور
فاروق اعظم ہو کہ تم حق اور باطل میں فرق کرو گے۔

علم و فقہ حضرت عمرؓ (الف) حضرت عابس بن ربیعہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ حجر اسود کے پاس
اسکو چوما پھر کہنے لگے میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے نہ بگاڑ کر سکتا ہے
نہ فائدہ اور اگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھا ہوتا تجھ کو چومتے ہوئے تو میں کبھی تجھ کو نہ چومتا۔
(صحیح بخاری مترجم کتاب المناسک۔ باب ما ذکر فی الحجر الاسود۔ پارہ چھٹا ص ۸ مطبع احمدی لاہور) حاکم کی روایت
میں اتنا زیادہ ہے حضرت علیؓ نے کہا اے امیر المؤمنین یہ بگاڑ اور فائدہ کر سکتا ہے قیامت کے دن اسکی
آنکھیں ہونگی اور زبان اور ہونٹ اور وہ گواہی دیگا حضرت عمرؓ نے یہ سنکر کہا جہاں تم ہو وہاں اللہ مجھ کو نہ رکھے
(حاشیہ بخاری ایضاً روضۃ الاحباب جلد دوم ص ۵۸ مطبع انوار محمدی لکھنؤ۔)

(ب) بے ادبانہ و گستاخانہ گفتگو صلح حدیبیہ کے بعد حضرت عمرؓ نے روز صلح سے ناواقف ہو کر یہ
گفتگو کی حضرت عمرؓ کہتے ہیں یہ حال دیکھ کر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا میں نے کہا کیا آپ
اللہ کے سچے پیغمبر نہیں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں میں نے کہا کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن ناحق پر
نہیں ہیں آپؐ نے فرمایا بیشک میں نے کہا تو پھر ہم اپنے دین کو کیوں ذلیل کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا میں اللہ
کا رسول ہوں اور میں اسکی نافرمانی نہیں کرتا وہ میری مدد کرے گا۔ میں نے کہا آپؐ فرماتے تھے کہ ہم کعبہ پاس

پہنچنے اور طواغیر کے اپنے فرمایا بیک گریں یہ کہ تھا کہ اسی سال ہوا گیس نے کہا حقیقت میں آپ نے تو نہیں فرمایا تھا آپ نے فرمایا
تو کہ کچھ پس ایک دن فرمایا اور اس کا طواف کرو حضرت عمرؓ فرمایا پھر میں اب تک بائیں اویں نے کہا کیا اللہ کو سچے پیغمبروں کو ہوا
ایر میں کہا کیا ہم حق پر ہوا دشمن با حق نہیں میں انہوں نے کہا کیونہیں نہ (تیسیر الباری) تیسیم بخاری کتاب الفروع الناس و شمس طبع
احمدی محلکاب) ایک رات حضرت عمرؓ بطور کوتوال کے مدینہ منورہ میں پھر رہے تھے ناگاہ ایک مکان پر گزرا جہاں
کچھ آواز سنی جس سے شک پیدا ہوا اور دیوار کو دکر اندر پہنچے ایک مرد کو پایا جس کے پاس ایک عورت اور شراب کی
مشک تھی فرمانے لگے اے دشمن خدا آیا تو نے گمان کیا تھا کہ خدا تیری پردہ پوشی کرے گا حالانکہ تو گناہ کر رہا
ہے اُس نے کہا کہ آپ جلدی کریں اگر میں نے ایک خطا کی ہے تو آپ نے تیس خطاؤں کی ہیں خدا تعالیٰ نے
فرمایا ہے وَلَا تَجْسِسُوْا بَعْثًا مِنْ اَمْرِ النَّاسِ خَالِصًا وَلَا تَكُنْ مِنَ الْخَائِيْنَ اور فرمایا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الْيَوْمَ مِنْ اَبْنِیْہَا یعنی
گھروں میں آنکھ دروازوں کی راہ آؤ اور آپ دیوار بھانڈ کر آگئے اور فرمایا اِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوتًا فَاسْلَمُوْا عَلٰی
اَهْلِہَا جَبْ تَمَّ گھروں میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو اور آپ نے سلام نہ کیا یہ سن کر فرمانے لگے کہ اگر
میں تجھ سے درگزر وں تو آیا تیرے پاس کچھ بھلائی ہے؟ اس نے کہا ہاں میں پھر ایسا کام نہ کر دوں گا پھر
فرمایا جاتے ہیں نے معاف کیا (شرح نہج البلاغت ابن ابی الحدید تاریخ اسلام جلد سوم باب ص ۱۰۱)

(ج) ایک ن منبر پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ عورتوں کا حق مہر چالیس وقتیا سے زیادہ نہ ہو جو شخص اس سے
زیادہ حق مہر باندھیں گاہ بیت المال میں داخل کیا جائے گا ایک بڑھیا عورت کو نخی صاف سے اٹھ کھڑی ہوئی
اور عرض کیا کہ امیر المؤمنین یہ آپ کے لایق نہ تھا کہ اپنے حکم سے یہ فتویٰ دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
وَ اَتَيْنَاہُمْ اَحَدًا بِہِمْنَ قِصَاصًا فَاُولٰٓئِکَ لَا تَحْزَنُوْنَ شَیْئًا حضرت عمرؓ ہوشیار ہوئے فوراً فرمایا کہ
عورت نے ٹھیک کہا اور مرد نے خطا کی ایک روایت میں ہے کہ ایک قریشیہ عورت آپ کو راستہ پر عمر بن خطابؓ
عرض کیا کہ آپ کا منع کرنا مخالف نص قرآن شریف ہے آیت مذکورہ کو پڑھا حضرت عمرؓ نے دنیا بکولات و عزائے
کل انسان افقہ من عمر خدا یا بخش ہر ایک انسان عمر سے زیادہ فقیہ ہے بہت اس کی غلو و علوتھی اور
ضد مطبع انوار محمدی بریس لاہور۔

توریت کا ایک نسخہ عن جابر بن عمرو بن الخطاب اے وفات پائی تو ہم نے اپنی چالیس
اور اللہ وسلم نسخۃ من التورہ اور ہم نے علی (علیہ السلام) کو خلافت سے
ہذہ نسخۃ من التورات فسکت فجعل یقرأ و۔۔۔ اس کی مشکین کس لیں اور

ابو بکر ٹکلتک التواکل ما تدری ما بوجه رسول اللہ صلعم فنظر عمر الى وجه رسول اللہ فقال عوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسول اللہ رضینا باللہ ربنا ویا اکیسلاہم دینا وبہ محمد نبیا فقال رسول اللہ والذی نفس محمد ببیدہ لو بد الکرم موسیٰ قد ابتعثتوہ وتذکقونی لضللتکم عن سواء السبیل (مشکوۃ شریف باب ۱۱۱۱ بالکتاب) حضرت عمر ایک نسخہ تورات کا لیکر آئے اور کہا یا رسول اللہ صلعم تورات کا نسخہ ہے پس آپ خاموش رہے اور حضرت عمر نے اسکو پڑھنا شروع کر دیا اور چہرہ مبارک تغیر ہوتا جاتا تھا کہ حضرت ابو بکر بولے لکاش تیری ماں تجھ پر رو نیکیو بیٹھے حضرت عمر نے چہرہ رسول قبول صلعم کی طرف دیکھ کر کہا کہ میں اسد اور اسکے رسول کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں میں خدا اور اسلام اور بنی محمد صلعم سے راضی ہوا جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا قسم بخدا اگر موسیٰ ہوتے تو تم اسکی اطاعت کرتے اور تم مجھے چھوڑ کر گمراہی اختیار کرتے ولو کان موسیٰ حیا وادسک بنوی لا تبعنی اور اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو وہ میری تابعداری کرتے رواہ الدارمی (باب لا اعتصام بالکتاب مشکوۃ مترجم جلد اول صفحہ ۱۵۷ مطبع احمدی لاہور دیکھو۔)

معاویہ بن سفیان کا امیر شام ہونا اور خفیہ عہد نامہ
 المؤمنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کو اکسایا کہ بنی ہاشم کے ہوتے ہوئے حضرت ابو بکر کی بیعت ہو گئی اگر چاہے تو میں نے منورہ کو گھوڑوں اور فوج پیادہ سے بھر دوں اور آپ کی بیعت ہو جائے جناب امیر علیہ السلام نے انکیس ہوا اے ابو سفیان تو ہمیشہ ایام جاہلیت میں فتنہ انگیزی کرتا رہا اور اب بھی چاہتا ہے کہ فتنہ اسلام (حاشیہ بخاری الیہ جب حضرت ابو بکر و حضرت عمر کو معلوم ہوا کہ ابو سفیان ارادہ مخالفت رکھتا ہے تو انہوں نے (ب) بے ادبانہ کہ حکومت کا شردہ سنایا اس پر ابو سفیان انکا تابعدار و طر فدار بن گیا سارہ فتنہ اچھا گفتگو کی حضرت عمر کہتے ہیں یہ حال ہی۔ استیعاب شرح نہج البلاغۃ تاریخ اسلام جلد سوم ص ۱۵۷ سطر ۱۵) انہوں نے سچے پیغمبر نہیں ہیں آپ نے قام کی حکومت معاویہ بن سفیان کے حوالہ کر دی جو وہ مرتے دم تک امیر شام نہیں ہیں آپ نے فرمایا بیشک میں راوری کی تاریخ سے ایک خفیہ عہد نامہ لکھا ہے جو حضرت عمر اور معاویہ کے کارسول ہوں اور میں اسکی نافرمانی نہیں کرتا وہ عہد امیر بن عمر نے شہادت جناب ام حنین علیہ السلام کے بعد نیز

بن معاویہ ملعون کو لکھا تھا اور زید یلید نے یغنیہ عہد نامہ کے ملاحظہ کیا اسطرح روانہ کیا تھا کہ سب کچھ
 شہر سے والد حضرت عمر کی کاروائی سے سنو! فیعت الی عبد اللہ بن عمر صاحب کتبہ ابوہ الی
 معاویہ ہذا عہد من عمر بن الخطاب الی معاویہ بن ابی سفیان اعلیٰ ان محمد
 قد جاء بالآلاء والنعمة من الآت والعزى وحول وجوهنا الی الکعبة
 الی یوہم ان قبلۃ الاسلامیۃ فکان ہذا من غایتہ غلوہ ومحاربتہ فی السنہ
 تھرائہ علی موسیٰ وعیسیٰ وکافۃ بنی اسرائیل ونحن علی الدین کنا قبل ذلک وما
 ترکنا اللات والاعجل ولما توفی محمد تو اطمینا مع اربعین من اهل تخلصنا وشہدنا
 انه قال الائمة من قریش وغریبا علیا من خلایفۃ النبی فوضا الیہ وجعلنا محمدا
 ثم کفضنا واخر جناہ الی ابی بکر واعرنا الناس بہ بیعتہ وکنا نطاهر سبنتہ محمد
 لظہر یحب الناس عنا ولکنا فی باطن الامر علی الدین کنا قبل ذلک ثم بعد ذلک
 انتقمنا من اولادہ وذریئہ علی حسب طاقتنا وقد رتنا واما انت یا معاویہ
 فاوصیک ان لا تسخ فیہا واقتل من اولادہ واحفادہ ما اتصل الیہ یدک وقد رتک
 ولم تقدر علی استیصال خالفتہ خوفا من تنفر الناس وبتاعدهم منک وخراب
 علیک لکن فی باطن الامر علی دفعہم وانما التهم عن مقامہم والخطا طارنتہم
 ولا تذہب طحۃ اللات والعزى عن قلبک فانہا طریقنا وطریق ابا نا وانا
 علی اثارہم مقتدون (نور رتن۔ ہادم اصلاح خادم طہ) وتشرہ الانساب حصہ ثانیہ ص ۲۷
 ترجمہ زید یلید نے عبد اسد بن عمر کی طرف وہ خط روانہ کیا جو اسکے باپ نے معاویہ کی طرف روانہ کیا تھا یہ عمر بن خطاب
 کا معاویہ کے ساتھ عہد نامہ ہے۔ جان تولے معاویہ یقیناً حضرت محمد صلعم بہتان اور جادو ولایا بکولات وغرائے
 بتوں سے منع کیا اور ہمارے کعبہ کی طرف اس دہم سے پھیرا کہ یہ اسلام کا قبلہ ہے پس یہ نہایت اس کی غلو و علوتھی اور
 اسکو جادو میں بہت مہارت تھی کہ وہ حضرت عیسیٰ و حضرت موسیٰ اور تمام بنی اسرائیل کو مات کرتی تھی اور ہم ویسے ہی
 رہے جیسا کہ پہلے تھے اور ہم نے لات اور بل کو نہیں چھوڑا جب محمد صلعم نے وفات پائی تو ہم نے اپنی جالیں
 پارٹی والوں سے اسکو روند ڈالا اور گواہی دی کہ امام قریش سے ہو گئے اور ہم نے علی (علیہ السلام) کو خلافت سے
 معزول کیا جو اسکو بغیر نے سوچ دی تھی اور اس کے لئے مخصوص کردی تھی پھر ہم نے اس کی مشکین کس لیں اور

اسکو گھر سے نکال کر ابو بکر کی طرف لائے کہ بیعت کرو ظاہر ہم سنت محمد مصلم کو پکڑے تھے تاکہ لوگ ہم سے بھاگ نہ جائیں مگر باطن میں ہمارا امر ویسا ہی تھا جس پر ہم پہلے تھے اسکے بعد ہم نے اسکی آل و اولاد سے بدلا لیا۔ اپنی طاقت کے موافق خبردار ہواے معاویہ میں وصیت کرتا ہوں تو اس کام میں سستی نہ کرو اور اسکی اولاد کو قتل کر جو تیرے ہاتھ لگ جائیں اور تیری بیعت کریں اور اگر تو طاقت نہ رکھے کہ انکو ملیا سیٹ کر سکے اس خوف سے کہ لوگ تم سے متنفر ہو جائیں یا تجھ پر عقوق کریں تو اندرونی طور پر انکا دفعہ کر اور انکی بیعتی کر اور انکی مڑبول میں کمی کر اور محبت لات و عزتے بتو انکی دل سے رت نکال بیشک وہی ہمارے اور تمہارے آبا و اجداد کے طریق کے لئے ہیں اور انکی نشانیوں کے پرستار و مقلد ہیں۔ انتہی۔

یادگار خلافت اولیات حضرت عمر

- (۱) حضرت عمر نے مرض النبی صلعم میں اسلام میں پہلا اختلاف ڈالا اور فرمان نبوت سے صحابہ کو حکم عدلی کرائی کہ وصیت رسول مقبول صلعم نہ کہنے دی (بخاری حدیث قرطاس)
- (۲) حضرت عمر نے دوسرا حکم رسول مقبول صلعم میں اختلاف ڈالا اور فرمان نبوی کی صریح مخالفت کی کہ لشکر اسارہ کے ساتھ جنگ کو نہ گئے (مل و محل شہرستانی و تاریخ اسلام)
- (۳) حضرت عمر نے جنازہ و دفن کفن رسول مقبول صلعم کو چھوڑ دیا اور سقیفہ بنی ساعدہ خلافت کیٹی میں جا کر اجماعی خلافت قائم کی اور حضرت ابو بکر کو خلیفہ بنایا (بخاری ص ۸۶)
- (۴) حضرت عمر نے زمانہ نبوت میں مقام خم غدیر پر ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کبار کے رو برو جو جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کو اپنا اور تمام مومنین و مومنات کا سردار اور مولائے تسلیم کیا تھا اسکو بلند بھولکر خلافت کیٹی میں حضرت ابو بکر کو خلیفہ بنا دیا۔
- (۵) جنگ بدر میں حضرت عمر نے کوئی بہادری نہ دکھائی نہ کسی پر تلوار اٹھائی (تاریخ اسلام جلد ۲)
- (۶) جنگ احد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زخم کفار میں چھوڑ کر حضرت عمر بھاگ گئے اور پہاڑ پر چڑھ کر پہاڑی بکری کی طرح چھلانگیں مارتے جاتے تھے سارے وضو الصفا جلد ۲ ص ۹ مطبوعہ بیہی و تفسیر نیشاپوری جلد ۱ ص ۱۱ منتخب کثر العمال بر حاشیہ سند امام احمد حنبل جلد اول ص ۲۴۹ سطر ۱۳ نہایہ ابن اثیر حذری باب الواو مع القاف ص ۳۳ سطر ۱۰ الجز والراج لفظا و قلا و دیکھو۔

(۷) جنگ حنین و جنگ خیبر سے حضرت عمر بھاگ نکلے اور جنگ خندق میں عمر بن عبدود کے مقابلہ کو نہ آئے اور جنگ خندق میں فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکار کر دیا۔ (ثبوت خلافت حصہ اول)

(۸) صلح حدیبیہ میں نبوت و رسالت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شک کیا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گستاخانہ کلام کی (تاریخ خمس جلد دوم ص ۳۹۹) ازاد المعادین قیم جلد اول ص ۳۷۶ سطر اول صحیح مسلم مترجم کتاب الجہاد والسیر عالم التنزیل ص ۶۷ منتخب کثر العمال حاشیہ سند امام حنبلی جلد ۱ ص ۱۳۳ - بخاری ص ۱۱۱ کتاب المغازی بخاری ص ۱۱۱ کتاب الشریعہ الناس -

(۹) حضرت عمر نے بہ حکم حضرت ابوبکر مکان حبشہ نشان سیدہ معصومہ جناب فاطمہ الزہراء صلوات اللہ علیہا کو آگ لگائی دھمکی دی اور سلج بد و عرب سے مکان کا محاصرہ کر لیا اور کہا کہ تم باہر نکلو ورنہ ابوبکر کی بیعت کرو۔ (ابوالفدا طبری کتاب الامت والستیاست جلد اول ص ۲۸۰)

(۱۰) حضرت عمر نے اذان میں الصلوۃ خیر من النوم کو زیادہ کیا۔ (مترجم موطا امام مالک ص ۴۷)

(۱۱) حضرت عمر نے خلاف سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متعہ النساء کو بند کیا جو زمانہ نبوت و خلافت اول میں جاری رہا۔ منتخب کثر العمال جزو سادس سند امام احمد حنبلی ص ۴۷۲ المعلم ترجمہ صحیح مسلم مطبع صدیقی لاہور ص ۱۲۵ باب نکاح متعہ ابوداؤد مترجم ص ۴۸۵ (تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۶۳ -

(۱۲) حضرت عمر نے خلاف کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متعہ الحج کو اپنی رائے کے منسوخ کیا بخاری مترجم بارہ چھٹا کتاب المناسک باب التمتع علی عبد النبی ص ۱۱۱ مطبع احمدی جامع ترمذی مترجم نو کشور کتاب الحج جلد اول ص ۲۵۵ -

(۱۳) حضرت عمر نے خلاف سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تراویح کی نماز باجماعت پڑھائی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف تین رات نماز پڑھی مگر خلافت اب سے تیس روز تمام ماہ رمضان میں روزانہ ادا کیا اور خود ہی نعم البدل فرمایا مترجم بخاری کتاب الصوم باب فضل من قام رمضان آکھواں پارہ ص ۱۱۱ سطر ۱۰ خود تراویح نہ پڑھی -

(۱۴) حضرت عمر نے طلاق ثلاثہ کا رواج خلاف کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے زمانہ خلافت میں جاری کیا بخلاف زمانہ نبوت میں طلاق ثلاثہ ایک طلاق شمار ہوتی تھی اور عورتوں کو ہر ایک طہر میں طلاق ملتی رہی اور یہی حال حضرت ابوبکر کے زمانہ میں بھی رہا مگر خلافت اب سے اپنی سیاست جمانیکے واسطے ایک وقتی طلاق ثلاثہ

کو جائز کیا اور یہ بدعت اسلام میں جاری ہو گئی اور سلمان تباہ و خوار ہو گئے۔ (دیکھو حکم طلاق۔ باب الطلاق۔ صحیح مسلم مترجم مطبع صدیقی لاہور)۔

(۱۵) حضرت عمرؓ نے وقت قتل شراب بنیذبی لی۔ (بخاری مترجم کتاب المناقب ص ۹۷)

(۱۶) حضرت عمرؓ نے وقت قتل میصبری اور جزع و فرزع کی (بخاری کتاب المناقب ص ۹۵)۔

(ب) جب بی بی حفصہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق دی تو حضرت عمرؓ نے فریاد کی اور سر پر خاک ڈالی (معارج النبوة ص ۸۷۔ روضۃ الاحباب جلد اول ص ۳۱۲ مطبع انوار محمدی لکھنؤ)۔

(۱۷) حضرت عمرؓ غسل جنابت سے بالکل ناواقف تھے آپ کا فتویٰ تھا کہ جب پانی نہ ملے تو غار مت پڑھو حضرت عمار بن یاسرؓ نے آپ کو تیمم کی حدیث یاد دلائی (المعلم ترجمہ صحیح مسلم مطبع صدیقی لاہور ص ۲۵۲ باب تیمم بخاری کتاب التیمم پارہ دوسرا باب تیمم للوجه فضل الباری ص ۱۱۵)۔

۱۸۔ و طی فی الدبر۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے کہا کہ حضرت عمرؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہلاک ہو گیا ہوں آپ نے فرمایا کس چیز نے تجھے ہلاک کیا ہے حضرت عمرؓ نے کہا حولت رحلی اللیلۃ آج رات میں نے اپنی سواری کو الٹا کیا یعنی دبر کی جانب سے اپنی عورت سے جماع کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ جواب دیا پھر یہ آیت اتری نساء کہ حرث لکم جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورت کی دبر اور حیض سے بچو۔ (جامع ترمذی مترجم نو کشور جلد دوم کتاب التفسیر ص ۳۳۲)۔

(ب) جناب خلافت اب کے صاحبزادے حضرت عبداللہ و طی فی الدبر کے ہمیشہ قائل رہے (علامہ الباری ترجمہ صحیح بخاری ص ۶ کتاب التفسیر سورہ البقرہ رکم حرث لکم)۔

۱۹۔ وھیللا سے استنجا بدعت محمدؐ۔ پیشاب کے بعد وھیللا لینا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے صرف پانی سے پاک کرنا کافی ہے البتہ حضرت عمرؓ کا ایک اثر ہے انہوں نے پیشاب کے بعد اپنے ذکر کو دیوار پر گڑھا اس کو ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں نکالا (اشیہ تیسیر الباری مترجمہ صحیح بخاری پارہ اول ص ۶۷ مطبع احمدی لاہور)۔

۲۰۔ غسل جنابت سے ناواقف۔ عبدالرحمن بن انہری سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے جنابت ہوئی اور پانی نہ ملا آپ نے فرمایا نماز نہ پڑھنا تقی حضرت عمار بن یاسرؓ علیہ السلام نے کہا تم کو امیر المؤمنین یاد نہیں کہ جب میں اور تم ایک لشکر کی ٹکڑی میں تھے پھر ہم کو جنابت ہوئی اور پانی نہ ملا تم نے تو نماز نہیں پڑھی لیکن میں مٹی میں لوٹا اور نماز پڑھ لی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھنے کو فرمایا تھا۔

مطلق - باب الطلاق -

بہا ص ۹۶

مناقب ص ۹۵

تو حضرت عمر نے

نوار محمدی لکھنو۔

لے تو نماز مت پڑھو

ہور ص ۵۲ باب التیمم

السد علیہ وآلہ وسلم

ہاں کیا ہے حضرت

نبی عورت سے جامع

م صلعم نے فرمایا

ہے لایمیر الباری

ہے صرف بانی

اسکو ابن ابی

لاہور۔

نعت عمر کے

سر علیہ السلام

جنابت

السد علیہ

والہ وسلم نے فرمایا تجھ کو کافی تھا اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارنا پھر انکو بھونکنا پھر مسح کرنا منہ اور دونوں ہاتھوں پر حضرت عمر نے کہا خدا سے ڈرے مار حضرت عمر نے کہا اگر تم کہو تو میں یہ حدیث بیان بھی نہ کروں گا (فضل الباری ترجمہ بخاری بارہ دوسرا ص ۱۱۵ کتاب التیمم - باب تیمم الوجہ -

(ب) المعلم ترجمہ صحیح مسلم مطبع صدیقی لاہور جلد اول باب التیمم ص ۵۲

۲۱۔ طلبہ اذن سے ناواقفی عمر بن عبد بن عیہ سے روایت ہے کہ ابو موسیٰ نے عمر فاروق سے اندرائیگی اجازت مانگی سو شاید ابو موسیٰ نے انکو مشغول پایا تو ابو موسیٰ بٹے تو عمر فاروق نے کہا کہ کیا میں نے ابو موسیٰ کی آواز نہیں سنی اسکو اجازت دو سو ابو موسیٰ انکو اسطے بلائے گئے سو عمر فاروق نے کہا کہ تمہکو اس فعل کے کرنے پر کیا چیز باعث ہوئی ابو موسیٰ نے کہا کہ ہم اسکے ساتھ حکم کئے جاتے تھے عمر فاروق نے کہا کہ میری پاس اس پر گواہ لایا میں تجھکو تکلیف دوں گا سو ابو موسیٰ انصار یونکی ایک مجلس کی طرف چلے یعنی اُن سے کہا کہ میری گواہی دو تو انہوں نے کہا کہ یہ گواہی تو ہم سب سے چھوٹا بھی دیگا ابو سعید خدری کھڑے ہوئے سو انہوں نے حضرت عمر فاروق کے پاس گواہی دی کہ البتہ ہم اسکے ساتھ حکم کئے جاتے تھے۔ عمر فاروق نے کہا۔ مجھ سے یہ حکم آنحضرت صلعم پوشیدہ رہا کیونکہ مجھکو بازار کی خرید و فروخت نے مشغول رکھا کرتا بیفیل الباری شرح بخاری بارہ تیسواں باب الحجۃ علی من قال ان احکام البنی کانت ظاہرۃ ص ۲۲ محمدی پریس لاہور۔

۲۲۔ حیثیت حضرت عمرؓ: از اللہ الخفا شاہ ولی السد فارسی مقصد دوم ص ۱۸۳ سطر ۷ پر ہے کہ عمر بن العاص صحابی اور وزیر اعظم معاویہ بن ابوسفیان بعدہ حاکم دوائے مصر نے کہا اللہ تعالیٰ اسدن پر لعنت کرے جسدن بچے عمر ابن خطاب کا محکوم ہونا پڑے خدا کی قسم میں نے خود عمر اور اسکے باپ خطاب کو دیکھا ہے کہ ان دونوں باپ بیٹے کے اوپر ایک قطران (ٹاٹ) کی چادر ہوتی تھی جو ان دونوں کو صرف گھٹنوں تک ڈھانکتی تھی اور دونوں کے سر پر لکڑیاں کا گٹھا دھرا رہتا حالانکہ میرا باپ عاص بن وائل قیمتی لباس پہنا کرتا تھا الاخر ص ۳۳۔ توسل البیت رسالت صلعم: باوجودیکہ حضرت عمر خلیفہ دوم اجماعی تھے اور حضرات اہل سنت کی نزدیک بڑے حبیل القدر ملہم اور محدث تھے مگر آپ کی اجابت دعا کا یہ حال تھا کہ جب کبھی کوئی مشکل پڑتی تو اہل بیت رسالت کا دروازہ کھٹکھٹاتے تھے۔ تاریخ و شوق میں ہے کہ مکہ ہجری میں مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑ لوگوں نے بارش کیواسطے دعا مانگی مگر بارش نہ ہوئی حضرت عمر نے کہا کل میں ایسے بزرگ کو دعا استسقا کیواسطے لاؤں گا کہ جس کے توسل سے اللہ تعالیٰ باران رحمت برساتے گا جب صبح کا وقت ہوا

تو حضرت عمر حضرت عباس کے مکان پر گئے اور عرض کی کہ ہمارے ساتھ چلو آپ نماز استقاراد اکبیر حضرت عباس علی عمیرہ کو اور خباب بنہذا احمد مختار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جائے اور کسی شخص کو نبی ہاشم کے بلائی کے واسطے روانہ کیا اور فرمایا کہ غسل کر کے صاف و پاک کپڑے پہن کر آئیے اور خود معطر ہو کر باہر تشریف لائیے اس حال میں کہ جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام آگے تھے اور جناب الشریفین وائیں بائیں اور باقی نبی ہاشم پیچھا کرتے حضرت عمر کو فرمایا کہ باقی لوگوں کو ہمارے ساتھ مخلوط نہ کرو آپ نماز کو کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بجالائے اور دعا مانگی بارش زور سے برسنے لگی (صواعق محرقة فارسی ص ۶۹ صحیح بخاری من ترجمہ)

ص ۳۰۰۔ باب ۱۰۰ حذیفہ انامن المنافقین۔ بر میزان الاعتدال ذہبی جلد اول حرف الزا ص ۳۹ حضرت عمر جناب حذیفہ انہامی کو کہا کرتے تھے کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں منافقوں میں سے ہوں (الحیاء للعلوم) ۳۰۱۔ اولیات عمر تاریخ الخلفاء بیوطی مطبع صدیقی لاہور ص ۳۷ و تاریخ ابوالفدا جلد اول ص ۱۰ پر ہے۔ سب سے پہلے حضرت عمر ہی امیر المؤمنین سے ملقب ہوئے۔ قیام رمضان (غار تراویح) شروع کی۔ شراب نوشی پر انس و برے لکائے رمتہ کو حرام کیا۔ جنازہ کی نماز کیلئے لوگوں کو چار تکبیرات پر جمع کیا۔ (زمانہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مقررہ تعاد و نہ تھی۔ چار پانچ چھ و غیرہ تک تکبیرات پڑھی جاتی تھیں اہل بیت سے بائیں پڑھتے تھے) گھوڑوں پر (خلافت سنت نبوی) زکاة لی ساطال للہ بفانک و درایدک اللہ حضرت علی علیہ السلام کی نسبت فرمایا۔ آپ ہی نے مقام ابراہیم اس جگہ قائم کیا جہاں خیل ہے پہلے وہ کعبہ شریف سے بالکل ملا ہوا تھا زیادہ دیکھو حیوة الحیوان و میری جلد اول ص ۳۳۔

باب سوم

بیان شوری خلا حضرت عثمان

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

اسلام کے تیسرے خلیفہ ہیں جو نہ بذریعہ اجماع اور نہ ہی وصیت اور الیکشن و انتخاب سے خلافت النبوة کی گدائی

شوری بن علی و عثمان و طلحہ و الزبیر و عبدالرحمن و سعد فقال لهم علی انشدکم اللہ هل فیکم احداً اخا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ و بینہ اذا اخا بین المسلمین غیری قالوا اللہم لا اخرجہ ابو عمر انتہی۔ ترجمہ ابی الطفیل کی حدیث سے ہے اس نے کہا کہ جب حضرت عمر قریب المرگ ہوئے تو انہوں نے خلافت کو چھ اشخاص حضرت علیؓ عثمانؓ طلحہؓ زبیرؓ عبدالرحمنؓ بن عوفؓ و سعد بن ابی وقاصؓ کے شوریٰ میں ڈال دیا تب علیؓ علیہ السلام نے انکو فرمایا میں تمکو اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں آیا تم لوگوں میں ایسا کوئی شخص ہے کہ جسکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سوا میرے بنا دیا ہو جیکہ مسلمانوں میں بھائی بھائی کا رشتہ تھا سب نے کہا خدا گواہ ہے ہرگز نہیں۔

(۲) صدر اہل شوریٰ کی پولیکل جال :- حضرت عثمان کی طرف داری اور بنی امیہ کی عیاری کتاب فیض الباری ترجمہ صحیح بخاری بابہ انتیسواں ۱۴۹ مطبع محمدی لاہور۔ باب بطلانۃ الامام و اہل مشورۃ البطلانۃ الدجلہ و باب کیف یباع الامام مسور سے روایت ہے کہ جس جماعت کو عمر فاروقؓ نے والی کیا یعنی معین کیا اور خلافت کو انکے درمیان شوریٰ ٹھیرا یا یعنی جسکو چاہیں اپنے میں سے مشورہ کر کے خلیفہ بنادیں اور وہ چھ آدمی تھے علیؓ عثمانؓ اور زبیرؓ طلحہؓ و سعدؓ و عبدالرحمنؓ سو وہ جمع ہوئے۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ان چھ میں سے کون خلیفہ بنے سو عبدالرحمنؓ نے ان سے کہا کہ میں نہیں ہوں کہ تم سے حکومت پر تنازع کروں یعنی اس کے سبب سے یعنی مجھکو مستقل خلیفہ ہونیکے کچھ رغبت نہیں لیکن اگر تم چاہو تو میں تمہارے واسطے تم میں سے کسیکو اختیار کرتا ہوں تو پانچوں نے عبدالرحمنؓ کی طرف قصد کیا۔ یہاں تک کہ میں نے کسیکو نہیں دیکھا کہ اس جماعت کی پیروی کرے اور نہ اسکے پیچھے چلے اور جھکے لوگ عبدالرحمنؓ کی طرف مشورہ کرتے تھے۔ ان سے ان راتوں میں یعنی لوگ عبدالرحمنؓ کی طرف مشورہ کر نیکو جھکے تھے نہ کسی اور کام کی واسطے یہاں تک کہ جب وہ رات ہوئی جسکی صبح کو ہم نے عثمانؓ سے بیعت کی۔ مسور نے کہا کہ کچھ رات گئی عبدالرحمنؓ میرے پاس آئے تو انہوں نے دروازے کو دستک دی۔ یہاں تک کہ میں جاگا تو عبدالرحمنؓ نے کہا کہ میں تجھکو سوتا دیکھتا ہوں سو قسم ہے اللہ کی کہ میں نے ان تین راتوں میں نیند کا بہت سرمہ نہیں ڈالا یعنی نہیں سویا ہوں لیکن تھوڑا سوزیر اور سعدؓ کو بلا دیں نے اسکو بلایا۔ تو عبدالرحمنؓ نے ان سے مشورہ کیا پھر مجھکو بلایا۔ سو کہا کہ میرے واسطے علیؓ کو بلا میں نے انکو بلایا

سوانس سے سرگوشی کی یہاں تک کہ آدھی رات گزری پھر علیؑ اپنے پاس گئے اور وہ امیدوار تھے کہ انکو خلیفہ بنا دیا جائے اور ابنتہ عبدالرحمنؓ علیؑ سے کچھ ڈرتے تھے پھر فتح سے کہا کہ میرے واسطے عثمان کو بلا سوان سے کان میں بات کی یہاں تک کہ انکو صبح کی اذان دینے والے نے انکو جاکر صبح تک مشورہ کرتے رہے پھر حرب لوگوں نے صبح کی نماز پڑھی اور یہ جماعت منبر کے پاس جمع ہوئی تو عبدالرحمنؓ نے حاضرین مہاجرین اور انصار سے اور لشکروں کے سرداروں یعنی معاویہ کو جو شام کا امیر تھا اور غیرہ کو جو فہ کا امیر تھا اور ابو موسیٰ اشعری وغیرہ کو بلا بھیجا اور انہوں نے یہ حج عمر فاروق کے ساتھ کیا تھا پھر مدینہ تک اسکی رفا کی سوجب سب لوگ جمع ہوئے تو عبدالرحمنؓ نے تشہد پڑھا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ کہا پھر حمد اور صلوٰۃ کے بعد کہا اے علیؑ میں نے لوگوں کے کام میں نظر کی یعنی ان سے مشورہ کیا اور انکی رائے لی سو میں انکو نہیں دیکھا کہ وہ عثمان کے برابر کسیکو کرتے ہوں یا یعنی عثمان کے برابر کسیکو ٹھہراتے بلکہ اسکو سب پر ترجیح دیتے ہیں سو نہ ٹھہرا اپنی جان پر کوئی راہ یعنی ملامت سے جبکہ تو جماعت کے موافق نہیں

نوٹ: اس شوری میں بنی امیہ و اہل لشکر شام خصوصاً معاویہ بن ابوسفیان امیر شام و عمرو بن سعد امیر حمص و غیرہ بن شعبہ امیر کوفہ و عمرو بن عاص امیر مصر و فزاران بن امیہ عثمان میں شامل تھے۔ پھر عبدالرحمنؓ نے عثمان سے کہا کہ میں تجھ سے بیعت کرتا ہوں خدا اور رسول کی نسبت پر اور دونوں خلیفہ بنی سنت پر جو حضرت کے بعد ہیں یعنی ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کی سنت پر تو عثمان نے قبول کیا سو انہیں عبدالرحمنؓ نے بیعت کر لیں انہوں نے مہاجرین اور انصار اور لشکروں کے سرداروں نے اور سب مسلمانوں نے بیعت کی انتہی۔ بلفظ۔

(۳) تاریخ ابوالفداء جلد اول ص ۱۶۱ و مجمع البحرین ص ۱۶۱۔ عبدالرحمنؓ نے لوگوں کو جمع کیا اور اپنے کو امیدوار کی خلافت سے علیحدہ کیا۔ پھر جناب علیؑ السلام کو بلایا اور کہا کہ تم ہر اسکا عہد ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سنت رسول مقبول صلعم اور سیرت ہر دو خلیفوں پر عمل کریں گے جناب نے فرمایا میں اپنے علم و طاقت کے مطابق عمل کروں گا پھر حضرت عثمان کو بلا کر حضرت علیؑ کی طرح انکو بھی کہا پھر عبدالرحمنؓ نے مسجد نبوی کے تحت کی طرف سر اوٹھا کر کہے اور حضرت عثمان کا ہاتھ پکڑ کر کہا اللہ تعالیٰ تو گواہ رہیو کہ میں نے حضرت عثمان کی بیعت کی۔ جناب علیؑ السلام نے فرمایا۔ لیس ہذا اول یوم تظاہرتم علینا فیہ صبر جمیل واللہ المست

ماقتضون۔ تمہارے لوگوں کے ہم پر ظلم ظاہر ہو نہ کیا یہ پہلادان نہیں ہے اور یہ آیت پڑھی صبر جمیل الخ
عبدالرحمن نے کہا میں نے عثمان کو فتنہ فروغ ہونیکے واسطے والی کیا ہر روز خدا ہی کی شان ہے اے علی آپ
اپنی جان پر کوئی حجت اور راستہ نہ نکالیں مگر ایسا نہ ہو کہ مخالفت میں قتل ہو جائیں جیسا کہ عمر ابن الخطاب بصیت
کہہ گیا ہے یا جناب علی علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن کا وعدہ پہنچنے والا ہے حضرت مقداد نے فرمایا تم نے اسی
شخص کو بیعت سے چھوڑ دیا جو راستے پر حکم دیتے ہیں عبدالرحمن نے کہا تم نے اپنا ایک اجتہاد نکالا ہے خدا سے ڈرو ہم
کو خوف ہے کہ لوگ یہ بات سن کر تم پر فتنہ و فساد برپا کر دیں گے انتہی بلطف

اب تازیخ خمیس جلد ۲ ص ۲۵۲ صواعق محرقہ میں بحوالہ مسند امام احمد بن حنبل ابو وائل سے منقول ہے وہ کہتا ہے
کہ میں نے عبدالرحمن سے پوچھا کہ تم نے کیوں کر بیعت عثمان سے کی اور جناب علی علیہ السلام کو چھوڑ دیا عبدالرحمن
نے کہا کہ میری کچھ خطا نہیں ہے میں نے ابتدا حضرت علی سے کی تھی اور ان سے کہا میں تم سے بیعت کرتا ہوں کتاب
خدا اور سنت رسول اللہ پر اور سیرت شیعین پر جناب علی نے فرمایا کہ بقدر استطاعت پھر بھی امر میں نے عثمان پیش
کیا اس نے کہا اچھا (مسند امام احمد بن حنبل مطبوعہ مصر ص ۱۱۱ جلد اول مسند عثمان) تازیخ کامل ابن اثیر جزیری
صفحہ ۳۸ جو وفات میں ہے حضرت عمر نے اپنی وفات کی وقت ارباب شوریٰ چھ آدمی مقرر کئے تھے حضرت عثمان
ابن عفان عبدالرحمن بن عوف چچا زاد بھائی اور یحییٰ بنی حضرت عثمان سعد و قاص حضرت علی مرتضیٰ زبیر بن
عوام بلطہ بیل کو تاکید کی گئی تھی کہ ان لوگوں کی سرہمی پر کھڑے رہنا پس اگر یا بیچ شخص ایک طرف ہوں اور
ایک شخص ایک طرف پس اس کا سر تلوار سے کاٹ ڈالنا یا مخالف رائے والوں کا سر کاٹنا اگر مساوی رائے
ہوں تو عبداللہ بن عمر کی رائے پر عمل کرنا یا خلاف وہ ہوگا جس کیٹی کی طرف عبدالرحمن ہوگا ایک ہوں اور مخالف
پارٹی والو جو قتل کر دینا یہ حکم سن کر سب لوگ چلے گئے راستہ میں حضرت عباسؓ عم رسول اللہ صلعم سے جناب علی مرتضیٰ
علیہ السلام نے کہا کہ پھر ہم سے خلافت نکل گئی حضرت عباسؓ نے پوچھا کہ تم نے کیسے جانا کہا کہ میرے ساتھ عثمان
کو بھی شریک کیا ہے اور عبدالرحمن کی رائے پر سب کو ترجیح دی ہے عثمان اس کے سالے ہیں اور سعد عبدالرحمن
کا چچا زاد بھائی ہے ممکن نہیں کہ ہم ایک دوسرے سے اختلاف کریں انکا اتفاق عثمان پر ہوگا باقی
لوگ اگر میری طرف ہوئے بھی تو مجھے خلافت نہیں مل سکتی یہ سن کر حضرت عباسؓ بھی رنجیدہ ہوئے اور فرمایا
لگے یہ قوم تم سے کچھ کہے تم انکار کرنا مگر یہ کہ تم سے بیعت کریں اور یا علیؓ ان لوگوں سے ہوشیار رہنا چاہیے
یہ لوگ ہمیشہ ہم سے خلافت کو دفع کرتے رہے یہاں تک کہ ہمارا غیر اس پر تصرف ہوا اور خدا کی قسم کوئی امر خلافت

گو ہم سے نہ لیگا مگر شر سے ایسا شر کہ جس کو کوئی نیکی نفع نہیں پہنچا سکتی (زیادہ دیکھو ابو الفدا ص ۱۴۲ کتاب امارت و سیاست)

حجۃ مرتضیٰ بر جد اہل شومی (۱) ابو الفدا کے حوالہ سے مولف المرتضیٰ لکھتا ہے کہ عطاوہ کتاب اللہ و سنت رسول پر عمل کرنے کے دونوں غلیفوں کی خصلت پر چلنے کو کہا تھا۔ علی المرتضیٰ نے جواب دیا اپنے مبلغ علم اور طاقت کے موافق عمل کرونگا۔ پھر عثمان ذی النورین کو بلایا اور جو کچھ کہ علی المرتضیٰ سے کہا تھا وہی ان سے کہا اور سر مسجد کی چھت کی طرف اٹھا کر اور عثمان کا ہاتھ پکڑ کر کہا اے خدا تو سن اور گواہ رہو کہ میں نے اپنی گردن کا بوجھ عثمان کی گردن پر رکھ دیا اور ان سے بیعت کر لی یہ واقعہ ماہ محرم ۳۳ھ کا ہے اس وقت علی المرتضیٰ نے کہا یہ پہلا دن تمہارے ظلم ظاہر ہونیکا نہیں ہے اور پھر یہ آیت پڑھی فبشر جبیل اللہ المستعان علی اتصفون (دیکھو المرتضیٰ)

(۲) روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ جب عبد الرحمن نے عثمان سے بیعت کر لی تو اس وقت علی المرتضیٰ نے حاضرین کو مخاطب کر کے یہ کہا۔

(الف) تم سب کو قسم دیتا ہوں سچ کہنا کہ اصحاب رسول خدا کے درمیان کوئی ایسا شخص ہے کہ جب آپ نے عقد موافات باندھا تو میرے سوا کسی سے یہہ کہا ہو یا نہ انت انی فی الدنیا والاخرۃ۔ سب نے کہا کوئی نہیں۔ (ب) فرمایا میرے سوا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس کے حق میں رسول خدا صلعم نے فرمایا ہو۔ من کنت مولاہ فلی مولاہ۔ سب نے کہا نہیں۔

(ج) فرمایا میرے سوا تم میں کوئی ایسا ہے جس کے حق میں رسول خدا صلعم نے فرمایا ہو انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا نہ لا بنی بعدی۔ سب نے کہا نہیں۔

(د) فرمایا تم میں کوئی ایسا ہے کہ اس کو سورہ برات کے لہجائے کا امین قرار دے کر یہ کلمات اس کے حق میں کہے ہوں۔ لا یودی عنی الا انا اور جل من عتقی۔ سب نے کہا کوئی نہیں۔

(ه) فرمایا میرے سوا تم میں کوئی ایسا ہے جس کو رسول خدا صلعم نے جبکہ جنگوں میں بھیجا تھا تو کل مہاجرین و انصار پر امیر کیا ہو۔

اور انکو امیر لشکر کی اطاعت اور فرمان برداری کا حکم دیا ہو اور مجھ پر کسی کو امیر نہ کیا ہو سب نے

کہا کوئی نہیں۔

(۴) فرمایا میرے سوا کوئی ایسا ہے جسے حق میں رسول خدا نے کہا ہوا انا مدینۃ العلم
و علی بابہا۔ سب نے کہا کوئی نہیں۔

(۵) پھر فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ جب اکثر لوگ رسول خدا صلعم کو مقام خطہ میں دشمنوں کے پاس
چھوڑ کر میدان جنگ سے بھاگ گئے تو میں ثابت قدم رہا۔ سب نے کہا سچ ہے۔

(۶) پھر فرمایا میرے سوا تم میں کوئی ہے جو دائرہ اسلام میں سب سے پہلے آیا ہو سب نے کہا نہیں
(۷) پھر فرمایا کوئی شخص رسول کریم سے از روئے نسب کے میرے سوا قریب تر ہے سب نے
کہا نہیں۔ یہ تقریر سن کر عبدالرحمن نے کہا جو کچھ آپ نے فرمایا سب سچ ہے مگر لوگوں نے عثمان کی طرف
عزیت کر کے بیعت کر لی ہے امید ہے کہ آپ بھی لوگوں سے موافقت کریں گے۔ (جلد دوم روضۃ الاحیاء ص ۱۶۹)
سطح انوار محمدی لکھنؤ۔

(۸) تقریر دلپذیر جناب مولانا شکیل کشاں بر وزیر شوری صدر الانکھ ابوالموید الوفوق بن احمد بن محمد السکی
الخوارزمی مشہور خطبہ خوارزم اپنی کتاب مناقب میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں حضرت عامر بن واثقہ کہتے ہیں
کہ میں بروز شوری دروازہ سفید بنی ساعدہ پر کھڑا تھا کہ آوازیں بلند ہوئیں اور میں نے حضرت علی بن ابی طالب
کو سنا کہ وہ حضرت اسطح فرما رہے ہیں کہ ایہا الناس لوگوں نے ابو بکر کی بیعت کی حالانکہ قسم بخدا میں نے اولی
افضل اور سزاوار خلافت تھا اور یہ خاص میرا حق تھا۔ پس جبکہ میں نے سنا کہ ابو بکر خلیفہ بن بیٹھا تو مجھ پر
نے سکوت کیا۔ اس خوف سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ پھر کافر ہو جائیں اور آپس میں تلواروں سے لڑیں پھر ابو بکر
نے اپنے بعد عمر کو خلیفہ بنایا حالانکہ قسم بخدا میں اس سے اولی و افضل تھا اور وہ میرا ہی حق تھا۔ مگر جب میں نے
سنا کہ عمر خلیفہ ہوا تو اس مقام پر بھی میں نے سکوت کیا اور طاعت کی اس خیال سے کہ لوگ نو مسلم ہیں اور تازہ
مسلمان ہیں ایسا نہ ہو کہ لڑائی و جھگڑا دیکھ کر اسلام سے بدظن ہو کر مرتد ہو جائیں اور پھر کفر کی طرف رجوع
کریں پھر اب تم جانتے ہو کہ عثمان کی بیعت کرو اب بھی میں بخیر قبول کر لوں گا اور طاعت اس رائے کی
اس لئے کروں گا تاکہ اسلام میں خلل واقع نہ ہو اور عمر نے جو مجھ کو پانچ آدمیوں میں داخل کر کے چھٹا مقرر کیا
ہے۔ تو نہ وہ میری فضیلت کو پہچانتا ہے اور نہ وہ لوگ میرے فضائل کا خیال کرتے ہیں بلکہ بلا پاس و لحاظ
ایک ہی لاشی سے سب کو بانٹتے ہیں اور سب کو برابر سمجھتے ہیں حالانکہ خدا کی قسم اگر میں چاہتا ہوں کہ تقریر کروں

تو میری تقریر کو کوئی عرب یا عجم یا معاہد یا مشرک رد نہیں کر سکتا۔

(۱) فرمایا ہے پانچوں مہروں میں تیس خدایا دو لاکھ چھتیاہوں کہ میرے سوا تم میں سے کون رسول اللہ صلعم کا بھائی ہے انہوں نے کہا نہیں۔

(۲) فرمایا تم میں سے کوئی ہے جس کا چچا میرے چچا حمزہ بن عبد المطلب کی مانند شیر خدا و شیر رسول اللہ ہو۔ سب نے کہا نہیں۔

(۳) فرمایا تم میں سے کوئی ہے جس کا چچا زاد میرے چچا زاد بھائی رسول اللہ کی مانند ہو سب نے کہا نہیں۔
(۴) فرمایا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کا بھائی مثل میرے بھائی جعفر طیار کے ہو جس کو خدا نے دھوپ عطا کئے ہیں کہ وہ جنت میں ہمراہ ملائکہ پرواز کرتے ہیں سب نے کہا نہیں۔

(۵) فرمایا تم میں سے کسی کی زوجہ مثل میری زوجہ کے ہے کہ وہ سیدہ فاطمہ الزہراء دختر رسول خدا سرور اہل بیت تمام زنان امت کی سب نے کہا نہیں۔

(۶) فرمایا کہ سوائے میرے تم میں سے بھی کسی کے فرزند مثل میرے فرزند ان حسن و حسین کے ہیں کہ وہ دونوں سبط ہیں اس امت میں اور وہ دونوں رسول اللہ کے فرزند ہیں سب نے کہا نہیں۔

(۷) فرمایا کہ آیات تم میں کوئی ایسا ہے جسے مشرکین قریش کو قتل کیا ہو سوائے میرے سب نے کہا نہیں۔

(۸) فرمایا کہ آیات تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے پہلے خدا کو ایک جانا ہو اور وحدہ لا شریک یا ناہو سب نے کہا نہیں۔

(۹) فرمایا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے سوائے میرے دونوں قبلوں کی طرف غائب نہ ہو۔ سب نے کہا نہیں۔

(۱۰) فرمایا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کیلئے آفتاب بعد غروب ہو نیلے پھر نکلا ہو یہاں تک کہ آٹھ گھنٹے گزرے ہو سوائے میرے سب نے کہا نہیں۔

(۱۱) فرمایا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کی محبت و ولایت کیواسطے خدا نے لوگوں کو حکم فرمایا ہو۔ سوائے میرے سب نے کہا نہیں۔

(۱۲) فرمایا تم میں سے کوئی ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا ہو۔ سوائے میرے سب نے کہا نہیں۔

(۱۳) فرمایا میرے سوا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے رسول خدا کی ساتھ طائر شوی کا گوشت کھایا ہو جبکہ ایک طائر کا گوشت حضرت رسول صلعم کے سامنے حافر کیا گیا اور آپ کو وہ پسند آیا اور اچھا معلوم ہوا تو خدا سے

دعا مانگی کہ یارب اسوقت میرے پاس ایسے شخص کو بھیج جسکو تو اپنی تمام خلقت میں سب سے زیادہ نزدیک رکھتا ہو تاکہ وہ اس پرند کا گوشت کھائے۔ میں اسوقت رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا حالانکہ مجھ کو معلوم نہ تھا کہ حضرت صلعم نے یہ دعا کی ہے۔ پس جب میں حاضر ہوا تو جناب رسول اللہ صلعم بہت خوش ہوئے اور کہہ فرمایا کہ میرے پاس آؤ میرے پاس آؤ۔ سب نے کہا نہیں۔

(۱۴) فرمایا آیاتم میں کوئی ایسا ہے جو مشرکین کا بہت قتل کرے یا لاہو اور رسول اللہ صلعم کا سختی و مصائب میں مدد کرے یا لاہو مجھ سے زیادہ سب نے کہا کوئی نہیں۔

(۱۵) فرمایا آیاتم میں سے کوئی مجھ سے زیادہ حامی و مددگار جان نثار حضرت رسول خدا صلعم کا شب بھرت میں آنحضرت صلعم کے بستر لیٹا ہوا اور اپنی جان کو آنحضرت پر نثار کیا ہو اور انکی حفاظت کی ہو۔ سب نے کہا نہیں۔

(۱۶) فرمایا کہ آیاتم میں سے سوائے میرے کوئی ایسا ہے جو خمس لیتا ہو سب نے کہا نہیں۔

(۱۷) فرمایا آیاتم میں سے سوائے میرے کوئی ایسا ہے جسکا حصہ خاص میں بھی تھا اور عام میں بھی تھا سب نے کہا نہیں۔

(۱۸) فرمایا کہ آیاتم میں سے کوئی ایسا ہے جسکی طہارت اور پاکیزگی کتاب اللہ سے ثابت ہو سوائے میرے یہاں شک کہ جناب رسول خدا صلعم نے تمام مہاجرین کے دروازے مسجد میں بند کر دیئے اور میرا دروازہ کھلا رکھا بلکہ آنحضرت کے دونوں چچا حمزہ و عباس نے حضرت سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ صلعم آپ نے ہمارے دروازے بند کئے اور علی کا دروازہ کھلا رکھا تو جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ میں نے علی کا دروازہ کھلا رکھا اور نہ میں نے تمہارے دروازے بند کئے بلکہ خدا نے تمہارے دروازے مسجد میں بند کئے علی کا دروازہ مسجد میں کھلا رکھا۔ سب نے کہا کوئی نہیں۔

(۱۹) فرمایا آیاتم میں سے کوئی ایسا ہے جس کی بابت خدا نے فرمایا ہو و ات ذا القہر بی حقہ سوائے میرے۔ سب نے کہا نہیں۔

(۲۰) فرمایا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے رسول اللہ صلعم سے مشورہ کیا ہو۔ کہا نہیں۔

(۲۱) فرمایا تم میں سے سوائے میرے کوئی ایسا ہے جو رسول خدا صلعم کے انتقال کے وقت

ان کی خدمت میں رہا ہو سب نے کہا نہیں۔

(۲۲) فرمایا تم میں سے سوائے میرے کوئی ایسا ہے جو آخر وقت میں رسول اللہ کے سامنے حاضر

رہا ہو اور آنحضرت کو غسل و کفن کر کے دفن کیا ہو سب نے کہا نہیں۔ انتہی

امام اہل بیت علیہم السلام کی حجت العلم والدین کہ بر حجتش خصم لازم نشیند

قتل عثمان

حضرت عثمان غلیفہ سوم نے باوجود وجود ہونے قرآن شریف کے جسکو حضرت ابو بکر نے حضرت جمع کر لیا اور وجہ قرابت اور ترتیب سورتوں میں تصرف کیا اور تمام اصلی قرآنی ورق صحیفہ بارے وغیرہ جو جناب عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے محفوظ چلے آتے تھے سب کو جلادیا۔ (بخاری باب فضل القرآن جمع القرآن فی ۲) حضرت عثمان نے بی بی عائشہ کے سالانہ وظیفے کو بند کر دیا جس سے بی بی صاحبہ ناراض ہو کر حضرت عثمان کو سبقتم کرتی تھیں اور آپ کو یہودی بڑھا سا کہتی تھیں اور لعنت ڈالتی تھیں اور آپ قتل کا حکم لگاتی تھیں۔ تاریخ اہم کوئی نہایہ ابن اثیر جلد ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰ و ۱۰۱ و ۱۰۲ و ۱۰۳ و ۱۰۴ و ۱۰۵ و ۱۰۶ و ۱۰۷ و ۱۰۸ و ۱۰۹ و ۱۱۰ و ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ و ۱۱۴ و ۱۱۵ و ۱۱۶ و ۱۱۷ و ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۲۰ و ۱۲۱ و ۱۲۲ و ۱۲۳ و ۱۲۴ و ۱۲۵ و ۱۲۶ و ۱۲۷ و ۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۳۳ و ۱۳۴ و ۱۳۵ و ۱۳۶ و ۱۳۷ و ۱۳۸ و ۱۳۹ و ۱۴۰ و ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۴۳ و ۱۴۴ و ۱۴۵ و ۱۴۶ و ۱۴۷ و ۱۴۸ و ۱۴۹ و ۱۵۰ و ۱۵۱ و ۱۵۲ و ۱۵۳ و ۱۵۴ و ۱۵۵ و ۱۵۶ و ۱۵۷ و ۱۵۸ و ۱۵۹ و ۱۶۰ و ۱۶۱ و ۱۶۲ و ۱۶۳ و ۱۶۴ و ۱۶۵ و ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۶۹ و ۱۷۰ و ۱۷۱ و ۱۷۲ و ۱۷۳ و ۱۷۴ و ۱۷۵ و ۱۷۶ و ۱۷۷ و ۱۷۸ و ۱۷۹ و ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۲ و ۱۸۳ و ۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰ و ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵ و ۲۲۶ و ۲۲۷ و ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰

کے زیادہ تر دوست رکھتا ہوں
جسکو معلوم نہ تھا کہ حضرت
اور کمر فرمایا کہ میرے پاس

نہ صلعم کا سختی و مصائب

نہ صلعم کا شب بھرت

ہو رہے ہیں کہا نہیں

کہا نہیں۔

عام میں بھی تھا سب

ت ہوسوائے میرے

واہ کھلا رکھا بلکہ

دروازے

کھلا رکھا اور نہ

واہ مسجد میں کھلا

لہجہ بی حقد

ہا نہیں

کے وقت

ماننے حاضر

(۳) حضرت عثمان نے بارہ سال خلافت کی ان میں سے پہلے چھ سال تو نہایت اطمینان سے گزر گئے اور کوئی خدشہ پیش نہیں آیا مگر پچھلے چھ سالوں میں طرح طرح کے اختلافات اور جھگڑے اٹھ کھڑے ہوئے اکثر لوگوں کو حضرت عثمان کی شکایت کا موقع ملا۔ عام وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ حضرت عثمان نے بڑے عہدے اپنے رشتے داروں میں تقسیم کر رکھے تھے۔ مروان کو افریقیہ کا خمس لکھ دیا اور اپنے خاندان کے لوگوں کو بے کسی ستھاق کے بے انتہاد دولت بخش دی۔ لوگوں نے جب اسکی بابت دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں خدا کے فرمانے کے مطابق صلہ رحمی کرتا ہوں۔ اس پر اعتراض کیا گیا کہ پھر ابو بکر و عمر نے ایسا کیوں نہیں کیا عثمان نے جواب دیا کہ انہوں نے اپنا وہ حق چھوڑ دیا جو انکے لئے مقرر تھا۔ اور میں نے اپنے حق کو اپنے رشتے داروں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت عثمان کی اس جاویل کو اسوقت کے اکثر لوگوں نے ناپسندیدگی کی آنکھ سے دیکھا اور یہیں سے طرح طرح کی بدگمانیاں اور فسادات پیدا ہونے شروع ہوئے۔

اس عام شورش کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ حضرت عثمان نے اپنے خاندان بنو اُمیہ میں سے ان لوگوں کے ہاتھوں میں حکومتیں رکھی تھیں جنکو پیغمبر صاحب کی صحبت میں نہیں ہوئی تھی اور اکثر مواقع پر ان سے وہ باتیں ظہور میں آتی تھیں جنکو صحابہ کرام بنو اُمیہ سے نہایت کٹے تھے۔ جب جب حضرت عثمان سے ان کی شکایت کی جاتی تو وہ انکو معزول تو نہ کرتے ہاں انکی طرف سے معذرت کر کے شکایت کر دینا انکی طبیعت پر دراصل یہ ساری خرابیاں مروان کی ذات سے پیدا ہوئیں کہ وہ شروع سے مفسد اور فتنہ انگیز تھا اس نے عثمان کو

اپنے قبضے میں یہاں تک کر لیا تھا کہ جو یہ کہتا وہ کرتے اور اسی کی وجہ سے مدینے کے قیدیوں میں عام بغاوت و شورش پیدا ہو گئی۔ عمرو بن العاص کو مصر سے معزول کر کے انکی جگہ عبداللہ بن ابی سرح کو عامل مصر قرار دیا یہی ابن مصر کی بجلی کا باعث تھا مگر جب عبداللہ نے رعایا کیساتھ ظالمانہ برتاؤ برتے اور ابن مصر کی شکایتوں پر بھی حضرت عثمان نے عبداللہ کو مصر سے علیحدہ نہیں کیا تو اس سے لوگوں میں ایک ایسا زہر پھیلا جو ش پیدا ہوا کہ ہزار رو کے نہر کا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مصر کا ایک شخص حضرت عثمان کے پاس آیا اور عبداللہ بن ابی سرح کے بے انتہا ظلم بیان کئے۔ حضرت عثمان نے عبداللہ کو ایک بڑا تہدید آمیز فرمان لکھا اور رعایا کیساتھ انصاف کرنے کی تاکید کی مگر عبداللہ نے انکے فرمان کی تعمیل نہیں کی اور جس بے شکایت کی تھی اسے قتل کر ڈالا اس پر سات سو آدمی مصر سے نکل کر مدینے آئے اور مسجد نبوی میں اترے۔ تمام اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کر کے ہر غزائے موقع پر عبداللہ بن ابی سرح کے مظالم سناتے لگے۔ طلحہ بن عبید اللہ مع چند دیگر صحابیوں کے حضرت عثمان کے پاس گئے اور نہایت سختی اور تیزی کیساتھ اس بار یہی ان سے باتیں کیں۔ ادھر ام المومنین حضرت عائشہ نے حضرت عثمان کو یہ پیغام دیا کہ پہلے بھی تمہارے پاس جناب پیغمبر صاحب کے صحابی اس غرض سے آئے تھے کہ تم عبداللہ بن ابی سرح کو معزول کر دو مگر تم نے اسکی طرف کچھ توجہ نہیں کی اب عبداللہ نے ناحق ایک شخص کو مار ڈالا ہے اسکا قصاص لینے کو پیغمبر صاحب کے اصحاب پھر تمہارے پاس آتے ہیں تو تم اپنے حال کے بارے میں انصاف سے کام لو اس کے ساتھ ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت عثمان کے پاس گئے اور کہا امیر المومنین! اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے صرف اتنا چاہتے ہیں کہ آپ عبداللہ کو معزول کر دیجئے اور اس نے جو ایک شخص کو قتل کر ڈالا ہے اگر اسکا نبوت ہو جائے تو اس سے قصاص لے لیں۔ حضرت عثمان نے فرمایا کہ اچھا تم لوگ ایک ایسے شخص کو منتخب کر دو جو عبداللہ کی جگہ مقرر کیا جائے مصریوں نے کہا ابو بکر صدیق کے فرزند محمد کو مصر کا عامل بنا دیجئے حضرت عثمان نے فوراً انکے نام حکومت کا فرمان لکھا اور وہاں کا والی مقرر کر دیا یہ لوگ مصر کی طرف روانہ ہو گئے اور مدینے کے چند انصار و مہاجرین بھی محمد بن ابی بکر کے ساتھ مصر کی جانب چل نکلے۔ مدینے سے تین دن کی مسافت پر انکو ایک حبشی غلام ملا جو اونٹ کو مار مار کر بے ستا شا بھگائے لئے چلا جاتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی کی تلاش میں جاتا ہے یا کوئی اسکی تلاش میں آتا ہے۔ محمد بن ابی بکر کے ہمراہی صحابیوں نے غلام سے کہا کہ اس پریشانی اور بے چینی کیساتھ کہاں جاتا ہے کیا کسی کو تلاش کرنے آیا ہے یا کسی سے بھاگ کر جاتا ہے۔ غلام نے کہا میں امیر المومنین کا غلام ہوں اور اس کے ارشاد کے مطابق عامل مصر کے پاس جاتا ہوں کسی نے کہا کہ مصر کے حاکم تو محمد بن ابی بکر صدیق ہیں اور وہ یہیں موجود ہیں۔ کہا میں انکے پاس

نہیں بھیجا گیا۔ یہ لیکر آگے چلا محمد بن ابی بکر کو جب یہ خبر پہنچی تو انہوں نے ایک شخص کو اسکے تعاقب میں بھیجا اور تھو
 دیر نہ گزری تھی کہ وہ غلام کو پکڑ لایا۔ محمد بن ابی بکر نے پوچھا تو کون ہے۔ غلام نے کہا میں امیر المومنین کا غلام ہوں
 محمد نے کہا کہ تو کس کے پاس بھیجا گیا ہے۔ غلام نے کہا عامل مصر کے پاس کوئی زبانی پیام دینا ہے یا خط لے
 جاتا ہے۔ غلام نے جواب دیا کہ زبانی پیام دینا ہے مگر جب اسکے اسباب کی تلاشی لی گئی تو ایک چھوٹے سے خشک
 مشکیزے میں خط نکالا خط کے لفظ پر یہ الفاظ درج تھے۔ مِنْ عُمَانَ إِلَى ابْنِ أَبِي سَرْجٍ لِفَاظٍ بَعَثَ
 مُحَمَّدُ ابْنَ أَبِي بَكْرٍ إِلَى هَذِهِ الْمَهَاجِرِينَ وَانصَارُوا وَرَهْرَ كَ لَوْ كُنْ جَمْعُ كَرِهَ كَ سَبَّحَ سَبَّحَ كَ سَبَّحَ كَ سَبَّحَ كَ
 اور لفظ میں سے خط نکال کر پڑھنا شروع کیا اس میں لکھا تھا کہ جب محمد اور فلان فلان آدمی تیرے پاس
 پہنچیں تو کسی جیل سے انہیں قتل کر ڈال اور محمد سے میرا فرمان لیکر بھاڑ دے جب تک میرا دوسرا حکم نہ پہنچے تو اپنے
 عہدے پر برقرار رہ جو لوگ تیری شکایت لیکر میرے پاس آتے ہیں انہیں قید کر دے اور کسی سے کسی بات کا
 خوف نہ کر۔ لوگوں نے یہ خط سنا تو نہایت ناگواری سے مدینہ کی طرف لوٹے مدینے آئے تو طلحہ اور زبیر اور حضرت علیؓ
 اور جتنے اصحاب مدینے میں موجود تھے سب جمع کیا اور غلام حبشی کا قصہ اور خط کا واقعہ بیان کر کے خط سب کے
 سامنے ڈال دیا طلحہ اور زبیر اور حضرت علیؓ کو خط کا مضمون پڑھ کر سخت طیش آیا اور مدینے میں کوئی صحابی ایسا
 نہ تھا جس کو حضرت عثمان کی طرف سے رنج نہ تھا۔ عبداللہ بن مسعود اور عمار بن یاسر اور ابوذر کی حضرت عثمان سے پہلے
 ہی کشیدگی تھی اور انکی ناراضگی کی وجہ سے بنو ہذیل اور بنو زہرہ اور بنو غفار اور بنو مخزوم وغیرہ بہت سے قبائل بکسر
 بیٹھے تھے۔ اس واقعہ کو سن کر تمام قبائل مدینہ میں عام شورش پیدا ہو گئی اور محمد بن ابی بکر کی حمایت میں قبیلہ
 تیم وغیرہ کے لوگ حضرت عثمان کے مکان پر چڑھ آئے اور مکان کا محاصرہ کر لیا۔ حضرت علیؓ نے درحقیقت اس
 نہایت نازک اور خطرناک موقع پر ہر کام کیا کہ طلحہ اور زبیر اور سعد اور عمار اور اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ
 لیکر حضرت عثمان کے پاس پہنچے اور تمام بلوائیوں کو منتشر کر دیا۔ بلوائیوں کی شورش میں کمی ہوئی تو حضرت علیؓ نے غلام
 حبشی اور اونٹ اور خط تینوں کو حضرت عثمان کے سامنے پیش کر کے کہا امیر المومنین! کیا یہ حبشی غلام آپ کا غلام
 ہے حضرت عثمان نے فرمایا ہاں۔ علیؓ نے کہا اور یہ اونٹ فرمایا اونٹ بھی میرا ہے فرمایا یہ خط آپ ہی سے
 لکھا ہے حضرت عثمان نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ یہ میرا خط نہیں ہے نہ میں نے یہ خط لکھا نہ کسی سے لکھوایا
 نہ مجھے اس کا علم نہ میں نے اس غلام کو مصر بھیجا حضرت علیؓ نے کہا اچھا یہ ہر کس کی ہے۔ فرمایا میری ہے کہا تو بھلا
 اس کا یقین کس طرح ہو کہ آپ کو اس کا علم نہیں غلام آپ کا اونٹ آپ کا خط پر میرا یہی حضرت عثمان کی اس تقریر سے لوگوں کو

عام بغاوت و شورش
 دنیا ہی اہل مصر کی تھی
 حضرت عثمان نے علیؓ
 کے لیے انتہائی
 فکری و سیاسی تکیہ کی مگر
 پرست سواد آدمی مصر
 کے موقع پر عبداللہ
 بن مسعود اور بنو ہذیل
 بنو زہرہ اور بنو غفار
 بنو مخزوم وغیرہ بہت
 سے قبائل بکسر بیٹھے
 تھے ہی حضرت علیؓ کی
 ناراضگی تھی اور انکی
 ناراضگی کی وجہ سے بنو
 ہذیل اور بنو زہرہ اور بنو
 غفار اور بنو مخزوم وغیرہ
 بہت سے قبائل بکسر بیٹھے
 تھے۔ اس واقعہ کو سن کر
 تمام قبائل مدینہ میں
 عام شورش پیدا ہو گئی
 اور محمد بن ابی بکر کی
 حمایت میں قبیلہ تیم
 وغیرہ کے لوگ حضرت
 عثمان کے مکان پر چڑھ
 آئے اور مکان کا محاصرہ
 کر لیا۔ حضرت علیؓ نے
 درحقیقت اس نہایت نازک
 اور خطرناک موقع پر ہر
 کام کیا کہ طلحہ اور زبیر
 اور سعد اور عمار اور
 اصحاب محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم کو ساتھ لیکر حضرت
 عثمان کے پاس پہنچے اور
 تمام بلوائیوں کو منتشر
 کر دیا۔ بلوائیوں کی
 شورش میں کمی ہوئی تو
 حضرت علیؓ نے غلام حبشی
 اور اونٹ اور خط تینوں
 کو حضرت عثمان کے سامنے
 پیش کر کے کہا امیر المومنین
 کیا یہ حبشی غلام آپ کا
 غلام ہے حضرت عثمان
 نے فرمایا ہاں۔ علیؓ نے
 کہا اور یہ اونٹ فرمایا
 اونٹ بھی میرا ہے فرمایا
 یہ خط آپ ہی سے لکھا ہے
 حضرت عثمان نے خدا کی
 قسم کھا کر کہا کہ یہ
 میرا خط نہیں ہے نہ میں
 نے یہ خط لکھا نہ کسی
 سے لکھوایا نہ مجھے اس
 کا علم نہ میں نے اس
 غلام کو مصر بھیجا
 حضرت علیؓ نے کہا اچھا
 یہ ہر کس کی ہے۔ فرمایا
 میری ہے کہا تو بھلا
 اس کا یقین کس طرح ہو
 کہ آپ کو اس کا علم نہیں

کچھ تسلی ہوئی اور انہوں نے خط پہچان کر سنا کہ یہاں کہ پیشک حضرت عثمان کا اس میں کچھ قصور نہیں یہ خط مروان کا ہے اور اسی نے یہ مفسدہ اٹھایا ہے حضرت علی اور ان کے ہمراہیوں کو معلوم ہو گیا تھا کہ مروان حضرت عثمان کے زنا خانے میں مخفی ہے۔ انہوں نے کہا کہ امیر المؤمنین! آپ مروان کو ہمارے حوالے کر دیجئے پھر آپ سے ہمیں کچھ سروکار نہیں۔ لیکن حضرت عثمان نے مروان کو ان کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا اور یہ لوگ رنجیدہ خاطر حضرت عثمان کے گھر سے نکل آئے۔ بلوایوں نے یہ سنا کہ یہ ساری کارروائی مروان کی ہے اور مروان حضرت عثمان کے گھر میں مخفی ہے پھر شورش پیدا کر دی اور حضرت عثمان کا مکان آگھیرا اور پیام دیا کہ مروان کو ہمارے حوالے کر دیا جائے۔ حضرت عثمان نے انکو بھی یہی جواب دیا کہ میں مروان کو اپنے جیتے جی تو تنہا رہے حوالے نہیں کروں گا۔ بلوایوں نے بڑی سختی کیساتھ مکان کا محاصرہ کیا اور پانی کا ایک قطرہ تک اندر نہ جانے دیا۔ حضرت عثمان جب پیاس سے بہت تنگ ہوئے تو آپ نے مکان کے ایک روشن دان سے سر پانی نکالا اور بلوایوں کی طرف روئے سخن کر کے فرمایا کیا تم میں علی موجود ہیں جواب ملا نہیں فرمایا اچھا سعد ہیں جواب میں کہا گیا نہیں اس کے بعد حضرت عثمان تھوڑی دیر خاموش رہ کر فرمانے لگے کہ کیا کوئی شخص علی کو میرا یہ پیام پہنچا سکتا ہے۔ کہ میں سخت پیاسا ہوں تھوڑا سا پانی مجھے بھیج دو حضرت علی کو یہ پیام پہنچا تو انہوں نے پانی کی بھری ہوئی تین مشکیں حضرت عثمان کے پاس بھیجیں۔ پانی حضرت عثمان تک پہنچا تو وہی گریبڑی شکل سے کئی غلام بنی ہاشم کے اور کئی غلام بنی امیہ کے مجروح ہوئے اور دو تین غلاموں کو بلوایوں نے قتل کر دیا حضرت علی کو جب معلوم ہوا کہ بلوای حضرت عثمان کو شہید کرنا چاہتے ہیں تو آپ نے نہایت افسوس و حسرت کے لہجے میں فرمایا کہ ہم تو عثمان سے مروان کو مانگتے تھے کہ خود عثمان کا قتل چاہتے تھے۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنے دو نواسے فرزندوں حسن و حسین کو بلا کر فرمایا کہ تم دونوں تلواریں لیکر حضرت عثمان کے دروازے پر جا کھڑے ہو اور جو شخص ان کے پاس بری نیت سے جانا چاہے فوراً قتل کر دو۔ علی بن ابی القیاس طلحہ نے اپنے بیٹے کو اور زبیر نے اپنے فرزند کو اور ان کے علاوہ اور بہت سے صحابیوں نے اپنے اپنے فرزندوں کو حضرت عثمان کی مدد کے لئے بھیجا اور تاکید کر دی کہ کسی کو ان کے مکان میں جانے نہ دیں۔ بلوایوں نے جب یہ دیکھا تو حضرت عثمان پر تیر بھینکنے شروع کر دیئے۔ کئی تیر حضرت حسن اور محمد بن طلحہ اور قنبر کے بھی لگے یہ تینوں صاحب اگرچہ پہلو میں سر سے پاؤں تک بھیگ گئے تھے۔ مگر دروازے کی چوکت سے ایک انچ بھر بھی نہیں سرکے۔ بلوایوں نے حضرت حسن اور محمد بن طلحہ کو خون آلود دیکھا تو انکو سخت اندیشہ ہوا کہ اگر بنو ہاشم کو یہ بات معلوم ہوتی ہے تو ابھی ب

بگڑا بیٹھتے ہیں۔ اور کچھ بیٹھیں گے تو ان کا مقابلہ کسی سے نہیں ہو سکے گا اس سے بہتر یہ ہے کہ غفلت اور
بے خبری میں عثمان کو قتل کر دیا جائے چنانچہ محمد بن ابی بکر و شخصوں کو ساتھ لیکر مکان کی ایک دیوار پر چڑھ گئے
اور نہایت آہستگی سے اتر کر اندر پہنچے دیکھا تو حضرت عثمان تنہا بیٹھے ہیں اور انکی بی بی انکے قریب بیٹھی رو
رہی ہے محمد بن ابی بکر نے حضرت عثمان کی ڈاڑھی پکڑ لی مگر پھر حضرت عثمان کے اس کہنے سے کہ تیرا باپ اگر یہ
موقع دیکھتا تو اسے تیری یہ حرکت انتہا سے زیادہ بُری معلوم ہوتی فوراً چھوڑ دی۔ اور انکے دونوں ہمراہ ہوش
حضرت عثمان کو شہید کر ڈالا۔ حضرت علی اور طلحہ اور زبیر اور سعد بلکہ حقداد صحابی مدینے میں موجود تھے اس خبر سے
سبک ہوش و حواس جاتے رہے اور کسی کی عقل بچا نہ رہی۔ علی اور طلحہ وغیرہ بڑی شکل سے اُقتال خیزان
حضرت عثمان کے مکان میں آئے دیکھا تو انہیں مقتول پایا حضرت علی نے حسن و حسین سے بڑی سختی اور خفتے
کے لپے میں فرمایا کہ جب تم دروازے پر تھے تو عثمان کس طرح مقتول ہو گئے۔ بلکہ حسن کے چہرہ پر زور سے ایک
ٹھانچہ اور چیل کے سینے پر گھونسا مارا اور محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر کو بڑا بھلا کہتے ہوئے غصے میں کپکپاتے گھر
تشریف لے گئے۔ (منقول از کتاب اجتہاد۔ تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی ذکر خلافت حضرت عثمان
تاریخ فیس۔ تاریخ کامل ابن اثیر۔ تاریخ طبری۔ تاریخ اسلام دہلوی و دیگر تواریخ اسلام)

مدفن حضرت عثمان (۱) حضرت عثمان کی لاش تین دن تک کھلی پڑی رہی اور بغیر غسل اور
حالات حضرت عثمان (۱۶۵ مطبوعہ لندن)

(۲) حضرت عثمان جنت البقیع سے باہر حش کوکب میں دفن ہوئے۔ حش کوکب پارخانہ پیر
کی جگہ تھی جس کے قریب یہودیوں کا قبرستان تھا۔ روضۃ الاحباب جلد دوم ص ۲۶۵ مجمع البحار ج ۱
(۳) جذبات القلوب شیخ عبدالحق دہلوی ص ۱۶۵ تا ص ۱۶۶ مطبوعہ نو لکھنؤ پر ہے حش کوکب مدفن
بود خارج بقیع کہ مردم از دفن موتی دروے کہ اسیت داشتند۔ ترجمہ: حش کوکب ایک جگہ جنت
البقیع سے باہر تھی کہ لوگ اس میں اپنے مرد و نکل و دفن کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔

یادگار عثمان۔ واقعات اولیات

(۱) حضرت عثمان جنگ بدر میں شامل ہو سکے اور جنگ احد سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

کو میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ (بخاری پارہ سولہواں ص ۵۵)

(۲) حضرت عثمان نے اپنی خلافت کے چھٹے سال کے بعد اپنے عزیز و اقربا کو عامل بنانا شروع کیا اور مروان ملعون کو ملک فریقہ کا خمس معاف کر دیا اور اپنے اقربا کو بہت سال دے ڈالا۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی زمیندار پیرس لاہور ص ۸۴ سطر ۱۱۴)

(۳) سب سے پہلے حضرت عثمان نے لوگوں کو جاگیریں مقرر کیں تبکیر میں آواز دہی کی جمع میں ان کا حکم دیا آپ نے سب سے پہلے نماز عید سے پہلے (خلافت سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) خطبہ پڑھا۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۵۹)

(۴) حضرت عثمان پہلے روز نمبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر دہشت و ہول کی وجہ سے خطبہ نہ پڑھ سکے (تاریخ اسلام جلد سوم ص ۱۲۴ باب چہارم سطر اول)

(۵) شہدہ ہجری میں حضرت عثمان نے سعد بن ابی وقاص صحابی کو معزول کر کے ولید بن عقبہ کو جو آپ کی والدہ کی طرف سے رشتہ میں آپ کے بھائی ہوتے تھے وہاں کا حاکم کر کے بھیجا اسی پر سے پہلے الزما حضرت عثمان پر قائم کیا گیا کہ آپ اپنے عزیز و غریبوں کی پرورش کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ولید نے نشہ میں لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور چار رکعت پڑھ کر سلام پھیرا اور مقتدیوں کو کہا اگر کو تو اور بڑا دوں (تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۸۳ سطر ۱۹ زمیندار پیرس لاہور حاشیہ صحیح بخاری پارہ ۱۴ ص ۹۲ ترجمہ مولوی وحید الزمان صاحب۔

نوٹ:- اس ولید بن عقبہ صحابی شہابی کو حضرت علی علیہ السلام نے چالیس کوڑے حد شراب میں لگائے۔ (بخاری پارہ پندرہواں ص ۴۳ مطبع احمدی لاہور۔)

(۶) حضرت عثمان نے عمر و عاص عامل مصر کو بیت المال کی مختاری اور افواج کی سپہ سالاری سے معزول کر کے اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو حکومت دیدی۔ عمر و عاص نے حضرت عثمان کی بہن کو جو اسکے نکاح میں تھی طلاق دیدی (تاریخ اسلام جلد سوم ص ۱۲۶ سطر ۲۴ دہلوی۔)

(۷) افریقہ کے ۲۵ لاکھ دینار کا خمس اور مال غنیمت کا خمس حضرت عثمان نے ۵ لاکھ دینار پر مروان ملعون کو دیدیا (تاریخ اسلام جلد سوم ص ۱۲۸ مطبوعہ دہلی۔ تاریخ اسلام علامہ عباسی ص ۲۶۴)

(۸) حضرت عمار بن یاسر صحابی کو حضرت عثمان نے اپنے غلاموں سے اتنا پتوایا کہ آپ بیہوش ہو گئے اور فق کا مرض ہو گیا (تاریخ اثنم کوئی تاریخ اسلام جلد سوم ص ۱۳۱)

(۹) حضرت ابوذر غفاری صدیقؓ صحابہ سول مقبول زاہد و عابد نیاز کو حضرت عثمان نے شام سے ایک نانگی بیٹھ کر اونٹ پر بٹھا کر مدینہ میں بویا۔ راستہ میں انکے رانوں کے گوشت و پوست چھل چھل کر جدا ہو گئے اور سخت تکلیف اٹھائی آخر مدینہ منورہ سے تین منزل پر ریزہ جنگل کی طرف حلاوطن کر دیا۔ تاریخ اسلام جلد سوم ص ۱۳۱ تظہیر الجنان حاشیہ صواعق محرقة عربی مصری ۱۵۶۶ صحیح بخاری پارہ چہارم ص ۱۲ مطبوعہ احمدی بکریس لاہور میں گول مول ذکر ہے۔

(۱۰) حضرت عثمان اپنی خلافت میں حج تمتع و قرآن سے منع کرتے تھے حضرت علی علیہ السلام نے یہ دیکھ کر یوں احرام باندھا کہ ایک بختہ و عمرہ اور کہنے لگے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کو کچھ قفل سے نہیں چھوڑ سکتا۔ (بخاری پارہ ص ۶۹ کتاب المناکب مطبع احمدی لاہور)

(۱۱) جمعہ کے دن دوسری اذان دینے کا حکم حضرت عثمان نے دیا۔ بخاری پارہ چوتھا ص ۳ کتاب الجمعہ باب الاذان یوم الجمعہ مطبع احمدی لاہور

(۱۲) حضرت عثمان نے ایام حج میں منامیں چار رکعتیں نماز پڑھائیں اذنیہ کیا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی (بخاری پارہ چوتھا ص ۷۹ باب الصلوۃ المنی ترجمہ مطبع احمدی لاہور)

(۱۳) حضرت عثمان نے منیٰ کو ایام حج میں خیمہ گاہ بنایا حسب دستور ایام جاہلیت ترک و احتشام سے دعوتیں و ضیافتیں کیں لوگوں کی بیٹھ کر کوڑے مارے (تاریخ اسلام جلد سوم باب چہارم ص ۱۳۳ سطر ۲ مطبع دہلی)

(۱۴) مروان ملعون راندہ درگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں واپس بلا کر وزیر اعظم بنایا اور فدک کی جاگیر بخش دی (تاریخ اسلام جلد سوم ص ۱۴۲)

(۱۵) حضرت عثمان نے منع کر دیا کہ سمندر میں انکی تجارتی جہازوں کے سوا اور کوئی جہاز نہ چلے (تاریخ اسلام جلد سوم ص ۱۴۵)

(۱۶) بارش کا پانی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب بندگان خدا کی واسطے کار آمد ہے اپنے عزیزوں کے واسطے جاری کر دیا اور لوگوں کو محروم کر دیا (تاریخ اسلام جلد سوم ص ۱۴۵)

(۱۷) قرآن شریف کو حضرت عثمان نے خلافت میں جمع کیا دیگر مصحف و درجی سب جلا کر اور سات قرأت کو مٹا کر ایک قرأت مقرر کی۔ (بخاری پتہ فقائل جمع قرآن)

بنانا شروع کیا اور
ایک سال تک اس کو

ی کی جمعہ میں اذان

ہا۔ ر تاریخ

سکے (تاریخ

بید بن عقبہ

پے پہلے الزما

نکو صبح کی

سیوطی ص ۸۳

مراب میں

سے

ت عثمان

مروان

آپ

فصل ۶

خلافت حضرات اصحاب ثلاثہ اجماعی ہرگز نہیں؟

خلافت اجماعی ہے۔ یہ امر مسلمہ فریقین ہے کہ حضرات اصحاب ثلاثہ کی خلافت اجماعی ہے ہرگز نہیں اور نہ ہی قرآن شریف کی کسی آیت اور نہ ہی کسی حدیث سے خلافت نصی کا پتہ چلتا ہے اور نہ ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات زمانہ نبوت میں حضرات ابوبکر و عمر و عثمان کو کسی موقع پر کسی مجمع خاص عام میں اپنا خلیفہ و جانشین مقرر فرمایا اور نہ ہی انکی خلافت کی واسطے کوئی فرمان جاری کیا اور نہ ہی کبھی اپنے زمانہ میں انکو کسی لشکر یا جماعت کا امیر مقرر کیا اور نہ ہی انکی واسطے الفاظ خلیفہ و جی۔ ولی المؤمنین امیر المؤمنین۔ اولو الامر وغیرہ فرمائے اگر یہ حضرات زمانہ نبوت میں بالترتیب خلیفہ مقرر ہو جاتے تو یہ شیخہ اور سنی کا جھگڑا نہ اٹھتا نہ خلافت کیٹی سقیفہ میں بیٹھتی نہ جہانہ و فتن و دفن رسول مقبول صلعم چھوڑتے نہ خاندان رسالت پر طرح طرح کے مصائب آتے نہ باغ و فک چھین جاتا نہ خمس بند ہوتا نہ جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام دعویٰ خلافت بنتے نہ ہی جناب سیدہ معصومات علیہا حضرت ابوبکر سے ناراض ہوتیں اور نہ ہی حضرت عمر کچھ حضرت ابوبکر جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری اکلوتی پیغمبر زاوی سیدانی کامرکان خستہ نشان جلا نیکو دوڑ پڑتے نہ ہی جناب سیدہ معصومہ رات کو دفن ہوتیں اور حضرت ابوبکر و جناب بی بی عائشہ سنانہ بتول سے محروم نہ ہوتے نہ ہی حضرت ابوبکر جبری بیعت لیتے اور نہ ہی اپنی وفات کے بعد حضرت عمر کو وصیت کے طور خلیفہ بنا جاتے اور حضرت عمر بعد قتل اپنے کے خلافت چھ اشخاص برگزیدہ میں نہ چھوڑ جاتے اور حضرت عثمان پر شوریٰ نہ ہوتا اور نہ ہی حضرت عثمان کو مہاجرین و انصار صحابہ بیرجمی سے قتل کرتے ہیں ان واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ خلافت حضرات اصحاب ثلاثہ نصی نہیں بلکہ خلافت کیٹی وصیت اور شوریٰ کے ناقص اجماع اور آزادی رائے اور پولیشیکل جال اور دنیاوی جاہ و جلال کا نتیجہ ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان حضرات میں سے کسی کو اپنا جانشین و خلیفہ مقرر نہیں فرمایا کہ نبی احادیث و تواتر معبرہ اہل سنت سے صاف ثابت ہے کہ خلافت اجماعی ہے سنتے جائے۔

۱) حدیث بخاری حضرت ابو ہریرہ نے کہا کہ بنی اسرائیل کے لوگوں پر بغیر حکومت کیا کرتے تھے ایک بغیر گذر جاتا دوسرا اسکے قائم مقام ہو جاتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے بعد تو کوئی بغیر نہیں ہوگا البتہ خلیفہ ہونگے صحابہ نے پوچھا پھر تم کو ایسے وقت میں کیا حکم دیتے ہیں تب آپ فرمایا جو پہلے خلیفہ ہو جائے اس سے تمہیں بیعت کرنی ہو تو اسکی بیعت پوری کرو۔ پھر اسکے بعد جو پہلے خلیفہ ہو اسی طرح کرتے رہو انکا حق ادا کرو انکی اطاعت کرتے رہو اللہ قیامت کے دن اُنسے پوچھے گا انہوں نے بیعت کا حق کیسے ادا کیا صحیح بخاری مترجم کتاب بدائع الخلق تیرھواں پارہ ص ۱۱۴ باب ما ذکر عن بنی اسرائیل حدیث صحیح محمد بن بشار حدیث محمد بن جعفر حدیث شاذلیہ

۲) مکالمہ حضرت عباسؓ و حضرت علیؓ علیہما السلام

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کی بیماری میں حضرت علیؓ آپ کے پاس سے باہر نکلے لوگوں نے اُن سے پوچھا ابو الحسنؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آج مزاج کیسا ہے انہوں نے کہا اللہ کا شکر آج تو مزاج بحال ہے یہ سن کر حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگے خدا کی قسم تم تین دن کے بعد غلام بنو گے۔ اے اللہ بعد ازاں ثلاث عند الغصا تم تین دن کے بعد لاٹھی کے غلام بنو گے مطلب یہ ہے کہ کوئی دوسرا شخص حاکم ہوگا اور تم کو اسکی اطاعت کرنی ہوگی اور میں تو قسم بخدا یہ سمجھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بیمار میں غمگین گذر جائیں گے میں عبدالمطلب کی اولاد کا منہ دیکھ کر پہچان لیتا ہوں جب ہر منوالے ہوتے ہیں دیکھو بہتر یہ ہے ہم تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس چلیں بھی آپ زندہ ہیں آپ سے پوچھ لیں آپ کے بعد کون آپ کا خلیفہ ہوگا اگر آپ ہم لوگوں کو یعنی بنی ہاشم کو خلافت دیں تب تو خیر ہم کو معلوم ہو جائے اگر آپ دوسرے کسی کو خلیفہ کریں تو اسکو فرما جائیں گے وہ ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرتا رہے گا حضرت علیؓ نے کہا ایسا نہ ہو ہم آپ سے پوچھیں اور آپ ہم لوگوں کو خلافت نہ دیں پھر تو لوگ قیامت تک آپ کے بعد کبھی ہم کو خلیفہ نہیں بنائیں گے اور میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خلافت کا سوال نہیں کر نیکار صحیح بخاری مترجم کتاب المغازی باب مرض النبی ص ۳۳ حدیثی اتفق اخبارنا بشر بن شعیب بن ابی حمزہ (۱) مطبع احمدی لاہور (تیسرے بار بار) ترجمہ صحیح بخاری

خلافت تیس سال ہوئی۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الخلفاء من امتی ثلاثون

سختہ ثم ملک بعد ذلك (جامع ترمذی ابواب الفتن باب ما جاء في الخلافة جلد دوم ص ۱۱۴ نوکشتہ ترجمہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت میں خلافت تیس سال تک ہے پھر بعد اسکے بادشاہی ہے۔

نوٹ: چونکہ جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام بعد وفات سر کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیس سال تک حیات رہے اور حق کی چکی چلاتے رہے اور حضرات اصحاب ثلاثہ کے تمام فیصلہ جات و قضایا کو توڑتے رہے اور انکو ہدایت فرماتے رہے وہ حقیقی خلیفہ رسول مقبول صلعم منہاج النبوة کے موافق تھے اس واسطے تیس سال خلافت راشدہ ہی اسکے بعد معاویہ نے بغاوت کی اور امیر بن بیٹھا اگر بقول ہستت یہ مان لیا جا کہ حضرات اصحاب ثلاثہ کی خلافت و حکومت ہمیشہ مل ہے تو تمام بادشاہان بنی امیہ۔ بادشاہان بنی عباس اور بادشاہان سلطنت عثمانیہ تا موجودہ ترک کی سلطان روم خلفاء اسلام ہرگز نہیں مانے جاتے پھر اہل سنت کاشور و شرفتنہ و فساد خلافت کیٹی خلافت کانفرنس خلافت و الشیخ سرب باطل ہیں۔

۴۔ بارہ خلیفے ہوئے حضرت جابر بن سمرقہ سے حضرت حصین روایت کرتا ہے کہ حضرت جابر حاضر ہوا پس میں نے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے تحقیق یہ امر خلافت چلا نہیں جائیگا یہاں تک کہ اسمیں بارہ خلیفے گذریں۔ جابر کہتا ہے کہ پھر آنحضرت صلعم نے ایسی بات فرمائی کہ مجھے خوشی ہو رہی جابر کہتا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ جناب رسول اللہ صلعم نے کیا فرمایا حضرت جابر کے باپ نے کہا کہ آپ نے فرمایا وہ بارہ خلیفے قریش سے ہو گئے اور سید علی ہمدانی شافعی المذہب کی تحقیق کے موافق تمام بارہ خلیفے بنی ہاشم ہو گئے صحیح مسلم مع شرح نووی جلد ثانی ص ۱۱۹ کتاب الامارت نوکشتہ۔ جامع ترمذی جلد دوم ابواب الفتن ص ۱۱۳۔

نوٹ: یہ صحیح متفق علیہ حدیث اوپر کی حدیث تیس سالہ خلافت والی کو بالکل ملایا میٹ کر دیتی ہے اور اسمیں مٹا نہیں ہو سکتی خلافت راشدہ تیس سال تک ہوگی اور بارہ خلیفے ہو گئے یہ تعداد پوری کرنی چاہئے

۵۔ مشکوٰۃ۔ باب جامع المناقب ربع ۴ ص ۴۴۴ پر بطورہ اسرار تاریخ الخلفاء بیوطی ص ۳۳ ہے عن حدیثہ قال قالوا یا رسول اللہ لو استخلفت قال ان استخلفت

وعلیکم فقصتوه عذبتکم ولكن ما حدتکم خذیفته فصد قوه وما اقر اکره
عبد اللہ فاقرا اولاً (رواہ الترمذی) ترجمہ: حضرت خذیفہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے کہا
یا رسول اللہ کاش آپ کسی کو خلیفہ کرتے فرمایا اگر میں کسی کو تم پر خلیفہ کروں تم نافرمانی کرو اسکی تو تم عذاب
کے جاؤ گے لیکن جو کچھ تم کو خذیفہ خبر دے اسکو سچا جانو اور جو تم کو عبد اللہ بن مسعود پڑھاؤ اسکو پڑھو
(۶) ابو ہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں پیغمبر لوگوں
کو حکومت پہلاتے تھے یعنی مثل بادشاہ کے ہوتے تھے اور طالوت اگرچہ پیغمبر نہ تھا لیکن حضرت اشمویل کا
مطیع تھا وہ پیغمبر تھے جب ایک بنی گذر جاتا دوسرا بنی آتا اور میرے بعد تو تم میں کوئی بنی ہونیوالا
کہو کہ آپ خاتم النبیین تھے لوگوں نے عرض کیا پھر کیا ہوگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی دنیا
کا کام کون چلاویگا آپ نے فرمایا خلیفہ ہونگے اور بہت ہونگے لوگوں نے عرض کیا پھر ہم کیسے کریں
آپ نے فرمایا اول خلیفہ سے بیعت کر لو پھر جو اسکے بعد اول ہو اور تم جو حق تمہارے امیر کے
اطاعت کرنا داکرہ واور قریب ہے اللہ تعالیٰ ان سے پوچھیکے اس حق سے جو ان پر ہے (رفع العجا
عن سنن ابن ماجہ جلد ثانی ص ۳۹۲)

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما اشتد
۷۔ حدیث قرطاس

اكتب لكم كتابا لا تضلوا بعده۔ قال عمران النبی صلی اللہ علیہ وسلم غلبہ الوجع
وعندنا کتاب اللہ حسبنا فاختلفوا وكثرا للخط۔ قال قوموا عني ولا يشغ
عندي التنازع فخرج ابن عباس يقول ان الرزية كل الرزية ما حال بين
رسول الله صلى الله عليه وسلم وبين كتابه (بخاری کتاب العلم باب کتابتہ العلم پارہ
اول ص ۵۵ مترجمہ مطبع احمدی لاہور) ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عباس نے کہا جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت بیمار ہو گئے تو آپ نے اسی بیماری کی سختی میں فرمایا لکھنے کا سامان لاؤ
میں تمہارے لئے ایک کتاب لکھو دوں جسکے بعد تم گمراہ نہ ہو۔ حضرت عمر نے کہا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر بیماری کی سختی ہے اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب موجود ہے وہ ہم کو بس کرتی ہے
لوگوں نے اختلاف شروع کیا اور غلج کیا آپ نے فرمایا چلو اٹھو میرے پاس لڑنے جھگڑنے کا

جلد دوم ۱۱۴ نوکشتہ
تیس سال تک ہے

والہ سلم تیس سال تک
وقضایا کو توڑتے رہے
تھے اس واسطے تیس
ہست یہ ان لیا جا
بادشاہان بنو عباس
نے جاتے پھر اہل
ب باطل ہیں۔

ہے کہ حضرت جابر
آلہ وسلم کچھ متیں
فت چلا نہیں جائیگا
فرمائی کہ مجھے شیشہ
حضرت جابر کے باب
سب کی تحقیق کے
ارت نوکشتہ۔

و بالکل ملیا میٹ
ہے ہوئے یہ تعداد

ما یوطی ص ۳
ستخلف

کیا کام ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ یوں کہتے ہوئے نکلے ہائے مصیبت وائے مصیبت خبر
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کتاب نہ لکھوانے دی۔ فقط۔

دوم حدیث قرطاس عن ابن عباس رضی اللہ عنہ اندہ قال یوم الخمیس
فقال اشتد برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجعلہ یوم الخمیس
فقال استونی بکتاب لکم کتابا لن نضلو ابعدہ ابد اختنازعو ولا
ینبغی عند نبی متنازع فقالوا ہجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال
دعونی فالذی انا فیہ خیر مما تدعونی الیہ واوصی عند موتہ بثلاث اثرا
المشراکین من جزیرۃ العرب واجیز والوفد بنحو ما کنت اجیزہم ونسیت
الثلاث (صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر باب جوارہ الوفایہ بارہاں ص ۳ مترجمہ مطبع احمدی
لاہور) ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جمعرات کا دن ہائے جمعرات کا دن پھر
روئے لگے اتنا روئے کہ آنسو سے زمین کی کنکریاں رنگ گئیں اسکے بعد فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی بیماری جمعرات کے دن سخت ہو گئی آپ نے (جو صحابہ حجرہ شریف میں حاضر تھے ان سے فرمایا)
لکھنے کا سامان لاؤ میں تم کو ایک کتاب لکھوا دوں تم میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے یہ سنکر صحابہ نے
جھگڑا شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا پیغمبر کے سامنے جھگڑا کرنا زیبا نہیں صحابہ کیا کہنے لگے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیماری کی شدت سے بڑا رہے ہیں سر نہایان میں ہیں بیماری میں بیہودہ کلام
نکال رہے ہیں آپ نے فرمایا چلو چھوڑو میں جس حال میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جو تم کرنا چاہتے ہو۔
آخر آپ نے مرتے وقت تین باتوں کی وصیت کی ایک یہ کہ مشرکوں کو سارے عرب کے جزیرہ سے نکال دینا
دوسرے جو جماعتیں پیغام لیکر آئیں ان سے ایسا ہی سلوک کرتے رہنا جیسے میں کرتا رہا۔ راوی کہتا ہے
تیسری بات میں بھول گیا۔ فقط۔

سوم حدیث قرطاس حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے جمعرات
کا دن ہائے جمعرات کا دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری
سخت ہو گئی آپ نے فرمایا لکھنے کا سامان لاؤ میں تم کو ایک کتاب وصیت نامہ لکھوا جاؤں تم اس پر چاہو تو

خراب نہ ہو گے یہ سنکر صحابہ نے جھگڑا شروع کیا حالانکہ پیغمبر کے سامنے جھگڑا اگر نادرست نہیں کوئی کہتا
لگا۔ فقالوا ما شانہ اھجر استفصوہ فذھبوا یدرون علیہ الاخرہ کیا آپ بیماری کی وجہ سے
سے بڑبڑا رہے ہیں پھر تو بوجھو اور لگے آپ سے پوچھئے آپ نے فرمایا جاؤ بھی حکام میں مشغول ہوں وہ
اس سے بہتر ہے جس کیلئے تم کہہ رہے ہو اور آپ نے زبانی تین باتوں کی وصیت کی فرمایا مشرکوں کو
عرب کے جزیرے سے باہر کر دینا اور اپنی لوگوں کی اس طرح خاطر کیا کہ نا جیسے میں کیا کرتا تھا اور تیسری
بات بیان نہ کی راوی بھول گیا۔ بخاری پارہ اٹھارواں ص ۲۷ کتاب المغازی باب مرض النبی

حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا کہ جب آنحضرت صلی اللہ
چہارم حدیث قرطاس علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہونے لگی اس وقت گھر میں کئی صحابہ بیٹھے
تھے آپ نے فرمایا ادھر آؤ میں تم کو ایک کتاب (وصیت نامہ لکھوائے دیتا ہوں تم اس پر چلتے رہو تو کبھی
مگر نہ ہو گے۔ یہ سنکر حضرت عمر کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو بیماری کی سختی ہو رہی ہے وہ عندا کہ
القرآن حسینا کتاب اللہ اور تم لوگوں کے پاس قرآن اللہ کی کتاب ہے ہم کو اللہ کی کتاب کافی ہے
اب گھر والوں نے جھگڑا ہونے لگا کوئی کہتا تھا لکھنے کا سامان لاؤ اور کتاب لکھو والا چھاپے تم اس پر چلو
تو گمراہ نہ ہو گے کوئی اور کچھ کہتا تھا کہ کتاب لکھو انہی کی ضرورت نہیں جب جھگڑا بہت ہو گیا بکواس ہونے
لگی تو آپ نے فرمایا چلو اٹھو عبید اللہ نے کہا ابن عباس کہتے تھے ہائے مصیبت وائے مصیبت آنحضرت صلی
کو بک بک اور اختلاف کر کے یہ کتاب نہ لکھوانے دی صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلعم و
وفاتہ پارہ اٹھارواں ص ۲۷ مترجمہ احمدی پریس لاہور تیسرے بار

(ب) مشکوٰۃ۔ جلد اخیر۔ باب وفاة النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۳۵۵ امرتسری۔
(ج) صحیح مسلم مطبوعہ نوکشور جلد دوم ص ۴۳ سطر ۴ و ۵۔ ان رسول اللہ محمد
و حضرت عمر کا کلمہ بذیان سجد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنا اور اس کا ثبوت دیکھو نہایا ابن اثیر حذری
نسیم ریاض خفاجی شرح قاضی عیاض۔ منہاج السنۃ ابن تیمیہ شرح مشکوٰۃ فیج عبد الحق دہلوی۔ مکتوبات
شیخ احمد فاروقی جلد ثانی مکتوب ۶۷ مترجم مدارج النبوة جلد دوم ص ۸۱ سر العالمین غزالی ص ۹
تاریخ حبیب السیر جلد اول ص ۹

(د) بعضوں نے کہا یہ کلام حضرت عمر نے کہا تھا۔ اور قرینہ بھی یہی ہے کہ حضرت عمر نے کہا ہو وہ کہتا

لکھے جائیکے مخالف تھے (حاشیہ بخاری مترجم پارہ بارہواں ص ۴۲ کتاب الجہاد والسیر مطبع احمدی لاہور) اور

ص ۱۰۲ کتاب الجہاد والسیر تیسرے بارے (کتب بر معنی لفظ بکر

(۹) ہجر کے معنی یہی ہیں کہ بیماری میں بیہودہ کلام نکال رہے ہیں۔ مگر یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شان کے لائق نہیں آپ بیماری غیر بیماری ہر حال میں جینے تک ہدیان اور بیہودگی سے محفوظ تھے (حاشیہ بخاری ایضاً)

(من) دیکھو تاریخ خمیس مصنف علامہ یار بکری مطبوعہ مصر ص ۸۲ جلد دوم منار النبوة مطبوعہ نوکشور ص ۳۳ رکن ہم روضۃ الاحباب مطبوعہ تیج بہادر لکھنؤ ص ۵۵ الفاروق شبلی نعمانی مطبوعہ افضل المطابع دہلی حصہ اول ص ۱۴۴ سر العالمین امام غزالی مطبوعہ ممبئی ص ۹ کتاب الشفاء قاضی عیاض مطبوعہ صدیقی ص ۳۳ شرح نہج البلاغۃ علامہ ابن ابی الحدید معتزلی مطبوعہ ایران ص ۳۶ جلد اول میں حدیث قرطاس کا مفصل بیان دیکھو۔

(۱۰) روایت میں ہجر کا لفظ ہے جسکے معنی ہدیان کے ہیں (الفاروق شبلی نعمانی حصہ اول ص ۱۴۴ افضل المطابع دہلی)

(ط) وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا (پ ۹ ص ۱) اور اس وقت پیغمبر صلعم عرض کہیں گے کہ اے میرے پروردگار میری امت نے اس قرآن کو بکواس سمجھا (مولوی نذیر احمد دہلوی) اس حدیث قرطاس سے مفصل ذیل نتائج پیدا ہوتے ہیں اور اسلام و ایمان اطاعت حضرت عمر پر روشنی پڑتی ہے۔

(اقل) مذہب اسلام و شریعت سید الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سب سے اول اختلاف حضرت عمر نے ڈالا۔

(دوم) سب سے اول حضرت عمر نے آخری وقت مرض موت میں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ دیا اور انکے احکام و فرمان و نبوت سے قطعی انکار کر دیا اور قرآن شریف کو مانکر صاحب قرآن سے منہ موڑ دیا اور آئندہ حسنا کتاب اللہ کے پابند نہ رہے

(سوم) جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سخت شور و غل مچا کہ حضور انور کو تکلیف پہنچائی (چہارم) لفظ ہجر کلمہ ہدیان کہہ کر حضرت عمر نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخت گستاخی

کی اور ایسی بے ادبی کی گویا ایک منٹ کی واسطے بھی آپ خلافت مآب حضور انور کے مرید نہ تھے۔
 (پہنچ) سبنا کتاب اللہ کہنے والے ہمیشہ زمانہ خلافت میں لولا علی لہلک عمر اگر جناب علیؑ تفرقا
 علیہ السلام نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتے فرماتے رہے وما ابقانی اللہ بعدک یا ابوالحسن زبان
 پر لاتے رہے۔

(ہشتم) سبنا کتاب اللہ کے کہنے والے اپنے زمانہ خلافت میں مخالف کتاب اللہ رہے متعہ النساء
 متعہ الحج اور طلاق قرانی ماہواری کو مٹا دیا اور طلاق ثلاثہ کا رواج کر دیا اور شریعت و مذہب اسلام
 میں کئے احداث و اولیات جاری کر دیئے۔

(نہم) اس میں بھی شک نہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک اس تحریر کے
 لکھنے میں ضرور کوئی مصلحت تھی کیونکہ آپ نے فرمایا تھا اسکی وجہ سے تم گمراہ نہ ہو گے مگر حضرت عمرؓ
 الخطاب مانع وصیت ہوئے اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گمراہی میں ہی یہ امت محمدیہ پر تناب خلافت مآب
 حضرت عمرؓ الخطاب کا احسان ہے۔

(ہشتم) ہجر یعنی ہدیان ہیں اور کلمہ پھر کہنے والا شان نبوت سے ناواقف تھا نبی کی شان
 میں ایسا کلمہ کہنا سزاوار نہیں بنی و رسول ہر حال میں معصوم ہوتا ہے خواہ صحیح ہو یا مریض اگر
 قلم و دوات کا غد کا فقرہ ہدیان تھا تو قوم و اعدا کی کافقرہ کیوں ہدیان نہ سمجھا گیا۔
 (نہم) جو شخص تا قرب زمانہ وفات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شان نبوت سے ناواقف ہوا اسکو
 کیا کہنا چاہئے۔

(دہم) بعض علماء اہلسنت کہتے ہیں کہ وصیت نامہ کی تحریر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 خلیفہ کے نام کی تصریح کا ارادہ فرمایا تھا اس کتابت سے تقر خلیفہ مقصود تھا۔ کہانی شرح بخاری
 فتح الباری شرح بخاری غرض حدیث قرطاس سے صاف ثابت ہے کہ آنحضرت مسلم نے کیا خلیفہ
 نامزد نہیں کیا اور اہل سنت کے نزدیک خلافت حضرات اصحاب ثلاثہ نصی ہرگز نہیں بلکہ بیچا نشی
 اور اجماعی ہے۔

(ایزدہم) وصیت نامہ کی نسبت حضرت عمرؓ کا قول فرمان ہے کہ اس ثبت کیوجہ سے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علیؑ علیہ السلام تھے
 تمہی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ حضرت علیؑ علیہ السلام کے حق میں کچھ لکھیں اور حق سے طرف باطل

کے انکے باب میں میل کر جائیں اور مرض الموت میں چاہا کہ انکے نام کی تصدیق کریں مگر میں نے روکا (دیکھو)
 سند احمد ابی طاہر تاریخ بغداد شرح منبع البلاغۃ ابن ابی الحدید معتزلی جزو دوازدہم ص ۵۲-۵۳
 (دوازدہم) یہ واقعہ بظاہر تعجب انگیز ہے ایک معتزلی کہہ سکتا ہے کہ اس سے زیادہ اور کیا گستاخی
 اور سرکشی ہوگی کہ جناب رسول اللہ صلعم بہتر برگ بہر ہیں اور امت کے درد اور غم خواری کے لحاظ سے
 فرماتے ہیں کہ لاؤ میں ایک ہدایت نامہ لکھ دوں جو تم کو گمراہی سے محفوظ رکھے یہ ظاہر ہے کہ گمراہی سے
 بچانے کی واسطے جو ہدایت ہوگی وہ منصب نبوت کے لحاظ سے ہوگی اور اس لئے اس میں سپہ و خطا کا احتمال
 نہیں ہو سکتا باوجود اسکے حضرت عمرؓ پر وہی ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کچھ ضرورت نہیں ہم کو قرآن کافی
 ہے طرہ یہ کہ بعض وایتوں میں ہے کہ حضرت عمرؓ ہی نے آنحضرت کے اسل را شد کو ہدیان سے تعبیر کیا تھا
 (نمودباتہ) (دیکھو لغاروق حصہ اول علامہ شبلی نعمانی ص ۱۷ مطبوعہ فضل المطابع دہلی)

(سیرہ دوم) اُمّت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی حضرت عمرؓ کے قول حسب کتاب اللہ پر پابند نہ رہ سکے نہ انکے
 نزدیک قرآن شریف قابلِ سند و حجت نہ رہا علماء اہل سنت نے کتب تفاسیر و احادیث و فقہ تدوین کیں اور
 مخالفت قرآن شریف میں سینکڑوں حدیث اور فقہ کے مسائل گھڑ لئے گئے۔ آج چکڑا لوی اہل قرآن حسب
 کتاب اللہ کہ کبر تمام احادیث فقہ تفاسیر و تواریخ سے منکر ہے تو اسکو کافر بنایا جاتا ہے غور کرو کتنا فرق ہے
 (چہارم) حسب کتاب اللہ کہ حضرت عمر ابن الخطاب نے جب جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کو چھوڑ دیا اور انکی پرواہ نہ کی تو بھلا وہ اہل بیت رسالت صلعم کو کیا بھان سکتے تھے اور انکی کب اطاعت
 کر سکتے تھے اس خود سری و سرکشی کا یہ نتیجہ ہوا کہ حضرت محمدؐ مکان الطیبت رسالت صلعم پر لکڑیوں کا ڈھیر جمع کر دیا
 اور اس میں آگ لگائی دھکی دی اور سلج بدو سے مکان جنت نشان کو گھیر لیا (دیکھو لائف آف محمدؐ
 مصنف واشنگٹن ارونگ حصہ دوم ص ۱) اور ابو العدا جلد اول۔

یہاں سیرہ دوم حضرت عمرؓ نے کلام رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رد کر دیا اور کلام رسول موحی ہے
 بقولہ تعالیٰ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ اَوْ رُوحٌ مِنْ رَّبِّكَ فَاتَّقِ اللَّهَ لَا يَكْفُرُ
 (مفہم دوم) یہ امر مسلمہ و ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ نے کلمہ ہدیان سخت گستاخانہ و بے ادبانہ جناب رسول اکرمؐ
 صلعم کے شان میں نکالا اور اپنے ایمان و اسلام کا اظہار کیا۔ انبیاء علیہم السلام بالیقین ہدیان و خطا سے
 معصوم ہوتے ہیں ورنہ انکے قول و فعل پر ہرگز اعتماد و اعتمار نہیں ہو سکتا۔

س نے روکا دیکھو
۶۲-۵۱

دہ اور کیا کافی
کے لحاظ سے

ہرے کے گراہی سے

سہو خطا کا اقبال

سہو قرآن کافی
سے تعبیر کیا تھا

نہرہ کے زائے

موبن کین اور

قرآن مبنی

تلفیق ہے

مد علیہ آلہ وسلم

لب اطاعت

صیر جمع کر دیا

آف محمد

جی ہے

ہے

سوال کر

طا سے

۱۔ شہد، جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بلند آواز کرنا قطعاً حرام ہے بقول تعالیٰ یَا أَيُّهَا
الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَالَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ لِجَمْدٍ
بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ خَبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ (آیت رکوع ۱۳) ترجمہ مسلمانو
اپنی آوازوں کو پیغمبر کی آواز سے اونچا نہ ہونے دو اور نہ ان کے ساتھ بہت زور سے بات کرو۔ جیسے تم ایک سے ایک
آپس میں زور سے بولا کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا کیا کر یا سب کا رت ہو جائے اور تم کو خبر بھی نہ ہو (تیسرا حصہ)
۲۔ نورم حضرت عمر کا یہ کہنا کہ وصیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضرورت نہیں مبنی کتاب اللہ قرآن ہمارے لئے کافی ہے
اگر قرآن شریف صرف ہدایت و شریعت کی واسطے کافی ہوتا اور احادیث و سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضرورت و حاجت
نہ ہوتی۔ تو پھر بہتر فرقہ اسلام کیوں گمراہ قرار دئے گئے وہ سب کے سب اپنے عقائد کا ماخذ قرآن ہی کو پیش کر
تے ہیں اور اہل قرآن فرقہ کو کیوں کافر کہا جاتا ہے اس فرقہ جگر الوی کے پاس کیا ثبوت ہے کہ ان کا ماخذ قرآن
سے صحیح ہے اور باقی سب فرقوں کا غلط ہے تنہا قرآن کے ہوتے اس تفرقہ امت پر جانے کی صورت میں حضرت
عمر کا دعویٰ مبنی کتاب اللہ صحیح نہیں۔

(بسم) حضرت عمر کی مخالفت وصیت اور کلمہ نہایت سے جناب بنی معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچی
کہ آپ نے فرمایا قوموا عنی میرے پاس سے اٹھ جاؤ ایذا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول تعالیٰ وَالَّذِينَ
يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (پٹ ۱۳۷ ع ۱۳۷)

حضرت ابو بکر کی رائے
حضرت ابو بکر نے خلافت کو اختیار کر کے مہربانی پر کھڑے ہو کر فرمایا میں تم

سب سے زیادہ خلافت کا مستحق نہیں ہوں فرمایا اگر کوئی دوسرا شخص
کار و بار خلافت کو چاہے تو اس کو خلیفہ بنا دو مجھ سے یہ باز نہیں ٹھایا جاتا کیونکہ آخر میں معصوم نہیں ہوں۔
اور شیطان مجھ پر بھی سلطہ ہے امام حسن بصری کہتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر سے لوگ بیعت کر چکے تو آپ نے
فرمایا میں نے خلافت کو قبول کیا ہے مگر میں اس کے ناقابل ہوں شیطان مجھ پر غالب ہے میں نے تمہارا امیر
ہونا تسلیم کیا ہے حالانکہ میں تم سے اچھا نہیں ہوں (تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۳۵)

(ب) تیسرا الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبوعہ احمدی پریس لاہور۔ کتاب المناقب پارہ چودھواں ص ۵۹
جس سے کہ عقیقہ نبی ساعدہ خلافت کیٹی میں جا کر حضرت ابو بکر نے انصار سے خطاب ہو کر فرمایا یہ نہیں ہو سکتا
ہم امیر بنیں گے تم وزیر ہو وجہ یہ ہے کہ قریش کے لوگ سارے عرب میں شریف خاندان اور ان کا ملک یعنی مکہ عرب کے

بچ میں ہے تو ایسا کرو تمکو اختیار ہے یا تو حضرت عمر سے بیعت کرو یا ابو عبیدہ بن جراح سے (بخاری)
 (ج) حضرت ابو بکر خطبہ پڑھ کر خواندہ شتمل پر آنکھ اچھڑا کر اہتمام بہ بیعت مشاہدہ نمودید از حرص
 و شہرہ بروایت و امارت نہ بود بلکہ از خوف فتنہ و فساد و اختلاف بود انکوں بجمہ امتداد خوف بر طرف شد
 ہر کر کے خواہد خلیفہ سازید کہ من نیز متابعت و سے کم از وصتہ الاحباب جلد دوم ص ۱۵۷ سطرہ مطبعہ انوار محمدی
 (لکھنؤ)

(د) حضرت ابو بکر کو اگرچہ بدتوں کے تجربہ سے یقین ہو گیا تھا کہ خلافت کا بار گراں حضرت
 عمر کے سوا کسی سے اٹھ نہیں سکتا تاہم وفات کے قریب انہوں نے عام رائے کے اندازہ کر کے اپنے لئے
 اکابر صحابہ سے مشورہ کیا سب سے پہلے عبدالرحمن بن عوف کو باکرہ پوچھا انہوں نے کہا عمر کی قابلیت
 میں کیا کلام ہے لیکن مزاج میں سختی ہے حضرت ابو بکر نے فرمایا انکی سختی اس لئے تھی کہ میں نرم تھا جب کام
 انہی پر آ پڑے گا تو وہ خود بخود نرم ہو جائیں گے پھر حضرت عثمان کو باکرہ پوچھا انہوں نے کہا میں اس قدر کمزور ہوں
 ہوں کہ عمر کا باطن ظاہر سے اچھا ہے اور ہم لوگوں میں انکا جواب نہیں جب اس بات کے چرچے ہوئے کہ حضرت
 ابو بکر حضرت عمر کو خلیفہ کرنا چاہتے ہیں تو بعض کو ترس دیا اور چنانچہ طلحہ نے حضرت ابو بکر سے جا کر کہا کہ آپ کے موجود
 ہوتے عمر کا ہم لوگوں سے کیا برتاؤ تھا اب وہ خود خلیفہ ہوئے تو خدا بھائی کیا کرینگے آپ اب خدا کے ہاں
 جاتے ہیں سوچ لیجئے کہ خدا کو کیا جواب دو گے حضرت ابو بکر نے کہا میں خدا سے کہوں گا کہ میں نے تیرے
 بندوں پر اس شخص کو امیر مقرر کیا جو تیرے بندوں میں سے زیادہ اچھا تھا اور یہ کہ حضرت عثمان کو بلایا اور
 عہد نامہ خلافت لکھوانا شروع کیا ابتداً الفاظ لکھوائے تھے کہ غش آگیا حضرت عثمان نے اپنی طرف سے
 الفاظ لکھ دئے کہ میں عمر کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں (الفارق شبلی ص ۴۹)

حضرت عمر کی رسم امام بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے بعد از واپسی صبح
 حضرت عمر کی رسم خطبہ میں لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ فلاں شخص
 (حضرت عمار بن یاسر) یہ کہتا ہے کہ جب عمر مر جائیگا تو میں فلاں شخص (حضرت علی) سے بیعت کروں گا وہ شخص
 اس بات پر نہ بھولے ان بیعتہ ابی بکر کانت فلتسۃ الاوانہا کانت کذا لک الا ان اللہ
 وفی شہرہا و لیس فیہکم الیوم من تقطع الیہ الاعناق مثل ابی بکر واندہ کان من غیرنا
 حین توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ حضرت ابو بکر کی بیعت لوگوں نے بے سوچ

سمجھے یکایک کر لی گود حقیقت بات یہی ہے لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو خلافت کے متعلق فتنہ و فساد سے بچالیا اور آج تم میں سے کوئی بھی نظر نہیں تاکہ جو لوگ اپنا حاکم بنالیں۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر کو بنالیا کیونکہ اسے کوئی بہتر دوسرا شخص نظر نہیں آتا یہ قصہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو حضرت علیؓ اور زبیرؓ اور ان کے ساتھی جنہا فاطمہؓ صلوات اللہ علیہا کے مکان میں بیٹھ رہے اور انصار ہم سے بالکل الگ ہو کر سقیفہ بنی ساعدہ میں ٹھہر گئے (بخاری مطبوعہ مصر جلد چہارم ص ۱۱۱ کتاب الحدود باب رجم الجلیلی پارہ ۲۸ فیض الباری ص ۳۰)۔

(ب) تاریخ الخلفاء علامہ سیوطیؒ عربی مطبع سرکاری ش ۸۳ ص ۶۳ سطر ۵ فصل فی مبالغیۃ۔

(ج) تاریخ الخلفاء علامہ سیوطیؒ زمیندار بریل ہور ص ۳۳ فصل بیعت حضرت ابو بکر۔

(د) مسند امام احمد ص ۱۱۱ مطبوعہ مصر حدیث السقیفہ ص ۵۵۔

(ک) از اللہ الخفاء شاہ ولی اللہ مقصد اول ص ۶۱ - ہوا یہ تھا کہ کسی نے منامیں عین موسم حج میں یہ کہا کہ اگر عمرؓ حاضر ہیں تو میں فلاں شخص سے بیعت کروں گا اور ابو بکرؓ سے لوگوں نے بن سوچے سمجھے دفعۃً بیعت کر لی تھی اتفاق سے وہ چل گئے (حاشیہ صحیح بخاری ترجم تیسیر الباری پارہ پندرہ ص ۱۱۱ کتاب المناقب مطبع احمدی لاہور)۔

(ن) حضرت ابو بکرؓ نے سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کو مخاطب ہو کر کہا فبايعوا عمارا و ابا عبیدۃ فقال عمرؓ بل نبايعك انت فانت سيدنا وخيرنا و احبنا الى رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاختار عمرؓ عبیدۃ فبايعوه (صحیح بخاری کتاب المناقب ج ۱ ص ۱۱۱ پارہ ۱۹ باب فضل ابی بکرؓ) بیعت کرو عمرؓ کی یا ابو عبیدہؓ کی حضرت عمرؓ نے یہ سن کر کہا بلکہ ہم تمہاری بیعت کریں گے تم ہمارے سردار ہو اور ہم سب میں افضل ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک ہم سب سے پیارے ہو۔ پس حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی۔

نوٹ: اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ خلافت صدیقی منصوص من اللہ نہ تھی ورنہ حضرت عمرؓ کو کوئی اللہ تعالیٰ کا فرمان پیش کرتے یا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی حدیث یا جانشینی کا واقعہ ظاہر کرتے حضرت عمرؓ نے صرف حضرت ابو بکرؓ کے مناقب جو ان کے اپنے خیالی تھے پیش کر کے بیعت کی نہ ہی حضرت ابو بکرؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی نص پیش کی۔

(بخاری)

نمودید از حسن

ب بر طر ت خند

طبع انوار محمدی

حضرت

زہ کر نیکی لئے

کی قابلیت

مغایب کام

قدر کہہ سکتا

کے کہ حضرت

کہ آپ کے موجود

کے ہاں

تیرے

وبلایا اور

نی طرف سے

ی صبح

اب شخص

کے وہ شخص

اللہ

خیر نا

سوچی

(ج) کتاب فیض الباری ترجمہ صحیح بخاری ص ۳۷ باب رحم الجبل من الزنی اذا هنت
 مطبع محمدی برہمن با یعمر جلا علی غایہ مشورۃ من المسلمین فلا یتابع هو
 ولا الذی تابعہ تغیرہ ان یقتل ترجمہ: حضرت عمرؓ نے فرمایا جو بدو مشورہ مسلمانوں
 کی کسی مرد پر بیعت کرے اسکی متابعت نہ کی جائے اور نہ اسکی جو اسکے تابع ہوا۔ اس خوف کیواسطے
 کہ دونوں قتل کئے جائیں (ف) خلافت اصحاب ثلاثہ اجماعی اور مشورہ مسلمین سے ہوئے جن اجماع
 اور مشورہ سے خاندان رسالت صلعم نکالے گئے۔

(و) جب حضرت عمرؓ قتل ہوئے لوگوں نے کہا امیر المؤمنین کسی کو خلیفہ بنا جاؤ انہوں نے
 کہا خلافت کے حق داران چند لوگوں سے زیادہ کوئی نہیں ہیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 مرے تک راضی رہے۔ انہوں نے حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ حضرت سعدؓ اور عبداللہؓ
 بن عوفؓ کا نام لیا اور کہا کہ عبداللہ بن عمرؓ مشورے میں تمہارے ساتھ شریک ہوگا مگر خلافت میں اسکا
 کوئی حق نہیں یہ عبداللہ کو تسلی دینے کیلئے کہا پھر اگر خلافت سعد کو مل گئی تو بہتر ہے ورنہ جو کوئی خلیفہ
 ہو وہ سعد سے مدد لیتا رہے۔ صحیح بخاری کتاب المناقب باب قصۃ البیعتہ والاتفاق علی عثمان بن عفان
 دفیہ مقتل عمر بن الخطاب پارہ چودھواں ص ۹۸ مطبع احمدی لاہور
 (نوٹ) اگر عثمانؓ کی خلافت پر نص ہوتی تو یہ مشورہ ہی کیوں ہوتا۔

استخلاف عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے میرے باپ (عمر ابن الخطاب) جب زخمی ہوئے تو
 میں انکے پاس موجود تھا۔ لوگوں نے انکی تعریف کی اور کہا خدا تعالیٰ تمکو نیک بدلہ دے
 انہوں نے کہا لوگ دو طرح ہیں بعض تو امیدوار ہیں مجھ سے کچھ حاصل کر نیکی اور بعضے ڈرتے ہیں مجھ
 سے یا میں امیدوار ہوں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اور ڈرتا ہوں اسکے عذاب سے لوگوں نے کہا آپ خلیفہ کر
 جائے کیونکہ انہوں نے کہا میں تمہارا کام کروں زندگی میں بھی اور مر نیکی بعد بھی میں چاہتا ہوں
 کہ خلافت سے اتنا ہی مجھ کو ملے کہ نہ میرے اوپر کچھ وبال ہو نہ مجھے کچھ ثواب ہو۔ فان استخلف
 فقد استخلف من هو خیر منی یعنی ابی بکر فان اترککم فقد ترککم من هو خیر
 منی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اگر میں خلیفہ کر جاؤں کیونکہ تو بھی ہو سکتا ہے کیونکہ خلیفہ کر
 چکے ہو مجھ سے بہتر تھے یعنی حضرت ابوبکرؓ اور اگر میں کیونکہ خلیفہ نہ کر جاؤں تو بھی ہو سکتا ہے کیونکہ

خلیفہ نہیں کہ گئے کسی کو جو مجھ سے بہتر تھے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد اللہ بن عمر نے کہا جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا تو نبی یقین ہوا کہ وہ کسی کو خلیفہ کریں گے دفن ہوئے نے کہا مسلمانوں نے اجماع کیا ہے کہ خلیفہ جب مرنے لگے تو اس کو درست ہے کسی اور کو خلیفہ کر جاوے اور یہ بھی درست ہے کہ کسی کو نہ کرے بلکہ مسلمانوں کی رائے پر چھوڑ جائے جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو نہیں کیا تھا پھر اگر کسی کو خلیفہ کر جاوے تو حضرت ابوبکر کی پیروی کی اور جو نہ کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کی اور اجماع ہے کہ خلیفہ کرنے سے خلافت صحیح ہوتی ہے اور اجماع ہے کہ خلافت کو ایک جماعت پر چھوڑنا درست ہے مسلمانوں کے مشورے پر رکھ کر جیسے حضرت عمر نے کیا چھ آدمیوں کے لئے اور اجماع ہے کہ مسلمانوں پر ایک خلیفہ کا مقرر کرنا واجب ہے اسی مقدم رکھا اس کو صحابہ کرام نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز اور دفن پر اور اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صراحتہ کسی کو خلیفہ نہیں کیا اور اس پر اجماع ہے اہل سنت کا۔ (العلم ترجمہ صحیح مسلم جلد فاس کتاب الجہاد والسیر باب الاستخلاف ص ۱۹۶ تا ص ۱۹۸ معاشیہ مطبع صدیقی لاہور)

نوٹ: حضرت ابوبکر نے خلاف سنت کام کیا کہ حضرت عمر کو خلیفہ کر گئے یومن کا بھی کام ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عاشق رہے اور جب آپ کا قول یا فعل بہ صحت پہنچ جاوے پھر اسکے خلاف میں دوسرے کسی اصحابی یا امام یا مجتہد یا سیر یا ولی یا بادشاہ یا حاکم کے قول اور فعل کی کچھ پرواہ نہ کرے اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے پر چلے۔ پس حضرت ابوبکر کی وصیت بحق حضرت عمر اور حضرت عمر کا چھ برگزیدہ صحابہ کبار کے حق میں شوریٰ خلاف سنت رسول مقبول صلعم تھا اور انکی خلافت اجماعی باطل رہی۔

(۹) ترجمہ جامع ترمذی جلد دوم نو کشور ص ۱۱۷ ابواب الفتن باب ما جاز فی الخلافۃ

(۱۰) سنن ابوداؤد مترجم ص ۳۸ مطبع صدیقی لاہور

(۱۱) شرح فقہ اکبر کانیوری ص ۷۷

(۱۲) تاریخ الخلفاء سیوطی مطبع صدیقی لاہور ص ۳

(۱۳) فیض الباری شرح بخاری پ ۱۵۷

(۱۴) مرہ بن شریل نے کہا کہ حضرت عمرؓ نے کہا میں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکو بیان فرمادیتے (تفصیل کے ساتھ) تو مجھ پر زیادہ پسند تھا ساری دنیا سے اور جو دنیا میں ہے اس سے ایک کلام۔ دوسرے ربا۔ تیسرے خلافت مارفع العجاہ عن سنن ابن ماجہ جلد ثانی ص ۳۳ مطبع صدیقی لاہور۔)

(۱۵) حضرت عمر بن الخطاب جب زخمی ہوئے تو انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو فرمایا۔ اِنِّیْ لَا اَعْلَمُ لِحَدٍّ اِلَّا الْحَقَّ بِهَذَا الْاَلِیِّ مِنْ هَؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِیْنَ تُوْفِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وَہُوَ عَنْہُمْ رَاضٍ فَمَنْ اسْتَخْلَفُوْا بَعْدِیْ فَمِنْ اَخْلِیْفَہٗ فَلَسَمْعُوْا لِمَا وَاطِیْعُوْا فَمِنْ عُمَانَ وَعَلِیًّا وَطَلْحَہُ وَالزُّبَیْرِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدَ بْنَ ابْنِ ابْنِ وَقَاصٍ (بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی قبر النبیؐ پارہ چھٹا ص ۱۳۱ تیسرے الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور) ترجمہ: دیکھو خلافت کا حقدار میں ان چند لوگوں سے بڑھ کر کسی کو نہیں پاتا جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات تک راضی رہے ہیں پھر یہ لوگ جس کا خلیفہ بنائیں میرے بعد وہی خلیفہ ہے اسکی بات سننا اور اسکا کما مانتا حضرت عمرؓ نے حضرت عثمان اور حضرت علیؓ اور طلحہ اور زبیر اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص کا نام لیا۔

حضرت عثمان کی رائے کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے بعد خلافت عبدالرحمن بن عوف سے لے کر ان کے لئے لکھ کر اپنے منشی پاس وہ کاغذ رکھوایا تھا مگر عبدالرحمن انکی زندگی میں ستم سحری میں گذر گئے (حاشیہ بخاری پارہ ۱۴ ص ۱۱ مطبوعہ احمدی پریس لاہور)۔

(ب) مروان بن حکم صحیح بخاری کا ملعون راوی کہتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کی ایک سال جب نکسیر پھوٹنے کی بیماری عام ہو گئی تھی نکسیر پھوٹی اور بہت سخت اتنی کہ وجہ کو نہ جاسکے اور انہوں نے وصیت کی اسوقت قرینہ کا ایک شخص انکے پاس گیا کہنے لگا تم کسی کو خلیفہ کر جاؤ انہوں نے پوچھا کیا لوگ اسکا ذکر کرتے ہیں اُس نے کہا ہاں حضرت عثمانؓ نے پوچھا کس کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں یہ سن کر وہ چپ ہو رہا تھا حضرت عثمانؓ نے کہا شاید وہ زبیر بن عوام کا خلیفہ ہونا چاہتے ہیں تب اُس نے کہا ہاں اور دوسرے شخص حادث کے کہنے پر حضرت عثمانؓ نے کہا میں اس قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جتنے لوگوں کو میں جانتا ہوں نہ میرا نہ سب میں بہتر ہیں اور سب سے زیادہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے محبت رکھتے تھے صحیح بخاری کتاب المناقب الزبیر بن العوام
اپنی کتاب مترجمہ مطبع احمدی لاہور) پھر یہ خلافت نصی کیسے ہوئی۔

حضرت علی کا فیصلہ جناب علی علیہ السلام خلافت حضرت ابوبکر کو مخصوص من اللہ و حجت کاملہ
(۱۸) و حجت کاملہ انہیں جانتے تھے لا روضۃ الاحباب جلد دوم صفحہ ۲۷ مطبع انوار محمدی

لکھنؤ پر آپ کی محبت اور فیصلہ اس طرح ہے۔ مجمع الزاہل تواریخ آورده اند کہ چون از ہم بیعت فراغ حال
شد ابوبکر صدیق از وجہ مہاجرین و اعیان انصار جمعی ساختہ فرستاد علی رضی اللہ عنہ السلام را بآن مجلس
طلبید و نے اجابت فرمودہ در آن مجمع حاضر شد و در محلہ لایق خود بنشست و از موجب طلب خویش پرسید
عمر فاروق گفت موجب آنست کہ مے خواہم کہ چنانچہ سائر اصحاب با ابوبکر بیعت کردہ اند تو ہم بیعت کنی
علی گفت من ہمان سخن کہ شمار انصار حجت ساختہ اید این منصب را گرفتید بر شما حجت میگردد انم راست بگو
کہ آنحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اقرب بود کیست۔

عمر گفت :- تر انگذاریم تا بیعت نہ کنی علی افرمود اول این سخن مرا جواب با صواب بگوئی بعد
از اس از من بیعت جوئی۔

ابو عبیدہ گفت :- اے ابوالحسن تو بواسطہ سبقت در اسلام و فضل و قرابت قریبہ با سید الانام
علیہ الصلوٰۃ والسلام سزاوار حکومت و خلافتی و لیکن چون صحابہ بر ابوبکر اجماع و اتفاق نمودہ اند مناسب
نیست کہ تو نیز قدم در دائرہ وفاق در آری۔

علی گفت :- اے ابو عبیدہ تو امین این امتی بقول رسول مختار صلعم و بمقتضی امانت و راستیت
در گفتار و کردار موپتہ کہ حق سبحانہ و تعالیٰ بخاندان نبوت کرامت فرمودہ در بند آن میباشید کہ بجائ
دیگر نقل بکنید مہط قرآن و وحی و مورد امر و نہی و شیخ فضل و علم و مدین عقل و حلم با ایم و بواسطہ
این امور خلافت را شایستہ و امارت را سزا شیم الاخرہ لا روضۃ الاحباب جلد ۲ صفحہ ۲۷۔

نتیجہ احادیث سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کبار کے کلمات و حجت مکالمہ امیر المومنین
علی رضی اللہ عنہ سے صاف ثابت ہے کہ خلافت حضرات اصحاب ثلاثہ نصی ہرگز نہیں بلکہ
ناقص جماعتی و بے اصولی ہے اور جناب علی رضی اللہ عنہ اسکا اپنا حق خلافت سمجھتے تھے پس اہلسنت
کا اجماع کہ منکر امامت ابوبکر کافر ہے بالکل لغو اور باطل اور بے دلیل و بے سند ہے۔

فصل

انکار جناب امیر المومنین فاتح خیبر حنین از سیر الشیخین

(۱) ملا علی قاری حنفی شرح فقہ الکبریٰ مطبوعہ قیومی پریس کانپور کے صفحہ ۸۰ پر فرماتے ہیں۔ فاخذنا بید علی
وقال اولئك ان تحکم بکتاب اللہ وسنة رسولہ وسيرة الشیخین فقال
علی احکم بکتاب اللہ وسنة رسولہ واجتهد رأئی ثم قال بعثان مثل ذلك
فاجابه وعرض علیما ثلث حرات وكان علی یحب لجرابه الاول وعثمان یحبیه
الی ما یدعوہ ثم بايع عثمان فبايعه الناس درضا بامامته انتهى (سیان امامتہ شریعی
عثمان صفحہ ۳۳۸) و من دام احمد حسن مطبوعہ مصر جلد اول سند عثمان ص ۵۷ سطر ۱۰ دیکھو) ترجمہ: عبد الرحمن
بن عوف نے حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ میں آپ کو والے اُمّت اس شرط پر کرتا ہوں کہ اگر اللہ
کی کتاب اور رسول خدا صلعم کی سنت اور حضرت ابو بکر و حضرت عمر کی سیرت پر حکم کرو پس جناب علی المرتضیٰ
علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے موافق تو حکم کرونگا مگر اور اپنی رائے سے
اجتہاد کرونگا پھر یہی الفاظ عبد الرحمن بن عوف نے حضرت عثمان کو کہے جنہوں نے قبول کر لئے اور یہی
تین مرتبہ دونوں بزرگواروں کے پیش کئے گئے اور جناب علی علیہ السلام اپنے پہلے جواب کے موافق جواب
دیتے رہے اور حضرت عثمان نے اپنا وہی جواب دیا پھر اس نے (عبد الرحمن) اور لوگوں نے حضرت عثمان
کی بیعت کر لی اور اس کی امامت پر راضی ہوئے انتہی۔ اس سے چند فوائد عجیبہ حاصل ہوئے۔

۱) جناب امیر المومنین علیہ السلام نے کتاب اللہ کے فرمان کے بموجب ارشاد فرمایا یا طیعوا اللہ و
اطیعوا الرسول و ما اُتیکم الرسول فخذوه۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی اولہ
یکفرہم انا انزلنا علیک الکتاب یتلی علیہ ص ۲۰ کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت فرض ہے
اور ہمیں تمام امت محمدیہ اور حضرات شیخین کو بھی تابع قرآن و سنت کیا گیا ہے پس سیرت الشیخین واجب الطاعات
ہیں اور وہ شریعت محمدیہ میں نہ ہو سکتی ہے جب دین اسلام مکمل ہو چکا اور نبوت کا خاتمہ ہو گیا تو سیرت الشیخین

کی شمولیت کسی کیا قرآن شریف و شریعت میں کوئی نقص رہ گیا تھا ایوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و مرضیت لکم الاسلام دینا کی گواہی موجود ہے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے دنیاوی سلطنت پر لات مار دی مگر اسد اور رسول کی اطاعت کو نہ چھوڑا اجماعی خلیفوں کی سیرت کو پسند نہ کیا اور نہ انکے مقلد بنے یحضور امیر علیہ السلام کی سچی قربانی ہے۔

(۲) سیرت الشیخین سے انکار نے صاف ثابت کر دیا کہ مذہب اسلام میں انکی تقلید جائز نہیں جبکہ وہ فضول تھے اور لولہ علی لہلک عمر فرمایا کرتے ہمیشہ فتاویٰ جناب امیر علیہ السلام سے لیا کرتے ہر ایک مسائل میں جناب امیر سے فتویٰ پوچھتے تھے جناب امیر علیہ السلام جیسے مجتہد عظیم امام اعظم اور فاضل عالم بانی کس طرح انکے مقلد بن سکتے تھے۔

(۳) اگر سیرت الشیخین مطابق قال اللہ و قال الرسول کہوتے اور ان سے اولیات و احداث سرزد نہ ہوتے اور دین اسلام میں نئے مسائل پیدا نہ ہوتے تب شاید سیرت الشیخین کو مان جاتے چونکہ جناب امیر علیہ السلام نے حضرات شیخین سے انکار کیا ہے اس لئے شیعیان مرتضوی بھی ان سے منکر ہیں اور یہ سند فتویٰ (۴) نص علی سے سیرت الرسول صلعم کی پیروی فرض ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ مگر سیرت الشیخین کی واسطے کوئی نہ تھی اس لئے جناب امیر علیہ السلام نے انکار کر دیا۔

(۵) انکار سیرت الشیخین سے معلوم ہو گیا کہ خلافت الشیخین جناب امیر علیہ السلام کے نزدیک پسندیدہ نہ تھی اسلئے آپ ان سے بیعت نہ کی تھی اور عدم بیعت کا جھگڑا اس سے صحاف طے ہو گیا کہ اگر جناب امیر علیہ السلام نے رضی اللہ عنہ نے حضرات شیخین کی بخوشی و خورجی بیعت کی ہوتی تو اب سیرت الشیخین سے کیوں انکار فرماتے اور تمام صحابہ پوچھ سکتے تھے کہ ۳۱ سال تک تو جناب نے حضرت ابو بکر و حضرت عمر کی بیعت کر رکھی ہے تو اب انکی وفات کے بعد سیرت سے کیوں انکار کرتے ہو۔ سیرت الشیخین کا انکار گویا بذاتہ حضرات الشیخین کا انکار یہی ہے پس ان سے صاف ثابت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے رضوا و رغبت حضرت ابو بکر و حضرت عمر و خلیفہ رسول مقبول نہ مانا تھا۔

(۶) انکار سیرت الشیخین سے خلافت الشیخین باطل ہو گئی اور اجماعی بنیاد سب اکٹھ گئی۔

(۷) فداہ امی و ابی جناب امیر علیہ السلام نے عملی رنگت میں ثابت کر دیا کہ اہل بیت رسالت صلعم سے اصحاب بنی صلعم ہرگز افضل نہیں اور نہ ہی انکی سیرت اہل بیت نبوت سے اعلیٰ ہے۔

(۸) قربان جائیں جناب امیر علیہ السلام نے سنیوں کی موضوعہ ومن گھڑت احادیث کی بنیادوں میں نبی پھیر دیا اور ان کے حصہ حصین پر گولہ باری کر دی۔ علیکم بسنتی وسنت خلفاء الراشدین واتخذوا من الذین بعدی ابوبکر وعمر اور اصحابی کا لجنوم تینوں احادیث غلط ہوئیں اگر یہ احادیث صحیح ہوتیں تو جناب امیر علیہ السلام ضرور سیرت الشیخین پر عمل فرما کر خلافت کو اپنے ہاتھ سے جانے نہ دیتے مگر یہاں قلابی علی ان یقلد ہما کا فرمان موجود ہے (شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۳)

(۹) جناب امیر علیہ السلام حضرات شیخین کی سیرت پر کس طرح چل سکتے تھے جو آپ علم و فضل و زہد تقویٰ شجاعت و سخاوت و علم القرآن میں بہت ہی کم درجہ رکھتے تھے اور جناب امیر علیہ السلام کو اب دینہ العلم کا درجہ و نہ نبوی صلعم عطا ہوئی تھی بلا علی قاری حنفی بھی قائل ہے۔ سوانح علی ابن ابی طالب ابن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی القرشی الهاشمی و هو المرقضی زوج فاطمہ الزہراء و ابن عبد المصطفیٰ و العالہ فی الدرجۃ العلیا و المعصلات الی سالہ کبار الصحابہ و رجوعہ الی فتوۃ فیساوہ فضائل کثیرہ شہیدۃ تحقق قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام انا مدینۃ العلم علی بابہا۔ و قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اقضاکم علی۔ (دیکھو فقہ شرح اکبر مطبوعہ قیومی پریس کانپور ج ۱ سطر اول)

(الف) جبکہ تمام لوگ سیرت شیخین کے گرویدہ ہو چکے تھے اسلئے اصحاب شوریٰ یہ چاہتے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام بھی اتباع سیرت شیخین کا اقرار کر لیں تاکہ جناب امیر کی بیعت بالاجماع عمل میں آجائے اور کوئی فتنہ برپا نہ ہو چونکہ جناب امیر علیہ السلام شیخین کو اکثر امور شرعیہ میں غلطی کرنے سے روکا کرتے تھے جو یہ تقاضائی بشریت ان سے سرزد ہو جایا کرتی تھیں چنانچہ جنکی نسبت اکثر جناب عمر لولاہ علی طہاک عمر اور اعوذ باللہ من معضلہ لیس فیہما ابو الحسن اور لا ابقانی اللہ بعدک علی فرمایا کرتے تھے اس لئے جناب امیر علیہ السلام نے سیرت شیخین کا اقرار نہ کیا اور بخوف وقوع فساد و خلافت حضرت عثمان پر منتقل ہو گیا۔ (دیکھو ارجح المطالب سوانح عمری حضرت علی علیہ السلام باب چوتھا صفحہ ۵۳ مطبعہ کربھی لاہور بار سوم)

(۱۰) جناب امیر علیہ السلام کے انکار نے صاف ثابت کر دیا کہ حضرات شیخین اولی الامر منکم کے ماتحت نہ تھے اگر وہ مصوص من الداء و لواء الامر اور وارث نبوت و خلافت ہوتے تو جناب امیر علیہ السلام جو قافی اللہ و فنا فی الرسول کا درجہ رکھتے تھے اور ناطق قرآن تھے ہرگز انکار نہ کرتے فتفکر یا اولی الابصار۔

(۱۱) جب حضرت عمر ابن الخطاب نے جو سنو کے ناطق بالصواب ہیں اور جنگی راست کے موافق قرآن شریف نازل ہوا حضرت ابوبکر کی سیرت کی دفعہ انکار کر دیا اُنکے احکام کو رد کر دیا اور اُنکے فتاویٰ کو ناجائز سمجھا اُنکے مشورہ واجماع صحابہ کی بدرواہ نہیں کی تو جناب امیر علیہ السلام کو کیا حاجت تھی کہ انکی سیرت کی پیروی کرتے اپنے اپنے حقوق کو صرف اللہ اور رسول کی واسطے قربان کر دے اور عبدالرحمن بن عوف کی سیرت اشغین کی شرط کو نامنظور فرما کر خلافت کو الوداع کہہ دیا۔

(الف) ازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کے مقصد دوم ص ۱۹۵ سطر اول پر اجماع و سیرت الصدیق سے حضرت عمر کا انکار موجود ہے جبکہ ہم یہاں ملا صاحبان اور اس کے معاونین محدثین کی خاطر نقل کرتے ہیں سنو اجلہ عتبہ بن حصین والا قرع بن حابس الی ابی بکر فقال یا خلیفۃ رسول اللہ ان عندنا مرض سبحة۔ لیس فیہا کلام ولا منفعة ان رأت ان تقطعنا بها علنا خر قھا ونزدعھا وعلی اللہ ان ینفع بھما بعد الیوم فقال ابوبکر بمن حوله من الناس ما تدون قالوا الیاس فکتب لھما ما کتبا واشھدا فیہ شھودا وعمر ما کان خلیفا فانطلقا الیہ لیشھدا فی الکتاب۔ فی حبابہ قائما ھینا بعیدا (قطران می مالید)

فقال ان خلیفۃ رسول اللہ کتب لنا ھذا الکتاب وجئتاک لتشھدا علی ما فیہ افتقیرتم نقرا علیک قال علی لھا لقی تربیان ان شتما فاقدا وان شتما فانتظر احق افرغ قالہ بل نقرا علیک فلما سمع ما فیہ اخذہ منھما ثم ثقل فیہ فمحاہ فتن مرلہ قال لہ مقالا سیئۃ فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یتالفکما والاسلام یومئذ ذلیل وان اللہ تعالیٰ اعز الاسلام فانھما فاجھدا جھد کمالہ امرعی اللہ علیکما ان امر عبتما فاجھدا الی ابی بکر وھما یتذمون فقال لہ واللہ ما ندسری انت امیرام عمر فقال بل ھولوکان شاء وجاء عمر مرصی اللہ تعالیٰ عنہ وھو مغضب حق وقف علی ابی بکر فقال اخبرنی عن ھذا الامر من التی اقطعتمھا ھذین اھی لک حاتمہ ام بین المسلمین عامتہ فقال فما حملک علی ان تخص بہما ھذین دون جماعۃ المسلمین قال اتسشرت الذین حولی فاروا بذلک فقال افکل المسلمین او سعتہم مشورۃ ورضی فقال ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قد کنت قلت لک انک اقوی علی ھذا الامر منی لکنک غلبت فی ترجمہ۔ یعنی عتبہ بن

حصین اور قرع بن حابس نے ایک زمین غیر آباد کی خواہش کی ابو بکرؓ نے موجودین صحابہ سے اجماع کر کے اسکا پر وائے لکھ دیا گواہی شاہد ہی بھی ہو گئی عمر اس وقت موجود نہ تھے یہ دونوں وہاں گئے کہ انکی گواہی بھی ہو جائے دیکھا وہ اونٹ کے بدن پر قطران مل رہے ہیں ان دونوں نے کہا یہ خلیفہ کا پر وائے ہے چاہتے ہیں کہ تم بھی اس پر گواہی کرو عمر نے کہا کیا اس حالت میں (بس یہیں سے غصہ بھڑکا) اگر چاہو تو پڑھ کر سناؤ یا اتنا انتظار کرو کہ ہم فارغ ہو جائیں ان دونوں نے پڑھ کر سنا شروع کیا جب پڑھ چکے تو عمر نے وہ کاغذ لیا اور اس پر تھوک دیا اور مٹا دیا اس پر وہ دونوں بہت غصہ ہوئے اور بہت برا کلمہ حق عمر کہا یہ دونوں بھی صحابی عمر بھی صحابی ہیں اور گالی دیتے ہیں اس پر عمر نے کہا آنحضرتؐ تمہاری تالیف قلب کرتے تھے جب اسلام ذلیل تھا اور اب خدا نے اسلام کو عزت دی اب تم جاؤ جو چاہو کرو اسطرح بولتے ابو بکر کے پاس آئے اور کہا نہیں معلوم تم خلیفہ ہو یا عمر ابو بکر نے کہا اگر وہ چاہتے تو وہی خلیفہ ہوتے؟ عمر بھی غضبناک آئے اور ابو بکر کے پاس آکر کھڑے ہوئے اور کہا بتاؤ کہ یہ زمین جو تم نے جاگیر میں ان دونوں کو دی ہے یہ تمہارا مال ہے یا عام مسلمین کا ہے ابو بکر نے کہا بلکہ حق جمیع مسلمین ہے عمر نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ عام مسلمین کو چھوڑ کر ان دونوں کو اس کے ساتھ خصوص کیا؟ ابو بکر نے کہا کہ ہم نے تو ان لوگوں سے مشورہ کیا تھا سب نے اسکی رائے دی عمر نے کہا کیا کل مسلمین سے مشورہ کیا تھا اور سب رضی ہو گئے ابو بکر نے کہا اسی وجہ سے تو ہم کہتے تھے تم ہم سے زیادہ قوی ہو مگر تم ہم پر غالب آ گئے۔

اس روایت سے اجماع کی حقیقت اور اسکی حقیقت بخوبی ظاہر ہو گئی کیونکہ عمر صاحب نے جو ترکیب اجماع کی نکالی تھی اس کے مطابق ابو بکر صاحب نے اجماع کر کے یہ نوشتہ لکھا تھا مگر ایک تنہا رائے عمر صاحب کی ایسی غالب آئی کہ اس نوشتہ کو تھوک کر مٹا دیا پھر بتائے ہر اجماع کیونکہ حق ہو سکتا ہے اور خلیفہ رسولؐ کی یہی عزت ہوتی ہے پھر حضرت عمر صاحب نے بتایا کہ اجماع کو ضرور ہے کہ کل مسلمین کے مشورہ سے ہوا۔ فکل المسلمین اوسع تمام مشورۃ ورضی مگر ہائے خلافت ابو بکر کے وقت نہ سوچا گیا کہ یہاں کل مسلمین کے مشورہ کی ضرورت ہے یا نہیں کیونکہ وہ توجید ایک طرف زمین تھی یہاں خلافت رسولؐ ہے اور تمامی ممالک اسلام کا قبضہ۔

نہیں نہیں حضرت عمر صاحب نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ جب پورے طور سے خلافت پر قبضہ کر چکے

مرنے وقت اپنی قوم کو بتائے کہ تم جس راہ پر چلتے ہو اور جس خلافت کو حق سمجھتے ہو غلط ہے حضرت ابو بکر
 رضی اللہ عنہ تھے اور نہ ہی اجماعی خلیفہ تھے۔

(۱۲) دراصل شوریٰ و عمل سیرت الشیخین کا صرف بہانہ تھا ورنہ حضرت عثمان کو تو حضرت عمر بن
 الخطاب اپنی حیات میں اپنا خلیفہ و ولیعہد بنا گئے تھے پس نو! عن حدیث قتیل العمر
 ابن الخطاب وهو بالمدینۃ یا امیر المؤمنین من الخلیفۃ بعدک قال عثمان
 ابن عفان (تشمیتہ الطریقی فی فضائل الصحابہ منتخب کثر العمال حاشیہ منہ نام احمد بن حنبل مطبوعہ مصر جلد دوم
 ص ۱۸۸ سطر ۱۹) حضرت خذیفہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ابن الخطاب سے پوچھا گیا جبکہ وہ مدینہ میں تھے
 کہ امیر المؤمنین آپ کے پیچھے کون خلیفہ ہوگا فرمایا حضرت عثمان ابن عفان (یہ چودھویں صدی کا نفا
 راز ہے۔) (صاحب)

فصل

خلافت حضرات اصحاب ثلاثہ پر جناب امیر علیہ السلام کی غازیگی

خطبہ ششقیہ: ما و الله لقد تقمصها ابن ابی قحافہ وانه ليعلم ان محلی منها محل
 القطب من الریح۔ یخدر عنی السیل۔ ولا یرقی الی الطیر۔ فسدلت دونها
 ثوباً و طویت عنہا کشماً۔ و طفقت امرتای بین ان اصول بید جزاء ۶۔ او اصبر
 علی طحیہ عمیاء یھرم فیہا الکبیر و یشیب فیہا الصغیر و یکدح فیہا مومن
 حتی یلقی ربه۔ فرات ان الصبر علی ہانا اھجی الہ و یکھو شرج نہج البلاغت علامہ سیدنا سید
 علی محمد صاحب قبلہ ص ۳۸ ترجمہ: جناب امیر علیہ السلام کے خطبوں سے پیشہ خطبہ ششقیہ ہے۔ اسے سننے
 والے خبردار ہو جائے کہ قسم خدا کی ابن ابی قحافہ نے پیر امین خلافت کو زین بن کربیہا حالانکہ وہ خوب جانتا تھا اور
 اسے اچھی طرح یقین تھا کہ خلافت کیلئے میرا وہی مقام ہے اور مجھے اس سے وہی نسبت ہے جو قطب آسیا کو آسیا
 سے مجھ سے علم کا ایک متلاطم دریا نکل رہا ہے اور میرے علم و منزلت کا وہ بایہ رفیع بلند ہے جہاں پہنچتے ہو کہ
 شاہین تیز پرواز کے برہم جلتے ہیں جب ابن ابی قحافہ نے اس پیر امین کو ناحق اپنی زینت بنا لیا تو میں نے اپنی

اس خلافت کے درمیان پردہ ڈال دیا اس سے پہلو تہی کی اور اس معاملہ میں غور کرنا شروع کیا کہ اپنے بریدہ و شکر سے اس پر حملہ کروں یا اس ظلمت اور تاریکی ضلالت پر صبر کروں یہ ایک ایسی مصیبت تھی جس کے صدر سے خورد سال بوڑھا ہوا اور بوڑھا ضعیف ہو جائے اور مومن سچ و غم میں گرفتار ہو کر خدا سے ملاقات کرے اس وقت میں نے دیکھا کہ اس واقعہ پر میرا صبر کرنا بہت ہی بہتر اور نہایت ہی عقلمندی ہے لہذا میں نے صبر اختیار کیا اس وقت یہ حالت تھی کہ آنکھیں غبار اندوہ اور خار مصیبت کی غلش میں گرفتار تھیں اور طق میں پھنسے پڑے جاتے تھے اور میں دیکھ رہا تھا کہ میری میراث کس طرح تاراج و غارت ہو رہی ہے یہاں تک کہ اول (حضرت ابو بکر) تو اپنے رستہ پر گزر گیا اور اپنے بعد خلافت کا ڈول فلان (حضرت عمر) کی طرف پھینک گیا بعدہ جناب امیر نے تمثیل اعلیٰ شاعر کا یہ شعر پڑھا

شنان مایوحی علیٰ کوربا
ویوم حیان انی حبابر

یعنی ایک روز میں اپنے اونٹ پر سختیوں سے سفر کر رہا تھا اور ایک روز حیان برادر جابر کے ہمراہ راحت و نعمت میں ٹھہرا ان ہر دو روز میں کس قدر فرق ہے اس تمثیل سے جناب امیر علیہ السلام اپنی مافی الضمیر سے آگاہ فرماتے ہیں کہ برادر بزرگ یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کس شادمانی اور فرحت کے ساتھ بسر ہوتے تھے اور یہ آج کا دن ہے پھر آپ نے فرمایا مگر عجیب تو تعجب ہے کہ ابو بکر اپنی حیاتی میں طمع بیعت کرتا تھا مگر اپنے مرنے کے بعد دوسرے کے ساتھ خلافت کو منتقل کر دیا پستان تاؤ خلافت کو دونوں نے آپس میں جو افسوس خلافت کو ایک درشت مزاج اور تند خو کے حوالہ کر دیا جسکی زبان نہایت سخت اور کاری تھی جسکا چھوٹا بھی ناگوار تھا جسکی گفتار و کردار دونوں ناہموار و ناہنجار تھیں اسکی طبیعت میں سخت لغزشیں تھیں وہ قدم قدم پر ٹھوکر میں کھاتا تھا اور اپنی لغزشوں پر عذر خواہ بھی ہوتا تھا ایسی طبیعت والے شخص کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو کبھی بوجھ نہ اٹھانے والے اونٹ پر سوار ہوا اگر یہ سوار اسکی ہمارے کھینچتا ہے تو اسکی ناک پارہ پارہ ہوئی جاتی ہے اور اگر چھوڑتا ہے تو خود گرنے کا خوف ہے حیات خداوندی کی قسم ہے کہ لوگ اسکے سبب سے خط میں مبتلا ہو گئے۔ ہر اہل نال و دینی و دنیا اموریں رائے زنی کرنے لگا متلون مزاجیان اور اعتراض و استغیر ہوئے ہیں نے طول مدت اور شدت محنت پر صبر کیا یہاں تک کہ یہ شخص بھی اپنے راستہ پر گزر گیا اور خلافت کو ایک جماعت میں چھو گیا اور گمان کیا کہ میں بھی ان میں سے ایک ہوں یا اللہ اس شور مچی کی بابت میں فریاد کرتا ہوں بچے کسی

زمانہ میں بہ تروید ہوا تھا کہ میں اس جماعت کے اول اور پیشوا (ابوبکر) کا مصاحب بن جاؤں یہاں تک کہ اس جماعت کو ایسے ایسے لوگوں سے مقارن ہوں جب خود ابوبکر کی ہی مصاحبت اور معیت مجھے پسند نہ تھی جو ان کا پیشو تھا پھر ان کے شریک مشورہ ہونا مجھے کیونکر پسند ہو میری شان و قدر علم و فضل حکمت و اخلاق کے درجے بہت اعلیٰ ہیں جاہلوں کے مشورہ میں شریک ہونا مجھے کب گوارا ہو سکتا ہے لیکن جب یہ لوگ زمین کی طرف اترے مجبوراً میں بھی ان کے ساتھ اتر اور جب یہ اونچے اُڑان پر گئے مجھے بھی ہمارا رہنا پڑا اس لیے تو انکار کرنا اور انہیں ہدایت کا راستہ دکھادینا مطلوب ہے جیسے اہل کبوتر جنگلی کے ساتھ پرواز کر کے اسے اپنا کر لیتا ہے پس اس جماعت میں سے ایک شخص میرا دشمن ہو گیا اور ایک دوسرا شخص اپنے داماد کی طرف مائل ہو گیا اور دو اور شخص بھی اسکے ہم زبان ہو گئے جو اپنی قباحت اور زلت کے سبب سے اس قابل بھی نہیں کہ ان کا نام لیا جائے یہاں تک کہ اس قوم میں سے ایک تیسرا شخص (حضرت عثمان) خلافت پر قائم ہو گیا اور اس کی یہ حالت تھی کہ اس نے اپنے معدے اور امعاء کو حلق تک دنیا کے مال سے بھر لیا تنہا پروری اختیار کی لوگوں کے مال کھانے شروع کئے پھر ساتھ ہی اسکے باپ کے بیٹے بھی کھڑے ہو گئے خدا کے مال کو اس طرح کھانے لگے جیسے اونٹ فصل بہار کی گھانسی کو چر جاتا ہے یہاں تک کہ اسکے قبیلے اس پر ٹوٹ پڑے اور اسکے اعمال نے اسکے قتل کر نہیں بڑی سرعت سے کام لیا اور اس کی شکم پوری نے اسے اوندھا منہ کے بل گرا دیا۔ تحقیقین کا مال کھا جانے اور بیت المال میں اسراف کرنے سے یہ نوبت ہو گئی اس وقت بھی کسی چیز نے مجھے خوف و خطر میں مبتلا نہیں کیا مگر یہ کہ لوگ میرے طرف یکے بعد دیگرے چلے آتے تھے اور چاروں طرف سے بیعت کے لئے مجھے گھیر لیا تھا یہاں تک کہ حسین اسی کشمکش اور زحام میں پائمال ہو گئے میری چادر کے دونوں گوشے پھٹ گئے اور بکریوں کے گلے کی طرح لوگ گرد جمع ہو رہے تھے مدح و ثناء جب میں نے خلافت قائم کیا تو ایک گروہ ناگشیں میں داخل ہوا۔ (صحابہ جملہ طلوع زہر و بی بی عائشہ) ایک جماعت اپنے اقوال سے پھر گئے (اہل نہروان خوار) کچھ لوگ (صحابہ معاویہ) فاسق ہو کر اطاعت خداوندی سے باہر ہو گئے گویا انہوں نے خدا کے بزرگ و برتر کا یہ کلام سنا ہی نہ تھا۔ **قوله تعالیٰ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فُسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ** (یہ سراف آخرت ہم نے ان لوگوں کے لئے بنائی ہے جو زمین پر سرداری جاہ و طلبی اور فتنہ فساد کا ارادہ نہیں کرتے اور عاقبت ہر میرگاریوں کی واسطے ہی

یہاں اپنے بریدہ و شکستہ
میں جس کے صدمہ
سے ملاقات کرے
میں نے صبر اختیار کیا
میں پھندے
یہاں تک کہ اول
پھینک گیا بعدہ

ہمراہ راحت
م اپنی مافی
اور فرحت
میرے بی حیات
ناقد خلافت
ربان نہایت
نہیں اسکی
اے بھی ہوتا
ونٹ پر
دو کرنے کا
میں نے دنیا
شدت
چھو گیا
میں کسی

خدا کی قسم انہوں نے اس کلام کو سنا تھا اور اسکو دل پر نقش کیا تھا لیکن شیطان نے دنیا کو طرح طرح کی آرائشوں کے ساتھ انکی آنکھوں کے سامنے پیش کیا تھا اور اس کے جمال پر انکو فریفتہ کر دیا تھا ہاں آگاہ رہو قسم ہے اُس ذات کی جس نے دانہ کو شکاف دیا انسان کو نیستی سے میدان ہستی میں کھڑا کیا اگر حاضرین کی کثرت نہ ہوتی ناصر بن کا جھوم قیام حجت کیلئے نہ ہوتا اور مجھے اس عہد و ميثاق کا بھی خیال نہ ہوتا جو علماء سے پروردگار عالم نے لیا ہے کہ ظالم کو سکینوں اور غریبوں کا مال کھانی کی اجازت نہ دیجائے اور مظلوم ظالم کے ستم سے بھوکھا نہ رہے تو بیشک میں خلافت کی مہار کو اس کے اونٹ کے گولہ پر ڈال دیتا مگر جہاں چاہے چلا جائے اور آخری حصہ خلافت کو بھی اسے پہلے پیالے سے سیراب کر دیتا اور کبھی اس کے اہل کو آب حیات ابدی سے سیراب نہ کرتا وہ مثل سابق پیالے ہی رہتے اور العطش لگتا رہتا کہتے کہتے مر جاتے یہ دنیا جو تمہیں اس قدر مغرب ہے جس پر تم یوں جان دے دیتے ہو واللہ میرے نزدیک بکرمی کے چھینک سے بھی زیادہ ذلیل و خوار ہے (نیرنگ فصاحت) اللہ اکبر جناب امیرؑ نے کس فصاحت و بلاغت سے حالات خلافت حضرات اصحاب ثلاثہ و افعال معاویہ کا اظہار فرمایا ہے اور اجماعی خلافت کے بچے اُدھیر کر رکھ دئے ہیں سعید الفطرت اور منصف مزاج مسلمان کے واسطے اتنا کافی اور ایک قومی حجت و دلیل ہے جو اظہر من الشمس ہے اسے زیادہ اور کیا ثبوت خلافت بجا لایا ہو سکتا ہے۔

توسیق خطبہ ششقیہ ایہ وہی معرکہ الارار خطبہ ششقیہ ہے جس میں جناب امیر المومنین سید المسلمین اسد اللہ الغالب سیدنا علی بن ابی طالب علیہ السلام نے غضب خلافت کے واقعات کو بیان کیا ہے اور زیادہ تر اسی خطبہ کی وجہ سے بعض حضرات اہلسنت اصل نہج البلاغت کو جناب امیر علیہ السلام کے کلام ہونے سے انکار کر دیتے ہیں لیکن خود علماء اہلسنت اس کثرت سے اسکو قبول کرتے ہیں کہ انکار ممکن ہی نہیں۔

۱، علامہ سبط ابن جوزی نے اپنی کتاب تذکرہ خواص الامتہ میں چند روایات سے پورا خطبہ نقل کیا ہے اور اسکو کلام جناب امیر علیہ السلام تسلیم کیا ہے۔

(۲) علامہ ابن اثیر حذری نے اپنی کتاب نہایہ ص ۲۴۹ میں ہندوہ مقام پر قبول کیا ہے۔

(۳) علامہ محمد طاہر الجزائی نے مجمع البحار میں اسکو مانا ہے دیکھو لفظ ششقیہ ص ۲۰۴

۷۴ علامہ فیروز آبادی نے قاموس میں اسکا حوالہ دیا ہے (دیکھو لفظ شقشقیہ)

۷۵ ابو الفضل مہدانی نے مجمع الامثال میں ابن حنابل نے اپنے شاگرد کے درس دینے میں حسن ابن عبد اللہ بن مسعود سکری صاحب کتاب مواعظ و زواجر نے اپنی شرح خطبہ شقشقیہ میں تسلیم کیا ہے۔
۷۶ علاؤ الدولہ شمنانی نے کتاب العروۃ الوثقیٰ میں تصریح کی ہے کہ خطبہ شقشقیہ کلام حضرت مولا علی المرتضیٰ علیہ السلام ہے۔

۷۷ علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں علامہ قوشچی نے شرح تجرید میں علامہ گادرونی نے شرح مصابیح میں ملا یعقوب لاہوری نے شرح تہذیب میں امام شوکانی نے کتاب الحاف الاکابر پاشا الدفاتر میں اور علامہ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغۃ میں اعتراف کیا ہے کہ نہج البلاغۃ کلام جناب امیر ہے۔ زیادہ دیکھو شرح نہج البلاغۃ علامہ سیدنا سید علی حیدر صاحب قبلہ ایڈیٹر اصلاح و اشمس وغیرہ کجھوہ۔ سارن)

۷۸ والشقشقیۃ بالکسر شئ کرمة یخرجہ البعیر من فیہ اذا ہاجول الخبطة الشقشقیۃ العلویۃ بقولہ لا بن عباس لما قال لہ لو اطردت مضالک من حیث افضیت۔ یا بن عباس ہیئات تلک شقشقیۃ ہدایت ثم قرأت (دیکھو قاموس عربی مطبوعہ ایران فصل الشین مترجمہ:- اور شقشقیہ ساتھ کسر زیر کے وہ چیز ہے جو اونٹ کے منہ سے نکلتی ہے جب وہ مست ہو جاتے ہیں اور بڑبڑ کرتے ہیں اور خطبہ شقشقیہ جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کا ہے جب حضرت عباس نے عرض کیا یا امیر المومنین علیہ السلام اپنے فرمان کو ایسی جگہ سے شروع فرماؤں جہاں چھوڑا تھا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا افسوس اے ابن عباس یہ عالم وجداتی کا شقشقیہ تھا جو آیا اور چلا گیا۔

۷۹ (روسنہ حدیث علی) فی خطبۃ لہ تلک شقشقیۃ ہدایت ثم قرأت (دیکھو نہج ابن اثیر جزری باب الشین مع القاف ص ۲۴۹ مطبوعہ مصر۔

ثبوت خلافت بلا فصل از خط و کتابت حضرت محمد بن ابوبکر و معاویہ بن سفیان

۱، خط اول پہلا خط بنام حضرت محمد بن ابوبکر از کتاب علامہ ابن حجر عسقلانی فضائل یاہرہ یہ خط معاویہ بن

ابوسفیان کا محمد بن ابی بکر کے نام ہے جو اپنے باپ سے عاق ہے۔ اما بعد تیرا خط پڑھا اور میں ہمیشہ تیری توقیر کرتا تھا۔ سبب اس حق کے جو مجھ پر واجب ہے اور جناب علیؑ بیشک صاحب سوابق ہیں اور ہمیشہ رئیس سردار ہے یہاں تک کہ خلیفہ اول اچھلے اور اس کا حق تیرے باپ کے چھین لیا پس جو کام ہم کرتے ہیں اگر حق ہے تو تیرا باپ اس کا باوث ہے اور اگر خطا ہے تو تیرا باپ اس کا سبب ہے اب جو چاہو تو اپنے باپ کے بارے میں کہہ دیا چھوڑو۔ والسلام۔

(۲) دوسرا خط بنام حضرت محمد بن ابوبکر از مروج الذهب سعودی حاشیہ تاریخ کامل جلد ۱ ص ۴۹ مطبوعہ مصر ترجمہ خلاصہ خط یہ ہے۔ یہ خط معاویہ ابن صخر کا محمد بن ابوبکر کی طرف ہے۔ اما بعد تو نے محمد و نعت مصطفیٰ وآلہ کے بہت سی باتیں لکھی ہیں جن میں تیری تصنیف اور تیرے باپ کی تصنیف ہے تو فضائل علیؑ ابن ابی طالب کو بیان کیا ہے اور ان کے قدیم سوابق و قرابت رسولؐ کو اور ہر خوف و شدت کے مقاموں میں مواسات کر نیکی و تیری حجت مجھ پر اور عیب گیری کچھ اپنی ذاتی فضیلت سے نہیں ہے بلکہ غیبر کی بزرگیوں سے ہے میں خدا کا شکریہ کرتا ہوں جس نے تجھے فضیلت نہ دی اور تیرے غیر کو دی بیشک ہم کو جبکہ تیرے باپ ہم میں موجود تھے فضل علیؑ ابن ابی طالب کو پہچانتے تھے اور ان کے حق کو مبرور جانتے تھے مگر بعد وفات رسولؐ صلعم کے تیرے باپ اور ان کے فاروق پہلے شخص ہیں جنہوں نے ان کے حق کو چھین لیا اور ان کے امر کی مخالفت کی اسی پر اول دونوں نے اتفاق و اجماع کیا پھر دونوں نے علیؑ کو نفا بیعت کے لئے بلایا تو انہوں نے انکی بیعت میں تیر کی اور تاخیر کرتے لگے تب ان دونوں نے ان کے ساتھ بہت قصد کئے اور ارادہ امر عظیم کا کیا یعنی قتل کرنا چاہا یہاں تک کہ انہوں نے بیعت کی رطوعا و کربا اور انکی حکومت کو مان لیا وہ دونوں خلافت کا کاروبار کرنے لگے انکو کسی امر میں شریک نہ کرتے تھے نہ اپنے راز کی باتوں پر مطلع کرتے تھے یہاں تک کہ وہ دونوں فوت ہو گئے اور تیسرے عثمان ان کے قائم مقام ہوئے اور اسی ڈھب پر چلے اور یہی چال انہوں نے اختیار کی تو تو نے اور تیرے ساتھی علیؑ نے عتاب کیا تا آنکہ اہل معصیت نے انہیں طمع کی اور بیکروفریب قتل کرنا چاہا عداوت تم دونوں نے ظاہر کی یہاں تک کہ آرزو میں تمہاری پوری ہو میں اور ہم لوگ ان کے شریک ہیں اگر تیرا باپ پہلے سے یہ کاروائی نہ کرتا تو ہرگز ہم لوگ علیؑ ابن ابی طالب کی مخالفت نہ کرتے اور انکی خلافت کو تسلیم کر لیتے مگر کیا کریں کہ تیرے باپ ہی نے سب سے پہلے مخالفت کی تو ہم لوگ انہیں کے طریقہ پر چلتے ہیں اب جو

پا ہوا اپنے باپ کے حق میں کہہ دیا کرو۔

(۳۷) تیسرا خط عبداللہ بن عمر کا بنام زید بن معاویہ جواب دینا ہے۔ یہاں سے ثبوت جناب سیدنا
فیض اللہ الحسین شہید ہوئے تو عبداللہ بن عمر نے زید بن معاویہ کو خط لکھا۔ اہل بیت عظیم واقع ہوئے
اور سخت حادثہ اسلام پر ظاہر ہوا جناب سیدنا امام حسین علیہ السلام کے پچھلے شہادت کے گواہی دینے کے لئے زیادہ نہیں
جواب میں زید بن علی نے عبداللہ بن عمر کو لکھا کہ احمق ہم طرف کائنات علیہم کے آئے ہیں نہیں عمدہ
فرش سچا تھا اور بڑے بڑے لگے ہوئے تھے اور اس قتال میں اگر مخالف ہمارے حق ہوتے تو
آگے سے ایسے ظلم کی نسبت تیرے باپ سے جاری ہوتی ہے (دیکھو تاریخ بلادی اور وقائع خلافت حضرت علی
(۳۸) چوتھا خط معاویہ بنام جناب میر علیہ السلام از کتاب شرح ابن ابی الحدید جلد دوم۔

خدا تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ کو ان کے اصحاب کیساتھ جن لیا ان سے نصرت و مدد دی اور خلیفہ اقل
کا مرتبہ اور مسلمین کے نزدیک افضل تھا جس نے سب کو جمع کیا ماہِ مرتدین کو قتل کیا پھر خلیفہ ثانی وہ
تھا جس نے شہر کے شہر فتح کئے پھر تیسرا مظلوم خلیفہ جس نے حق کو پھیلایا لیکن تم نے مظلوم سے دشمنی کی کر
پھیلایا تم نے دلیں بجا اور کینہ رکھ کر نہ ہر داری کی اور باطن میں نصرت سے علیحدہ رہے تم نے ابوبکر سے
صد کیا اور فساد کے درپے رہے اور خانہ نشین رہے تاکہ عمدہ مسلمین اور صحابہ بیت ابوبکر سے منحرف
ہوئے اور تم نے خلافت عمر سے کہہ اسیت کی ظلم عمر کی شکایت کی اور حضرت عثمان کی فقہ دین سیرت
و عقل پر طعن کیا اپنے اصحاب کو تعلیم کر کے اس کو قتل کر دیا اب تم کو لازم ہے کہ موافق سیرت و منہج نبوی
خلافت کرو تب خلیفہ ہو۔

نوٹ: اس خط کا جواب یکموفصل خلافت اجماعی پر دیو۔

علامہ شبلی نعمانی صاحب اپنی کتاب الامون خلد اول صفحہ ۸ پر اس

ثبوت خلافت بلا فصل

طرح تحریر فرماتے ہیں چودھویں صدی کے محقق کی تحقیقات
غور سے پڑھو۔ آنحضرت صلعم سے پہلے عرب کی تمام قوت و شوکت اصلی مرکز قریش کا قبیلہ تھا لیکن قریش
کے بھی دو برابر حصے ہو گئے تھے۔ ہاشم و امیہ (جیسا کہ علامہ ابن خلدون نے صاف تصریح کر دی ہے۔)
جمعیت اور ملکی اقتدار میں بنو امیہ کا پہلہ بنو ہاشم سے بھاری تھا البتہ آنحضرت صلعم کے وجود مبارک سے
بنو ہاشم فخر اور اعزاز میں اپنے حریفوں سے نمایاں طور پر ممتاز ہو گئے آنحضرت کے انتقال کے بعد جب

خلافت کی نزاع پیدا ہوئی تو گو فوری طور پر صدیق اکبر پر اتفاق عام ہو گیا لیکن بنو ہاشم و ہر ایک اپنے اپنے
 پیر کے رہے اور انکو اپنی ناکامی پر تعجب اور افسوس بہت ہوا حضرت ابو بکر صدیق کے بعد شاند بنی ہاشم
 کے دعوے نے سر سے پیش ہوتے لیکن حضرت عمر کی باضابطہ ولیعہدی نے اسکا موقع نہ دیا حتیٰ
 عمر نے اپنی وفات کے قریب چھ شخصوں کو چننا جنکی حاکمانہ لیاقتیں انکے نزدیک ساویانہ درجہ رکھتی
 تھیں کہ وہ کسی کے حق میں ترجیح کا فیصلہ نہیں کر سکے حضرت علی بھی انتخاب شدہ لوگوں میں شامل تھے
 اور گو حضرت عباس نے انکو ہدایت کی کہ وہ اپنی خلافت کو بخت و اتفاق کے ہاتھ میں نہ دیں بلکہ غیر کسی
 کی اعانت کے اپنے آپ استحقاق کا فیصلہ کر لیں لیکن جناب امیر کی بغیر رضی اور فیاض دلی نے اس
 اختلاف انگیز تحریک کے قبول کر نیکی اجازت نہ دی اور جب عبدالرحمن بن عوف نے جو اس نزاع
 کے طے کرنے کیلئے ثالث مقرر ہوئے تھے حضرت عثمان کا ہاتھ پکڑ لیا تو حضرت علی نے صبر جمیل
 کہا اور تنہا تقدیر راضی ہو گئے حضرت عثمان خاندان بنو امیہ سے تھے اور انکی خلافت ایک نئی تاریخی
 سلسلہ کا دیباچہ تھا حضرت ابو بکر و عمر نہ ہاشمی تھے نہ اموی اس لئے انکے عہد تک بنو امیہ و ہاشم یہ دونوں
 خاندان خلافت میں کچھ حصہ نہیں رکھتے تھے۔

نوٹ جناب علامہ شبلی صاحب یہ تحقیق تو آپکی ٹھیک نہیں جناب بنو امیہ و دانستہ گریز کیا
 ہے۔ بیشک بنی امیہ سے ابوسفیان کے دو نو بیٹے خلافت میں حصہ رکھتے تھے خاصکہ حضرت عمر کے زمانہ پر
 معاویہ گورنر شام مقرر کیا گیا جسکو کسرے عرب کہتے تھے۔ دیکھو حبیب السیر و فتۃ الصفا وغیرہ اور
 بلا شک بنی ہاشم کا خلافت میں کوئی حصہ نہ تھا کیونکہ وہ دعویٰ خلافت تھے انکو با یا جاننا ذلیل
 خوار مفلس و کنگال کرنا منظور تھا تاکہ سر نہ اٹھائیں اور خاندان نبوت سے ہمیشہ کے لئے خلافت اٹھ جائے
 یہی وجہ ہے کہ سادات کرام بنی امیہ و بنی عباس نے ظلم کئے۔

(۲) حضرت عثمان نے اپنی خلافت میں تمام بڑے بڑے ملکی عہدے بنی امیہ کے ہاتھ میں دیدے
 امیر معاویہ پہلے بھی شام کے گورنر تھے لیکن اس عہد میں انکا اقتدار اس حد تک پہنچ گیا تھا کہ شام کے
 فرمانروائے مستقل سمجھے جاتے تھے حضرت عثمان کی خلافت قریباً بارہ برس ہی اور اگرچہ اخیر میں سی
 خاندانی رعایت پر لوگ ان سے ناراض ہو گئے اور انکی شہادت تک نوبت پہنچی لیکن اس وسیع مدت میں بنی
 امیہ کا خاندان ملکی و مالی دونوں حیثیت سے نہایت طاقتور ہو گیا جسکا اثر یہ تھا کہ حضرت علی علیہ السلام

کے عہد میں امیر معاویہ نے ہم ساری کا دعویٰ کیا اور اگرچہ ذاتی فضائل و مذہبی تقدس میں انکو حضرت علی سے کچھ نسبت نہ تھی تاہم ایک مدت تک وہ مساویانہ طاقت کیساتھ جناب امیر کے حریف رہے اور جنگ جو آخری فیصلہ ہوا وہ بھی گویا انہیں کے حق میں ہوا۔ اب سلام میں ہاشمی اور اموی دو طاقتیں حریف مقابل بن کر قائم ہوئیں۔ (المأمون ص ۹)

(۵) معاویہ اور ابن حصین کا مکالمہ کے بعد از عقد الفرید جلد ۲ ص ۲۰۳ معاویہ نے ابن حصین سے کہا کہ ہم نے سنا ہے تو بڑا ذہین و عقلمند ہے۔
بتا سلا مانو نہیں اختلاف کیوں پیدا ہوا جس سے اس طرح کی تفریق ہو رہی ہے۔
ابن حصین: چونکہ حضرت عثمان کو لوگوں نے مل کر قتل کیا اس وجہ سے یہ اختلاف پیدا ہوا۔

معاویہ: اس سے کچھ بھی نہیں ہوا۔
ابن حصین: دوسری وجہ یہ کہ حضرت علیؑ تجھ سے لڑنے کو نکلے اور تو ان سے لڑ کر گیا۔
وخرابہ: اس سے بھی اختلاف نہیں ہوا۔
ابن حواہن: تو طلحہ و زبیر اور عائشہ کے جنگ نے یہ اختلاف پیدا کیا۔

معاویہ: اس سے بھی کچھ نہیں ہوا بلکہ یہ سارا فساد صرف حضرت عمر کے شوریٰ مقرر کر نیسے ہوا جو انہوں نے چھ ممبروں کا شوریٰ قائم کیا کیونکہ رسول اللہ صلعم کو خدا نے مبعوث برسات کیا وہ مطابق حکم خدا عمل کرتے تھے پھر ابوبکر خلیفہ ہوئے جنکو حضرت صلعم نماز کے لئے امام بنایا پھر ابوبکر نے عمر کو خلیفہ بنایا پھر عمر نے مرتے وقت شوریٰ قائم کیا جس سے ہر شخص کو آرزو پیدا ہوئی۔

فصل ۹

خلافت اجماعی کے متعلق چند پیشین گوئیاں و صحاح کا احاطہ

(۱) قول نبوی: فَمَنْ عَسَيْتُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ فَإِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ هُمُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَقَلُوا وَاتَّقَوْا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

اُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعَمَّى أَبْصَارَهُمْ۔ یعنی اے اصحاب
محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ وقت قریب ہے کہ تم متولی امر اسلام ہو کر ملک میں خرابی ڈالو اور
اپنی قطع رحم کرو جو ایسا کہیں خدا نے ان پر لعنت کی ہے انکے کانوں کو بہرا اور آنکھوں کو اندھا
کر دیا ہے۔

(۲) صحابہ سے آنحضرت صلعم نے پوچھا کہ جو وقت تم پر خزانہ فارس اور روم کے کھول جائیگا
اس وقت تم کیسے لوگ ہو گے عبد الرحمن بن عوف نے کہا جیسا کہ ہمیں خدا نے حکم دیا ہے ویسے ہو گے
آپ نے ارشاد فرمایا کبھی نہیں بلکہ تم یا ہم حسد و نفسانیت کرو گے اور بغض رکھو گے اور یہ بھی
فرمایا کہ بچے یخوف نہیں ہے کہ تم مشرک ہو جاؤ گے بلکہ تم حوص و هوا میں پھر جاؤ گے (صحیح مسلم
و تالیخ و اقدی) یہ قضایا روم و فارس حضرت عمر کے زمانہ خلافت میں واقع ہوئی۔

(۳) ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ سرور عالم صلعم نے سب سے خطاب ہو کر فرمایا کہ ہر آئینہ تم بیروی
کرو گے ان لوگوں کے طریقے کی جو تم سے پہلے تھے بالشت بالشت تک اور ہاتھ ہاتھ تک یہاں تک
کہ اگر وہ سو سمار کے سوراخ میں گھس جائیں تو تم بھی اس میں چلے جاؤ گے صحابہ رض کیا ہوں
و نصاریٰ کے فرمایا پھر کون یعنی تم اپنی کی بیروی کرو گے (صحیح بخاری)

(۴) پیشین گوئی یہ عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز مدینہ
کے باہر نکلے اور احد کے شہیدوں پر غانہ پڑھی جیسے میت پر پڑھتے ہیں۔ پھر مسجد کے منبر پر آئے اور
فرمایا میں تم لوگوں کا قیامت کے دن پیش کشم ہوں گا اور میں تم پر گواہی دوں گا قسم خدا کی میں اب
اس وقت اپنے حوض (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں اور اللہ نے مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دلوائیں
اور قسم خدا کی مجھ کو تم پر یہ ڈر نہیں کہ تم پھر شرک کرو گے مگر مجھے یہ ڈر ہے کہ میں دنیا میں پڑ کر ایک
دوسرے سے رشک اور حسد نہ کرنے لگوں (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور کتاب
المنائب پارہ ۴ ص ۴۹)

(۵) پیشین گوئی۔ حضرت اسامہ بن زید نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ
کے ایک بلند مکان پر چڑھے۔ فرمایا تم وہ فساد اور فتنہ دیکھتے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں بارش کے
قطروں کی طرح تمہارے گھروں کے اندر گر رہے ہیں (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور)

کتاب المناقب پکا ص ۷۹

(۶) پیشین گوئی: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ زمانہ قریب ہے جب ایسے فتنے ہونگے جن میں بیٹھے والا کھڑا ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا رہنے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا جو شخص ان کو دیکھنا چاہے وہ فتنے اس کو تباہ کر دیں گے اور جو شخص ان فتنوں سے بچنے کی کوئی جگہ پائے تو وہاں جا کر پناہ لے (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری کتاب المناقب پکا ص ۷۹ مطبع احمدی لاہور)

(۷) پیشین گوئی: حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ زمانہ قریب ہے جب تمہاری حق تلفی ہوگی اور ایسی باتیں ہوگی جنکو تم برا سمجھو گے لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ایسے وقت میں آپ کیا حکم دیتے ہیں آپ نے فرمایا جو حق دوسروں کا تم پر ہے وہ تو ادا کرو اور اپنا حق اللہ سے مانگو۔ (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری کتاب المناقب پکا ص ۷۹)

(۸) پیشین گوئی: حضرت حذیفہ بن یان کہتے تھے۔ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اچھی باتوں کو پوچھا کرتے اور میں آپ سے بُرائیوں کو جو آپ کے بعد ہونیوالی ہیں پوچھا کرتا اس ڈر سے کہ میں انہیں نہیں نہ جاؤں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم جہالت اور بُرائی میں تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیج کر دنیا و برکت ہم کو دی اب اس کے بعد کیا پھر برائی ہوگی آپ نے فرمایا ہاں میں نے پوچھا اس کے بعد بھلائی ہوگی آپ نے فرمایا ہاں۔ مگر اسمیں ہواں ہوگا کچھ برائی ملی ہوئی خالص نیکی نہ ہوگی میں نے پوچھا ہواں کیا آپ نے فرمایا ایسے لوگ پیدا ہونگے جو میرے طریق پر نہ چلے گیں انکی کوئی بات اچھی ہوگی کوئی بُری۔ میں نے پوچھا پھر اس کے بعد برائی ہوگی۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ ایسے لوگ پیدا ہونگے جو دوزخ کے دروازوں پر کھڑے بلاتے ہونگے جس نے انکی بات سنی انہوں نے انکو دوزخ میں جھونک دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکا حال تو بیان فرمائے آپ نے فرمایا کہ وہ ظاہر میں ہماری قوم میں یعنی مسلمان ہونگے ہماری زبان بولیں گے۔

میں نے عرض کیا آپ جہکوا اگر میں زمانہ پاؤں کیا حکم دیتے ہو۔

آپ نے فرمایا۔ تو مسلمانوں کی جماعت اور برحق امام کے تابع رہیو۔

میں نے عرض کیا۔ اگر اس وقت جماعت یا امام ہی نہ ہو (جیسے آج کل سینکڑوں جماعتیں اور نیرار امام ہیں)

یعنی اے اصحاب
نخرا بی ڈالو اور
ور آنکھوں کو اندھا

م کے کھول دیا
سے ویسے ہو کر

نے اور یہ بھی
صحیح مسلم

رائینہ تم پیری

یہاں تک

من کیا ہود

روزندہ

اور

لی میں اب

لوائیں

کر ایک

ب

مدینہ

سے

لی

آپ نے فرمایا تو سب فرقوں سے الگ ہو اگر تو جنگی درخت کی جڑ چاٹتا رہے اور کچھ تیرے پاس کھائے نہ ہو
ہو اور مرجاک تو وہ تیرے حق میں بہتر ہے ان کی صحبت سے رتیسیر الساری ترجمہ صحیح بخاری مطبع احمدی
لاہور کتاب المناقب پ ۱۳ ص ۵۲۔

(۹) عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا تقوم الساعة
حتى یبعث رجالون کذا ابون قریباً من ثلاثین کلہم بزعمر اند رسول اللہ
ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت آتے
تک قائم نہ ہوگی جتنک تیس کے قریب جھوٹے رجال ظاہر نہ ہوں گے ہر ایک یہی کہیں گے میں اس کا رسول ہوں
تیسیر الساری ترجمہ صحیح بخاری کتاب المناقب پ ۱۴ ص ۵۳ مشکوٰۃ کتاب الفتن حصہ ص ۱۸ امرتسری۔
نہ سابق میں بعد وفات حسرت آیات سرور کائنات علیہ التحیۃ الصاۃ بہت سے فتنے گذر چکے۔

اور مسلمانوں نے عموماً اور خاندان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خصوصاً ان پرفتن زمانہ میں ہزاروں مسلمان
اٹھائے خاندان رسالت و اہل بیت نبوت صلعم کے حقوق ضبط ہوئے وہ جلا وطن ہوئے انکو زہر دی گئی
شہید کئے گئے زندہ دیواروں میں چن دئے گئے قید خانوں میں ہے مگر ہمیشہ صبر و شکر و گوشہ نشینی سے
زندگی بسر کی تاہم مسلمانوں نے انکو تکالیف پہنچائیں اور زندہ نہ چھوڑا سواد اعظم سے کسی مسلمانوں نے
نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا اور مرتد ہو گئے اب تک سچپس جھوٹے نبی و رسول و امام گذر چکے ہیں جنہوں نے
بعد وفات سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوت و رسالت و امامت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہمارے زمانہ فتن میں
ایک شخص مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان ضلع گورداسپور ملک پنجاب نے دعویٰ مجددیت و دعویٰ
مہدیت دعویٰ مسیحیت سب سے آخری دعویٰ نبوت و رسالت کیا۔ ہزاروں کی تعداد میں سواد اعظم کے
مسلمان اہل سنت و الجماعت اور اہل حدیث انکے مرید ہو گئے۔ اس پنجابی مصنوعی تقویٰ نبی و رسول نے
اسلام کو تباہ کر دیا رختہ و خوار کیا۔ کئی عقائد مخالف کتاب اللہ و سنت شائع کئے اسکی زبان سے نہ اللہ تعالیٰ
جھوٹا اور نہ ہی اسکا رسول مقبول صلعم نہ ہی خاندان رسالت صلعم الحمد للہ کہ ہمارے سامنے اس نے مذہب
احمدیہ کیلئے فرقے ہو گئے۔ ایک قادیانی پارٹی فرقہ جو جناب مرزا صاحب کو نبی اللہ و رسول اللہ مانتا ہے اور
ختم نبوت کا انکار کرتا ہے دوسرا فرقہ احمدیہ لاہوری یا پیغمبی پارٹی ہے جو مرزا صاحب کو مجدد مہدی مسعود او
سیح موعود مانتا ہے لیکن نبی و رسول ہرگز نہیں مانتا اس دنوں فرقوں کے اصولی عقائد میں زمین و آسمان کا

فرق ہے جب یہ دونوں فرقے اپنے پیرومرشد کی بوزلین صاف نہیں کر سکتے اور یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ انکا اصلی دعویٰ کیا تھا تو دوسرے مسلمانوں کو خاک تبلیغ کریں گے۔

پیشینگویاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دیکھو تمہارے خون اور مال

ایک دوسرے کے تم پر حرام ہیں میرے بعد ایسا نہ کرنا کہ ایک دوسرے کی گردن مار کر کافر بن جاؤ صحیح بخاری کتاب لسانک باب الحلق والتقصیر عند الاحلال پ ۲۹

(ب) فرمایا میرے بعد امام ہونگے جو میرے سیدھے راہ پر نہ چلیں گے۔ اور میرا طریقہ پر نہیں چلینگے اس زمانہ میں کئی شخص ٹھیں گے لکن بدن انسان اور دل شیطان کے ہونگے مشکوٰۃ حصہ ۳ ص ۳۷ کتاب الفتن۔

(ج) فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خدا اس دین کی ایک شخص فاجر سے تائید کرے گا صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور کتاب الجہاد والسیرہ ص ۱۸

(د) آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ عنقریب میری امت میں فتنہ ہوگا وہ وقت آئے تو تم ملازمت علی کی اختیار کرنا کیونکہ وہی حق اور باطل میں فرق کرے گا اور لاہوگا۔ ریاض النظرہ طبری طبرانی۔ استیعاب مودۃ القدر ص ۲۹ حدیث نمبر ۵ دیکھو

(۵) حضور انور صلعم نے فرمایا ابودر جب تو دیکھے کہ علی ایک راہ پر چل رہے ہیں اور لوگ دوسرے راہ پر پس تو علی کے راہ اختیار کرنا کیونکہ وہ سچے ہدایت سے باہر نہیں نکالے گا اور نہ گمراہی میں داخل کرے گا۔ کثر العمال جلد ۶

(۶) آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم لوگ امارت حکومت پر زیادہ حریص ہو جاؤ گے اور لیکن قیامت کے روز زنا امت اٹھانی پڑے گی۔ (مشکوٰۃ کتاب الامارت) مخبر صادق کی یہ پیشین گوئی بعد وفات سرور عالم سفید بنی ساعدہ میں پوری ہو گئی۔

(۷) بخاری شریف میں ہے کہ روز قیامت میں سب کا اول جناب علی علیہ السلام دوزخ میں بیٹھا خدا تعالیٰ کے سامنے اپنے خصم سے حق جوئی کریں گے۔ امام شعبی فرماتے ہیں کہ جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں قریش پر مستغیث ہوں گا۔ یہ اس وجہ کہ انھوں نے قطع رحم کر کے میرا حق غصب کر لیا اور میری مخالفت پر جمع ہو گئے اور جس امر کے لئے میں اولے اور زیادہ لائق تھا اس پر قابض نہ ہونے دیا شرح

پاس کھانیکو
سی مطبع احمدی

عتم
تقوم السبا
سول اللہ

امت استو
رسول ہو

مرتسری
گذر چکے

اروں مضامین
وزیر دینی

نشین
انوں نے

جنہور
تن میں

دعویٰ
کے

نے
تعالیٰ

ب
او

او

ن

ابن ابی الحدید بخاری کتاب المغازی باب ۱۶ ص ۹

(۱۱) عن ابن عباس قال خطب رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فقال يا ايها الناس انكم محشورون الى الله حفاه عذرة عزاء ثم قال كما بدنا اول خلق نعيده وعدا اعلينا انا كنا فاعلين الى اخر الايتيه ثم قال الاوان اول الخلائق ليكسني يوم القيمة ابراهيم الاوانه يحاء برجال من اهتي فيوخذ بهم ذات الشمال فاقول يا رب اصيحابي فيقال انك لا تدري ما احد ثوب بعدك فاقول كما قال لعبد الصالح وكنت عليهم شهيدا مادمت فيهم فلما توفيتني كنت انت المقيب عليهم فيقال ان هو لاء لم يزلوا حردت بن علي اعقابهم منذ فارقتهم (رواه بخاری کتاب التفسیر باب قوله وكنت عليهم شهيدا الم ۱۳۳ مطبع احمدی لاہور ترجمہ ترجمہ :- حضرت عبداللہ بن عباس نے کہا کہ جناب رسول خدا صلعم نے خطبہ سنایا - فرمایا لوگو تم اللہ کے سامنے ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ حشر کئے جاؤ گے - پھر آپ نے یہ آیت پڑھی کہ ابدنا اول خلق النعیدين پھر فرمایا سن لو قیامت کے دن ساری خلقت میں پہلے ابراہیم پیغمبر کو کپڑے پہنائے جائیں گے اور میری امت کے کچھ لوگ حاضر کئے جائیں گے - انکو بائیں جانب دوزخ کی طرف لے چلیں گے میں عرض کرو ہر ورد گار یہ تو میرے اصحاب ہیں جواب ملیگا تم نہیں جانتے تمہارے بعد انہوں نے نئی نئی بدعتیں نکالیں اس وقت میں ہی ہوں گا جو اللہ کے نیک بندے حضرت عیسیٰ نے کہا میں جب تک ان لوگوں میں ہوں ان کا حال دیکھتا رہا جب تو نے جہنم کو دنیا سے اٹھا لیا اس کے بعد تجھی کو انکی جبر سے - جواب ملیگا جب سے تم ان سے جدا ہوئے اس وقت سے برابر یہ لوگ ایڑیوں کے بل سلام سے پھر رہے ہیں دف احوادث و اولیات حضرات اصحاب ثلاثہ و معاویہ کو پڑھ کر اس حدیث شریف سے تطابق کر لو -

فصل ثبوت اسبات کہ جناب امیر علیہ السلام نے حفظ حقوق کیواسطے حضرات اصحاب ثلاثہ پر کیوں تلوار نہ اٹھائی حالانکہ وہ اسد اللہ الغالب تھے اور اکیلے تنہا جنت سے لڑ کر فتح پائی تھی - یہی سوال مولف فتح الرحمن نے ص ۳۵ پر کیا ہے -

الجواب :- قوله تعالى : يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ترجمہ :- مومنین صبر اور نماز سے مدد لو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے -

الترص
خارجہ

(۲) قَوْلُهُ تَعَالَى - وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ
وَالْأَنْفُسِ وَالْأَمْوَالِ وَبَشِيرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا ضَآلُّوا مِنْهُمُ مَضِيتَهُ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ وَ
إِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوةٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ
(سپارہ دوم سورہ بقرہ رکع ۲) ترجمہ مولوی نذیر احمد ؒ اور البتہ ہم تم کو غھوڑے سے خوف سے اور بھوک
سے اور مال ورجان اور پیداوار ارضی کی کمی سے آزمائیں گے اور آپ پیغمبر صبر کہہ نیوالو کو خوشنودھی
خدا اور کثائش کی خوش خبری دی کہ جب ان پر مصیبت آبرتی ہے تو بول اٹھتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کو
ہیں ہم کو جس حال میں چاہے رکھے اور ہم اسیکی طرف لوٹ کر چائوالے ہیں تو وہ ہم کو ہمارے صبر
کا اجر دینگا یہی لوگ ہیں جن کو ان کے پروردگار کی عنایت اور رحمت ہے اور یہی راہ راست پر ہیں۔ صفحہ
حمائل شریف ۳۶) چونکہ جناب امیر علیہ السلام قرآن ناطق و امام برحق تھے اور یوم عرفہ و یوم غدیر میں بحکم
ربانی قرآن شریف کو ان کا ساتھی کر دیا گیا۔ القرآن مع علی و علی مع القرآن اور دونوں جدا نہ ہونگے۔ جب تک
وہ حوض کوثر پر صاحب کوثر کے پاس نہ جالیں پس آپ سے زیادہ عامل بالقرآن تھے اور اسکے احکام سے
باہر نہیں ہو سکتے تھے جناب لایت مآب علیہ السلام نے کمال صبر فرمایا حالانکہ سرور عالم صلعم جو سایہ
ایزدی تھا اور رحمت العالمین آپ کے سر سے اٹھ گئے چھ ماہ کے بعد جناب سیّدہ معصومہ بتول بنت
رسول صلوٰۃ اللہ علیہا نے بھی انتقال فرمایا کوہ الم و غم جناب امیر علیہ السلام پر ٹوٹ پڑے باغ فدک خسران و
مال فی کا حصہ سب ضبط ہوا خلافت ہاتھ سے جاتی رہی جو صحابہ یوم عرفہ و غم غدیر کو محکوم و مامور کر دیے
گئے تھے بعد وفات جناب رسول بشیر و نذیر جماع کے کہ خود حاکم و امیر بن بیٹھے کبھی اس پارٹی نے قتل کی
دھمکی دی کبھی اخوت رسول سے انکار کیا کبھی آگ و لکڑیاں لیکر خانہ رسول مقبول رحیمین بنت رسول
و فرزند بتول تھے کو طمانے کی دھمکی دی اس سے بڑھ کر جناب امیر کا صبر و شکر کیا ہو سکتا ہے پس
یہ تمام آیت کی کھلے الفاظ اس واقعہ سقیفہ کی واسطے پیشین گوئی ہیں خاص کر آیہ عظیم جن کو جناب سرور عالم
نے وقت وفات ممبر پر چڑھ کر صحابہ کرام کو فرمائی تھی (سردار ج ۱) اور جناب رسالتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی ان پیشین گوئیوں سے تصدیق ثبوت ہوئی۔

(۳) پیشین گوئی :- جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اپنی امت کے گمراہ سرداروں
سے ڈرتا ہوں کہ جب امت میری تلوار رکھی جائیگی تو ان سے قیامت تک نہیں اٹھائی جاوے گی (سردار ج ۱)

واللہ وسلم فقال
یا نا اول خلق
اول الخلق
ن بھم ذات
بعد افاق
کنت انت
نار قہم
دی لا ہو قہم
گوتم اللہ کے
اول خلق
نار جابر
میں عرض کرو
پیشین گوئی
سردار ان کا
اجب سے
احداث
تثلیث
نات
نات

ابوداؤد ترمذی رشکوۃ حصہ چہارم کتاب الفتن (۸۱)

(۸۰) فرمایا قسم ہے اس ذات کی جان میری اسکے ہاتھ میں ہے البتہ تم صحابہ ان لوگوں کی لائیں جلو گے جو تم سے پہلے تھے مدواہ ترمذی رشکوۃ کتاب الفتن (۸۲)

(۸۱) حدیث شریف صحیح مسلم مطبوعہ انصاری دہلی کی جلد دوم کتاب الامارت ص ۱۲ پر لکھا

ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور عالم سے عرض کیا کہ حضور پہلے (زمانہ جاہلیہ)

میں ایک شتر میں تھے خداوند تعالیٰ بعد اسکے خیر لایا (مراد زمانہ نبوت) اب ہم اس میں ہیں اس خیر کے بعد بھی

کوئی شر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں حذیفہ نے تعجباً پھر یہی سوال کیا اور حضرت نے وہی جواب

دیا۔ حذیفہ نے بوجھ چاک کہ وہ شکر کیونکر ہو گا۔ بنی کریم نے نے جواب دیا کہ عنقریب ایسے لوگ امام و پیشوا

ہوں گے کہ میری ہدایت سنت پر نہ چلیں گے اور بہت قریب ہے کہ ان میں سے مردہوں جنکے دل میں

شیطان کے ہونگے اور جسم انسان کا حذیفہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکے زمانہ کو اگر میں دیکھوں تو

کیا کروں حضور انور نے فرمایا کہ انکی اطاعت کرنا اگرچہ تیرا مال لوٹ لیا جائے اور پشت زخمی کر

دیجائے مد تقی علیہ السلام مترجم بخاری کتاب المناقب ص ۵۵ احمدی پریس (رشکوۃ کتاب النفس ص ۵۵)

نوٹ: حضرت حذیفہ یحیٰی نے زمانہ حضرات اصحاب ثلاثہ کا پایا تھا اور ۳۳ھ ہجری میں بعد

قتل عثمان اول خلافت جناب امیر علیہ السلام میں وفات پائی اسکے دو فرزند حبیبیت پدر بزرگوار

صفوان و صفیہ صفین میں زیر لوا فی حیدر گری شہید ہوئے۔ (شیخ عبدالحق)

(ب) مسعودی نے مروج الذهب میں لکھا ہے حضرت حذیفہ بن یمان بوقت

ہنگامہ قتل حضرت عثمان کوفہ میں علی علیہ السلام کے ہوا کہ انکو حضرت عثمان کے مارے جانے اور بیعت

منفقوں پر لوگوں کے متفق ہونے کی اطلاع پہنچی اسوقت اس نے اپنے اہل خاندان سے کہا کہ مجھکو

مسجد میں لیجاؤ اور مطلع کرو کہ سب مسلمان وہاں آکر جمع ہوں جب جمع ہو گیا حضرت حذیفہ ممبر ترش

لیگئے بعد حمد و صلوة کے بیان کیا کہ ایہا الناس حضرت علی کی نصرت کرو اور ان سے بیعت کرو

قسم خدا کی یہ بات محقق ہے کہ وہ جناب ہر آئینہ حق پر ہیں اول اور آخر میں اور اس زمانہ سے بہتر ہیں

جو کہ اسوقت تک وفات النبی سے گزرا ہے اور قیامت تک باقی رہے گا۔ پس کہا کہ خداوند اگواہ

کہ میں نے جناب علی سے بیعت کی اور شکر کرتا ہوں کہ تو نے مجھے اسوقت تک زندہ رکھا حدیث مسلم اور

عبارت ذہبی و شیخ عبدالحق سے واضح و ظاہر ہو گیا کہ جب کا ذکر حدیث شریف میں ہے وہ حضرات اصحاب ثلاثہ کی خلافت کا ہے۔ اور جناب امیر ہر وقت حق پر تھے اور وہی خلیفۃ اللہ بلا فصل تھے اسی حضرت خدا سے حضرت عمر ابن الخطاب پوچھا کرتے تھے کہ ان کا نام تو منافقوں میں نہیں جب وہ عشرہ مبشرہ قطعی جنتی تھے تو ان کو کیا خطرہ ہوتا تھا۔ (احیاء العلوم غزالی)

(۶) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے جناب سرور عالم صلعم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر تم اس وقت کیا کرو گے جبکہ ہمارے بعد لوگ مال میراث کو کھائیں گے ابوذر نے عرض کیا کہ میں ان سے جنگ کروں گا آنحضرت صلعم نے فرمایا ایسا نہ کرنا بلکہ صبر و شکیبائی سے جوش ایمان کو روکنا۔ (دیکھو مشکوٰۃ شریف کتاب الامارت ص ۳۵۴)

حضرت ابوذر غفاری ؓ نے بھی زمانہ خلافت حضرت اصحاب ثلاثہ دیکھا تھا بلکہ حضرت عثمان غنی کے حکم سے مدینہ منورہ سے نکالے گئے تھے اور تمام صحابہ میں جناب امیر علیہ السلام نے صدر ترخص تک انکی مشایعت کی (اعظم کو فی)

(۷) کنز العمال میں ہے میرے بعد ایسے حاکم ہونگے اگر انکی اطاعت کرو گے تو کافر بنادیں گے بصورت نافرمانی گردن مروڑ ڈالیں گے۔

(۸) رسول خدا صلعم نے فرمایا یا علی تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ لوگ آخرت سے نفرت کریں گے اور دنیا کی رغبت کریں گے اور مال میراث کھا جائیگا اور مال کو دوست رکھیں گے اور دین خدا کو مکر فریب کا جال بنائیں گے حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ میں ان کو چھوڑ دوں گا اور اس چیز کو جس کو وہ رغبت کریں گے بلکہ میں اللہ اور اس کے رسول کے دین کو اختیار کروں گا اور خانہ آخرت کو مصائب دنیا اور اسکے بلاؤں پر صبر کروں گا یہاں تک کہ آپ سے ملحق ہوں انشاء اللہ آنحضرت صلعم نے جواب فرمایا خدا یا توفیق دے علی کو وہ ایسا ہی کرے۔ (دیکھو کنز العمال ص ۶۹ کتاب الفتن) (اربعین ریاض النظرہ)

(۹) حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے جناب امیر سے فرمایا کہ

علیؓ بہت قریب زمانہ ہے جو تم ہمارے بعد شفقت اور محنت میں مبتلا ہو جناب امیرؓ نے عرض کیا اس وقت دین ہمارا سالم رہیگا۔ فرمایا ہاں تمہارے دین کی سلامتی کیساتھ یہ امور پیش آئیں گے۔ (دیکھو از الہ الحقاہ مقصد اول صفحہ ۶۹ ۷۰)

(۱۰) جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر ہم کو اس کا خوف نہ ہوتا کہ لوگ کافر ہو جائیں گے تو ہم تلوار نکالنے (استیعاب علامہ ابن البر)۔

(۱۱) قسطلانی شارج بخاری نے جلد دہم ۱۰۴۳ پر لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میرے بعد میری امت فتنہ برپا کر کے حقوق المہیت منبط کر لیگی۔

(۱۲) کتاب مدارج النبوة جلد دوم ۵۵۵ پر شیخ عبدالحق صاحب دہلوی فرماتے ہیں کہ وقت وفات رسول صلعم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ تو پہلا شخص ہے کہ حوض کوثر پر پہنچا تو لیگا۔ میرے پیچھے نہ گھرے۔ چاہئے کہ دل تنگ نہ ہونا اور میرا نائب بنے کہ لوگوں نے دنیا کو اختیار کیا ہے تو آخرت کو اختیار کرنا۔

(۱۳) دیکھو بیچ البلاغت جناب امیر فرماتے ہیں کہ ہماری گردن میں وصیت رسول مقبول لٹکی ہوئی ہے اور ہم نے صبر کیا ہے۔ مگر وہ صبر ایسا تلخ ہے کہ گلے سے نیچے نہیں اُترا۔

(۱۴) جس روز حضرت عمرؓ بوجہ بیان کرنے ایک حدیث کے حضرت سلمان کے گلو گئے ہوئے جناب حضرت علیؑ نے حضرت عمرؓ کی عبا کو جھٹکا دیا کہ حضرت عمرؓ نے بل زمین پر گر پڑے اور حضرت علیؑ نے فرمایا اوضہاک لونڈی جیشن کے بیٹے اگر حکم خدا پہلے سے لکھا ہوا نہ ہوتا اور رسول خدا صلعم سے پیشتر عہد کیا ہوا نہ ہوتا تو تجھ کو دکھلا دیتا کہ کون قلیل الحداد اور ضعیف الانصار ہے۔ (تاریخ الاوصیاء)

(۱۵) جناب خواجہ عالم صلعم تیرہ برس تک اپنے وطن مالوف مکہ معظمہ میں رہے یا ور نہ ہر ہا قسم کی تکالیف و ایذا اٹھائیں۔ محصور رہے۔ لین دین۔ بیع و شر اسلام و دعاسب بند ہوا۔ سجدہ میں کندھوں پر اونٹ کا معرہ رکھ گئے رات پر حالۃ الخطبہ زوجہ ابولہب نے کانٹے بچھائے۔ طایف میں تیمر کھائے اور جناب سرور عالم کے صحابہ کرام نے بھی سینکڑوں تکالیف و مصائب برداشت کیں مگر تلوار ایک روز بھی نہ اٹھائی۔ اور جہاد کا اعلان نہ فرمایا بلکہ ہجرت فرما کر حبشہ چلے گئے۔ حالانکہ رسول معظمؐ بنی اولو العزم حبیب خدا شرف انبیاء تھے۔ کیوں تلوار نہ اٹھائی اس لئے امر الہی نہ تھا اور جماعت نو مسلمین ٹھوڑی سی تھی۔ جب قدرے غلبہ و اقتدار ہوا تو شمشیر برہنہ کر دی گئی۔ جنگ بدر و حنین میں فرشتے بھی نصرت کو اُترے۔ فرماتے جناب مولود صاحب مکہ معظمہ میں تلوار کیوں نہ اٹھی اور وہاں فرشتے مدد کو کیوں نہ آئے پس جو وجہ پوچھاویں گے وہی سبب جناب امیر علیہ السلام کا سمجھ لیں۔ کہونکہ تاج منہاج نبوتؐ تھے

(۱۶) خ

آدم کی تنظیم نہ کی

کیواسطے چھوڑ دیا

نہیں کرتا یہ الزام

(۱۷) خ

ابتدا اشاعت

کہ جہاں اسلام

میں تحمل صبر

اشاعت اسلام

جاتا کہ بعد

کر دیا اور خود

لوگ دعایا

تھے ان سے

پر ایک بھرا

دعاویٰ

کر سکتے

آپ کے

آپ نقی

نعت

لیکرا

کویا

(۱۶) خداوند کریم جبار قہار خالق مالک ہے شیطان ملعون نے حکم الہی سے انکار کیا اور حضرت آدم کی تعظیم نہ کی سو خداوند کریم نے اسکو کیوں ہلاک نہ کیا اور کیوں قیامت تک لوگوں کے اغوا کرنے کیواسطے چھوڑ دیا۔ کیا پاک پروردگار سے شیطان زیادہ جبار ہے۔ نفوذ باللہ تعالیٰ مشرکین کو غارت کیوں نہیں کرتا یہ الزامی جواب ہیں اب جوابات تحقیقی سنیں اور غور فرماویں۔

(۱۷) جس طرح جناب سرور عالم صلعم نے ابتدا اسلام میں صبر کیا اس طرح جناب حمید کریم فرارہی ابتدا اشاعت اسلام کو مد نظر رکھ کر حوصلہ و صبر فرمایا اور اعلیٰ درجہ کے مراتب حاصل کئے۔ دنیا کو ثابت کر دیا کہ جہاں اسد اللہ الغالب کا غصہ کفار پر زیادہ ہوتا رہا ہے ہمیشہ شیر غران کی طرح حملہ کرتے ہیں اسی شیر خدا میں تحمل صبر و ضبط کا مادہ بھی موجود ہے۔ یہی نقیہ غالب علیٰ کل غالب ہے اگر جناب امیر علیہ السلام ابتدا اشاعت اسلام میں تلوار اٹھاتے اور خلفائے ثلاثہ کا قلع قمع کر دیتے تو کفار و منافقین کو طعنہ دینے کا موقع مل جاتا کہ بعد رحلت رسول مقبول صلعم انکے داماد اور بھائی نے صرف طمع دنیاوی کیواسطے مسلمانوں کو تیغ کر دیا۔ اور خواجہ عالم صلعم کی ۲۳ سالہ کمالی کو خاک میں ملا دیا اور ہاجرین انصار سے قتال شروع کیا۔ تمام لوگ مدعیان نبوت اٹھ کھڑے ہوتے اور باقی رہا سہا اسلام دنیا سے مٹ جاتا چونکہ جناب امیر معصوم تھے انسے خطا سرزد نہیں ہوتی پھر اہل بیت کرام کا صبر و شکر و رضا الہی خاصہ ہے۔ اسلئے جناب امیر علیہ السلام پر ایک بھاری احسان کیا اور کشتی اسلام کو غرقابی سے بچالیا ابتدا اسلام میں تلوار کا نہ اٹھانا اور صرف زبانی دعاوی پر حجت قائم کرنا عین منشا و امر خدا و رسول تھا جس سے جناب امیر علیہ السلام ہرگز انحراف نہ کر سکتے تھے۔

(۱۸) لو فرضاً اگر جناب امیر علیہ السلام تلوار اٹھاتے اور مخالفین سے لڑ کر شہید ہو جاتے تو فرما کے بعد جناب سیّدہ معصومہ کا کیا حال ہوتا۔ اور جناب بنین علیہم السلام سے کیا سلوک ہوتا۔ عزیز ناظرین آپ نقشہ کردار اعلیٰ کو سامنے لا کر اسیرے خاندان نبوت کو تصور فرماویں پس جناب امیر نے پیاس خاموش عزت و حرمت بنت رسول مقبول تلوار نہ اٹھائی جس سیّدہ معصومہ کا ادب حضرت عمر نے نہ کیا اور آگ اور کھڑکی لیکر انکا مکان جلانیکو دوڑے اور حدیث شریف فاطمہ بضعۃ منی من اذا ہا فقد اذانی کو بالکل بھلا دیا۔ (صابر)

(۱۹) جناب امیر علیہ السلام ہر معاملہ میں شرعی پابندی کو ضرور سمجھتے تھے اور اسوقت تلوار نہ

نہو جائیں گے تو ہم

صلعم نے فرمایا کہ میرے

نے ہیں کہ وقت وقت

یگا۔ میرے پیچھے تلو

کو اختیار کیا ہے

آل مقبول لشکی ہوئی

میر ہوئے جناب

ور حضرت علی نے

صلعم سے پیشتر

لا وصیا

ہزار ہا قسم کی

میں کندھوں پر

تیم رکھا

یک روز بھی

اولو العزم

تھوڑی

نصرت کو

یوں نہ

تھے

اٹھاتے تھے۔ جب تک کہ معاہدہ افتیاریہ سے باہر نہ ہو جائے۔ اگر حضرات شیخین تنوار اٹھاتے تو ذوالفقار علی
ہرگز بند نہ رہتی اور سیکڑوں کا کھیت کڑیتی۔

(۳۰) جناب امیر علیہ السلام نے حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار مقدس کا لحاظ و ادب
رکھا اور شہر مدینہ منورہ کو سچائے حرم مکہ معظمہ کی نگاہ سے دیکھا جہاں جنگ کرنا ویسا ہی ممنوع ہے
جیسا کہ مکہ معظمہ کے اندر منع ہے۔

(۳۱) حدیث شریف حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ سرور عالم صلعم نے خدا تعالیٰ کے ارشاد میں
قوله تعالیٰ - فَأَمَّا نَذَاهِبِينَ بَاكٍ فَإِنَّا نَمُوتُهُمْ مُسْتَقِيمُونَ فرمایا ہے کہ یہ آیت علی کی شان میں ہے
کہ وہ ناکشین قاسطین اور یارقین سے میرا بدلہ لیں گے (آخر جہ الدہلی سلسلہ الغابہ ابن عساکر - الأرج
المطالب ص ۲۸۸) ناکشین سے مراد جنگ جمل بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا اور قاسطین سے معاویہ و عمر و عاص اور
اہل شام اور یارقین سے اہل نہروان خارجی ہیں۔ جناب امیر علیہ السلام حضرات شیخین کو اکثر امور شریعت میں
روکا کرتے تھے جو بہ تقاضائے بشریت ان سے سرزد ہو جایا کرتی تھیں مگر وہ جناب امیر علیہ السلام کے حکام
کو نہ مانتے اور دین اسلام میں زیادہ گڑبڑ مچاتے تو ضرور ان کے ساتھ جہاد کرنا فرض تھا۔ اور جناب امیر علیہ السلام
جو اپنے خلافت کے خواہان رہتے تھے اور ہمیشہ اپنے دعاوی بیان فرماتے تھے تو اس سے ان کی
خواہش دنیاوی سلطنت کی نہ تھی بلکہ یہ منشا تھا کہ دین اسلام جو منزل من اللہ ہے وہ اصلی اور حقیقی
طور پر دنیا میں شائع ہو اور اس کے انوار معرفت چمکیں بدعات اور محدثات کا اسمیں دخل نہ ہو اور نہ اجنبیوں کا
من گھڑت مسائل شامل ہوں۔ مگر اس راز و بھید کو اجماع امت نے نہ سمجھا انہوں نے اس سے امارت و سلطنت
مراد لی یہی باعث ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کو تیسری دفعہ بھی سیرت شیخین پر عمل نہ کرنے پر خلافت ملی
کیونکہ سیرت شیخین من جانب اللہ و رسول اللہ نہ تھی اور نہ ہی شیخین محفوظ عن الخطا و معصوم تھے۔

(۳۲) یہ جناب سید اللہ الغالب ہی کے ذوالفقار کی برکت تھی کہ چوتھی دفعہ جبکہ تمام بنی امیہ اہل شام
نہروان عراق بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے بغاوت کی اور جمع ہو کر خروج کیا اور جناب لایت مآب کو خلافت
سے معزول کرنا چاہا۔ تو ضربت حیدری کی تاب نہ لاکر مغلوب ہوئے اسیر ہوئے اور مقتول ہوئے اور جناب
امیر علیہ السلام نے اپنے قوت بازو سے خلافت کو سنبھالا اور بعد وفات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حقوق
خلافت کے حاصل کر لیا۔ سچے جو تنوار اٹھائی تو اس کا بھاری سبب یہی تھا کہ جناب امیر علیہ السلام نے

وصایا کے نبوی صلعم پر عمل کیا۔

فصل ۱

وصایا نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مکرمات زیانہ پیش گوئی: (۱) باز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر دادند کہ امت در حضرت مرتضیٰ جمع نشود و عالم خاطر مبارک خود تقریر فرمودند ان الله اخفا مقصداً اول مترجم ص ۲۶۹

(۲) اخراج الحاکم عن علی رضی اللہ عنہ قال عہد الی البنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الامم مستفدن منی بعدہ۔ حاکم نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے مجھ سے ان پیروں کے جو نبی صلعم نے مجھ سے ارشاد فرمایا ہے یہ کہ آپ کے بعد امت مجھ سے نفرت کریگی۔ (ازالۃ الحفا مقصداً اول مترجم ص ۲۶۹)

(۳) حاکم نے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا علیؑ تم میرے بعد تکلیف پاؤ گے حضرت علیؑ علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ صلعم یہ تکلیف میرے دین کی سلامتی کے ساتھ ہوگی۔ آپ نے فرمایا ہاں (ازالۃ الحفا مقصداً اول مترجم ص ۲۶۹) منتخب کثر العمال جلد ۵ ص ۳۷ مطبوعہ مصر

(۴) ابویعلیٰ نے حضرت علیؑ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ وہ جناب فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم دونوں مدینہ منورہ سے کسی کوچ سے گزر رہے تھے۔ چنانچہ بستی سے نکل کر ہم ایک باغ میں پہنچے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کیا اچھا باغ ہے۔ پھر ہم دوسرے باغ میں پہنچے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم یہ کیا اچھا باغ ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے لئے جنت میں اس سے اچھا باغ ہے۔ پھر ہم دونوں تیسرے باغ میں پہنچے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کیا اچھا باغ ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے لئے جنت میں اس سے اچھا باغ ہے۔ حضرت علیؑ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر اس دن ہم سات باغوں میں گئے اور ہر ایک باغ کو دیکھ کر میں کہتا تھا کہ کیا

اچھا باغ اور آپ بھی فرماتے تھے کہ تمہارے لئے جنت میں اس سے اچھا باغ ہے پھر جب راستہ میں
میں اور آپ تنہا رہ گئے تو آپ نے مجھے اپنے گلے سے لگالیا اور زار زار روئے لگے میں نے عرض کیا یا
رسول اللہ صلعم آپ کیوں روتے ہیں قال ضغائن فی صدور اقسام بید و نھالک من
بعدی فرمایا لوگوں کے دلیں بغض ہے وہ تم سے میرے بعد ظاہر کریں گے۔ میں نے عرض کیا یا
رسول اللہ صلعم اس میں میرے دین کی سلامتی ہے آپ نے فرمایا یاں تمہارے دین کی سلامتی ہے
از اللہ الخفاء شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی مقصد اول فصل پنجم بیان فتنہ ص ۲ وارجح المطالب
باب چہارم۔

(۵) و اخرج المحاکم عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لعلی اما انتک ستلقی بعدی جہدا (از اللہ الخفاء مترجم اردو ایضاً مقصد دوم فاسی
ص ۲۵۵) منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۲) حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ
آنحضرت صلعم نے فرمایا اے علی تم کو میرے بعد صیتیں پیش آئیں گی۔

(۶) عن کعب بن عجرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تکون بین
امتی فرقة واختلاف فیکون ہذا واصحابہ علی الحق یعنی علیاً رطباری کنز العمال
بر حاشیہ سند امام احمد بن حنبل جلد پنجم ص ۳ مطبوعہ مصر حضرت کعب بن عجرۃ سے روایت ہے کہ جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت میں فرقہ بندی اور اختلاف پیدا ہو جائے گا پھر
یعنی جناب علی علیہ السلام اور ان کے ساتھی حق پر ہوں گے۔

(۷) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یا علی الک ستبلی بعدی فلا
تقاتلت (رواہ ابو یعلیٰ کنز الدقائق حرف ی) ترجمہ: جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا اے علی تو میرے بعد ابتلا میں ہوگا پس ہرگز جنگ نہ کرنا۔

(۸) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یا علی تبین الامتی ما اختلافوا
فیہ من بعدی (فردوس الاخبار دیلمی کنوز الدقائق حرف ی) ترجمہ: جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی تو میری امت کو ظاہر کر دکھاؤ گا جو کچھ میرے بعد
اختلاف واقع ہوگا۔

(۹) قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يا علي انك مستخلف وانك
مقتول (طبرانی۔ کنوز الدقائق حرف می) ترجمہ:۔ اے علی علیہ السلام تجھ سے خلافت
لیجاوے گی۔ اور تو قتل کیا جائے گا۔

(۱۰) قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يا علي سنقاتلك الفتنة
الباغية وانت على الحق فمن لم ينصرك يومئذ فليس مني (ابن عساکر کثر العمال۔
جلد ششم ص ۱۵۵) ترجمہ:۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی علیہ السلام
مغضوب تو باغی گروہ سے جنگ کرے گا۔ اور تو حق پر ہوگا اور جو شخص اس روز تیری مدد نہ کرے گا وہ میری
امت سے نہ ہوگا۔

(۱۱) قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من قاتل علياً على اخلافة فنته
فاقتلوه (فردوس الاخبار وعلیمی۔ کنوز الدقائق حرف میم) ترجمہ:۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
جو شخص جناب علیؑ سے خلافت کیواسطے جنگ کرے اسکو قتل کر ڈالو۔

(۱۲) قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان علياً عليه السلام امير
المؤمنين سيد الوحيين وحجته الله عز وجل على العالمين۔ ترجمہ:۔ جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جناب علیؑ مومنوں کا سردار اور تمام مومنوں کا سردار اور تمام عالم
پر اللہ کا محبوب ہے۔ (خلاصہ مودۃ چہارم مودۃ القرنی ص ۳۷۔ لاہوری)

(۱۳) قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يا علي انت تبدء ذمتي وانت خليفتي
علي امتي۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علیؑ تم مجھ کو ہمیشہ کی ذمہ کر و گے۔ اور تم
میرے امت پر میرے خلیفہ ہو۔ (نادر العقبی ترجمہ مودۃ القرنی مودۃ چہارم ص ۳۷)

(۱۴) قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لن نضلو ولن نملكوا ولن تملكوا وانتم تحت
كف علي واذا خالفتموه فقد صلت بكم الطلقة والا هوار في الفی فاتقوا الله في
ذمة الله فان ذمته الله على ابن ابی طالب (زاو العقبی ترجمہ مودۃ القرنی مودۃ پنجم ص ۴۵)
ترجمہ:۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگو جب تک کہ تم علی علیہ السلام کے زیر دست
یعنی تابع فرمان رہو گے۔ تب تک کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ اور ہرگز ہلاک نہ ہو گے اور جب تم اسکی مخالفت کرو گے

تو رہیں تم سے کم ہو جائیگی یعنی گمراہ ہو جاؤ گے اور نفسانی خواہشیں تمکو سرکشی میں ڈال دیں گے۔ پس ذمہ اللہ یعنی خدائے بارے میں خدا سے ڈرو اور ذمہ اللہ علی ابن ابی طالب ہے۔

(۱۵) علقمہ بن قیس اور اسود بن برید بیان کرتے ہیں کہ ہم دونوں ابویہ بن نصاری کے پاس گئے اور اس سے کہا اے ابویہ بن ابیہ اللہ تعالیٰ نے تمکو تمہارے پیغمبر صلعم کے سبب عزت بخشی جبکہ اس جل جلالہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناقہ کو وحی کی اور وہ تیرے دروازہ پر بیٹھ گیا۔ پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمکو وہ فضیلت عطا کی ہے جس سے تم متانہ ہو گئے۔ اب تم علیؑ کے ساتھ جنگ صفین میں جانیکہ حال بیان کرو جبکہ تم کلمہ گویوں کے ساتھ جنگ کرتے تھے ابویہ نے جواب میں کہا کہ میں تم سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایک روز رسول خدا صلعم میرے ساتھ اس گھر میں جس میں اب تم موجود ہو تشریف رکھتے تھے۔ اور اس گھر میں آنحضرت صلعم و حضرت علیؑ میرے اور ان کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ اور علیؑ علیہ السلام آنحضرت صلعم کی داہنی طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ اور میں آپ کے بائیں تھا۔ اور انہی آنحضرت صلعم کے سامنے کھڑے تھے کہ یکایک کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا حضرت صلعم نے فرمایا جاؤ دیکھو دروازے پر کون ہے۔ انسؓ نے عرض کی حضرت عمار بن یاسر ہیں حضرت صلعم نے فرمایا۔ عمار پاک و پاکیزہ کے لئے دروازہ کھول دو۔ انسؓ نے دروازہ کھول دیا اور عمار اندر آکر حاضر خدمت ہوئے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اے عمار میری امت میں بہت سخت ناگفتہ بہ باتیں وقوع میں آئیں گی یہاں تک کہ انہیں باہم تلوار چلیگی۔ اور بعضے بعضوں کو قتل کریں گے جب تم ایسا حال مشاہدہ کرو تو تم کو علیؑ ابن ابی طالب کی بیروی لازم ہے اگر تمام لوگ ایک میدان میں چلیں اور علیؑ ایک وادی میں تو تم بھی علیؑ علیہ السلام والی وادی میں چلنا۔ اور سب لوگوں کو چھوڑ دینا۔ اے عمار تمکو راہ ہدایت سے نہ پھیرے گا اور ہلاکت کی راہ کی طرف رہبری نہ کرے گا۔ اے عمار علیؑ علیہ السلام کی اطاعت عین میری اطاعت ہے اور میری اطاعت عین خدا کی اطاعت ہے۔ سزا داد العقیٰ ترجمہ مودۃ القرنی مودۃ پنجم ص ۱۶۸

(۱۶) ابو موسیٰ حمیدی بیان کرتا ہے کہ میں نصف غزوہ میں جناب رسول خدا صلعم کے ساتھ تھا اور ابو بکر و عمر و عثمان اور دیگر چند اصحاب اور علیؑ علیہ السلام آپ کے ہمراہ تھے۔ آنحضرت صلعم نے ابو بکر سے مخاطب ہو کر فرمایا اے ابو بکر یہ شخص جسکو تو دیکھتا ہے یعنی علیؑ علیہ السلام آسمان میں میرا وزیر ہے اور زمین میں میرا وزیر ہے اگر تو چاہے کہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ وہ تجھ سے رضامند ہو تو

علی علیہ السلام کو رضامند کر کے کیونکہ اسکی خوشنودی خدا کی خوشنودی ہے اور اسکا غضب عین غضب خداوند سبحان
(زاد العقبیٰ ترجمہ مودۃ القربی سید علی ہمدانی شافعی المذہب مودۃ ششم ص ۴۹)

(۱۷) اصحاب البیہار صلعم کے بھائی چارہ باندھنے کیوقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب ولید
علی المرتضیٰ علیہ السلام کو فرمایا۔ وَالَّذِي يَعْنِي بِالْحَقِّ مَا اخْرَجْتَكَ الْاَلْقَسِي فَاَنْتَ عِنْدِي بِمَنْزِلَةِ
هَارُونَ مِنْ مُوسَى وَوَارِثِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا ارِثُ مِنْكَ قَالَ مَا وَرِثْتَ الْاَنْبِيَاءَ قَالِ
وَمَا وَرِثْتَ الْاَهْلِيَّةَ قَبْلَكَ قَالَ كِتَابُ اللَّهِ وَسُنَّةُ بَيْنَهُمْ وَاَنْتَ مَعِيَ فِي قَصْرِى فِي
الْحُجَّةِ مَعَ فَاطِمَةَ بِنْتِي وَاَنْتَ اخِي وَرَفِيقِي ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
هَذَا اَلِاهُ بَنُو اَخْوَانًا عَلَيَّ سِرًّا مَقَابِلِينَ (از اللہ الخفاء شاہ ولی اللہ مقصد اول ص ۲۱۳ سطر ۱۷)
ترجمہ: قسم ہے پروردگار کی جس نے مجھ کو سچائی کر کے بھیجا میں نے تمہارا اپنے واسطے اخیر رکھا تو مجھ سے ایسا کر
جیسا ہارون موسیٰ سے اور ولید ہارث سے حضرت علیؑ نے عرض کیا کہ آپکا ورثہ کیا فرمایا جو کچھ انبیاء کا ورثہ ہے عرض کیا
وہ کیا فرمایا اللہ کی کتاب اور سنت بنوگیا اور تو میرے ساتھ میری بیٹی جناب فاطمہؑ کے ہمراہ میرے محل میں رہیگا۔ اور
تو میرا اکل در ساتھی ہے پھر جناب رسول کرم صلعم نے آیت پڑھی۔ آیت نہ دارور۔

سوال: جناب امیر علیہ السلام اصحاب ثلاثہ کو خلیفہ حق نہ سمجھتے تھے۔ تو جناب نے بیعت کیوں کی

جواب: صحیح مسلم اور کتب تواریخ اہل سنت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے حضرت
ابوبکر کے ساتھ مصالحت یا بیعت کی مگر اپنا دعویٰ ہر خلافت میں پیش کرتے رہے۔ اور یہ مصالحت بعد انتقال
جناب سیدہ معصومہؑ مطہرہ صدیقہ علیہا الصلوٰۃ والسلام ہوئی جبکہ لوگوں نے احترام و عزت مرتضوی کا لحاظ نہ
رکھا اور وہ بالکل جناب امیرؑ سے منحرف ہو گئے۔ تو آپ نے مناسب سمجھا کہ اب اکیلا رہ کر دنیا میں گزارہ مشکل ہے
اس لئے بعد عرصہ چھ ماہ مصالحت کی مگر حضرت عمرؓ سے برابر جناب امیرؑ کی کراہیت رہی۔

(۲) صحیح مسلم سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام حضرات شیخین کو برابر گنہگار خائیں۔ اور غادر
جانتے رہے۔ یہ حضرت عمرؓ کی زبانی مقولہ ہے۔

(۳) تواریخ سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ جناب امیرؑ تینوں خلافت میں گوشہ نشین رہے نہ راعت کر کے پیٹ
پالتے رہے اور خلافت کی طرف سے کوئی احسن سلوک نہیں ہوا جب حضرات اصحاب ثلاثہ کو کوئی شکل آن پڑا
تو جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسائل وغیرہ پوچھ لیتے۔ یا کوئی اہم معاملہ میں صلاح مشورہ لے لیا اور نہ آپ کو

زیادہ کاروبار خلافت میں دخل نہیں دینے دیا۔ اور نہ کہیں کا حاکم بنایا نہ قاضی۔

(۱۳) جن صحابہ نے خلافت کی دھمکی دی انکو گورنر بنادیا گیا اور حکومت کے پروانے لکھ دیئے گئے۔
سفیان کے بیٹے معاویہ کو امیر شام مقرر کیا۔ حضرت خالد بن ولید کو مکہ و مدینہ کا بنایا گیا۔ حضرت ابو بکر
جراح توانکا وائسرائے تھا مگر بنی ہاشم کا کوئی فرد کسی جگہ تیوں خلافت میں حاکم نہ ہونے پایا۔ مذکورہ بنایا گیا۔
خمس بند کیا گیا۔ کان جلائکی دھمکی دی گئی جناب امیر کے قتل کے پلا منصوبے باندھے گئے اور ان سے ہمیشہ خفیہ
کاروائی کی گئی۔ پھر قیاس نہیں آتا کہ یہ تمام تکالیف و مصائب اٹھا کر جناب امیر نے بیعت کی ہو۔ اگر بیعت کی ہو
تو طوعاً و کرہاً۔

(۱۴) جب جناب امیر علیہ السلام بارہ دفعہ زمانہ نبوت میں خلیفہ بنائے گئے ہوں اور خم غدیر میں باضابطہ
و بیعت دی ہو چکی ہو۔ یوم عرفہ و خم غدیر میں اہل بیت حاکم اور تمام امت محکوم کی گئی ہو۔ اور امارت حکومت خلافت
اور امارت کیواسطے جناب سرور عالم صلعم نے سینکڑوں دفعہ ارشاد فرمایا ہو تو یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ جناب پاک
و مقدس معصوم افضل الناس امام اپنے سے مفصول غیر معصوم کی بیعت کر لے۔ ہاں اگر طوعاً و کرہاً بیعت ہو
تو اسکو رضا و تسلیم نہیں کہتے اسکا ثبوت ذمہ مخاطب ہے۔

(۱۵) اگر جناب امیر علیہ السلام حضرت ابو بکر سے بیعت کرتے تو وہ گھر میں گوشہ نشین نہ رہتے انکے ہمراہ
شب و روز نماز پڑھتے یا حضرت ابو بکر کے جنازہ پر حاضر ہوتے۔ مگر مجھے تو حضرات اصحاب ثلاثہ کا جنازہ پڑھانا اب تک
مروجہ تاریخ میں کہیں نظر نہ آیا۔ مگر کوئی صاحب ثابت کر دکھائیں تو مشکور ہوونگا۔ کیونکہ میں طالب حق ہوں
خواہ خواہ ضدی نہیں ہوں۔

(۱۶) اگر جناب امیر المومنین علیہ السلام حضرات شیخین کو خلیفہ برحق جانتے تو بروایت صحیح مسلم انکو
بارہ سال تک کاذب و غادر و خائین و اثم نہ ملتے۔ اور اگر اہمیت نہ کرتے (صحیح مسلم)

(۱۷) کیا یہ خیال ہو سکتا ہے کہ جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام جیسا عقل الناس امام زمان جو کہ
آنحضرت صلعم کی زندگانی میں تمام مراتب علمی سے فارغ ہو کر القرآن مع علی مع القرآن کا خطاب پا کر
روئے حدیث ثقلین قرآن ناطق قرار پا چکا ہو اس مدت شش ماہ تک جائز امام اہلسنت کے حقوق سے
بے خبر رہا۔ پھر بیعت کی تو اسوقت جبکہ مسلمانوں نے احترام معمولی میں کمی کر دی نہیں یہ بیعت ہرگز نہیں
ہوئی۔ (صراط مستقیم)

(۹) اگر حضرت ابو بکر صدیق نے جناب امیر سے بیعت لیکر مثل دیگر صحابہ انکو اپنی رعایا میں داخل کیا تو صاف سمجھا گیا کہ انہوں نے یہ مخالفت حدیث الثقلین حدیث سفینہ حدیث غدیر حدیث منزلت و آیہ اَمَّا وَاٰیٰتُکُمْ اللّٰهُ وَاَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولٰٓئِیْ الْاَمْرِ مِنْکُمْ اپنے نفی حاکم و امیر و امام کو محکوم بنایا جو عقلاً و شرعاً ہر طرح سے ناجائز تھا۔ اور یہی الزام جناب امیر علیہ السلام پر عاید ہو سکتا ہے در حالیکہ وہ قرآن شریف کے ساتھ شیرازہ بند کئے گئے تھے تو آخر سے مامور کیوں بنے۔ (صراط مستقیم)

جناب بنی کریم تو انکی امارت و سرداری کا اعلان فرماویں اور وہ خلیفہ اول کے ہاتھ پر فروخت ہو جائیں۔ پس جناب امیر کے عادی انکی تقریریں نئے اشعار اور خلافت ثلاثہ میں طرز زندگی اور تینوں خلفائے جنانہ پر عدم حاضری سے صاف عیان و آشکارا ہے کہ جناب امیر نے کسی کی بیعت نہیں کی۔ ہاں بدرفت و صالحات کی ہو تو اس میں کیا ہرج ہے۔

(۱۰) جب حضرت عمر بروئے استخلاف خلیفہ بنائے گئے تو اس وقت جناب امیر و حضرت طلحہ نے اعتراض کیا کہ ایسے شخص کو خلیفہ بنایا گیا ہے جو متجاوز بد مزاج ہے (روضۃ الصفا) جب تیسری دفعہ شوری ہو تو حضرت سیرت شخین پر عمل نہ کرنے اور صاف انکار سے خلافت حضرت عثمان کو سوچی گئی۔ اور جو تقریر و لہجہ اپنے دعوے خلافت میں جناب امیر نے اہل شوری کو مخاطب کر کے سنائی تھی وہ پہلے تحریر کر چکے ہوں پس عقلاً و نقلاً ثابت ہو گیا کہ جناب امیر علیہ السلام نے ہرگز کسی کی بیعت نہیں کی۔ (صابر)

فصل ۱۱

خلافت بلائ پر مومنین و محققین پر روپ پرکار

(۱) ابولوحی فارحہ اینڈ قرآن مصنفہ جان ڈیون پورٹ۔ ترجمہ تائید محمد و القرآن ص ۱۷۱

(الف) پھر چند مہمان جمع کئے ان میں اکثر لوگ آپ کے ہم قوم تھے۔ روایت ہے کہ انکے سامنے ایک بکری کا بچہ فرج کیا ہوا اور دودھ کا قح رکھا جب یہ لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے اس وقت آپ کھڑے ہو گئے اور اپنی رسالت کا حال بیان کیا۔ اور فرمایا کہ دنیا اور دین کی جزائیں اُن لوگوں کو ملیں گی جو میری اُمت میں آئیں

اور اس فصیح فقہ پر کلام ختم کیا۔ تم میں سے کون آدمی اس بوجھ اٹھانے میں میری مدد کرے گا اور کون میرا قائم مقام اور جانشین بنے گا۔ جیسے حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے تھے تمام اہل محفل حیران خاموش تھے۔ کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ اس خوفناک عہدہ کو قبول کرے کہ آنحضرتؐ کے چچا زاد بھائی جو جوان ودلیہ تھے بکا ایک کھڑے ہو گئے اور باواز بلند کہنے لگے اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگرچہ ان حاضرین رب میں سے خود ہوں اور میری آنکھوں میں نزلہ کا خلل ہے اور میرا پیٹ رستے بڑا ہے اور میری ٹانگیں رستے لاغر ہیں مگر اے نبی میں تیرا جانشین بن جاؤں گا۔ آنحضرتؐ نے یہ بات سن کر حضرت علیؑ کو اپنے گلے لگایا اور پکار کر فرمایا دیکھو یہ میرا بھائی اور میرا قائم مقام ہے۔

(ب) جنگ احد خالد نے فوراً انکے پہلو اور پشت پر حملہ کیا۔ آنحضرتؐ کے چہرہ مبارک پر برہمگی کا زخم آیا اور دو دانت پتھر کے صدر سے شہید ہوئے خالد باواز بلند پکارا جھوٹا نبی (رمضان اللہ قتل ہوا) آپ کے معتقدین اکثر خائف ہو کر بھاگنے لگے۔ اور یہ تحقیق نہ کیا کہ یہ خبر صحیح ہے یا غلط مگر آپ کے وہ چند معتقدین جنہیں آپ سے محال عقیدت تھی آپ کے گرد جمع ہو گئے اور آپ کو ایک محفوظ جگہ لے گئے۔ اس شجاعت کے عوض میں جو حضرت علیؑ نے اس سخت مصیبت کے وقت میں ظاہر کی تھی آپ نے اپنی چاہتی بیٹی فاطمہ علیہا السلام کا ان سے نکاح کر دیا حضرت فاطمہؑ ایسی حسین اور صاحب عصمت تھیں کہ اہل عرب ان کو ان چار بار کداز عورتوں میں شمار کرتے ہیں یعنی زوجہ فرعونؑ، آسیہ نام حضرت مریمؑ، حضرت خدیجہ الکبریٰؑ، حضرت فاطمہؑ الزہراءؑ دیکھو ابولوجی کا ترجمہ ص ۲۵

(ج) ہجرت کے دسویں سال میں حضرت علیؑ عین کو بھیجے گئے کہ وہاں شاعت اسلام کریں کہتے ہیں کہ ہمدان کی تمام قوم ایک دن میں ایمان لے آئی اور تمام ضلع انہیں دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔ (دیکھو ترجمہ ابولوجی صفحہ ۲۶)

(د) جب یہ راز آنحضرتؐ صلعم پر افشا ہوا کہ جماعت قریش نے قتل کرنا چاہتے ہیں آپ اور آپ کے دوست ابو بکر رات کے وقت نکل کر بھاگے اور حضرت علیؑ سے کہہ گئے کہ تم میرے بستر پر میرا سبز چغہ اوڑھ کر لیٹ جانا۔ قاتلوں نے پہلے آپ کے گھر کا محاصرہ کیا اور بعد ازاں دروازہ توڑ کر گھر میں گھس آئے مگر بجائے آنحضرتؐ صلعم کے حضرت علیؑ کو پایا۔ جو صبر و شکر سے اس موت کے منتظر تھے جو آپ کے ہاوی ہو واسطے تجویز ہوئی تھی۔ آپ کی اس فاداری کو دیکھ کر ان غویوں کو بھی رحم آیا اور وہ حاضر کو صبح و سالم چھوڑ

کئے۔ (ترجمہ صفحہ ۲۲)

(۲) اوکے صاحب کی تاریخ صفحہ ۳۲ پر ہے۔ اگر شجاعت خوش طبعی۔ زہد۔ پارسائی بھل و دانائی کے خیال سے دیکھا جائے تو علی ایسا شخص تھا کہ اس قوم میں اس سے بڑھکر کوئی پیدا نہیں ہوا۔

(۳) تاریخ ایڈورڈ گین جلد سوم صفحہ ۱۸۵ پر ہے۔ نسب قرابت رسولؐ اور شخصیت میں حضرت علیؑ اپنے تمام اہل وطن سے بڑھے ہوئے تھے اس سبب سے خلافت کے خالی تخت پر انکو پورا پورا حق حاصل تھا۔ ابوطالب کا بیٹا اپنے ذاتی حق سے بنی ہاشم کا سردار تھا اور خانہ کعبہ اور شہر مکہ کا موروثی شاہزادہ تھا۔ شمع نبوت خاموش ہو چکے تھے۔ مگر شوہر فاطمہؑ (علیہا السلام) کو اس کے باپ کی برکت اور ورثہ ملنا چاہئے تھا۔ عرب کچھ عرصہ تک عورت کی حکمرانی کے متحمل رہ چکے تھے۔ اور رسول اللہؐ نے دونوں نواسوں کو گود میں لیکر پیار کیا تھا اور منبر پر سے فرمایا تھا کہ یہ میرے بڑھاپے کی امیدیں ہیں اور جوانی پشت کے سردار ہیں۔ اس سبب سے پہلے مومن کی بابت فرمایا تھا۔ کہ یہ دنیا و آخرت میں مسلمانوں کا پیشوا ہے۔ اگر بعض لوگ زیادہ سنجیدہ یا سخت غلیظ تھے مگر علیؑ کی سرگرمی اور اوصاف حمیدہ تک کوئی مسلمان نہیں پہنچ سکتا تھا۔ وہ شاعر بھی تھا سپاہی بھی تھا۔ اور ولی بھی تھا۔ بہت سے مذہبی مقولوں سے اب تک اسکی دانائی ٹپکتی ہے۔ اور زبان اور تلوار کی لڑائی میں ہر حریف اسکی فصاحت اور شجاعت کے آگے مغلوب ہو جاتا تھا۔

اول وقت بعثت سے لیکر تھیںز و تکفین تک اس فیاض دوست نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اکیلا نہیں چھوڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کو نہایت خوشی سے اپنا بھائی۔ اپنا وصی و خلیفہ موسیٰ ثانی کا بارون ثانی کہا کرتے تھے ابوطالب کے بیٹے پر یہ طعن کئے گئے کہ اس نے باقاعدہ طور پر اپنا حق کیوں طلب نہیں کیا اگر وہ اپنا حق طلب کرتا تو کسی حریف کی کچھ نہ چلتی اور نص آسمانی سے اسکی خلافت کی توثیق ہو جاتی۔ مگر یہ شک و شبہ نہ کرنے والا بہادر اپنے پر بھروسہ رکھتا تھا۔ سلطنت کے حسد اور مخالفت سے رسول اللہؐ اپنے ارادوں سے باز رہا (شاید واقعہ قرطاس کا اشارہ ہے) رسول اللہؐ کا بستر مرض نہر مند (artful) عایشہ بنت ابوبکر سے گھرا ہوا تھا جو علیؑ کی دشمن تھی۔ (دیکھو انگریزی تواریخ اور ترجمہ کا مقابلہ کرو۔)

(۴) تاریخ گلن صاحب کے صفحہ ۲۲ پر ہے۔ ان سب میں سے علیؑ نے زبردست حق رکھتا تھا اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد ہی تھا بلکہ یاد ہو گا کہ سب سے پہلے بعثت کے اعلان کی وقت رسول اللہؐ کی مدد کو بھی دوڑا تھا۔ اور اس نازک وقت میں خلیفہ کا خطاب پا چکا تھا اور رسول اللہؐ نے اس کے ساتھ ہی اسکی

فرمانبرداری کا حکم دیا تھا۔

(۵) تاریخ خلفائے رسولؐ ایرونک صاحب صفحہ اول پر ہے۔ خون کے رشتہ کے لحاظ سے حق خلافت علیؑ کا تھا۔ اور اسکے اوصاف حمیدہ اور خدمات کثیرہ نے نمایاں طور پر اسی مستحق خلافت کو دیا تھا جس زمانہ میں اسلام کا آغاز ہی تھا اور حقیر سمجھا جاتا تھا۔ اور مسلمانوں کو کفار و زار پہنچاتے تھے۔ رسول اللہؐ نے علیؑ کو اپنا بھائی اور اپنا وصی فرمایا تھا۔ اس وقت سے وہ برابر قول و فعل گفتار و کردار میں جان نثاری کرتے رہے تھے۔ اور اپنی عالی حوصلگی سے ایسے نمایاں طور پر اسلام کا ساتھ دیا تھا جیسا کہ اپنی شجاعت سے ظاہر کیا تھا۔

(۶) ان سائیکلو پیڈیا میں ہے۔ رسولؐ کے بعد اسلام کی افسری کا دعویٰ علیؑ کے لئے زیادہ موزوں و مناسب معلوم ہوتا ہے۔

(۷) ان سائیکلو پیڈیا جیمبرس جلد اول ص ۱۶۲ پر ہے (اسلامی کالج پشاور لائبریری) جناب علیؑ پہلا مسلمان (سابق الاسلام) اور خلیفہ چہارم جناب ابو طالب کا بیٹا تھا۔ ابو طالب پیغمبر خدا (صلعم) کا چچا تھا حضرت علیؑ پیغمبر خدا (صلعم) کے سب مرید و منین سے سب سے زیادہ بہادر اور وفادار تھا۔ اور پیغمبر خدا (صلعم) کی صاحبزادی جناب فاطمہؑ سے انکی شادی ہوئی۔ وہ ۶۵۶ء عیسوی میں مقتول عثمان کی جگہ خلیفہ بنائے گئے۔ انہوں نے متواتر اپنے مخالفین سے لڑائیاں لڑیں۔ و بنی ہاشم کو قید کر لیا۔ جو جناب پیغمبر خدا (صلعم) کی جوان بیوہ اور باغیوں کا سرغنہ تھیں۔ جناب علیؑ ۶۶۱ء میں شہید کئے گئے اور کوفہ میں دفن ہوئے۔

(۸) اگر قیامت کی وجہ سے تخت نشینی کا اصول جناب علیؑ کے موافق ابتداء سے مانا جاتا تو وہ بڑا کٹن جھگڑے نہ ہوتے جنہوں نے اسلام کو مسلمانوں کے خون میں غوطہ دیا۔ (سپرٹ اف اسلام از سڈیو مورخ فرانس بحوالہ تاریخ اسلام جلد سوم ص ۲ سطر ۲)

(۹) جناب علیؑ ۶۵۶ء میں تخت خلافت پر بٹھائے گئے۔ جو حقیقت کے لحاظ سے بین برس قبل رسول مقبول (صلعم) کی رحلت کے بعد ملنا چاہئے تھا۔ (بریف سروے اف مہٹری بحوالہ تاریخ اسلام جلد سوم ص ۲ سطر ۲ مطبوعہ مقبول پریس علیؑ)

(۱۰) سب سے زیادہ امیدوار جناب علیؑ تھے جن کا سب سے زیادہ فطرتی حق تھا کیونکہ یہ رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابن عم اور داماد تھے اور جناب فاطمہؑ سے انکی جو اولاد تھی وہی رسول صلعم کی یادگار رہ گئی تھی۔ (واشنگٹن ایروں ساکسزاف محمد صلعم)

(۱۱) حضرت محمدؐ نے اپنے داماد علیؑ کو اپنا ولیعہد بنایا تھا۔ مگر انکے خسر ابو بکرؓ نے لوگوں کو اپنے سے ملاکر خلافت پر قبضہ کر لیا (جنرل ہسٹری صفحہ ۲۹۹ مولفہ آنریبل فریئر ٹیلر صاحب)

(۱۲) سٹریٹس ارنولڈ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ کا اس زمانہ میں بھی جبکہ شجاعان عرب شہرہ آفاق تھے ضرغام آل ابوطالب اسد اللہ الغالب لقب تھا۔ اور اشجاع عرب انکو کہتے تھے۔ شجاعت۔ حکمت۔ ہمت۔ عدالت۔ سخاوت اور زہد تقویٰ میں انکا عدیل و نظیر تاریخ عالم میں کمتر نظر آتا ہے (محمد بن لاسٹر جٹس امیر علی صفحہ ۲۸ اردو دیکھو)

(۱۳) اگر حضرت علیؑ شانہ زادہ مکہ مستحق خلافت بعد رسول خلیفہ کر دئے جاتے تو اسلام اپنے خون میں نہ نکھاتا۔ عروج و زوال سلطنت روم ستر گبن ۹۳۸ سپرٹ آف اسلام سٹریٹ لاک

فصل ۱۲

اجماعی فتوحات صحابہ کرامؓ و ائمہؑ

۱) خلیفہ کے معنی ولیعہد و جانشین کے ہیں۔ اور خلیفہ یا نائب اپنے نبیب کا مظہر اتم ہوتا ہے اس کے افعال۔ اعمال۔ اخلاق۔ عادات کا پورا پورا و کامل نمونہ و اسوہ حسنہ ہوتا ہے۔ اگر خلیفہ یا نائب میں بد اعمالی۔ بد اخلاقی۔ ترش رویی و ظلم و جبر و بدعات و احداث کی عادات ہوں تو وہ لائق خلیفہ یا نائب شمار نہیں ہوتا پس اسی اصول پر حضرات اصحاب ثلاثہ بھی خلفاء برحق نہ تھے۔ کیونکہ انکے اعمال و افعال مطابق شریعت محمدیہ صلعم نہ تھے اور نہ وہ اسوہ حسنہ نبی مکرمؐ کے پورے پورے مظہر ثابت ہوئے کیونکہ ان سے خلاف شرع احکام و اولیات سرزد ہوتے رہے۔

۲) خلیفہ کی خلافت اور امام کی امامت کیواسطے وہی لوازم و اسباب معیار و درکار ہیں جو اس نبی و رسول علیہ السلام کو درکار ہیں جبکہ خلیفہ ہے۔ فرق صرف اصالت و نیابت کا ہوتا ہے منصب امامت

سے حق خلافت
تھا جس زمانہ
صلی اللہ نے
نشاری کرتے
تھے

کے زیادہ

(جناب
صلعم)
یعنی غیر خدا
کی جگہ خلیفہ
جناب غیر
و فی میں

تو وہ بڑے
لام از

میں جس
محو التاریخ

قبول

کا وہی شخص قابلیت رکھ سکتا ہے کہ جو عالم علوم پیغمبری ہو اور جسکو خاصۃً تمام راز دین پیغمبر نے بتائے ہو اور خود پیغمبر نے اسکے اوصاف امامت بیان کر دیئے ہوں۔ ایسے لوگوں کی نسبت قابلیت منصب امامت کا اطمینان نہیں ہو سکتا کہ جو بغیر کسی اصول صحیح استحقاق سلطنت کے کسی شخص کے ہاتھ میں کوئی سلطنت آجائے۔

(۳) امام یعنی پیشوا۔ ہادی۔ اور خلیفہ و نائب رسول کی فطرت قریب قریب پیغمبر کی فطرت کے واقع ہوتی ہے۔ امت میں ایک ایسی پاک مقدس جماعت ہوتی ہے کہ جو نہ نفس اس جماعت کا قریب ہر نفس انبیاء و مرسلین کے ہوتا ہے اور یہ جماعت فطرتاً خلفاء رسول صلعم ہیں اور اس فطرت کو قانون قدرت ہی وضع کرتی ہے یعنی نبی اور امام ہر دو من جانب اللہ مبعوث ہوتے ہیں چونکہ حضرات اصحاب ثلاثہ کو صحابہ کرام نے خلیفہ بنایا تھا۔ اس لئے وہ مخصوص من اللہ خلفائے رسول مقبول نہ تھے بلکہ سلطنت جمہوری کے پرینڈیڈنٹ حضرت ابوبکر کو حضرت عمر اور حضرت ابو عبیدہ نے بنی سقیفہ میں خلیفہ بنایا اور حضرت ابوبکر نے وفات کی وقت حضرت عمر کو خلافت دیدی اور حضرت عثمان کو حضرت عبدالرحمن بن عوف نے خلیفہ مقرر کیا یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام ہاجرین و انصار نے اپنے پرینڈیڈنٹ حضرت عثمان کو معزول کر کے قتل کر ڈالا مخصوص من اللہ نبی و امام کو کوئی معزول نہیں کر سکتا۔ پس خدا اور رسول کے بنائے ہوئے اور بتائے ہوئے خلیفہ یا نائب پر اعتماد ہو سکتا ہے۔ لوگوں کا بنایا ہوا خلیفہ ہمیشہ عدالت و انصاف میں رعایت کرتا ہے اور ہر ملک ہر قوم میں علیحدہ علیحدہ خلیفہ و امام ہونے چاہئیں۔ اگر جماعت امت کو صحیح تسلیم کر لیں تو امیر کابل سلطان رنجبار و سقراط و مراکو۔ نظام حیدر آباد دکن و شاہ ایران کیوں خلفائے رسول مقبول صلعم نہیں بنائے جاتے اور وہ امیر المومنین کیوں نہیں ہو سکتے۔

(۴) جناب امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام کی سیرت و پاک مقدس زندگی انکے علم و فضل و حصص و شجاعت کا مقابلہ حضرات اصحاب ثلاثہ کے سیر و اعمال و افعال علم و شجاعت سے کرنے سے ثابت ہو سکتا ہے کہ کون حقیقی وارث و خلیفہ رسول مقبول صلعم تھا۔ ان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ابتداء سے پیدائش سے لیکر وفات حسرت آیات جناب سرور کائنات صلعم تک جناب شیر خدا مولا مشکل کشا صدیق اکبر و فاروق اعظم سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام برابر تدریس و تربیت رسول مقبول صلعم رہے اور ہر ایک قسم کا علم ظاہری و باطنی انہوں نے جناب سرور عالم صلعم سے حاصل کیا اور وہ عکس و حقیقی نمونہ نبوت و رسالت تھے

کل صفات حمیدہ وخصائل شذیہ میں سے اعلیٰ اور جبہ کے صفات زہد و علم و شجاعت ہیں پس یہ صفات جمیلہ جناب سیدنا واما مناعی المرتضیٰ علیہ السلام میں علی وجہ الکمال ایسے پائے جاتے ہیں کہ حضرات اصحاب ثلاثہ و دیگر صحابہ میں انکا عشر عشر بھی نہیں ملتا۔ جناب امیر علیہ السلام کے علم ہی کو دیکھو کہ انکی خطبوں میں اسرار و حمید عدل نبوت قضا و قدر احوال قیامت معاملات سیاست کا بیان ہے کہ حضرات اصحاب ثلاثہ کے کسی کلام میں وہ مضامین عالیہ ہرگز نہیں پائے جاتے۔ نہج البلاغہ کو دیکھو اور کل اہل اسلام کے فرقے علم اصول میں جناب امیر علیہ السلام ہی کی طرف منتهی ہوتے ہیں علم نحو جناب امیر علیہ السلام کی ایجاد ہے جس پر قواعد عربی کا دار و مدار ہے اور کل علوم سلوک و تصفیہ باطن کو شائخ و صوفیائے کرام نے جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام سے سیکھا ہے یا اسکی اولاد و امجاد سے حاصل کیا ہے۔ پس وہ شاہ ولایت ہیں اور کل فرقے مثالیج کے انہی کی طرف منتهی ہوتے ہیں۔ پس جناب امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام اپنے کمالات روحانی و فضائل جسمانی و قربت رسول نیرانی و عالم ربانی ہونیکے باعث زیادہ حق دار خلافت الہیہ ہیں۔ اور وہ خلیفۃ اللہ بلا فصل ہیں اور حجتہ اللہ علی الارض ہیں۔

(۵) ملک عرب کے قدیمی دستور سے بھی حق خلافت جناب امیر علیہ السلام کو پہنچتا تھا خبر یہ نما عرب میں سرداران قبائل کے ہاتھ میں ہر ایک قبیلہ کی حکومت ہوتی تھی جو شخص بوجہ دولت و شرف کے تمام قبیلہ میں اعلیٰ گناہ جاتا تھا وہ اس قبیلہ کا شیخ سردار یا حاکم ہو جاتا اس طرح قبیلہ قریش میں سے حضرت ہاشم کو امارت قوم و حفاظت خانہ کعبہ پہنچے۔ انکے بعد حضرت مطلب جب بنی ہاشم صلعم اور حضرت ابوطالب والد ماجد جناب امیر علیہ السلام پر منتهی ہوئے۔ حضور انور علیہ السلام پر نبوت و رسالت ختم ہوئی بعد امارت اور خلافت جناب امیر علیہ السلام کا ورثہ ہے اس لئے وہ خلیفۃ اللہ بلا فصل ہیں۔

(۶) کئی موقعوں پر تبلیغ رسالت کا کام حضور انور علیہ السلام نے جناب امیر علیہ السلام سے لیا ہے جیسے سورہ برات کا کفار و مشرکین کو پہنچانا۔ ملک یمن میں واسطے ہدایت و اعلائے کلمۃ اللہ جاننا۔ مسلمانوں کے لشکر پر کئی جگہ جبریل مقرر ہونا۔ مکہ شریف میں رکھ کر امانت کا ادا کرنا۔ بعثت میں وصی و خلیفہ کہلانا۔ اور کسی موقع پر جناب امیر علیہ السلام ماتحت حضرات شیخین نہیں ہوئے۔ بلکہ حضرات شیخین حضرات اسامہ بن زید اور عمرو بن عاص کے ماتحت کر دیئے گئے۔

(۷) حضرات شیخین سے جو اولیات احداث یا بدعات ہوئیں اور جو بے اپنی وجہ اعتدالی و ایذارسانی

خاندان رسالت سے کی جو مسائل و نذیر احکام شرعیہ میں ان سے غلطیاں سرزد ہوئیں جن سے وہ ہمیشہ جناب امیر کے محتاج رہے اور گولہ اعلیٰ لہلہا عمر کہتا پڑا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ خلافت کی واسطے موزوں نہ تھے اور برائے نام خلیفہ تھے۔

(۸) جناب سرور عالم صلعم نے کبھی کسی موقعہ پر بھی سوائے حضرت مولینا علی علیہ السلام کے حضرات اصحاب ثلاثہ کو وصی خلیفہ یا امیر المؤمنین امام المتقین سید العرب - ہادی - مہدی - ولی مولا - کے القاب سے ملقب نہیں فرمایا یا طالب حق کی واسطے ہی ایک دلیل کافی ہے۔

(۹) اگر نماز کی امامت پر خلافت منحصر تھی تو حضرت عمر و حضرت عثمان کیوں خلیفہ بنائے گئے انہوں نے تو کبھی بھی امامت نماز نہیں کی تھی مگر حضرت عمر کی پیش غازی کی واسطے سرور عالم صلعم نے کرامت ظاہر فرمائی تھی۔ اور سرور عالم صلعم نے حضرت عبداللہ ابن مکتوم اور عبدالرحمن بن عوف کو پیش نماز مقرر فرمایا ہے۔ اور اسکے پیچھے نماز پڑھتی ہے۔ وہ کیوں خلیفہ نہ ہوئے۔

(۱۰) جیسا کہ اکثر انبیاء علیہم السلام حاکم دین و دنیا تھے اور اپنی اپنی امت پر بالاستقلال حکومت رکھتے تھے لیکن بعض انبیاء علیہم السلام پر تصرف ظاہری نہیں ہوا بلکہ بہت مدت تک مظلوم اور خائف رہے ہیں جیسا سیدنا ابراہیم خلیل اللہ سیدنا عیسیٰ سیدنا ذریرہ سیدنا عیسیٰ مسیح علی نبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تو اس سبب ان کی نبوت خلافت امامت مطلقہ میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔ اسی بنا پر اگر جناب امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ السلام پر ظاہری جماع نہ بھی ہوا ہو تو ان کی خلافت بلا فصل کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا جبکہ وہ اصحاب ثلاثہ کی اصلاح فرماتے رہے ہیں۔

(۱۱) جناب امیر علیہ السلام نے خواجہ عالم صلعم کا قرضہ اتارا تجہیز و تکفین کے فرائض کو پورا کیا اور علوم شرعیہ اسباب اسلحہ و املاک کے قابض ہوئے گو جان دوزخ بعدہ ضبط ہوئے جنازہ رسول مقبول صلعم پڑھا۔ خاندان نبوت کی تسلی و تسفی کی ان کے رنج و غم میں شریک رہے یہی فرائض ولیعهد و جانشین کے ہوتے ہیں۔ اگر حضرت ابوبکر جائز خلیفہ رسول تھے تو انہوں نے خاندان رسالت سے بعد وفات رسول مقبول صلعم کیا سلوک کیا انکو تو جنازہ بھی نصیب ہوا۔

(۱۲) جو شرائط و قیود خلافت کی واسطے حضرات شیخین نے سقیفہ بنی ساعدہ میں بیان کر کے اپنا حق خلافت جتلیا تھا۔ ان سے زیادہ جامع شروط و قیود جناب امیر علیہ السلام میں موجود تھیں۔ اور من الوجود تمام صحابہ کرام سے افضل تھے جناب سرور عالم صلعم سے زیادہ قریبی رشتہ دار عالی حسب و نسب سابق

الایمان سابق الاسلام ایفائے عہود خدائیں سب سے افضل۔ امر خدا پر قائم۔ رعیت میں عادل فصیح و بلیغ۔ فہم
حسن الناس مہاجر قریشی الهاشمی شہج الناس۔ صلب الدین زیادہ قبیلہ والے نسب میں اشرف زہد تقویٰ
سخاوت کلمت طہارت بصمت عقل فراست علوم دینیہ و حکمیہ میں کمالیت۔ علم القرآن و حدیث۔
فرائض۔ تصوف۔ معرفت و ریاضت (صرف و نحو) جو دو سخا عبادت۔ مروت۔ سیاست۔ خندہ پیشانی۔ عیب
وہمیت۔ سرداری و مہارت۔ خاندانی عزت و شرافت میں سب لوگوں سے بڑھ چڑھ کر تھے۔ کوئی صحابہ
ایسی برابری نہیں کر سکتا تھا۔ بعد از بنی بزرگ توئی قصہ مختصر۔

نیاز ایسا ولی برحق جو پیشوا ہوا و لیسار کا
بتاؤ امت میں اس بنی کے کوئی بن بو تر اے دیکھا

(۱۳) فی الحقیقت کوئی شخص خلافت کا اس واسطے مستحق نہیں ٹھہرتا کہ عام لوگوں نے اسکی خلافت
پس کی یا کسی خلیفہ نے وصیت کی کہ میرا جانشین فلانا ہوگا۔ یا چند آدمیوں نے ملکر ایک آدمی کو منتخب کر
لیا خواہ وہ آدمی نہایت اعلیٰ پایہ کا ہوا وراثی قدر و وقت مسلمہ ہو۔ بلکہ یہ کلیہ اصول انتخاب بھی نہیں
(کتاب و شوق وکیل کہنی ص ۱۲ سطر ۱۲)

یہ دلیل کافی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد وہی شخص شخصت صلعم کا نائب
منتخب ہو سکتا تھا جو سب سے بہتر شخص اس وقت موجود تھا۔ و جب میں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
اوصاف حسنہ پائے جاتے تھے۔ سنی و شیعہ کا اتفاق ہے کہ جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر کوئی زیادہ تھا۔
(۱۴) امام عیوب سے بری علم الہی سے مخصوص علم عقل سے نامزد و منتظم دین باعث عزت سلیمین منافقین
کا قاتل مؤمنین سے رؤف رحیم ہوتا ہے۔ امام اپنے زمانہ کا یگانہ نہ کوئی اس کے مقابل ہو سکتا ہے اور نہ کوئی
عالم اسکی برابری کر سکتا ہے وہ ہر ایک فضل و بزرگی و علم لدنی سے ممتاز ہوتا ہے۔ پس تمام اوصاف جناب
امیر المؤمنین سیدنا و مولانا امامنا علی المرتضیٰ اور آئمہ اطہار علیہم السلام میں پائے جاتے ہیں۔

(۱۵) جو احادیث فضائل و مناقب جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے شان میں متنازعہ و متماثل و حال و امر مختلفہ
میں جناب سرکار کائنات علیہ السلام نے ارشاد فرمائیں ان سب کا مدعا و مشا و مطلب یہی تھا کہ تمام صحابہ خود بخود قدر و منزلت
امیر علیہ السلام کو پہچانیں اور نشانہ ہوتے کو جان لیں کہ بعد نبی صلعم جناب امیر ہی خلیفہ اللہ بلا فصل ہیں اور ان احادیث و روایات
بہت سی و یکسانی سے صاف ظاہر ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک روح اور دو قالب ہیں۔

۱۷۱) احترام سیدہ معصومہؓ۔ بعد وفات سردار دو جہاں سرور کون و مکان حبیب خدا و شرف لایا
 علیہ الصلوٰۃ والتحیہ حضرت ابو بکر کو خواہ کسی طرح خلافت ملی تھی انکا فرض تھا کہ اپنے نبی صلعم کی اولاد اپنے رسول
 مقبول کے خاندان۔ اپنے سید المرسلین کے ازواج امہات المؤمنین کے حقوق کی حفاظت فرماتے۔ انکی
 تسلی و تشفی و انکے نان نفقہ سے خدمت کرتے۔ انکی اطاعت و فرمان برداری کرتے فرزندان رسول مقبول
 حضرات حسنین علیہم السلام کی دلجوئی کرتے انکے سر پر شفقت و مرحمت کا ہاتھ پھیرتے۔ اپنے آقائے نامدا
 شفیع المذنبین سید المرسلین احمد مجتبیٰ و محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والتحیہ کی اکاوتی بیٹی سیدہ معصومہ صدیقہ کا پاکر
 ادب کرتے انکی توقیر و عزت و حرمت کرتے اور ان کے قلب ستم و رنج و الم رسیدہ کو تشفی دیتے۔ اور انکو ہمیشہ پر
 دیتے کیونکہ خلافت انکو انہیں کی طفیل ملی تھی۔ اور درجہ صحابیت انہی سے حاصل ہوا تھا وہ خلیفہ کیا خلیفہ
 حق ہو گا۔ جس نے اپنے نبی صلعم کے خاندان کو ایذا پہنچائی۔ تمام اسلامی تواریخ کے اوراق الٹ کر دیکھو۔
 تو وہ زور شور سے پکار رہے ہیں۔ کہ اصحاب ثلاثہ نے خاندان نبوت کیساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ بستر
 موت پر اپنے سردار و آقائے نامدا حبیب کر دگار سید البرار علیہ السلام کو چھوڑ کر تھمیز و تکفین و جنازہ سے
 منہ موڑ کر بیت رسول مقبول صلعم کو ناراض کیا۔ اور قصد احراق بیت رسول کیا۔ مسلح فوج لیکر مکان گھیر لیا
 جناب امیر علیہ السلام کو خانہ نشین کر دیا۔ اور خلافت خاندان نبوت سے نکال کر بنی امیہ کے حوالہ کر دی جو
 خاندان شجرہ ملعونہ تھا جلیل القدر اصحاب صفہ و انصار کو جو موالیان اہل بیت تھے سب کو ذلیل و خوار کیا
 حضرت مالک بن نویرہ صحابی کو بلا قصد قتل کیا۔ حضرت سعد بن عبیدہ کو شام میں قتل کر لیا۔ حضرت ابوذر
 غفاری کو خارج مدینہ منورہ کر دیا۔ حضرت عمار بن یاسر اور عبداللہ بن مسعود کو پٹوایا۔ اور حضرت ابی بن کعب
 پر کوڑے چلائے۔ اس سے حضرات اصحاب ثلاثہ کی خاندان رسالت سے محبت و مودہ کا بخوبی پتہ لگ
 سکتا ہے۔

سچ بتول:۔ وہ سیدہ معصومہ بتولؓ جنکی رسول مقبول صلعم عزت کرتے تھے۔ حضرات شیخین سے
 ناراض گئیں۔ (متفق علیہ) وہ سیدہ طاہرہ معصومہ جس نے حضرات شیخین سے مرتے دم تک کلام نہ
 کی (متفق علیہ)

وہ سیدہ خیر النساءؓ بیت محمد مصطفیٰ صلعم جس نے رات کو دفن ہونا منظور کیا۔ مگر حضرات شیخین
 کو اطلاع تک نہ دلائی۔ (متفق علیہ)

وہ سیدہ سیدۃ النسا بنت رسول سید المرسلین جس نے حضرات شیخین کو وصیت جنازہ پر آنے کی ممانعت فرمائی۔ (مظاہر الحق) (وجذب القلوب)

وہ سیدہ شفیقہ روز محشر جنکی تعظیم و تکریم رسول کریم صلعم کرتے تھے اور جب کبھی تشریف لائیں تو حضور انور سرور قدامت کھڑے ہوتے جہاد سے آتے جاتے جناب سیدہ معصومہ کو اول دیکھ جاتے۔

وہ سیدہ زہرا بنت احمد عتیقی کہ پیغمبر خدا صلعم جن سے بولے بہشت سو گتے تھے وہ سیدہ فضل النسا جو دونوں سرداران جوانان بہشت کی مادر مہربان ہے وہ سیدہ جنکی عبادت پر ملائکتہ المقرین بھی فخر کرتے تھے وہ بضعتہ رسول مقبول جسکا رنج کرنا خدا تعالیٰ اور رسول اللہ کو رنج دینا تھا جسکی ایذا خدا و رسول کی ایذا تھی جسکا غضب اللہ اور رسول کا غضب تھا۔ (بخاری وارجح المطالب)

وہ سیدہ معصومہ بتول بنت رسول مقبول کہ جسکی خاطر قیامت کو حکم الہی اہل محشر کو اپنی انکسار بند کر لینے اور سر جھکانے کا حکم ملیگا۔ جنکو تمام مومنہ عورتوں سے شتر قمر یا قوت زیادہ ملینگے اور جو عاصی امت محمدی صلعم کی روز قیامت کو شفاعت کر سینگیں۔

وہ سیدہ معصومہ حضرات شیخین سے ناراض گئیں اور مرتے دم تک بالی کاٹ رکھا۔ اور اجماعی خلیفہ کی خلافت کی تصدیق نہ کی۔

کب بھلا جائز خلافت ہو وہ دین اللہ کی	جب نہ مانے اسکو بیٹی خود رسول اللہ کی
کس طرح ہو سکتی برحق خلافت جان لیں	فاطمہ ناخوش ہے اور ہم خلیفہ مان لیں
جبکہ برحق تھی خلافت حضرت صدیق کی	فاطمہ نے کیوں اسکی عمر بھر تصدیق کی

(۱) اگر سوقت مطابق وصایا بنوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام خلیفہ بنا جاتے تو اسلام میں یہ خون ریز اور تباہ کرنے والیاں لڑائیاں نہ ہوتیں اور شریعت میں بدعات جاری نہ ہوتیں اور نہ ہی آج بہتر فرقہ اسلام کے ہوتے اور نہ ہی مسلمان اپنے عقائد و عبادات پر ایک دوسرے سے اختلاف کرتے اور ایک دوسرے کو کفر کا فتویٰ لگاتے اور نہ ہی یہ چار مذاہب حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی پیدا ہوتے۔ ایک ہی دین ہوتا ایک ہی ملت ہوتی حقیقی انوار اسلام جسکے اور اسلام میں صلی (۲) محلی بنی امیہ کا اقتدار نہ ہوتا۔ (صاہب)

بم اظہر سید (۱) حضرت عمر نے اپنے قتل کے بعد انتخاب خلافت چھ شرفائیدہ منورہ میں چھوڑا یہ ان سے

سید خدا و شرفا

ہم کی اولاد اپنے رسول

ت فرماتے۔ انکی

فرزندان رسول مقبول

اپنے آقا نامدا

صومہ صدیقہ کا پا

اور انکو ہمیشہ

وہ خلیفہ کیا خلیفہ

ن الٹ کر دیکھو۔

نہیں کیا۔ بستر

کفین جنازہ سے

لیکر مکان گھیر لیا

حوالہ کردی جو

وکیل و خوار کیا

ایا حضرت ابوذر

ت ابی بن کعب

بخوبی پتہ لگ

عین سے

تک کلام نہ

ت شیخین

ایسی غلطی سرزد ہوئی جس نے بنی امیہ کی سازشوں کیلئے راستہ صاف کر دیا۔ امیہ اب مدینہ میں نہایت
زبردست ہو گئے تھے۔ اور یہ خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی ہاشمیوں کے مدت سے رقیب تھے
اور ان سے سخت نفرت رکھتے تھے۔ یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے جناب سالتمآب کا نہایت سختی سے
تعاقب کیا تھا۔ اور فتح مکہ کے بعد شخص ذاتی مفاد و اغراض کی خاطر مسلمان ہو گئے تھے۔ اسلام کی ترقی کو
وہ اپنے ذاتی قبیل کا فدیہ بنانے کی ٹھانے ہوئے تھے۔ یہ لوگ رسول اللہ صلعم کے سیدھے سادے
جفاکش صحابیوں سے جو مسلمانوں پر حکومت کرتے تھے۔ سخت کینہ و عناد رکھتے تھے۔ وہ قیام مسلمانوں کو
کونسل کا رکن اور سرکاری عہدوں پر سرفراز ہوتا دیکھ کر آتش حسد سے جل پھڑکے۔ یہاں تک کہ اب ہوتے تھے۔
تاریخ اسلام آنسہیل مسٹر بیٹن سید امیر علی صاحب مد

فصل ۱۳

خلافت جماعی پر یولیو اور اشتوری کا ہوا

۱) قولہ مولف فتح الرحمن ص ۶ پر ذیل کی آیت سے نصی خلافت اصحاب ثلاثہ کو ثابت کرتا ہے
قوله تعالى: وَمَا عِدْتُ اللّٰهَ خَيْرٌ وَّابْقَى الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ سِرِّهِمْ يَتَوَلَّوْنَ. وَالَّذِينَ يَحْتَبِئْنَ
كِبْرًا لَّوْكَرُوا الْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْمُرُونَ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا
الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَاَمْرًا رَّحْمًا رَفَعْنَاهُمْ بِمُقَدُّونَ (پہلے شور اور امر ہم شوریٰ بینہم
کا ترجمہ آ پس کے مشورہ سے اپنا امیر کر لیتے ہیں۔ رسالہ فتح الرحمن ص ۹)

اقول: یولیو صاحب اس آیت سے تو خلافت نصی ہرگز ثابت نہیں ہوتی بلکہ یہ مومنین
کے اوصاف بتائے گئے ہیں توکل بہ خدا۔ گناہوں سے بچنا۔ معاف کرنا۔ نماز کا قائم کرنا۔ اپنے کام دانا
و دنیاوی صلاح سے کرنا۔ اور ملال کھانا۔ قرآن شریف میں لفظ اکیدا امر کے کسی جگہ امیر کے نہیں ہیں
جب اولی الامر والا مر یومئذ میں الف لام استغراقی ہے۔ اور یہ آیت بطور خبر کے واقع ہوئی ہے پھر
تمام قرآن یفیش کے ترجموں میں امر کے معنے کام و کج کے ہیں۔ دیکھو ترجمہ یولیو نذیر احمد صاحب۔

(۱) ان کے جتنے کام ہیں آپس کے مشورے سے ہوتے ہیں (اگر اس آیت کو آپ خلافت پر ڈرتے ہیں تو آپ کو فضائل اصحاب ثلاثہ سے دست بردار ہونا پڑے گا کہ انہوں نے سب کام بلا مشورہ ایک معزز اشرف جلیل القدر بنی ہاشم خاندان نبوت کے سر انجام کئے جناب سالتاب صلعم کو بغیر تجہیز و تکفین کے چھوڑ کر چلے گئے۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں بنی ہاشم کا کوئی رکن شامل نہ تھا اور بلا مشورہ ان کے حضرت ابو بکر خلیفہ بنائے گئے۔

(۲) حضرت ابو بکر صدیق نے بلا مشورہ صحابہ کبار مہاجرین و انصار حضرت عمر ابن الخطاب کو بذریعہ تحریری وصیت کے اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ پھر فرمائے مولوی صاحب حضرت ابو بکر نے اس آیت کی صریح مخالفت کی آپ ان پر کیا فتویٰ لگائیں گے۔

(۳) پھر حضرت عمر ابن الخطاب نے کونسی شوریٰ پر پابندی کی تھی جس کا ذکر شیخ گزرا کہ آپ اس آیت کو پیش کر کے صحابہ کرام کو زمرہ مومنین سے خارج کرتے ہیں چونکہ مومنین کی شرط ہے کہ مشورہ کر لیا کریں۔

جاء: ۲۰ خود کردہ خود کردہ علاج چیست۔

(۵) کل علماء اہل سنت کا اتفاق ہے کہ اصحاب ثلاثہ نہ منصوص ہیں اور نہ معصوم ہیں۔ بلکہ خلافت اجماعی

فقہ اجماع اصحابہ کا النص ہوتا ہے۔ کوئی صریح آیت قرآن شریف میں ترتیب خلافت کے بارے میں نہیں ایمانی کی حد میں ہوتا تو یہ جھگڑا ہی کیوں اٹھتا اور تمام بنی ہاشم و جناب امیر علیہ السلام حضرت ابو بکر کی خلافت سے کیوں انکار کرتے۔ مگر خدا جانے آج جو دھویں صدی میں آپ کو نص کہاں سے مل گئی جو متقدمین کے خواب و خیال میں بھی نہ تھی۔ آپ اپنے مذہبی اجماع و سواد اعظم و سبیل المومنین کے طریقے سے باہر کیوں جاتے ہیں اور اپنی ڈیڑھ آنٹ کی مسجد کیوں الگ بناتے ہیں۔ حالانکہ آپ خفی کہلاتے ہیں۔

(۶) جناب سیدنا مولینا امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام نے مجلس شوریٰ میں اپنا دعویٰ استحقاق خلافت پیش کیا تھا تو اہل شوریٰ نے جواب دعویٰ میں یہ آیت شوریٰ کیوں نہ پیش کی۔ پس مولوی صاحب یہ تو جناب کی بیجا حمایت ہے کہ خواہ مخواہ جناب امیر علیہ السلام کو گھٹا کر ان کو جو تختہ منبر پر رکھنا چاہتے ہیں۔ جبکہ خدا اور رسول نے ان کو تمام امت محمدیہ سے افضل و اعلم کیا ہے۔

(۷) محبت صحابہ کبار مہاجرین و انصار جو ان کو رسول سید الابرار سے تھی اس بات سے صاف ظاہر ہو گئی کہ جسم اطہر سید البشر و حضور انور صلعم کو بغیر دفن و کفن چھوڑ کر خلافت کے جھگڑے میں پڑ گئے یہ فساد فی الرسول کے لئے

بہت معیوب ہے۔ دنیا میں کسی شخص نے اپنے مرشد و والدین کی میت کو بغیر تجنیذ و تکفین نہیں چھوڑا یہ امت محمدیہ کا پہلا انحراف ہے۔

(ب) حضرات اصحاب ثلاثہ کو جو محبت اور مودہ جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام سے تھی وہ سقیفہ بنی ساعدہ میں ظاہر ہو گئی کہ نہ آپ کو اطلاع دی گئی۔ نہ مشورہ لیا گیا۔ اور نہ ہی آپ کا ذکر خیر و استحقاق خلافت کیا گیا۔ حالانکہ جناب امیر علیہ السلام سب سے بہتر اور افضل تھے۔ روحانیت، شجاعت، عقل، علم، دیانت، سخاوت، کل صفات میں کوئی انکا متانی نہ تھا۔ مگر جو کمی تھی وہ یہ تھی کہ جناب امیر علیہ السلام پالیسی اور ڈپلومیسی نہیں برتتے تھے۔ جس کی وجہ سے آپ خلافت میں ہر مرتبہ ناکام میاب رہے۔

(۳) افسوس ہے کہ باقر قرآن شریف، صاحب تطہیر، ولیعہد یوم غدیر، فاتح خیبر، مرد دلدار، قاتل حرب واثور، ہادی، مہدی، وصی رسول مقبول، مولائے کل مومنین، محبوب رب العالمین، موانی و امانت سید المرسلین، افضل البشر، سید المطاع، شب ہجرت کا جان نثار، جنگ احد کا وفادار، خیبر کا کرار، خیر فرار، خندق کا بہادر، مولانا و سیدنا علی حیدر، صفدر، رشور، کی وقت سقیفہ بنی ساعدہ میں بالکل بھلا دیا گیا گویا آپ کا وجود دنیا میں تھا۔

(۴) یہ انتخاب خلافت حضرت ابو بکر اصولاً ناجائز تھا۔ کیونکہ خواجہ عالم صلعم کا جسم مبارک ابھی سرد بھی نہ ہوا تھا۔ کہ ایک ہی ساعت میں انصار سے جھگڑ کر زبردستی حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر دی۔ اور من مانی الاکشت کر ڈالی اور قوم بنی ہاشم کو جو ووٹ کے زیادہ مستحق تھے خبر تک دی۔ یہ خفیہ کارروائی کسی طریقہ سے جائز نہیں۔ میونسپل الیکشن کا مقابلہ کر لو۔

(۵) جائز الیکشن وہ ہے جس میں سب لوگوں کو خبر دی جائے۔ جلسہ انتخاب میں تمام تعداد دو وٹروں کے موجود ہوں۔ اور امیدواروں کے نام پیش کئے جائیں اور ہر ایک کے فضائل و خدمات اسلامی کا مقابلہ کیا جائے جس کے ووٹ زیادہ ہوں وہی انتخاب میں کامیاب ہو سکتا ہے۔

(۶) یہ طریقہ الیکشن ہرگز نہیں کہ ایک اصحاب نے دوسرے اصحاب کا ہاتھ پکڑ لیا اور خلیفہ بنا دیا پھر مارشل لا جاری کر دیا کہ جو شخص اس انتخاب کو قبول نہ کرے گا۔ وہ قتل ہو گا۔ اور لوگوں کو گھیر گھیر کر مطیع خلافت بنایا پھر اس قدر جلدی انتخاب خلافت کی کیا ضرورت پڑی تھی ہر ایک طرح کا امن تھا نہ کوئی قبیلہ باغی ہوا۔ اور نہ ہی کوئی فوج بگڑ گئی تھی۔ نہ ہی مدینہ منورہ پر کسی نے حملہ کر دیا تھا نہ ہی کوئی شرارت کی آگ بھڑک اٹھی تھی۔ پھر اتنی جلدی کیوں کی گئی جبکہ خاندان رسالت غم و الم میں تھے۔ انکو اور رسول خدا صلعم کو چھوڑ کر خلافت پر تل گئے کوئی اور وجہ معلوم نہیں ہوتی سوائے اسکے

کہ جناب امیر علیہ السلام خلیفہ یوم غدیر کو مخرول کر دیا جائے۔ اور انکو قطعی محروم کیا جائے۔

(۷) پھر یہ خلافت حقہ اور راشدہ کس طرح ثابت ہو سکتی ہے۔ جبکہ تمام قوم بنی ہاشم۔ وصی رسول اکرم اور حبیب اللہ صحابہ کرام نے بیعت نہ کی۔

(۸) جو اجماع اُمت کہ خلاف حکم قرآن شریف ہو وہ ہرگز صحیح نہیں اور نہ قابل حجت ہے قول تعالیٰ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مَوَدَّةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ فِي أَمْرِهِمْ صاف شاہد ہے کہ اللہ و رسول کے فیصلہ پر سقیفہ بنی ساعدہ کو مقدم رکھا گیا یا اور عہد غدیر کو بھلا دیا گیا۔

(۹) علمائے اہل سنت نے اس خلافت کو بنیاد ہوا و ہوس مانا ہے۔ اور فساد و جھگڑا کی ابتدا خیال کی ہے۔ دیکھو شرح مقاصد تفتازانی و سر العالمین امام غزالی۔ و تل و نخل شہرستانی۔

(۱۰) جناب امیر علیہ السلام کا ہر شوری کی وقت دعویٰ خلافت کرنا۔ اپنے مناقب اور فضائل بیان فرما کر حجت قائم کرنا اور حدیث غدیر کو یاد دلانا اور اس پر استشہاد کرنا۔ گواہی چھپانے والوں کا اندھا و مہر و ص ہو جانا صاف دلالت ہے کہ یہ خلافت راشدہ نہ تھی۔ اور جناب امیر علیہ السلام اس کو خلافت حقہ نہ سمجھتے تھے۔

(۱۱) اس خلافت سے بضعۃ رسول مقبول بلکہ خود رسول اکرم صلعم ناراض گئے۔

(۱۲) جب یہ الیکشن صحیح تھا تو جبر و قہر کیوں کیا گیا۔ اور لوگوں کو کیوں ستایا گیا جناب امیر سے کس واسطے کشمکش کی گئی۔ اور لکھنؤ کا انبار اور آگ حضور کے دروازہ پر کیوں لگائے گئے۔

(۱۳) جناب رسول خدا نے فرمایا من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتة جاهلیة جس نے

امام کو نہ پہچانا اور مر گیا تو جاہلیت کی موت سے مرا۔ اب حضرات اہل سنت عموماً مولف فتح الرحمانی و مولوی صاحبان جھنگ و اسودتہ خصوصاً یہ فرماویں کہ ہر طریقت شاہ ولایت سرتاج امامت جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام پاک و امام زمان موجود تھے مگر حضرات اصحاب ثلاثہ نے انکو نہ پہچانا تو فرمائے انکی وفات کس طرح

سمجھینگے اور انپر کیا فتویٰ دیں گے کیونکہ رسالہ فتح الرحمانی میں مولف فتح الرحمانی اور مولوی صاحبان و اسودتہ نے جبکہ اس سالہ پر دستخط موجود ہیں جناب امیر علیہ السلام کو کامل و معصوم امام زمان تہ دل سے مان چکے

ہیں دیکھو رسالہ فتح الرحمانی ص ۱۱۱ میں ایک ایسے کامل اور امام زمان کی پاک تحریر دکھاؤں گا یہ دلیل سی قوی ہے کہ مولوی صاحبان جھنگ و اسودتہ قیامت تک سر نہ اٹھائیں گے۔ یہ جناب امیر علیہ السلام کی اعجاز

و کرامت کا نتیجہ ہے کہ ان کے مخالفین بھی بعض وقت منہ سے حق بات کہہ دیتے ہیں جیسا کہ شروع رسالہ میں مولوی صاحب نصی خلافت حضرات اصحاب کا کہنے بیٹھے اور اعتقاد ایہ شعر رسالہ فتح الرحمن ص ۱ پر تحریر کیا جن سے تمام مضمون برپا پانی پھر گیا۔ ۵

شرق سے تا غرب حکم حق سے جاری حکم ہے احمد مختار کا اور حیدر کا کہہ رہا تھا۔

(ب) تمام ریفاہر قومی لیڈر مدنی منی - اوتار سنی و رسول نیاس میں معرفت الہی - نہ کفر نفس اور اتفاق و اتحاد قومی کیواسطے مبعوث ہوتے ہیں ان کا نشانہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ مختلف خیال کے ایک مرکز پر قائم ہو کر ایک زندہ قوم بن کر نمونہ حسنہ دکھلا دیں (قوم) کہلا کر لوگوں کو ہدایت دیں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اقوام عرب کو ایک جبل میں جکڑ کر ایک اسلامی قوم بنادی اور ان میں وحدانیت بھردی اس قوم کو راہ حق و ہدایت پر قائم رکھنے اور متفق ہونے کی خاطر جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے بہتر بن خلائق کے حوالہ کر دیا اور فرمایا کہ قوم سلیم جب تک تم میری اہلبیت کے تابعدار و فرمانبردار ہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے اور ہمیشہ مظفر و منصور و خوشحال رہو گے مگر قوم نے اس راہ کو نہ سمجھا اور اس نے بعد وفات حسرت آیات اجماعی حکومت اور قیاسی سلطنت جمہوریت کی بنیاد ڈالی جب کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں تفرقہ پڑ گیا - تلوار چلی گئی اور تیرہ سو سال تک مسلمان قتل و غارت ہوتے رہے حتیٰ کہ اسلامی سلطنتیں مٹی شروع ہو گئیں بغیر اقوام کا ان پر غلبہ ہو گیا مسلمانوں کا آپس میں جھگڑا و فساد و شورش و بغاوت کفر و تکفیر سے فتنہ ارتداد شروع ہو گیا لاکھوں مسلمان مرتد ہو گئے اور کئی مسلمان جھوٹے بنی و امام بن گئے - آخر اللہ اللہ کر کے اس چودھویں صدی میں اجماعی خلافت کو سنی تہذیب کی مسلمانوں نے اڑا دیا اور اس کو اسلام کا دشمن اور مانع اشاعت اسلام سمجھا اور غور سے قتل و غارت کا باعث مانا۔

(۱۳) حضرت عثمان کے انتخاب کی وقت نہ ہی اہل حل و عقد کا اصول قائم رہا - اور نہ ہی وصیت حضرت ابوبکر کا اثر حضرت عمر ابن الخطاب نے ان دونوں اصولوں کو ناجائز سمجھ کر مخالفت کی اور خلافت کو چھ شخصوں کے دائرہ میں چھوڑ گئے - تاکہ کسی صورت میں تیسری دفعہ بھی جناب امیر علیہ السلام کو خلافت نہ مل سکے اور عبداللہ بن عوف صدیق مقرر ہوا - جو رشتہ دار حضرت عثمان تھا۔

(۱۴) پھر جب مہاجرین و انصار کی شوریٰ پر خلافت منحصر تھی - تو عبدالرحمن بن عوف نے علاوہ خدا اور رسول کے اطاعت میرت شیخین بہر عمل کرنے کیواسطے کیوں کہا کیوں وہ مقولہ حضرت عمر ابن الخطاب

کہ شروع رسالہ میں
مافی ص ۲ پر تحریر کیا

کا۔

کی نفس اور اتفاق

اور قائم ہو کر ایک

علی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو راہ حق و ہدای

ق کے حوالہ کر دیا

و گے اور ہمیشہ

اعی حکومت

کئی اور تیرہ

ام کا ان پر

ہو گیا لاکھ

دی میں

اور غیر

ابوبکر
کے
میں
عبداللہ

اوہ

خطا

حسبنا کتاب اللہ کو بھول گئے بھلا اس شرط کو سب افضل سب سے زیادہ فاضل نبی صلعم کے
قدم قدم چلنے والے اور سیرت الرسول پر عمل کرنے والے جناب امیر علیہ السلام کب قبول فرماتے تھے جبکہ وہ
کئی دفعہ حضرات شیخین کی اصلاح کر چکے تھے اور اکثر امور شریعت میں غلطی کرنے سے روکا کرتے تھے جن کی
نسبت اکثر حضرت عمر فرمایا کرتے تھے لولا علی لہذا علی لہذا عمر اور لا ابغاضا لہ بعدک یا علی۔
(ارجح المطالب ص ۶۷) اس لئے جناب امیر علیہ السلام نے سیرت شیخین کے اتباع سے انکار کر دیا۔ مگر
حضرت عثمان غنی نے سیرت شیخین کی شرط کو قبول کر کے خلافت حاصل کی جبکہ نتیجہ یہ ہوا کہ مروان ملعون
ابن ملعون کو وزیر بنا کر اور تمام بیت المال اپنے قریب لٹا کر شیرازہ خلافت کا تر بتر کر دیا آخر کار خود بھی
شہید کر دئے گئے اور خاندان رسالت سے ہمیشہ کی واسطے خلافت نکل گئی۔

(۱۶) اب حضرات اہل سنت فرماویں کہ آپ کی کون خلافت حق ہے۔ اگر حضرت ابوبکر کی خلافت کا اجماع
درست ہے تو بھی اصول قائم رہنا چاہیے تھا۔ مگر خود حضرت ابوبکر نے اس قاعدہ کو توڑ دیا اور اپنی زندگی کے
خاتمہ سے چند منٹ پہلے بذریعہ وصیت حضرت عمر ابن الخطاب کو ولیعہد مقرر کیا حالانکہ جناب رسول خدا صلعم
نے حضرت عمر کو اپنے زمانہ نبوت میں پیش نماز بھی نہ ہونے دیا تھا۔ اور کبھی بھی کسی لشکر پر سردار نہ ہوئے بلکہ
اسامہ بن زید کے ماتحت رہے۔ اور تمام غزوات رسول مقبول صلعم میں بھاگتے رہے۔ جنگ حدیبیہ میں
کہ پہاڑ پر چڑھے۔ جنگ حنین میں فرار ہوئے۔ جنگ خندق میں عمر بن عبدود سے خود بھی ڈرے اور لشکر
اسلام کو بھی ڈرایا۔ جنگ خیبر میں شکست کھا کر واپس ہوئے صلح حدیبیہ میں رسالت پیغمبر خدا پر شک
کیا۔ مرض وفات النبی کی وقت دوات و قلم کو روکا۔ اور سرور عالم صلعم کو درد سر و ندیان کے کلمات کہے۔
(مدارج النبوة و بخاری) سرور عالم صلعم کے جسم مبارک کو بغیر ٹھنڈا ہوئے چھوڑ کر خلافت پر جا قابض ہوئے
بعد ازاں اور لکڑیاں لیکر مکان رسول مقبول صلعم کو جلانے کو تیار ہوئے۔ حضرت ابوبکر سے سند باغ فدک
لیکر بھاڑ ڈالی اور صحابہ کبار کو بہت ذلیل و خوار کیا۔ علی خیر العمل کو مٹا کر الصاۃ خیر من النوم داخل کر
دیا۔ تو وہ خلیفہ حق کیسے ہیں۔

(ب) حضرت عمر نے مشورہ مہاجرین و انصار کو بلائے طاق رکھ کر ایک خاص کمیٹی مقرر کی اگر
اس آخری قاعدہ کو مانا جائے تو سابقہ خلافت شیخین کا اصول ٹوٹ جاتا ہے۔

(ج) حضرت ابوبکر نے اقیلو فی اقیلو فی لست اخیلکم و علی فیکم یعنی مجھ سے خلع بیعت

کرو۔ میں تم سے اچھا نہیں ہوں جبکہ حضرت علی تمہارے درمیان ہیں۔ فرما کر اجماع کو توڑ دیا۔

(د) حضرت عمر نے بیعت ابو بکر فتنہ ایک امر ناگہانی کہا پس کسی صوت سے بھی یہ اجماع ٹھیک و درست نہیں بیٹھتا۔ یہ خلافت نصی ثابت ہوتی ہے۔ اور نہ ہی اجماعی مگر خدا جانے یہ علماء اہل سنت مرغی کی ایک ہی ٹانگ کہو جاتے ہیں۔ اور اپنی ضد و ہیٹ دھرمی سے باز نہیں آتے۔ اور خلیفہ اللہ بلا فصل کی پیروی نہیں کرتے اگر خلافت اجماعی حق مانی جائے تو قرآن شریف و احادیث صحیحہ و معاویہ جناب امیر کو جھٹلانا پڑتا ہے۔ (نور الدین)

(۱۷) رسالہ فتح الرحمانی کے صفحہ ۱۶ پر خط علی علیہ السلام بنام معاویہ درج ہے جسکو ایک صاحب نے آیت شوریٰ پڑھ کر اس خط کو تفسیر میں بمقام اٹھا کر ہزاری جھنگ وقت مباحثہ مولانا مولوی سید شرف حسین صاحب کے پیش کیا تھا جبکہ جواب مولانا صاحب نے اسی مجمع میں دیدیا تھا۔ اور بندہ ساہیولف کتاب ثبوت خلافت فریادج ۱۹۳۸ء میں فیض قرانی چھپو کر جواب خط شائع کر دیا تھا۔ اب معزز ناظرین کی خاطر تفصیلی طور دوبارہ لکھتا ہوں۔

خط علی علیہ السلام بنام معاویہ کتاب نہج البلاغۃ مطبوعہ ایران ص ۱۸۹ فتح الرحمانی ص ۱۷۱ ومن کتاب لہ علیہ السلام مالی معاویۃ انہ با

یعنی القوم الذین بايعوا ابابکر وعمر وعثمان على ما بايعوهم عليه فلم يكن للشاهدان يختار ولا للغائب ان يردوا فما الشورى للمهاجرين والانصار فان اجتمعوا على رجل وسمعه

امام ما كان ذلك لله رضى فان خرج من امرهم خاسر بطعن او بدعته رده الى ما خرج

منه فان ابى قاتلوه على اتباعه غير سبيل المؤمنين ولا اله الله ما توفى ولعمري يا معاوية ائین

نظرت بعقلك دون هواك لتجدنى - ايرء الناس من دم عثمان ولتعلمن انى كنت فى عزلة

عنه الا ان تتجننى فجن مابدالك والسلام - ترجمہ: بیشک مجھ سے اُس قوم نے بیعت کی جس نے

ابو بکر و عمر و عثمان سے کی تھی۔ اور اسی امر پر بیعت کی ہے جس پر انکی بیعت وقوع میں آئی۔ اب کسی شخص حاضر کو

اختیار نہیں کہ وہ علی پر رستہ اختیار کرے اور نہ شخص غائب اسکی تردید کر سکتا ہے۔ تحقیق شوریٰ مہاجرین اور انصار

کے لئے لایق ہے جس شخص پر انہوں نے اجماع کیا اور اسکی نام امام رکھ دیا۔ تو پروردگار کی خوشنودی ہے اگر کوئی

خارج ہو نبیو الاطعن اور بدعت انکے حاکم سے نکل گیا۔ تو اسے اسکی طرف لوٹاؤ جس سے وہ خارج ہوا ہے اگر اس نے

انکار کیا تو اسکو قتل کرو۔ کیونکہ وہ سبیل المؤمنین کے برخلاف اتباع کر رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اسے اس کام کی طرف متوجہ

کر دیگا۔ جسکی طرف اُس نے توجہ کی ہے۔ مجھے اپنی جان کی قسم اب معاویہ اگر توحشتم بصیرت سے دیکھتا اور خواہشات کی

پیروی نہ کرتا تو مجھے ضرور سب لوگوں سے زیادہ خون عثمان سے بری الذمہ پانا اور سچے معلوم ہو جاتا کہ میں اس سے علیحدہ ایک گوشہ نشین تھا۔ مگر تو اس شخص سے خون عثمان طلب کرے جو خون بہا نیوالا نہیں۔ اگر ایسا ہو تو شوق سے دعوت کر جو سچے معلوم ہوا ہے۔ والسلام۔

جواب :- اگر اس خط کے وہی معنی لئے جائیں جو مولوی صاحب نے اپنے رسالہ فتح الرحمن میں لکھے ہیں اور اسکو حجت شوریٰ قائم کر کے نص خلافت اصحاب ثلاثہ قبول کیجائے تو اسی کتاب نہج البلاغۃ میں ایک دو خطیے ایسے ملیں گے جن سے آپ کا دعویٰ خلافت نصی ثابت ہوتا ہے۔ اصحاب ثلاثہ کی خلافت خاصہ یا باطلہ ظاہر ہوتی ہے۔ جناب مولوی صاحب کو خطبہ شقیہ کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ یہاں اصول خفیہ اذا تعارضت قطعاً یہ دونوں روایات قابل حجت نہ رہیں۔ یہ کبھی نہ ہوگا کہ جناب امیر علیہ السلام نہج البلاغۃ میں جا بجا اپنا استحقاق خلافت جتلا کر اپنا رنج ظاہر فرماویں۔ پھر اسی کتاب میں جماعی خلافت کو مان لیں یہ شان مرتضوی کے جتلا ہے بیشک خط صحیح ہے مگر معانی میں مولوی صاحب کو غلطی ہوئی ہے۔ علی بابا بیوم علیہ سے حقارت ٹیکتی ہے اور تعریف شوریٰ فرماتے ہیں کہ شوریٰ وہ ہے جسپر مہاجرین و انصار جمع ہو کر کسی کو امام بنادیں اور یہ امیر حضرت اصحاب ثلاثہ کی خلافت میں مفقود ہے کہ شوریٰ نہیں ہوا۔ بلکہ جناب امیر علیہ السلام پر مکمل شوریٰ ہوا کہ ایک ہفتہ تک جناب لایت مآب نے انکو سوچنے کی مہلت دی۔

(ب) کلام الامیر امیر الکلام جو صاحبان رموز و نکات و فصاحت بلاغت نہج البلاغۃ سے واقف ہیں وہ اس خط میں جو ملیج کو بخوبی جانتے ہیں جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں اس خلافت عثمانی میں گوشہ نشین تھا۔ پس جائے انصاف ہے کہ جب جناب ولی الکائنات تمام خلافتوں میں علیحدہ رہے تو خلافت راشدہ کیسی حالانکہ الحق مع علی فرمان جناب سرور دو جہاں صلعم ہے۔ یہ نعم ناقیل۔

ظہر الحق بآب ترائب
المقوم مع علی
والباطل کالسراب
والباطل فی الذیاب
فہر ان مع علی
ہو مولینا کالشہاب

(ج) یہ خط حجت نظاماویہ کی طرف اس کے اعتقاد کے موافق الزامی جواب ہے کہ معاویہ نے تحریر کیا تھا کہ اگر آپ سیرت حضرت ابو بکر و حضرت عمر و حضرت عثمان پر ہوتے تو آپ سے حج گوارہ کیا جاتا اگر بالفرض اعتقاد ہی مانا جائے تو پھر موجب حدیث صحیح مسلم باب حکم الفی صفحہ ۸۶۳ مترجم جناب امیر علیہ السلام

چھ ماہ تک کیوں علیحدہ رہے۔ اور بیعت نہ کی۔ پھر بموجب جناب کی تحریر کے آپ نے اہل شوریٰ کا قتل بغاوت کیوں نہ چلا۔ پھر جب خلافت اصحاب ثلاثہ کو حق سمجھتے تھے تو جناب ہمیشہ دعویٰ خلافت کیوں کرتے رہے سبیل المؤمنین سے جناب امیر علیہ السلام کا علیحدہ رہنا کیا معنی رکھتا ہے۔ فافہم و تدبر۔

۸۔ جناب امیر علیہ السلام نے معاویہ کو جواب دیا ہے چونکہ تمہارے نزدیک اجماع و شوریٰ کا ہونا خلافت راشدہ کی واسطے ضروری و لازمی ہے تو یہ اجماع اور شوریٰ کا مل بھی مجھ پر کیا حقہ ہوا ہے تمام مہاجرین و انصار نے مجھ سے بیعت کی ہے تو پھر تمہاری بغاوت و عداوت کیوں ہے۔ یہی مفہوم عبارت از اللہ الخفاء مقصد اول مسئلہ طراخین

(۵) اگر خلافت حضرت شیخین کی برحق تھی تو جناب امیر علیہ السلام نے حضرت عثمان کے شوریٰ کے وقت سیرۃ الشیخین سے کیوں انکار کیا تھا۔ اور خلافت کو قبول نہ فرمایا تھا۔ (فقہ اکبر)

(۹) لیکن اسمیں کسی طرح کا شک نہیں کہ حضرت امیر جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام ہمیشہ اپنی خلافت کے خواہاں رہتے تھے۔ اور انکی خواہش اس غرض سے تھی کہ انکو دنیاوی سلطنت حاصل ہو جائے۔ بلکہ انکی نشانہ دہی تھی کہ امور خلافت میں کوئی کوتاہی جو بہ تقاضائے بشریت اکثر خلفاء (ثلاثہ) سے ظہور میں آتی رہی ہے احیاناً بھی وقوع میں نہ آئے (ارجح المطالب باب ۱ ص ۵۵)

۱۰۔ اگر شوریٰ قابل حجت ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشورہ کر کے حضرت اصحاب ثلاثہ کو خلیفہ کیوں مقرر نہ فرمایا۔ اور حضرت ابو بکر پر شوریٰ کا مل کیوں ہوا۔ خاندان نبوت صلعم کیوں علیحدہ رہے۔ اگر شوریٰ حجت خلافت تھا تو حضرت ابو بکر نے حضرت عمر کو کیوں وصیت کے طور پر شوریٰ خلافت نامہ لکھوا کر اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ کیوں عام مشورہ نہ لیا گیا۔

(۱۸) بہر حال اسلام اور خلاق کا یہ مقتضار تھا کہ سب مسلمان مہاجرین و انصار حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز و تکفین اور نماز و دفن سے فراغت حاصل کر کے اہل بیت رسالت علیہم السلام کو پرستار دیتے اس کے بعد اگر فی الحقیقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کے حق میں اختلاف نہیں کرتے تو ایک کونسل منعقد کرتے جس میں فاضل مہاجرین و انصار علی الخصوص بنی ہاشم مد اپنے رئیس سیدنا و سنا مولانا مرتضیٰ علیہ السلام کے جو اجماعاً محسن اسلام تھے۔ شریک کئے جاتے۔ اور سب ملکر بیک نیتی ان امور پر غور کرتے۔

(اول) آیا قرآن شریف میں کوئی ہدایت یا حکم اس بارہ میں ہے یا نہیں۔ کہ جناب سید المرسلین خاتم النبیین و شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانشین کون ہو۔

(دوم) اگر قرآن شریف میں ایسا حکم یا ہدایت نہ پاتے تو اقوال و اعداۃ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتے اور دیکھتے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپس میں کچھ ارشاد فرمایا ہے یا نہیں۔

(سوم) اگر اس سے بھی کچھ معلوم نہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرز عمل پر غور کرتے۔ مثلاً تبلیغ احکام سورہ ہرات۔ و ہدایت اہل یمن پر مامور ہوتا۔ دعوت قریش میں وہی اور خلیفہ کا لقب پانا خیمہ غارہ میں مولیٰ المؤمنین کا قرار دیا جانا وغیرہ اور اس سے نتیجہ نکالتے کہ کون شخص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانشینی کے لئے زیادہ موزون ہے۔ اور حضرات اسلامی کس کے زیادہ ہیں۔ کون مجاہد فی سبیل اللہ کمرارہ غیر فرار رہا ہے۔

(چہارم) اگر آپس میں بھی کامیاب ہوتے تو دیکھتے کہ انبیاء مرسلین سابق اور ملت ابراہیمی میں جانشینی کا کیا طریقہ تھا یا یہ کہ موجودہ لوگوں میں بلحاظ علم و فضل و حلم و شجاعت و زہد و دیانت و تقویٰ و امانت و سخاوت و حسب و نسب عالیہ و قرابت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و ہدایت الی الاسلام کے کون سب سے زیادہ افضل و ممتاز ہے جس کی کو ان صفات سے نصف پاتے اس کو منتخب کر کے خلیفہ بناتے مگر یہ تو کچھ نہیں کیا گیا۔ بلکہ جو قت بنی ہاشم اور اہل بیت پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب سالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن و دفن میں مشغول تھے خفیہ طور بلاخبر و اطلاع چند لوگوں نے مسجد نبوی سے کمی میل دور بنی سقیفہ میں جمع ہو کر حضرت ابوبکر کا انتخاب کر لیا جو شرعاً عقلاً و نقلاً غیر واجب و ناموزون تھا۔

پھر چونکہ اس قلیل جماعت نے ایک راستہ ڈال دیا تھا۔ دوسروں کو اس پر آنے اور چلنے میں زیادہ غورو فکر کی ضرورت نہ ہوئی تھوڑا سا دباؤ یا ذرا سی مروت و طمع ان کو اس رو پر لانے کیلئے کافی ہو گئی۔ یہاں اہل بیت نبوت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے فارغ ہو چکے اور ان کو اس انتخاب کی خبر ہوئی تو جناب سیدنا و مولانا و امامنا مولیٰ المؤمنین اسد اللہ الغالب علیہ السلام نے اس پر اعتراض کیا تمام بنی ہاشم اور چند خاص اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کا ساتھ دیا۔ چونکہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر کی پارٹی کو غلبہ ہو چکا تھا اس لئے جناب امیر المؤمنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کی پارٹی نے کچھ تو آپ کے سمجھانے اور منع کرنے سے اور کچھ اپنی قلت کے خیال سے اور زیادہ تر و مایاۓ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو مد نظر رکھ کر خونریزی سے پرہیز کیا۔ اور اسلام کے

سرمہ خاں جنگی کی آفت نہ آنے دی۔ ایسی حالت میں جو باتیں حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کی استحقاقِ خلافت پر دلالت کرتی ہوں یا جو امور نامناسب خلیفہ وقت سے سرزد ہوئی ہوں۔ یا حضرت عمر کی تیز مزاجی سے جو بے اعتدالیان خاندان نبوت سے واقع ہوئی ہوں انکا اظہار علی الاعلان کیونکر کوئی کر سکتا ہوگا بلکہ ایسی باتیں مصالحِ حکومت کی واسطے تنقیرِ خلافت کی واسطے بالکل مبادی گئیں اور اصلی خاندان کو ہمیشہ ہی محروم رکھا گیا جسکا نتیجہ شہادتِ یدنا و اماں امیر المومنین امام حسین علیہ السلام ہے۔

(پہنچہ) پیغمبر خدا صلعم کے تجنیز تکفین میں شرکت کا خیال اور اسکا انتظار بھی نہ کیا گیا۔ اور یہ جلدی محض اسوجہ سے کی گئی کہ اگر حضرت علی علیہ السلام کو مقیفہ بنی ساعدہ میں شریک ہو کر اپنے کہنے اور دوسروں کو سننے کا موقعہ دیا جاتا تو حضرت عمر کی پالیسی و حکومت کی امیدوں پر یانی پھر جانا۔ اسکا یہ ثبوت ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام نے حضرت ابو بکر کی بیعت عامہ کے بعد مجلسِ خاص میں اپنے دعاوی و استحقاقِ خلافت پیش کئے تو حضرت بشیر بن سعد انصاری مدنی نے کہا ابوالحسن قسم ہے خدا تعالیٰ کی اگر آپ کے سخن صدیق کی بیعت کے پہلے تمام لوگ سننے احتمال تھا کہ دو کس اصحاب سے بھی مخالفت میں نہ اٹھ کر دیکھو و فتنہ الصفا جلد دوم ص ۲۲۲ سطر ۴)

پہلے اس اختلاف نے مسلمانوں کے دو فرقے بنا دیے جنکو شیعہ اور سنی کہتے ہیں۔ متبعین و موالیان اہل بیت رسالت صلعم شیعہ کہلائے اور جو خاندان رسول مقبول صلعم کے مخالف رہے انکے قتل و تباہی و رشتہ بن گئے۔ اور اہل سنت و الجماعت کہلائے۔

(۱۹) جناب امیر علیہ السلام کی یہ کمالِ کیم النفسی تھی اور اس میں شک نہیں کہ آپ ہی کی ذات مستغنی عن الصفات پر یہ عالی ظرفی و بلند ہمتی ختم تھی کہ ایسے نازک وقت میں اپنے ذاتی نفع و نقصان سے بالکل قطع نظر کر کے اسلام کی حفاظت فرمائی اور اسکی اعانت اپنے اوپر ویسے ہی ضروری و لازمی سمجھی جیسے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں سمجھتے تھے اگرچہ فی الحال محض خانہ نشین و عزت گزین ہو گئے تھے۔ اور اربابِ حکومت سے کنارہ کش رہتے تھے۔ اور آپ کی موجودہ حیثیت اسلام کے مفرت و مذلت کے جواب وہ نہیں ہو سکتے تھے۔ تاہم خلیفہ اللہ و حجتہ اللہ امام معصوم و نائب رسول مقبول و مولیٰ المومنین صدیق اکبر و فاروقِ عظیم وارثِ دین رسول اکرم صلعم ہو نیکیے باوٹ ان امور سے جو ذاتِ اسلام سے وابستہ تھے۔ آپ نے چشم پوشی نہیں فرمائی کیونکہ ہر ایک نبی و امام اپنی قوم کا ہادی و

ورہبر ہوتا ہے۔ خواہ قوم مطابق ہو یا مخالف وہ تبلیغ اسلام کرتے رہتے ہیں۔ آپ اب بھی اسلام کی حمایت و
 نصرت میں اس طرح سرگرم تھے جب طویل آپ نے سرگرمی و مستعدی کیساتھ اوایل اسلام میں قریش کے مجمع
 عام میں وعدہ فرمایا تھا۔ اور جب مکہ قریش کے بڑے بڑے ویروں کے رنگ اڑ گئے تھے۔ آپ کو یاد تھا کہ یہ وہی
 اسلام ہے جسکی حفاظت میں آپ اپنا خون اور سپینہ ایک کر چکے ہیں۔ اگرچہ اہل اسلام نے اس وقت آپ کے
 حقوق سے چشم پوشی کی تھی۔ مگر آپ نے تاہم حمایت اسلام میں کوتاہی نہیں فرمائی۔ اور اس طور پر جہاد
 نفس کر کے اسلام کی حقیقت کو ظاہر فرمایا جب کوئی مشکل ارباب حکومت پر آ پڑتی تھی تو آپ نہایت متوجہ
 سے اس کو حل فرما دیا کرتے تھے۔ اور اپنے مشورہ سے امور اسلام کو فائدہ پہنچاتے رہتے تھے۔ جب کاشا بد جناب
 عمر کا قول کو لا علیٰ الہاک عمر ہے۔ آپ نے اس پر آشوب زمانہ میں خود بھی سکوت و تحمل فرمایا اور تمام بنی ہاشم
 اور وابستگان خاندان رسالت کو روکا۔ اور اسلام کے سر پر خانہ جنگیوں کی آفت نہیں آنے دی حضور اقدس
 علیہ السلام کی اس گوشہ نشینی میں بظاہر یہ بھی مصلحت معلوم ہوتی ہے۔ کہ بعض راہبین حکومت خصوصاً حضرت
 عمر کی پارٹی اس فکر میں مبتنی تھی کہ موقع ملے تو جناب ولایت آپ پر فتنہ فساد اور بغاوت و بغاوت اسلام کا الزام
 لگا کر خلافت کا لازم و باغی قرار دیں۔ اور صداریں انتخاب بالراسہ ہو جائیں وجہ سے عموماً ہر ایک شخص کو آزادی
 و خود داری کا خیال وادعا ہو گیا تھا۔ اور لوگوں کی نظر نہ اہل بیت رسالت صلعم کی عزت پر تھی ایسی حالت میں جھوٹو
 بھی موقع پا کر آنحضرت علیہ السلام کی ذات قدسی صفات پر الزام لگا دینا ناممکن نہ تھا یہی وجہ تھی کہ حضور
 ولایت مآب علیہ السلام نے ارباب حکومت سے الگ تھلگ رہ کر گوشہ نشینی اور خاموشی اختیار کی تاکہ کسی کو
 آپ کے بے لوث پاک و صاف دامن پر فتنہ و فساد و بغاوت کے الزام کا دھبہ لگانا کاموقع نہ ملے اپنی استحقاق کے
 پایمال کروئے جانے پر بھی اسلام کی حفاظت و حمایت جس طرح آپ نے فرمائی۔ اور وہ حقیقت آپ ہی کی
 ذات ستودہ صفات و نفس مطمئنہ کا کام تھا۔ شمرۃ النبوة (اللہ صل علی محمد و علی والی سیدنا محمد
 (۲۰) جناب امیر علیہ السلام اس سلطنت و خلافت کے خواہان ہرگز نہ تھے۔ جو بنی امیہ کے ہاتھوں پڑ
 کر بیچوں کا کھیل فٹ بال ہو گئی۔ بلکہ اشاعت فیوض اسلام ظاہری و باطنی و حقیقی معرفت و شریعت کے لئے
 خواہان خلافت و نیابت تھے تاکہ اسلام حقیقی اسلام ہو کر شائع ہو۔ اسمین بدعات سیئہ کا دخل نہ ہو۔ تیس و
 رائے شامل ہوں۔ لوگ کتاب اللہ و سنت کے پابند ہو کر ایک ہی فرقہ اسلام بن کر جبل اللہ کو حکم پہنچیں۔ مگر
 حضرات اصحاب ثلثہ کے فتوحات اور بنی امیہ کے عداوت سے ایسے مسلمان بنائے گئے جنہیں عیش و عشرت

جاہ و جلالت کا مادہ زیادہ پیدا ہو گیا اور امراض فاضل مناقب اصحاب ثلاثہ و بنی امیہ کو رٹنے لگے۔ جیسا کہ پہلی رسالت صلعم کی خلافت کی نوبت آئی تو ان مسلمانوں نے بجائے نصرت و اطاعت کے بصرہ صفین نہروا کربلا معلیٰ میں انہر تلواروں اور تیروں کا مینہ برسا دیا اور انکو بیکسی بے بسی میں شہید کر ڈالا اور ہمیشہ زبان و سنان سے مخالفت پر تلے رہے یہ ہیں مسلمان اور یہ ہے انکا اسلام۔

(۳۱) جو قوم خیال کرتی ہے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے ہدایت کا دروازہ بند کر دیا اور اپنے آسمانی عہدہ دار کی تقرری باتوی کردی وہ ابدی محروم قسمت اور مردہ مذہب والی قوم ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نہ آسمانی عہدہ دار تھے اور نہ مامور من اللہ الہادی۔ وہ صرف ایک بادشاہ (اجماعی) تھے۔ اور اسوجہ سے باعتبار دنیا انکا شمار دنیاوی بزرگوں میں ضرور ہے۔ مگر آسمانی بزرگی اور چیز ہے جس میں خارق عادات قوتیں اور مافوق العادات باتیں مجتمع رہتی ہیں۔ یہ بزرگی صرف آسمانی عہدہ دار ہی کے سرور ہے۔ ایک بادشاہ پر اسکی تلوار و جلالت کے ڈر سے ایمان لانا سبب ذلیل ایمان ہے۔ دیکھو خدائے اپنے آسمانی نشان کے ذریعہ ایسے شرمناک عقیدہ کو کس شد و مد سے باطل کر کے اپنے آسمانی عہدہ اور سچے سلسلے کی بشارت سنائی۔ جس طرح طالوت بادشاہ کیوقت میں سموئیلؑ نبی کام کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت ابو بکرؓ بادشاہ کے زمانہ میں امام و خلیفہ من جانب اللہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام خدا کی بادشاہیت کا کام کرتے تھے۔ فرق صرف اسقدر ہے کہ طالوت میں نور ایمان تھا اور وہ سموئیلؑ نبی علیہ السلام پر ایمان رکھتا تھا لیکن حضرت ابو بکرؓ نے خدا کے نشان اور آیات نبیات سے انکار کر کے خود اپنے کو خلیفہ و امام مشہور کیا۔ اور باوجود اسلام کی تاکید شدید کے کہ اہل بیت سے محبت کرو اور انکی اطاعت کرو۔ اطاعت سے مہنہ موڑا تو پھر حق و صدق سے تم انکار کس طرح کر سکتے ہو۔ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام خلفا ثلاثہ کے زمانہ میں یہاں خدا کا کام کرتے رہے اور ہر قسم کے دکھ اور آلام سہتے رہے جیسا کہ انبیاء سلف علیہم السلام سہتے آئے۔ سید ساجد حسین کاظمی از درخجف جلد ۲ نمبر ۲ ص ۳۲۵

(۳۲) آیت استخلاف سورہ نور میں جو وعدہ الہی ہے کہ مومنین صالحین کو خلیفہ بناؤں گا۔ استخکام و قیام دین و انشاء اسلام اور مسلمانوں کو کفار و مشرکین سے بالکل امن ہوگا۔ اور وہ نڈر رہیں گے۔ یہ وعدہ الہی حضرت علیؓ علیہ السلام کی خلافت ظاہری اور باطنی میں ہی بعد زمانہ نبوت پایا جاتا ہے۔ حضرت علیؓ علیہ السلام کے زمانہ خلافت میں اسلام کو کچھ نقصان نہیں پہنچا۔ اسلام نہروا نخراسان۔ گجرات۔ کاٹھیاواڑ۔

اور حیدر آباد سندھ تک پھیل گیا۔ اور حقیقی انوار اسلام چمکتے رہے اور اصلی منہاج الشریعت جاری رہی۔ دین اسلام میں کوئی بدعت کوئی احداث ہونے نہ پائی۔ عرب اور اسکے ملحقہ ممالک میں اسلام قائم ہو چکا تھا۔ اور کوئی قوم۔ کوئی ملت بگڑنے نہ پائی۔ اور نہ ہی مسلمانوں کا ارتداد ہوا اور نہ ہی مسلمانوں کو حملہ و عراق عرب میں کفار و مشرکین سے لڑنا پڑا۔ اور نہ ہی غیر مذہب یہود و نصاریٰ و کفار و مشرکین نے اسلام پر حملہ کیا اور نہ ہی حجاز عربین الشریعین میں کسی قسم کی فتنہ جنگی ہوئی اور نہ ہی مسلمان دھمکائے گئے۔ کسی شخص کو یہ شکایت نہ تھی کہ وہ فرائض مذہبی بحالت امن ادا نہیں کر سکتا۔ اسلام امن میں تھا اور جہاں تک فرائض منصبی کا تعلق ہے مسلمانوں کو کفار و مشرکین کا کچھ خوف نہ تھا۔ بلکہ کسی امر میں نکادور نہ تھا۔ مسلمانوں کا کفار پر غلبہ تسلط تھا۔ اگر جنگ تھی تو ایک مسلمان حاکم امیر شام معاویہ بن ابوسفیان سے جو باغی اور طاعنی خلافت ہو گیا تھا۔ اور اس سے بحکم قرآن شریف تاویل قرآن پر جنگ کر دینی پڑی۔ اور اسلامی شریعت کے حدود کے اندر اس سے جنگ چھڑی رہی۔ معاویہ یہودیہ کو اسلامی مذہبی فرائض کی ادائیگی میں ہرگز رکاوٹ نہ تھی۔ وہ لوگ نماز اور جمعہ جماعت باقاعدہ ادا کرتے رہے۔ ابوسفیان اور اسکا اولاد نے مجبوری کی حالت میں اس وقت اسلام قبول کیا جب انہیں اپنے مقاصد کی کامیابی کی کوئی امید نہ رہی۔ اس لئے معاویہ کی آرزو محض دنیاوی اغراض کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی۔ حکومت امیہ کے بانی معاویہ نے خلافت کی ہوس طمع آخرت یا دینی خلافت کیلئے نہیں کی تھی۔ معاویہ کی نظر ہمیشہ نظم مملکت و سلطنت پر رہی شریعت اسلام سے ہمیشہ غافل رہا۔ اور اسکے عہد میں جو رول ظلم اور بدعات سیئہ کا دور دورہ ہو گیا۔ اور اسلام پھر زمانہ جاہلیت میں لوٹ آیا۔ اور پولٹیکل چال بازیوں اور رنگ رلیاں شروع ہو گئیں۔ شام میں اسلام کا نام ہی نام رہ گیا۔ جبکا اظہار اس کے بیٹے یزید بلید کے زمانہ میں ہوا کہ توحید کا نام مٹایا گیا۔ شراب زناہ و لواط ترک صوم و صلوٰۃ کا علانیہ بازار گرم ہوا۔ حالانکہ وہ بھی معاویہ بن ابوسفیان صحابی کا ولیعہد تھا۔ اور اہل حل و عقد۔ وصیت شوریٰ و استیلا چاروں اصول جماع سے ضعیف ہوا تھا۔ مدینہ منورہ و مکہ معظمہ کے صحابہ کیار نے اسکی بیعت کی تھی۔ تو وعدہ الہی آیت استخلاف اس پر کپور صادق نہیں آتی۔ اور کیا وجہ ہے کہ یزید کو خلفائے راشدین میں نہیں گنا جاتا۔ اور اس پر ہمیشہ لعنت ابدی برستی ہے۔ وجہ یہی ہے کہ اس نے اصلی و حقیقی وارثان دین متین سے منہ موڑا۔ اور محبت اہلبیت رسالت کو چھوڑا۔ اور فرزند رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہزادہ کونین سیدنا امام حسین علیہ السلام خلیفۃ اللہ و مامور من اللہ کو تخت میرحمی سے شہید کر دیا اور اہل بیت نبوت کو اسیر کر کے در بدر شہر بہ شہر پھرایا۔ اور

کے۔ جب اہلبیت
صفین نہرو
بشہ زبان و

دروازہ
بوالی
اجامی

بیزرہ
دار
کھو
دار
مہرہ

ت
تے
ن

انکی عزت و شان کو مٹایا۔ مگر یہ ورثہ امانت و قتل و غارت تو اس نے اپنے بزرگان سلف و خلفاء اسلام سے حاصل کیا تھا۔ اگر حضرات اصحاب ثلاثہ اہل بیت رسالت و خاندان نبوت سے خلافت کو دور نہ کرتے اور انکی بے ادبی و کتاخی نہ کرتے مگر ان عرش نشان رسول مقبول صلعم کو آگ نہ لگاتے تو زمانہ نیرید میں کربلا معلیٰ میں خیام گاہ فرزند خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آگ نہ لگائی جاتی۔ اور تاجی خیام و اسیری الہبیت عظام نہ ہونی میج کہا ہے۔ کہ امام حسینؑ سقیفہ میں قتل ہوئے پس وہ خلافت ہرگز کبھی بھی خلافت راشدہ بموجب وعدہ الہی نہیں ہو سکتی جس میں خاندان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہزاروں مصائب و تکالیف برواشت لگی ہوں۔ اور کبھی بھی امن اور چین سے نہ رہے ہوں۔ خلافت خلفائے ثلاثہ و بنی امیہ و بنی عباس و خلافت عثمانیہ ہرگز وعدہ الہی کے مطابق نہ ہوئیں۔ اور نہ آیت استخلاف کے ماتحت رہیں کیونکہ انہیں سادات کرام و صحابہ عظام و شیعیان امیر المؤمنین علیہ السلام پر سخت جور و ظلم ہوئے۔ وہ قید ہوئے۔ جلا وطن ہوئے۔ غارت ہوئے۔ قتل ہوئے۔ شہید ہوئے۔ زندہ دیوار و نہیں چن وئے گئے آخر اللہ تعالیٰ نے اپنا انتقام لیا کہ اس چودھویں صدی ۱۲۶۰ء میں اس خونخواری خلافت کا خاتمہ ہو گیا۔ وَجَاءَ الْحَقُّ وَزَهَّقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

باب چہام

در بیان خلافت بلا فصل

نوروز نے اپنا رنگ تازہ بدلا اشجار نے بھی لباس سادہ بدلا
خوش دوست ہوئی جو آو دشمن ناراض اس ایک خلافت علی سے کیا کیا بدلا

نوروز شد و جملہ جہاں گشت منور
کہ بر سخت خلافت بشت ساقی کوثر

فصل ۱۳

در بیان خلافت راشدہ و حق ائمتہ رضوی

(۱) جناب امیر المومنین امام الاشبہین ہادی مومنین و پیشوائے مسلمین ولی مومنان و مولائے دو جہان امام المتقین یسویہ لدین ظہر الحجاب و الخراب الخ رسول زوج بتول ابوالسبطین مولانا و مولی الثقلین امام المشرق و المغرب اسد اللعالبین نا و اماننا و مولانا علی ابن ابی طالب علیہ السلام بروز پنجشنبہ ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ میں خلافت ظاہری پر سندنشین ہوئے۔ اللہم صل علی سیدنا محمد و علی الی سیدنا محمد و بکراتک و سلیم۔

(۲) جب سرور عالم صلعم نے اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی تو جناب امام الہدے مولانا علی المرتضیٰ حسب نصوص و احکام خدا و رسول پیشوائے خلق و امام برحق و خلافت نبویہ پر نامور ہوئے اور امام اول قرار پائے جنکو تمام صوفیائے کرام و اولیائے عظام و اصحاب صفہ بنی ہاشم و بنی مطلب و مجانب اہلبیت نے آنجناب کو بر سر و شہیم قبول کیا۔ اور امام شریعت ہادی رہ معرفت و پیر طریقت تصرفات ظاہری و باطنی پر حاکم ہوئے۔ تصرفات ظاہری سے تو خلفائے ثلاثہ نے آپ فیض حاصل کیا۔ و ہر ایک امور شرعیہ و ہر شیکل معاملات میں جناب ہی کی رائے صاحب بر عمل کیا گیا۔ و ظاہری برائے نام خلیفہ تھے اور تصرفات باطنی سے تاقیامت امت محمدیہ صلعم کے نیک بندے فیضیاب ہوتے رہیں گے۔

(۳) جب حضرت عثمان ایک بلوہ عام میں ناگہانی قتل کئے گئے۔ انکو کسی خلیفہ کے مقرر کرنے کا موقعہ نہیں ملا۔ ورنہ اس قدر بھی جناب امیر علیہ السلام کی حق تلفی ہو جاتی۔ کیونکہ بنی امیہ کا زیادہ زور ہو گیا تھا۔ انکی حکومت و امارت کا سکہ عراق و عرب میں جم گیا تھا۔ اور لوگوں کو دنیاوی الحج دیکر اپنا گرویدہ کر لیا تھا جب حضرت عثمان قتل ہو گئے تو ہاجرین و انصار مسجد نبوی میں جمع ہوئے اور اتفاق کیا کہ جناب امیر کی بیعت کر لیں۔

نوٹ کہ جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام حضرت عثمان کے قتل کے دوسرے روز اتفاق رائے خلافت پر متمکن ہوئے۔ اور چونکہ صحابہ کے نزدیک انکی خلافت پہلے ہی سے اجماع قائم ہو چکا تھا کہ اہل شوریٰ نے اتفاق رائے حضرت عمر کے دفن کے بعد خلافت کو صرف حضرت عثمان اور حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام دو بزرگوار و نمین دائرہ دیدار تھا۔ اور جب حضرت عثمان خلیفہ

و خلفاء اسلام سے حاصل کرتے اور انکی بے ادبی کو بلا معنی میں خیام گاہ عظام نہ ہونی بیچ بموجب وعدہ الہی تکالیف برواقت بنی عباس و کیونکہ انہیں یہ ہوئے۔ نئے گئے آخرت کا خاتمہ

بنائے گئے۔ تو صرف حضرت علیؑ کے حق میں خلافت باقی رہی قتل عثمان کے بعد صحابہ نے بے چون و چرا انکی خلافت پر بیعت کی۔ اور انکو خلیفہ برحق تسلیم کیا۔ (از کتاب اجتہاد منی ضمیمہ ۲ ص ۱۳۷)

اسوقت تمام گروہ جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خلافت کے واسطے عرض کیا۔ اور بہت اصرار کیا۔ اور جناب کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ تو حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کام خفیہ نہیں ہو سکتا مسجد نبویؐ میں گل سب صحابہ بدری جمع ہوں اور جناب امیر علیہ السلام نے کوئی حاجت باقی نہ رکھی کہ ان لوگوں پر تمام نہ کی ہو۔ اور کئی روز تک انکو سوچنے کی واسطے مہلت دی۔ در وقتہ الصفا۔ طبری ابن اثیر۔ ابو الفداء تاریخ اسلام علامہ عباس)

(۴) جلد سوم روضۃ الاحباب ص ۵ پر منقول ہے کہ بعد قتل حضرت عثمان جب لوگوں نے حضرت علیؑ علیہ السلام سے خواہش بیعت کی اسوقت جناب نے فرمایا کہ مسجد میں جاؤ کہ یہ کام خفیہ طور نہ ہونا چاہئے پھر لوگ مسجد میں جمع ہو گئے اول جس نے بیعت کی طلحہ تھے۔ بعدہ حضرت زبیر نے یہ سعادت حاصل کی پھر اہل مصر نے ایک ہی دفعہ بعد از ان مہاجر و انصار و اہل مدینہ گروہ گروہ ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ پس امیر المؤمنین علیؑ علیہ السلام روز جمعہ بر سر منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ اور خطبہ نہایا ہی فصاحت و بلاغت سے فرمایا۔ اور کہتے ہیں کہ اول اس خطبہ کا یہ تھا۔

الحمد لله على احسانه قد رجع الحق الى مكانه

ترجمہ: سب تعریف اللہ کی واسطے ہے بنا براس کے احسان کے تحقیق حق اپنی جگہ کی طرف پھر آیا۔ حضرات ناظرین یہ فقرہ خطبہ جناب امیر علیہ السلام کا دلیل قاطع و برہان ساطع ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام خلافت اصحاب ثلاثہ کو را شدہ اور دفعہ نہیں جانتے تھے۔ اور دوران خلافت ثلاثہ میں جناب امیر علیہ السلام کا صبر و سکوت مطابق وصیت جناب مآب صلعم تھا۔ اس جناب کے اعلیٰ حوصلہ۔ فراخ دلی۔ صبر و شکر سے دلیل حقیقت خلافت حضرات ثلاثہ پر گز نہیں ہو سکتی۔ پس چونکہ جناب شیر خدا مولا مرتضیٰ علیؑ علیہ السلام کے دشمن تھے۔ خاندان بنی امیہ کل دشمن تھا۔ جناب بی بی عائشہ عداوت رکھتی تھیں۔ طلحہ و زبیر خود خواہش خلافت تھے۔ لوگوں میں جناب کی طرف سے زیادہ کینے تھے۔ جو بنی اکرم صلعم کے بعد ظاہر ہوئے۔ جناب نے مال غنیمت مساوات میں تقسیم کیا۔ اور سیرت شیخین کی پرواہ نہ کر کے اللہ و رسولؐ کی اطاعت کی اس لئے طلحہ و زبیر بنی امیہ نے قصاص حضرت عثمان کا بہانہ کر کے خروج کیا اور امام حق سے باغی

ہوئے۔ اور خیر صادق علیہ السلام کی تمام پیشین گوئیاں پوری ہو گئیں کہ جناب امیر علیہ السلام کو جنگ جل جنگ صفین و جنگ نہروان لڑنی پڑیں۔ جن سے دوفرقت الگ ہو گئے۔ ایک شیعیان علی۔ دوسرے خارجی و عثمان علی علیہ السلام سے

اوروں نے یہ رتبہ کہہ کر سے پایا
اللہ سے نہ خیر البشر سے پایا
تھے بعد نبی شیر خاں وارث تخت
پایا کسی عامر نے تو شر سے پایا
حق نے علی کو تاج ولایت عطا کیا
اور خلعت امان و دیانت عطا کیا
اس شہ کے کیا بیان ہو بھلا غرض شان
نائب ہو جو رسول خدا کے جہان کا

بیعت عامہ ابن سعد کہتے ہیں کہ شہادت حضرت عثمان کے دوسرے روز صحابہ نے سوا حضرت طلحہ و زبیر کے بطوع خاطر حضرت علی سے مدینہ میں بیعت کی پھر یہ دونو حضرات بی بی عائشہ کو ہمراہ لیکر بصرہ گئے اور وہاں حضرت عثمان کے خون کا مطالبہ کیا جب حضرت علی کو یہ خبر پہنچی تو آپ بھی عراق تشریف لے گئے اور جمادی الآخر ۳۳ھ میں جنگ جل ہوئی جس میں حضرت طلحہ و زبیر وغیرہ تیرہ ہزار آدمی شہید ہوئے۔ حضرت علی علیہ السلام بصرہ میں پندرہ روز بکر کو ف تشریف لیگئے وہاں پھر معاویہ بن ابوسفیان نے خروج کیا حضرت علی علیہ السلام نے یہ خبر پا کر اس سے سفر ک ۳۴ھ صفین میں صف آرائی کی۔ کئی روز کے جدال و قتال کے بعد اہل شام (معاویہ شاہیوں) نے ازراہ فریب قرآن شریف بلند کر لئے۔ لوگوں نے لڑائی سے ہاتھ اٹھائے۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی مطبع صدیقی لاہور صفحہ ۹۳ و ۹۴)

(ب) جناب علی علیہ السلام کے زمانہ خلافت میں کچھ ایسے فتوحات نہیں ہوئے۔ کیونکہ شروع ہی میں چند اسطرح کی باہمی خانہ جنگیوں اور اندرونی و بیرونی ریشہ دوانیوں نے ہاتھ پاؤں پھیلے تھے جن سے حضرت علی کو ایک لمحہ کے لئے بھی فتوحات کی طرف متوجہ ہونے کی فرصت نہیں ملی علاوہ برہس انکی خلافت کا زمانہ تھا ہی کتنا صرف چار برس نو مہینے ۳۵ھ ہجری کے آخری مہینے ذی الحجہ میں تحت خلافت پر بیٹھے اور بیٹھتے ہی طلحہ و زبیر ان سے ناراض ہو کر نکلا اور مکہ سے بصرہ چلے گئے طلحہ و زبیر کی ناراضگی کی صرف یہ وجہ تھی کہ وہ قاتلین عثمان سے قصاص لینے میں جلدی کرتے تھے اور حضرت علی مصلحتاً اس بارے میں کچھ مہلت چاہتے تھے انکا خیال تھا کہ بیعت کا سلسلہ تمام شہروں میں تمام و کمال کو پہنچ جائے اور امر خلافت اچھی طرح اپنے پاؤں جمالے تو قاتلین عثمان کے بارے

میں تفتیش کجائے اور اگر ابھی سے اس مقدمے کی تفتیش کجائے گی۔ اور قاتلین عثمان سے قصاص لیا جائے گا تو عام شورش کی آگ جو ذرا دم نہ پڑ گئی ہے فوراً بھڑک اٹھائیگی۔ اور ایسی بھڑکیگی کہ پھر اسکا دبا سوختہ شکل دیکھنا
 کاٹھن اور زبیر اور شام و مصر اور عراق کے بہت لوگ جنہوں نے ابھی تک حضرت علیؓ کو خلیفہ تسلیم نہیں کیا تھا کہتے تھے
 کہ خدائے قرآن میں اخذ قصاص کو فرض واجب کہا ہے اور ہم حکم خدا میں تاخیر کرنا کی وجہ سے گنہگار ٹھہرتے ہیں
 اس لئے سب سے پہلے ہم قاتلین عثمان سے قصاص لینا ضروری ہے۔ بات تو صرف اتنی ہی تھی مگر بیچ والو کی ناجائز
 ریشہ دوانیوں نے اسکا بنگڑ بنگڑا کر کہا یہاں تک کہ دونوں فریقوں کو لڑوا کر تیرہ ہزار آدمیوں کا خون کرا دیا حضرت علیؓ
 اور زبیر اور شام و عراق کے کچھ لوگ گئے پوچھے۔ اس موقع پر ام المومنین حضرت عائشہؓ نے ہی میں تشریف رکھتی تھیں۔
 یہ لوگ ام المومنین کو ساتھ لے بصرے پہنچے یہاں لوگوں نے انکو دیا کہ علیؓ اور زبیر اور ام المومنین عائشہؓ فوج کے فراہم
 کرنے اور حضرت علیؓ سے مقابلہ کرنا کی غرض سے بصرے گئے ہیں۔ اور عنقریب افواج کثیرہ کے ساتھ مدینہ پر حملہ آور ہوتے
 ہیں حضرت علیؓ یہ افواہ سن کر مدینہ سے باہر نکلے اور بڑی جمعیت کے ساتھ عراق پہنچے۔ بصرے میں دونوں لشکروں
 کی اتفاقی مٹھ بھڑک ہو گئی۔ اس لڑائی کے برہان کے لئے میں زیادہ حصان ہی لوگوں نے لیا جو قتل عثمان میں شریک تھے
 الغرض دونوں طرف سے صف بندی ہوئی۔ اور صبح سے لیکر عصر کی وقت تک بڑے گھمسان کی لڑائی ہوتی ہی علیؓ
 اور زبیر کے ساتھ اس لڑائی میں تیس ہزار آدمی تھے۔ اور علیؓ علیہ السلام کے ساتھ بیس ہزار۔ آخر کار علیؓ اور زبیر شہید
 ہو گئے۔ اور ان کے لشکر کو شکست ہوئی۔ دونوں طرف کے تیرہ ہزار آدمی کام میں آئے جن میں بہت سے عساکر اور
 زہاد صحابہ اور انبیا صحابہ تھے۔ یہ واقعہ ہجادی الاخریٰ ۳۵ھ کو پیش آیا۔ اور اسکا نام واقعہ جبل رکھا گیا کیونکہ اس
 معرکہ میں ام المومنین عائشہؓ رضی اللہ عنہا ایک وٹ پر سوار ہو کر شریک جنگ بن گئیں۔ (مستقول از کتاب اجتہاد سنی ما
 حضرت علیؓ علیہ السلام نے دونوں طرف کے مقتولوں پر ناز جنازہ پڑھی اور تین روز بصرے میں رہ کر
 کوئے تشریف لے آئے۔ اور جریر بن عبد اللہ کو ایک خط دیکر اہل شام اور معاویہ کی طرف روانہ کیا خط کا مضمون یہ
 تھا کہ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مہاجرین و انصار اصحاب بنی تمیمری خلافت پر بیعت کر لی ہے۔ اور مجھے خلیفہ برحق
 تسلیم کر چکے ہیں۔ تو تم کو بھی بیعت میں داخل ہونی کی تکلیف دیجاتی ہے۔ معاویہ اور اہل شام نے خط کے اس مضمون کو
 پڑھ کر قاصد کو صاف جواب دیدیا کہ جب تک قاتلین عثمان سے قصاص نہ لوگے ہم بیعت نہ کریں گے۔ جریر بنا کام واپس آیا
 تو علیؓ علیہ السلام ستر ہزار فوج ساتھ لیکر شام کو روانہ ہو گئے۔

اور معاویہ ساتھ ہزار فوج لیکر شام سے نکلے موضع صفین میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا اور شروع

والجہ سے اس سے آغاز حرم ۳۷ تک معرکہ آرائیاں ہوتی رہیں۔ حرم کے سارے بیٹے میں لڑائی ملتوتی ہی صفر کے شروع ہوتے ہی پھر لڑائی شروع ہو گئی۔ غرض کہ پورے سو یا ایک سو بیس روز تک دونوں فریق نہایت کوشش و کشش سے لڑتے رہے۔ اس کے بعد معاویہ کا لشکر بالکل بیدل ہو گیا۔ اور قریب تھا کہ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ جائے۔ اتنے میں معاویہ کے سرداروں نے قرآن مجید کو نیروں پر اٹھا کر کہا۔ کہ ہم میں اور تم میں کتاب اللہ فیصلے کے لئے بس ہے۔ یعنی کتاب اللہ میں حکم ہے کہ باہمی اختلاف کے وقت ہر فریق اپنا ایک بیج کھڑا کر دے۔ پھر دونوں بیج جس کے حق میں فیصلہ دے دیں۔ دوسرے فریق کو بیچوں و چراگہاں فیصلہ مان لینا چاہئے۔ (کتاب اجتہاد سنی ص ۱۳۷)

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے سرداروں سے کہا بھی کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کچھ نہ کچھ خدع اور مکر ضرور ہے۔ مگر ان کے سرداروں نے صاف کہہ دیا کہ ہمارا کام ابھی چھوڑتے بن نہیں پڑتا۔ آخر کار لڑائی موقع ہو گئی۔ اور معاویہ کی طرف سے عمرو بن العاص اور علی علیہ السلام کی طرف سے ابو موسیٰ اشعری حکم مقرر ہوئے۔ فریقین کی طرف سے صلح نامہ لکھا گیا۔ اور یہ بات طے ہو گئی۔ کہ اب تو بیس سال ازبیدہ کے آغاز میں فریقین کے دانشمند اور اصحاب الہدیٰ موضع ازرج میں جمع ہوں۔ اور امت محمدیہ کے حق میں جو بات بہتر ہو عمل میں لائیں۔ اس قرارداد کے بعد لوگ منتشر ہو گئے۔ معاویہ ملک شام کو چلے گئے۔ اور حضرت علی کو فے تشریف لے آئے۔ حضرت علی کو فے آئے ہو چندی روز گزرے تھے۔ کہ خوارج نے سر بھارا اور یہ کہہ کر کہ علی نے اباموسے کو حکم مقرر کر کے اپنی گردن سے خلافت کا طوق نکال دیا۔ بلکہ دائرہ اسلام سے اپنے تئیں خارج کر دیا۔ کیونکہ لا حکم الا للہ بغاوت انگیز شورش ہر طرف برپا کر دی۔ اور موضع حروراء میں لشکر جہرا جمع کیا۔ یہ سب لوگ وہ تھے۔ جو واقعہ جبل اور صفین میں حضرت علی کے ساتھ تھے۔ اور ان کے اصحاب سردار شمار کئے جاتے تھے۔ حضرت علی کو اس کی خبر ہوئی۔ تو انہوں نے خواب کو سمجھانے اور حجت تمام کر دینی غرض سے حضرت ابن عباس کو ان کے پاس بھیجا۔ ابن عباس نے ان کو بہت سمجھایا اور عقلی و نقلی دلائل سے ان کے تمام شکوک رفع کر دیے۔ اس پر بھی کچھ لوگ تو ناام ہو کر حضرت علی کی خدمت میں واپس آئے۔ مگر اکثر لوگ اپنے اسی اصرار پر جمے رہے۔ یا چاہے حضرت علی کو ان کے قلع قمع کے لئے فوج کشی کرنی پڑی۔ اور نہروان میں ۳۷ صحر کو ایک سخت اور عظیم الشان معرکہ ہوا۔ (منقول از کتاب اجتہاد سنی ص ۱۳۹ ضمیمہ نمبر ۲)

اسی برس کے آخر شعبان کے چھٹے میں لوگ حسب وعدہ ازرج میں جمع ہوئے۔ اس موقع پر سعد بن ابی وقاص اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ عمرو بن العاص نے جو معاویہ کے وزیر تھے۔ اس موقع پر بڑی چالاکانہ

کام لیا۔ یعنی ابو موسیٰ اشعری سے ملکر کیا مصلحتیں میں ہو کہ علی اور معاویہ دونوں خلافت سے علیحدہ کر دئے جائیں اور پھر ہم اور تم اپنے دشمنوں سے جھگڑائیں خلیفہ بنائیں۔ تو تم علی کو علیحدہ کر کے نیکی رک دو۔ اور میں معاویہ کے علیحدہ کی ابو موسیٰ اشعری بھولے بھالے آدمی تھے۔ انہوں نے سیدھے سمجھاؤ عمرو بن العاص کی اس رائے کو پسند کیا اور عین موقع پر جبکہ عمرو بن العاص نے انکو بھرب جلسے میں کھڑا کر دیا۔ تو یہ تھوڑی دیر تک عام مجمع میں ایک تہیدی مضمون بیان کرتے رہے جس کا نتیجہ آخر میں یہ نکالا کہ حضرت علی مستحق خلافت نہیں ہیں۔ پھر عمرو بن العاص کھڑے ہوئے اور بڑے زور سے معاویہ کے لئے استحقاق خلافت ثابت کر کے بھرب مجمع میں ان سے بیعت کر لی اور انکے بیعت کرتے ہی اور لوگ بھی معاویہ کی بیعت پر جھک پڑے۔ یہ ساری کاروائی حضرت علی کے بالکل برخلاف تھی اور اسوجہ سے انہیں اس موقع پر وہ کوفت اٹھانی پڑی۔ جسکی کچھ انتہا نہیں۔ وہ ایک تنہا گوشہ میں بیٹھے ہوئے انتہائے غیظ و غضب سے اپنی انگلیاں چباتے اور فرماتے تھے۔ غضب ہے کہ لوگ میری نافرمانی کریں۔ اور معاویہ کی اطاعت خواہج جیسے حضرت علی سے جلے ہوئے تھے۔ ویسے ہی معاویہ سے بھی ناراض تھے۔ اور رات دن اسی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔ کہ کسی طرح ان دونوں کا کام تمام کر دیا جائے۔ چنانچہ انہیں کے تین شخصوں نے کے میں جمع ہو کر باہم عہد و پیمان کیا۔ کہ تا وقتیکہ ہم تین شخص تین شخصوں کو قتل نہ کر لیں گے۔ پیرٹ بھر کر روٹی اور سیر ہو کر اپنی نہ پیئیں گے۔ عبدالرحمن بن ملجم نے قسم کھا کر کہا کہ میں علی بن ابی طالب کو قتل کروں گا۔ اور برک بن عبداللہ نے معاویہ کے قتل کا بیڑا اٹھایا۔ اور عمرو بن ابیہ نے عمرو بن العاص کا قتل اپنے ذمہ لیا۔ چنانچہ عبدالرحمن بن ملجم کو قتل اور رمضان کی سترھویں تاریخ شنبہ کو صبح کے اندھیرے میں جبکہ حضرت علی نماز صبح کو تشریف لئے جاتے تھے شہید کر ڈالا۔ کتاب اجتہاد دینی

واضح رہے کہ رمضان کی اکیسویں تاریخ شنبہ ہجری کو حضرت علی مرتضیٰ شہید ہوئے۔ اور یہ ان لوگوں میں سب سے اخیر تھے۔ جو خلفاء اربعہ کے ممتاز لقب سے مشہور ہیں۔ انکی خلافت کا زمانہ اگرچہ چار سال نو مہینے بتایا گیا ہے۔ اور واقع میں یہ حضرت عثمان کی شہادت کے دوسرے روز سے اپنی شہادت کے وقت تک خلیفہ برحق تھے بھی۔ مگر شامیوں کے تفرقہ ڈالنے اور معاویہ کے خود خلیفہ بن بیٹھنے نے انکی خلافت میں بہت کچھ ضعف پیدا کر دیا تھا۔ جس کے دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ اس زمانے میں وہ عملی ہو گئی تھی۔ اور حضرت علی برائے نام خلیفہ رہ گئے تھے۔ تاہم مدینے اور کوفے وغیرہ کے اکثر لوگ انکو خلیفہ برحق تسلیم کئے رہے۔ مگر انکی شہادت کے بعد بہت کم لوگوں کا خیال تھا کہ انکے فرزند ابیہر حسن علیہ السلام کو سی خلافت پر متمکن ہونگے۔ اور ایسا ہی ہوا بھی کہ

کہ حضرت علیؑ کے بعد کوفیوں نے حضرت حسنؑ سے خلافت پر بیعت کی۔ لیکن انہیں خلافت پر بیٹھے ہوئے کچھ اوپر چھپے جھینے گزرے تھے۔ کہ معاویہؓ اٹھے مقابلے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور انہوں نے مسلمانوں کی خونریزی سے بچنے کے لئے صلح کر لی۔ معاویہؓ کو کچھ بھیجا کہ میں خلافت بائیں شرط تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ کہ تمہارے بعد خلافت میری طرف عود کرے۔ اور حجاز و عراق کے باشندے ان ممالک اراضی میں سے مجھ سے کچھ طلب نہ کریں۔ جو میرے والد کے زمانے میں اٹھے قبضے میں تھے۔ علاوہ بریں بقدر قرض میرے والد کے ذمے ہیں سب ادا کر دئے جائیں۔ معاویہؓ نے ان سب باتوں کو منظور کر لیا۔ اور دونوں میں صلح ہو گئی۔ الغرض اگلے ربیع الاول کے مہینے میں حضرت حسنؑ کو سنی خلافت پر سے اتر گئے اور اب سے معاویہؓ متقل خلیفہ ہو گئے۔ اس کے نو سال بعد یعنی اگلے ربیع الاول کے مہینے میں حضرت امام حسنؑ کا انتقال ہو گیا۔

مناقب از حافظ شیرازی قدس سرہ العزیز

نوشتہ بر در فردوس کاتبان قضاء	بنی رسول ولیدہ حیدر کرار
امام جنی و انسی علی بود علی	ز کل خلق فزون است از صفار و کبار
ز نام اوست معلق سماء کرسی و عرش	ز ذات اوست مطبق زمین بدین ہنجار
علی امام و علی امین و علی ایسان	علی امین و علی سرور علی سردار
علی سلیم و علی سالم و علی سلم	علی قسیم قصور و علی است قاسم ناز

بدشمنان بنشین حافظاتو لاکن

نجات خویش طلب کن بجان شہت چہار

استخلاف جناب علی المرتضیٰؑ (۱) دعوت قریش میں جناب رسول خدا صلعم نے اعلان فرمایا کہ یہ

ص ۹۲۔ ثبوت خلافت حصہ اول میں مفصل دیکھو

(۲) جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا اولاد و بیع کی باز رہیں ورنہ میں انکی طرف ایک مرد کو بھیجوں گا جو

میر بجان کے مانند ہے۔ وہ میرا حکم انکو پہنچا دیگا۔ بڑوں کو قتل کرے گا۔ اور چھوٹوں کو قید کرے گا۔ عمر نے اپنی حقبتی تیجے سے آنحضرت صلعم کے کوٹے میں ماری اور کہا کہ آپ کس کو مراد رکھتے ہیں یا آنحضرت صلعم نے فرمایا میں تجھ کو

مرا دیکھتا ہوں اور نہ ساقی تیرے ابو بکر کو بلکہ اس جوتے سینے والے (حضرت علی) علیہ السلام کو رضائے انسانی
مترجم ص ۲۲ محمد بنی طبع لاہور

(۳) سورہ برات حضرت ابو بکر سے بیکمرج الکبر میں خدائی اعلان نہ کیواسطے لشکر محمدی کا سپہ سالار
جناب حمید رکرا علیہ السلام مقرر ہوئے۔ (ترمذی۔ نسائی۔ بخاری۔ ثبوت خلافت حصہ اول)

(۴) خم غدیر میں ایک گھوڑے پر نہرا صحابہ کبار کے روبرو جناب سیدالابرار احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے من کنت مولاه فعلی مولاه فرما کر سب حاضرین سے ولیعہدی وجانشینی جناب علی علیہ السلام کی بیعت لی
اور حضرت عمرؓ نے اقرار کیا کہ وہ تمام مومنین اور مومنات کے سردار و مولیٰ ہیں۔ (مشکوٰۃ باب مناقب علیؓ
و صحیح مسلم و نسائی و ابن ماجہ) اگر یہ خلافت بلا فضل نہ تھی تو جناب رسول اکرمؐ کا فرمان اللہم انص من نصرة
واخذل من خذله کیوں ہوا اور جلسہ خم غدیر کی کیا غرض تھی۔ مبارکبادی سے کیا فائدہ۔

(۵) جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام زمانہ نبوت میں ہمیشہ علمدار اور سپہ سالار عساکر نبویہ رہے
کبھی کسی کو ماتحت نہ ہوئے۔ (تاریخ اسلام) حالانکہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت سعد بن
ابی وقاص حضرت ابوعبیدہ بن جراح جیسے اصحاب حضرت اسامہ بن زید غلام کی ماتحتی میں جنگ کو روانہ کئے
گئے (درج النبوة جلد ۲ ص ۲۲)

(۶) قبل از وفات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے تمام ہتھیار اور اسباب جنگ اور گہوڑی
جناب امیر علیہ السلام کے سپرد کئے۔ اور وصایا بھی کئے۔ یہ چارج خلافت تھا۔ یا نہ (سورة القدر فی سید علی ہدائی
شافعی) قاعدہ ہے کہ داک دین سلطنت اور دیگر امور ات کی نسبت خلیفہ کو وصیت ہو اگر تھی ہے۔ جو جناب
امیر علیہ السلام وصی رسول مقبول قرار پائے۔

(۷) حدیث ثقلین حدیث سفینہ۔ حدیث منزلت۔ حدیث مشاہرت و رسالت الغیر۔ و حدیث
حائضہ علمی نفیلت اور موروثی امارت و حکومت و اعلیٰ حسب و نسب سے بھی جناب امیر علیہ السلام کا حق خلافت
بلا فضل تعارض ثبوت خلافت حصہ اول)

اسلام کے حقیقی اولی الامر کون ہیں؟ اب اس اولی الامر خلیفہ یا سلطان دین کی تائید میں
پہلی آیت شریفہ معاذ فضل اللہ شیرازی العروف بجمال الدین محدث اپنی کتاب روضۃ الاحباب میں

تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے منقول ہے کہ جب خداوند تعالیٰ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آیت **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا طِيعُوا اللَّهَ وَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ** نازل فرمائی تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم خدا اور اس کے رسول کو تو پہچانتے ہیں پھر یہ اصحاب امر کون ہوں گے اور یہیں جنگی اطاعت خدا اور رسول کی اطاعت سے قریب کی گئی ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم خلفائے من بعدی مایں ہیں علیہ السلام من بعدی اولہم علی ابن ابی طالب۔ ثم الحسن۔ ثم الحسين ثم محمد ابن علی المعروف فی التورات بالباقر وسترکہ یا جابر فاذا القیثہ فاق رمنی السلام۔ ثم الصادق جعفر ابن محمد ثم موسیٰ ابن جعفر ثم علی ابن موسیٰ ثم محمد ابن علی ثم علی ابن محمد ثم الحسن ابن علی یسمی ویکفی حجتہ اللہ فی الارض وبقیۃ فی عبادہ محمد ابن الحسن ابن علی ذالک الذی یفتم اللہ عزوجل علی ید یدہ مشارق الارض ومغاربہا وذلک الذی یغیب عن شیعۃ واولیائہ غیبۃ لا یشہ فیہا علی القول بامامتہ الامن امتحن اللہ قلبہ الا ایمان۔ (روضة الاحباب جلد سوم قلمی ص ۳۵) کلام در بیان بعضی از احادیث و اخبار کہ دلالت وار دیر نظر نسبت آں امام عالی مقدس (جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ ہمارے بعد ہمارے خلفاء ہیں۔ اور انہیں کے اول حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام پھر حضرت حسن علیہ السلام پھر حضرت حسین علیہ السلام پھر حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام۔ امام زین العابدین پھر حضرت محمد ابن علی علیہ السلام جو باقر کے لقب سے مشہور ہیں۔ اسے جابر جب تم ان کو پاؤ اور ان کی زیارت سے شرف ہو تو میرا سلام پہنچانا پھر ان کے بعد حضرت صادق جعفر ابن محمد علیہ السلام پھر حضرت موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام پھر حضرت علی ابن موسیٰ علیہ السلام پھر حضرت محمد ابن علی علیہ السلام پھر حضرت علی ابن محمد علیہ السلام پھر حسن ابن علی علیہ السلام پھر حجتہ اللہ فی الارض اور یقیہ بندگان خدا محمد ابن الحسن علیہ السلام۔ خداوند تعالیٰ انہیں کے ہاتھوں سے مشارق و مغارب دنیا کو فتح فرمایا گا۔ اور یہی اپنے شیعوں کے درمیان سے غیبت اختیار فرما دینگے۔ کچھ امر غیبت سے انکی امامت کا اثبات مقصود نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے اس امر سے لوگوں کا امتحان لینا چاہا ہے۔

ورخصائص نائی

مدنی کاسپیلار

اللہ علیہ وآلہ

م کی بیت لی

نائب علی

من نصرہ

ما کر نبویہ

سعد بن

وروانہ کے

اور گہوڑی

علی جہانی

سو جناب

بیت

ملاقات

مدین

ما کر

بیت

نوٹ:- ان دنوں اہل سنت نے حصہ امارت کا چھاپنا بند کر دیا ہے تاکہ مسلمان اصل
راہ حق صراطِ مستقیم حاصل نہ کر سکیں۔ اور مصنوعی گورکھ دھندے میں جکڑے رہیں۔
نیت دینِ خدار بقول پاک رسولؐ امامِ غیر علیؑ بعد احمدؑ مختار
یعنی بلا فصل امام۔

دوسری حدیث شریف:- علامہ ابراہیم بن محمد الحموی نے کتاب فرائد المطین میں ذکر کیا ہے کہ جناب
امیر علیہ السلام نے مسجد مدینہ منورہ میں صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تمہیں خداوند کریم کی قسم دیکھ
پوچھتا ہوں کہ تم لوگوں کو معلوم ہے کہ جو بوقت یہ آیت اترتی یا ایتھا الذین امنوا طیعوا اللہ واطیعوا
المرسل واولی الامر منکم اور جو بوقت یہ آیت اترتی ائما ولیکم اللہ ورسوله والذین امنوا
الح تو لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هذه الايات فی علی خاصة قال بل
نیہ و فی اوصیائی الی یوم القیمة قالو بینہم لنا قال علی اخي و وارثی - وصی
و ولی کل مومن بعدی ثم الحسن - ثم الحسین ثم الشعة من ولد الحسین
القرآن معهم و معہم القرآن ولا یفارقو و یفارقو قہم حتی یرد و علی الخوض
ترجمہ:- کیا یہ آیات خاص جناب علی علیہ السلام کے حق میں ہیں فرمایا بلکہ اس کے اور میرے واسطے قیامت
تک میرے اوصیاء کیلئے لوگوں نے عرض کیا۔ انہیں سے کون کون ہیں بیان فرمائے۔ سرور عالم صلعم
نے فرمایا جناب علی میرا بھائی اور میرا وارث۔ وصی اور میرے بعد کل مومن کا ولی ہے۔ پھر امام حسینؑ پھر نو
وصی فرزندان امام حسینؑ ہونگے۔ قرآن ان کے ساتھ رہیگا۔ اور وہ قرآن کے ساتھ رہیں گے۔ اور نہ وہ
قرآن سے الگ ہونگے۔ اور نہ قرآن ان سے علیحدہ ہوگا۔ حتیٰ کہ سب ملکر حوض پر آویں گے۔ پھر رب
صحابہ نے کہا ہم نے سنا اور اس پر گواہ ہیں۔

تیسری حدیث شریف:- مشکوٰۃ المصابیح کے باب مناقب العشرہ میں ایک حدیث کا اخیر یہ ہے۔
وان تو میر و علیاً و ابراہیم فاعلمین تجد وہ ہادیامہد یا باخذ بکم الطريق
المستقیم عن علی (رحمہ اللہ) فی فضائل الصحابہ (رحمہم اللہ) رواہ الحاکم و ابو نعیم فی الحلیۃ
مختار کنز العمال ج ۳ ص ۱۹۱ بر حاشیہ سند احمد مشکوٰۃ شریف از النہ الخفازہ۔ اور اگر علی علیہ السلام کو امیر
بناؤ گے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ تم اس کو نہیں بناؤ گے۔ اس کو امی اور مہدی پاؤ گے۔ وہ تم کو

سید سے راستہ کی طرف پکڑ کر لے جایا گیا۔ مومنین سوچنے کا مقام ہے وہ کون سیدھا راستہ جسکے واسطے ہر ایک مسلمان پانچ وقتی نمازیں ادا مانگتا ہے۔ اعدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیہم دکھا ہمکو سیدھا راستہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ وہ منعم علیہ گروہ کون سے وہ بنی صدیق اور شہید اور صالحین ہیں۔ پس جو شخص اطاعت اللہ و اطاعت رسول اور اولی الامر جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کی پیروی کرے گا۔ اسی کو صراط مستقیم نصیب ہوگا۔ اور وہی روز قیامت منعم علیہ گروہ کے ساتھ اٹھے گا۔ پس صراط مستقیم تابعداری و اطاعت جناب امیر علیہ السلام ہے۔ جو جناب امیر علیہ السلام سے پھر گیا۔ وہ سید سے راستہ سے گر گیا۔

تیسری حدیث:۔ سند امام احمد حنبل۔ اکام المرجان توضیح الدلائل۔ مناقب اخطاب میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ آنحضرت صلعم سے عرس کی کہ آج حضور بتیا بانہ کروڑ میں کیوں لے رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اب میری زندگی محفوظ رہی ہے۔ اور امت کے انجام کا خیال ہے۔ ابن مسعود نے عرض کیا کہ آپ ابو بکر کو اپنے بعد خلیفہ بناویں۔ حضرت نے منہ پھیر لیا۔ پھر اس نے عمر اور پھر عثمان کا نام لیا۔ آپ نے منہ پھیر لیا۔ آخر جب حضرت علی کا نام لیا تو حضور نے فرمایا کہ لے ابن مسعود خدا کی قسم علی ہی اس منصب کے لائق ہے۔ اگر تم اسکی بیعت کرو گے تو وہ تمکو سیدھا بہشت میں لیجاے گا۔

چوتھی حدیث امارت:۔ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ عز وجل اوحی الی فی علی ثلثة نواشیء لیلة اسری بی اند سید المومنین و امام المتقین و قائد الغر المحجلین (آخر حصہ دلیلی و حاکم۔ ابو یکر بن مردویہ۔ ابو نعیم مودة القرنی ہمدانی۔ الرجح المطالب باب اول منتخب کنز العمال بواشیئہ سند امام احمد حنبل جلد پنجم ص ۳۷ مصری) ترجمہ:۔ حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ شب معراج میں پروردگار نے علی علیہ السلام کے تین القاب فرمائے۔ کہ وہ مومنوں کا سردار ہے اور متقیوں کا پیشوا ہے۔ اور نورانی ہاتھ منہ والوں کا رہبر ہے۔

پانچویں حدیث امارت:۔ عن ابی عباس قال نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی علی فقال انت سید فی الدنیا و الاخرۃ (آخر حصہ ابو عمر الحاکم خطیب دلیلی۔ الرجح المطالب ص ۳۷ باب اول) حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے جناب علی علیہ السلام کی طرف نظر کر کے فرمایا تو دنیا اور آخرت کا سردار ہے۔

چھٹی حدیث امارت :- عن انس قال كنت مع النبي صلى الله عليه وسلم فاقبل علي فقال لني صلى الله عليه وآله وسلم هذا احبته الله علي امتي يوم القيامة عند الله (مودة القرني) سيد علي بهداني شافعي المودة الرابعة منتخب كنز العمال بر حاشية سند امام احمد حنبل جلد ۵ ص ۳۳) حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ میں پیغمبر خدا صلعم کے ہمراہ حاضر تھا کہ جناب علی علیہ السلام تشریف لائے تب آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ قیامت کے دن میری امت پر خدا کی حجت ہوگا۔

ساتویں حدیث شریف :- عن ابی ہریرۃ قال قیل یا رسول اللہ متی وجبت لك النبوة قال قبل ان یخلق اللہ ادم ونفخ الروح فیہ وقال واذا اخذ ربك من بنی ادم من ظہور ہمد ذریعتہم واشھد ہمد علی انفسہم الست بریکہ قالت لا ہوا بلی فقال اللہ انا ربکم و محمد بنکم و علی امیرکم ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے کہ آنحضرت سے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کیلئے نبوت کب لازم کی گئی فرمایا اس وقت سے پہلے جبکہ خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور روح اُسکے جسم میں بھونکی اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے ۔ اب محمد اس وقت کو یاد کر جبکہ تیرے پروردگار نے بنی آدم سے انکی اولاد کو انکی پشتوں سے نکال کر عہد لیا اور انکو انکے نفسوں پر گواہ کیا اور ان سے کہا کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں تو روحوں نے عرض کی ہاں تو ہمارا پروردگار ہے تب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں تمہارا پروردگار ہوں اور محمد تمہارا پیغمبر ہے اور علی تمہارا امیر و حاکم ہے ۔ (دیکھو فردوس الاخبار و لمبی مودۃ القرنی) سید علی بہدانی شافعی ۔ مودۃ الرابعہ ۔ صفحہ ترجمہ ۷۳ حدیث ۷۷

آٹھویں حدیث امارت :- معاویہ بن ثعلبہ الیشی بیان کرتا ہے کہ جب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سخت بیمار ہو کر انتقال کے قریب ہو گئے تو جناب امیر علیہ السلام سے وصیت بیان کی لوگوں نے کہا اگر تم اپنی وصیت امیر المومنین عمر ابن الخطاب سے بیان کرتے تو تمہاریس لئے بہتر ہوتا۔ فقال ابوذر رضی اللہ عنہ اوصیت واللہ الی المومنین حقا حقاً یعنی حضرت ابوذر غفاری نے فرمایا کہ میں نے اپنی وصیت کو حقیقی سچے امیر المومنین سے بیان کیا ہے راہن مردویہ ۔ راجع المطالب

باب اول ص ۱۹

ناؤیں حدیث امارت و ولایت :- عن ابی عبیدۃ بن محمد بن عمار بن یاسر
 عن ابيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اوصني من
 امن بي وصدقني بولايته على ابن ابی طالب فمن تولاه فقد تولاني ومن
 تولاني فقد تولي الله - ومن احببه فقد احبني ومن احبني فقد احب الله -
 ومن ابغضه فقد ابغضه ومن ابغضني فقد ابغض الله عن وجل (رواه طبرانی
 وابن عساکر منتخب کثر العمال الموضوع بہامش الجزوالخامس من سنن الامام احمد بن حنبل مطبوع مصر
 ص ۲۲ باب فضائل سیدنا علی علیہ السلام) ترجمہ :- ابی عبیدہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر وحی کیا گیا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایمان لایا اور ولایت علی علیہ
 السلام کے بارے میں مجھ کو سچا جانائے اس نے مجھ سے محبت و تولد رکھی اور جس نے مجھ سے تولد رکھی
 اس نے اللہ سے تولد رکھی اور جس نے جناب علی علیہ السلام سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی -
 اور جس نے مجھ سے محبت رکھی پس اس نے اللہ سے محبت رکھی اور جس نے جناب علی علیہ السلام کو دشمن
 جانا اس نے مجھ سے دشمن جانا اور جس نے مجھ سے دشمن جانا اس نے اللہ تعالیٰ کو دشمن جانا۔
 وسورۃ حدیث امارت :- سالت الله يا علي فيك خمساً فمنغني واحدة - واعطاني
 ان يبعث الله ان يجمع عليك امتي فابي علي - واعطاني فيك ان اول من
 تشق عنه الامراض يوم القيامة انا وانت معي معك لواء الحمد وانت تحمل
 بين يديه تسبق به الاله ولين والآخرين واعطاني انك ولي المؤمنين بعد
 (الخطيب والرافعي عن علي منتخب کثر العمال جلد ۵ ص ۳۵) ترجمہ :- جناب رسول خدا صلعم نے
 فرمایا کہ اے علیؑ میں نے اللہ تعالیٰ سے پانچ سوال کئے - ایک سوال تو قبول نہ ہوا لیکن چار سوال قبول
 ہو گئے - میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ میری امت جناب علیؑ کی خلافت پر جمع ہو لیکن یہ قبول
 نہ ہوا اور جو قبول کئے گئے وہ یہ کہ تو سب سے پہلا شخص ہے کہ قیامت کے روز قبر سے نکلیگا - اور تو میں
 ایک جگہ ہو گے - اور تیرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا - کہ تو اسکو اٹھائے گا - اور تمام اولین و آخرین
 اس کے زیر سایہ ہونگے - اور اللہ تعالیٰ نے یہ منظور فرمایا کہ تو میرے بعد تمام مومنین کا سردار ہے -

تجھ کو بخشی ہو خدا نے دو جہان کی سرری
مومنوں کا تو ہی مولا مصطفیٰ اکابر ولی
تیری ذات پاک ہم شان نزول الٰہی
مصطفیٰ کے بعد زیبا ہر بخشی کو برتری

گیارہویں حدیث: عن ابی مسعود قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فانی منزل ام سلمۃ رضی اللہ عنہا علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ام سلمۃ
ہذا واللہ قاتل القاسطین والناکثین والمارقین من بعدی فی الاربعین۔
منتخب کثر العمال حاشیہ سند امام احمد حنبل جلد ۲۵ ص ۳۹ ابی مسعود سے روایت ہے کہ جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بی بی ام سلمہ کے مکان میں تشریف لائے اور اصرار حضرت علی علیہ السلام بھی آنکھ سے پس جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ام سلمہ قسم ہے اللہ کی یہ قاسطین، ناکثین اور مارقین سے میرے بعد
جنگ کریں گے یعنی اصحاب جہل صفین اور نہروان یعنی ظہور و بیرونی بی عائشہ معاویہ اور خوارج سے
بارہویں حدیث: عن السید الحسن ادعوا الی سید العرب قبیل الست سید
العرب قال اناسید ولد آدم وعنی سید العرب فلما جاء قال یا معشر الانصار
اذا دلكم علی ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدہ ابدا۔ ہذا علی فاحبوه یحبہ
واکرمہ بکرامتی فان حبوا نیل امر فی بالذی قلت لکم عن اللہ عزوجل (حل
منتخب کثر العمال حاشیہ سند امام احمد حنبل جلد ۲۵ ص ۳۹ مطبوعہ مصر) سید الحسن سے روایت ہے کہ
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس سردار عرب کو بلاؤ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ
سردار عرب نہیں ہیں۔ فرمایا میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور علی علیہ السلام سردار عرب ہے۔ جس وقت
جناب علی علیہ السلام تشریف لائے سردار وہاں سید الا برار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار سے فرمایا کہ میں تمکو ایسی
چیز بتلاؤں اگر تم اسکو محکم پکڑو تو میرے بعد کبھی بھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ یہ علی علیہ السلام ہے۔ میری
محبت کو باعث اسکی محبت کرو۔ اور میری عزت کے باعث اسکی عزت کرو۔ کیونکہ جو کچھ وحی جبریل
خدا تعالیٰ سے میرے پاس لایا ہے۔ میں نے تمکو خبر پہنچا دی ہے۔ انتہی۔

ترہویں حدیث: عن الشعبی قال قال علی علیہ السلام قال لی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرحبا بسید المسلمین وامام المتقین قیل لعلی فما کان
شکرك قال حمدت اللہ تعالیٰ علی ما اتانی وسالتہ الشکر علی ما اولانی وان

یزید بن معاویہ نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ کو دیکھ کر فرمایا میرا ہے
سرورِ مسلمانوں کے اور متقیوں کے امام اور جناب علی علیہ السلام سے عرض کیا گیا۔ آپ کیا شکر تعارف فرمایا میں
نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی جو کچھ مجھ کو دیا گیا اور مجھ کو جو ولایت بخشی اور جو مجھ کو عطا کیا گیا ہے۔ اس کو زیادہ کر
کی دعا مانگی۔

چو وھوین حدیث :- قال الدیلمی سنان ابو بکر محمد بن ابراہیم العطاس راہی
أخذ الہ سناد عن ابی سعید الخدری عن ارفو عا قال صلعم لما عرج بی سالت
ساجی ان یجعل الخلیفۃ من بعدی علی ابن ابی طالب علیہ السلام (الا الی المنقو)
جلد اول ص ۱۵۶ حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جناب سرورِ عالم صلعم نے فرمایا کہ جب مجھے معراج
ہوئی تو میں نے پاک پروردگار سے سوال کیا کہ وہ میرے بعد جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کو خلیفہ کرے
پندرہ صوین حدیث :- جناب ام المؤمنین بی بی ام سلمہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا۔ علی خلیفتی علیکم فی حیاتی و فی حیات من عصابہ فقد عصانی۔
(روضۃ الاحباب جلد سوم ص ۱۶) علی تم لوگوں پر میری حیات اور میری ممات میں خلیفہ ہے جس نے
اسکی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

فصل ۱۵

در امامت و خلافت بلا فصل موزوہ امیر اطہار علیہم الصلوٰۃ

قوله تعالى :- وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا۔
(سپارہ ۶۔ سورہ مائدہ ۲۷) ترجمہ :- اللہ پہلے بھی بنی اسرائیل سے عہدِ اطاعت لے چکا ہے ہم نے
(اللہ نے) ان ہی میں سے بارہ سردار اُن پر مامور فرمائے۔

(الف) تورات شریف۔ باب ۳۰ آیت ۲۰ میں ہے خداوند نے حضرت اسمعیل کے حق میں فرمایا ہے کہ میں نے

تیری سنی دیکھ میں اسے برکت دونگا۔ اور اسے ہر و مند کرونگا۔ اور اسے بہت بڑھاؤں گا۔ اور اس سے بارہ سردار پیدا ہونگے۔ اور میں سے بڑی قوم بناؤں گا۔

(ف) چونکہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے جناب سیدنا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مماثلت نامہ ہے جس طرح قوم بنی اسرائیل سے بارہ سردار یا بارہ خلیفے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد پے درپے نامور ہوئے۔ اسی طرح بنی اسمعیل قوم جناب سیدنا احمد مجتبیٰ و محمد مصطفیٰ روحی لا الفدا صلعم سے بھی بارہ سردار یا خلیفے پے درپے ہونا چاہئے۔ جس طرح بنی اسرائیل کا بارہواں خلیفہ غائب ہو گیا۔ اسی طرح بنی اسمعیل کا بھی یہاں خلیفہ غائب ہو۔ جس طرح بنی اسرائیل کے خلیفے یا سردار بنی و رسول ہوتے چلے آئے ہیں اسی طرح بنی اسمعیل میں بارہ خلیفے نبیوں و رسولوں کے اوصاف و درجات والے خلیفے ہوں۔ کیونکہ نبوت و رسالت ختم ہو چکی ہے جیسا کہ انبیاء و مرسلین کے وارث انکے فرزند بھائی بند اور قریبی رشتہ دار وارث نبوت ہوئے۔ اسی طرح سیدنا محمد الرسول اللہ صلعم کے وارث بھی انکے بھائی اور قریبی رشتہ ذوی الارحام وارث نبوت ہوں جس طرح گذشتہ انبیاء و مرسلین میں کوئی سرکاری سالادار و جانشین نہیں گذرا اسی طرح بنی آخر الزمان صلعم کا بھی وارث و جانشین انکا سرایا سالانہ ہوتا جاکر مماثلت ثابت ہوگی۔

(ب) سکا شفیو حنا انجیل مقدس باب ۱۲ میں ہے۔ ایک بڑا نشان آسمان پر نظر آیا۔ ایک عورت سورج کو اوڑھے اور چاند اس کے پاؤں کے تلے۔ اور اسکے سر پر بارہ ستاروں کا بلج تھا۔ اور وہ عورت حاملہ تھی۔ وہ فرزند زریہ جنی جو کہ لوہے کا عصا لے سب قوموں پر حکومت کرے گا اور وہ عورت بیابان میں جہاں اس کی جگہ خدا نے تیار کی تھی بھاگ گئی۔ (ج ۱) یہودی علماء کے ڈپوٹیشن نے حضرت یوحنا بپتسمہ دینے والے سے سوال کیا۔ تو کون ہے تو یوحنا نے اقرار کیا میں ایک مسیح نہیں ہوں پھر پوچھا کہ کیا تو ایلیا (علی ۲) ہے حضرت یوحنا نے کہا نہیں پھر سوال کیا کیا تو وہ نبی ہے اس نے جواب دیا نہیں (انجیل یوحنا۔ پہلا باب آیت ۹ سے لیکر ۲۰ تک)۔ اس الہامی پیشین گوئی میں عورت سے مراد والدہ ماجدہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہے اور سورج سے مراد جناب سرور عالم صلعم اور چاند مراد جناب سیدہ معصومہ مطہرہ۔ صدیقہ بتول اور بارہ ستاروں سے مراد بارہ امام علیہم السلام ہیں اور فرزند زریہ سے بھی مراد جناب رسول مقبول صلعم ہیں۔ لوہے کا عصا تلوار ذوالفقار۔ بیابان سے مراد ملک عرب ہے۔ (ب) ملائکہ نبی کے بعد حضرت یوحنا۔ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ۔ حضرت علی المرتضیٰ علیہم السلام کی آمد آتی تھی۔

(د) بارہ اماموں کے اثبات میں قدرت و عظمت اور قرآن شریف کا مطالعہ کرو۔ بارہ ہی چیزوں سے

تمام عالم قائم ہے۔ آسمان میں بارہ برج ہیں۔ وَالسَّمَاءُ ذَاتُ الْبُرُوجِ۔ برجوں والے آسمان گویا
دے رہے ہیں۔

تمام سال کے مہینے بھی بارہ ہیں۔ قَوْلُهُ تَعَالَى إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ
بیشک اللہ کے نزدیک مہینوں کی گنتی بارہ ہے دس سی ساعتیں بارہ ہیں۔ رات کی گھڑیاں بارہ ہیں۔ عدو سال
مہینوں و حکماء کے نزدیک بارہ ہیں۔ روئے زمین پر بڑے بڑے جزیرے بارہ ہیں۔

بنی اسرائیل کے نقیب سردار بارہ۔ اسباط یعنی اولاد یعقوب علیہ السلام بارہ تھے قَوْلُهُ تَعَالَى وَ
اِثْنَيْ عَشَرَ اسْبَاطًا اَحْمًا۔ اور ہم نے انکو از روئے اولاد کے بارہ گروہ کر دیئے۔

نبی عیسیٰ علیہ السلام کے حواری انصار اللہ سے بارہ تھے۔ اور بارہ ہی وصی گذرے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ عصار سے بارہ چشمے پیدا ہوئے تھے۔ قَوْلُهُ تَعَالَى وَ اِذْ
اسْتَسْقَى مُوسٰى لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ۔ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشَرَ نَبِيعًا
عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ۔ اور وہ واقعہ بھی یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی
کی درخواست کی تو ہم نے فرمایا کہ اے موسیٰ اپنی لاشی پتھر پر مارو۔ لاشی کا مارنا تھا۔ کہ پتھر سے بارہ چشمے پھوٹ
نکلے۔ اور سب لوگوں نے اپنا اپنا گھاٹ معلوم کر لیا۔ (ترجمہ مولوی نذیر احمد صاحب۔ البقرہ)

خدا تعالیٰ نے بارہ نبیوں کا نام بنام اس ایک آیت میں فرمایا ہے۔ قَوْلُهُ تَعَالَى اِنَّا اَوْحَيْنَا
اِلَيْكَ كَمَا اَوْحَيْنَا اِلَى نُوْحٍ وَالْحَبْنِ مِنْ بَعْدِهِ وَاَوْحَيْنَا اِلَى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ۔ وَ
اسْحٰقَ۔ وَيَعْقُوْبَ۔ وَالْاِسْبَاطِ وَعِيسٰى۔ وَيُوْسُفَ۔ وَهٰرُونَ۔ وَسُلَيْمٰنَ
وَاَتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا۔ ترجمہ: بیشک ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی کی جیسا کہ ہم نے نوح اور
ان کے بعد کے نبیوں کی طرف وحی کی تھی۔ اور ہم نے ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد یعقوب
اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف وحی کی اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کر دیا۔

انگلیوں کے پور بارہ۔ جنت میں نہریں اور چشمے بارہ قَوْلُهُ تَعَالَى فِيْهَا اَنْهَارٌ مِنْ مَّاءٍ غَيْرِ
اَسْنِ۔ وَاَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ۔ وَاَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِيْنَ۔ وَاَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ
مَصْفٰى عَيْنًا فِيْهَا ثَمَرٌ سَلْسَبِيْلًا۔ اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكُوْثَرَ۔ يَقُوْنُ مِنْ رَحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ
مَزٰجُهُ مِنْ تَسْنِيْمٍ فِيْهَا عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ۔ فِيْهَا هَدِيْنَانِ وَفَضَاخَتَانِ۔ یہ آیات نباتات مختلف

س کا۔ اور اس سے
آلہ وسلم کو مانند
پے درپے مامور
کی بارہ سردار یا
معیں کا بھی رہوا
بنی اسمعیل
لت ختم ہو چکی
ت ہوئے۔
نبوت ہوں
کا بھی وارث

واور ہے
بہ جنی جو کہ
جگا گئی۔
زیو حنا
تو وہ
عورت
چاند

بگھونٹیں وارو ہیں جیسے پانی۔ دودھ۔ شراب۔ طہور۔ شہد خالص۔ شیشہ۔ سبیل۔ کوثر۔ کی نہریں اور شراب
مہر لگائی ہوئی تسنیم۔ دو چٹے اور دو غارے ثابت ہوئے ہیں۔

کلمہ شہادتین جن پر دین اور ایمان کا مدار ہے۔ انہیں بھی بارہ ہی بارہ حروف میں لایا گیا ہے۔ میں بارہ حروف
ہیں کلمہ شہادت محمد رسول اللہ میں بھی بارہ حروف ہیں۔

ان آیات میں جنکو بارہ ناموں سے تعلق ہے۔ انہیں بارہ بارہ ہی حروف ہیں۔ سنئے:-
اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ - وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ - عَلَّمَ اَدَمَ الْاَسْمَاءَ - وَجَعَلْنَا هُمْ اُمَّةً
ذُنُوبًا هُمْ اَقْتَدَوْا - سَنُرِيهِمْ اٰيَاتِنَا - فَاِذَا فَرَغْتَ فَانصَب - اُذْ كُنَّا فِي عُرْدٍ رَّبِّكَ -
خداوند عالم جل شانہ کے ناموں میں بھی بارہ ہی بارہ حروف ہیں۔ اَلْوَا حِدُ الْقَتْدِ يُمِ -
اَلْعَلْبِيَةُ الْحَكِيمَةُ - الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ - السَّمِيعُ الْبَصِيرُ - اللطيفُ الْخَبِيرُ - خَالِقُ الْعَالَمِينَ -
مَلِكُ يَوْمِ الدِّينِ - اَلْخَالِقُ الْمَارِقُ - الدَّائِمُ الْبَاقِي - وَخَدَّاهُ لَا شَرِيكَ لَهُ -

جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں کو بھی سنئے۔ جنہیں بارہ ہی بارہ حروف ہیں۔
النَّبِيُّ الْمُصْطَفَى - الْوَلِيُّ الْمُجْتَبَى - اَفْضَلُ الْعَالَمِينَ - خَاتَمُ الْمُرْسَلِينَ - الْبَشِيرُ الْمُنْذِرُ -
السَّامِعُ الْمُنِيرُ - الصَّادِقُ الْمَقَال - الشَّرِيفُ الْخُصَال - اَلْهَادِي الْمُرْشِدُ - الشَّفِيعُ الْمُنْقَذُ -
مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ مُحَمَّدٌ حَبِيبُ اللَّهِ مُحَمَّدٌ أَمِينُ اللَّهِ مُحَمَّدٌ جَاءَ بِالشَّرْعِ - مُحَمَّدٌ خَصَّ
بَانُوحِي - مُحَمَّدٌ صَاحِبُ الْحَقِّ - مُحَمَّدٌ صِفْوَةُ الرَّبِّ - مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الرُّسُلِ - مُحَمَّدٌ
خَيْرُ الْبَشَرِ - مُحَمَّدٌ نَبِيُّ الْهَدَى - مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْعَرَبِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے القاب کو بھی سنئے جن میں بارہ ہی بارہ حروف ہیں۔ علی وصی
اللہ سؤل - علی نأوج البتول - علی قاصع الشراك - علی دافع الافك - علی قانع الباب -
علی راد الہ خراب - علی عالم الامم - علی ابوالامم - علی فارج الکرب - علی خلیفۃ
الرب - علی ذوالعجائب - علی ذوالغرائب -

اب بارہوں ناموں کے ناموں کو بیان کرتا ہوں۔ جنکے سننے سے دل آپکے نورانی ہوجائیں اور
انہیں بھی بارہ ہی بارہ حروف ہونگے۔

امیر المومنین علی ابن ابی طالب - الحسن المسموم - الحسين الشہید - علی

ذوالشفاۃ - الامام الباقر - الامام الصادق - الامام کاظم - الرضا و وصی موعود
ابو جعفر النقی - البدر علی النقی - الحسن العسکری - الحجة المنتظر - القائم الموعود
ان بارہ اماموں کے بارہ میں نص صلی اولی الامر منکم کے حروف بارہ ہیں اور واطیعوا الرسول -
کے حروف بارہ ہیں۔

ان بارہ اماموں کے حق میں جو مخبر صادق صائم نے فرمایا ہے - انہیں بھی بارہ ہی حروف ہیں
گن لیجئے - الائمة من قرش - اثنا عشر خليفة - اثنا عشر اماما - اثنا عشر نقيب العترة
الن اکید - اهل بیت المرسل - علی ہم فی الجنة - اعداءہم فی النار -
بارہ کا عدد ہمیشہ فتح و نصرت پر بولا جاتا ہے - اور تین کا عدد تین کاٹنے کہلاتا ہے -
قد اتانا فی حیدر بانہم اثنا عشر
وسیلتی فی محشر ائمتی اثنا عشر
(از کتاب مظهر المصاب ص ۶۲ مجلس ۳)
اگر جہاں میں بنی ابد مصطفیٰ ہوتے امام بارہ کے بارہ سب انبیاء ہوتے

دوازہ ائمہ اطہار کی خلافت اور امامت میں حاویٰ صحیحہ

پہلی حدیث شریف اثنا عشر - صحیح مسلم مع شرح نووی جلد ثانی صفحہ ۱۱۹ - کتاب الامارت مطبوعہ
لنکشنوہرہ پریس لاہور - عن حصین عن جابر بن سمرۃ قال دخلت مع ابی علی النبی صلی
اللہ علیہ والہ وسلم - فسمعت یقول ان هذا الامر لا ینقضی حتی یمضی فیہم
اثنا عشر خلیفۃ قال ثم تکلم بکلام خفی علی قال فقلت لابی ما قال قال کلہم من قریش
ترجمہ - جابر بن سمرۃ سے حصین روایت کرتا ہے کہ جابر نے کہا کہ میں اپنے باپ کے ہمراہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
ہوا میں نے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تحقیق یہ امر منقضی نہ ہوگا یہاں تک کہ گذریں اس میں بارہ خلیفہ - جابر کہتا ہے
کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی بات کہی کہ مجھ پر پوشیدہ رہی جابر کہتا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے کیا فرمایا جابر کے باپ نے کہا کہ حضور نے فرمایا کہ وہ کل خلیفہ قریش سے ہونگے۔

دوسری حدیث شریف اثنا عشر - دوسری حدیث مسلم میں یہ الفاظ ہیں - لا یدال امر الناس

ما ضیاً ما ولیہم اثناعشر رجلاً لہا فرایانہ گذریگا امر انسان کا جب تک والی ہوں انکے بارہ شخص وہ سب قریشی ہونگے۔

تیسری حدیث شریف اثناعشر ساس میں یہ الفاظ ہیں۔ لایزال سلام عزیز الی اثناعشر خلیفۃ الآخرۃ (صحیح مسلم) فرمایا کہ ہمیشہ اسلام بارہ خلیفہ تک غالب رہیگا۔ اور وہ سب قریشی ہونگے۔ چوتھی حدیث شریف :- صحیح مسلم کے اسی صفحہ پر مذکور ہے بعد یہ الفاظ بھی ہیں۔ قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لایزال هذا الامر عزیز الی اثناعشر خلیفۃ الآخرۃ ترجمہ :- فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم بارہ خلیفہ تک ہمیشہ غالب رہیگا۔ اور وہ سب قریشی ہونگے۔

پانچویں حدیث :- یقول لایزال هذا الدین عزیزاً منعی الی اثناعشر خلیفۃ الآخرۃ (مسلم جلد ثانی) یہ دین ہمیشہ غالب حکم بارہ خلیفہ تک رہیگا۔ وہ سب قریشی ہونگے۔ چھٹی حدیث شریف :- قال لایزال الدین قائماً حتی تقوم الساعۃ او یکون علیکم اثناعشر خلیفۃ کلہم من قریش (صحیح مسلم) کتاب الامارت جلد ثانی) ترجمہ :- فرمایا کہ یہ دین ہمیشہ قائم رہیگا۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو۔ اور تم پر بارہ خلیفہ ہونگے۔ وہ سب قریشی ہونگے۔

ساتویں حدیث شریف :- عن جابر بن سمرۃ رضى الله عنه عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لایزال هذا الامر عزیزاً ینصرون علی فاما اھم اثناعشر خلیفۃ کلہم من قریش۔ (آخر جہ الشیخان) جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ یہ امر عزت والا رہیگا۔ جب تک کہ مدد کریں گے۔ بارہ خلیفہ جو سب قریش سے ہونگے۔

(ب) یہی حدیث دیکھو فیض الباری ترجمہ صحیح بخاری ص ۳۔

آٹھویں حدیث شریف :- عن مسروق قال کنا مع عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما جالساً فی المسجد فأتاہ رجل فقال یا بن مسعود هل حدیثکم نبیکم کم یکون بعدی خلیفہ قال نعم کعدۃ نقباء بنی اسرائیل (آخر جہ احمد۔ البراز وطبرانی بیوۃ القرنی سید علی محمدانی شافعی المودۃ العاشرہ۔ تاریخ الخلفاء ملاحظہ) لہذا بنی سبطی ص ۵۷۔ ترجمہ :- مسروق کہتے ہیں کہ ہم عبد اللہ بن مسعود کے پاس مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی اسکے پاس آیا کہنے لگا یا ابن مسعود آیا آپ لوگوں کو آپ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ میرے بعد کتنے خلیفے ہونگے۔ کہنے لگے ہاں شل بنی اسرائیل کے نقباء کی تعداد کے

ارجح المطالب باب سوم - حدیث نمبر ۳۴۸ مطبع کرمی لاہور -

ناویس حدیث شریف :- عن جریر عن اشعث عن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الخلفاء بعدی اثنا عشر کعد نقباً بنی اسرائیل جریر نے اشعث سے اور اس نے عبد اللہ ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میرے بعد بنی اسرائیل کے نقیبوں کی تعداد کے موافق بارہ خلیفے ہوں گے۔ (مودۃ القرنی علیہما السلام ہدائی شافعی المودۃ العاشرہ)

دسویں حدیث شریف :- عن عبد الملك بن عمير عن جابر بن سمرة قال كنت مع ابي عند رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم سمعت يقول بعدى اثنا عشر خليفة ثم اخفى صوته فقلت لا ابي ما الذي اخفى صوته رسول الله صلعم قال قال كلهم بنى هاشم ترجمہ :- عبد الملك بن عمیر نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ میں اپنے باپ کے ساتھ رسول خدا صلعم کی خدمت میں حاضر تھا میں نے سنا کہ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ میرے بعد بارہ خلیفے ہوں گے۔ یہ فرما کر حضرت صلعم نے اپنی آواز ہلکی کر دی۔ تب میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ حضرت صلعم نے آہستہ سے کیا کہا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ یہ فرمایا ہے کہ وہ سب خلیفہ بنی ہاشم سے ہوں گے۔ (مودۃ القرنی)

گیارہویں حدیث خلافت الہیہ کے بارہ خلیفے کون کون ہیں :- عن سلیم بن قیس الہلالی عن سلمان الفارسی قال دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فاذا العسید علی فخذیه وهو یقبل عینیہ ویقبل فاه ویقول انت سید ابن السید وانت امام ابن الامام وانت حجتہ ابن الحجة وانت ابو حجة تسعة من صلیک تا سعم قاصمہم ترجمہ اور سلیم بن قیس ہلالی نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ جناب امام حسین علیہ السلام آنحضرت صلعم کی ران مبارک پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کبھی انکی آنکھوں کے پوسہ لیتے ہیں اور کبھی منہ کو جو متے ہیں اور فرماتے ہیں تو سید ہے اور سید کا بیٹا ہے اور امام ہے اور امام کا بیٹا ہے اور حجت خدا ہے۔ اور حجت خدا کا بیٹا ہے۔ اور خدا کی نو حجتوں کا باپ ہے جو تیری پشت سے ہوں گے کہ ان کا نواں انکا قائم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو گا۔ (سید علی ہدائی شافعی فی المودۃ القرنی المودۃ العاشرہ) ووفق بن احمد خطیب خوارزمی - ارجح المطالب مطبع کرمی لاہور باب تیسرہ حدیث نمبر ۳۴۸ - روضۃ الاحباب

جلد سوم ص ۱۱۱ (رق قلمی)

بارھویں حدیث شریف عن اصیغ بن بناتہ عن عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ
قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول انا وعلی والحسن والحسین
والقباۃ من ولد الحسن مطہرون معصومون ترجمہ: اصیغ بن بناتہ نے عبد اللہ ابن
عباس سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ میں اور علی اور حسن
اور حسین اور نوام جو اولاد حسین سے ہونگے پاک و پاکیزہ اور گناہوں سے معصوم اور محفوظ ہیں۔ (مودۃ القربے
سید علی ہمدانی شافعی المودۃ العاشرہ)

تیرھویں حدیث شریف عن عباہ ابن ربیع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم انا سید البین وعلی سید الوصیین وان الاوصیاء بعدی اثنا عشر اولہم
علی وَاخراہم قائم المہدی ترجمہ: عباہ ابن ربیع سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا
ہے کہ میں تمام پیغمبروں کا سردار ہوں اور علی تمام اوصیاء کا سردار ہے اور میرے بعد بارہ وصی ہونگے انہیں سے
اول علی ہے۔ اور آخری قائم آل محمد مہدی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ مودۃ القربے
سید علی ہمدانی شافعی المودۃ العاشرہ)

چودھویں حدیث شریف زید بن حارث غلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جس نے
آنحضرت صلعم نے انصار سے پہلی بیعت لی۔ تو فرمایا کہ میں نے تم سے اس عہد پر بیعت لی ہے جس عہد پر
کہ پہلے پیغمبروں سے اللہ تعالیٰ نے بیعت لی تھی۔ کہ جن چیزوں سے تم اپنی جانوں کی حفاظت اور نگہداشت
کرو۔ ان سے میری بھی حفاظت اور نگہداشت کرنا اور جن چیزوں سے تم اپنی جانوں کی حفاظت کرو۔ ان سے
علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی حفاظت اور پاسداری کرنا کیونکہ وہ صدیق اکبر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے
سبب تمہارے دین کو زیادہ کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو معجزہ عصا عطا فرمایا۔ اور ہر پیغمبر
کیواسطے ایک نشانی ہوتی ہے۔ اور علیؑ میرے پروردگار کی نشانی ہے اور آئمہ طاہرین جو اسکی اولاد سے
ہونگے میرے پروردگار کی نشانیاں ہیں۔ جیتنگ کہ علیؑ کی اولاد میں سے کسی ایک کو اللہ تعالیٰ زمین میں
باقی رکھے گا۔ زمین ہرگز اہل ایمان سے خالی نہ ہوگی اور انہیں کی بنیاد پر قیامت قائم ہوگی یعنی جب تک
انہیں سے ایک باقی ہے دنیا فنا نہ ہوگی۔ (زاد العقبیٰ ترجمہ مودۃ القربی ص ۸۵)

عنہ اللہ عنہ
الحسین
عبد اللہ ابن
علی اور حسن
وہ القربی

لیہ والہ
لہم
نے فرمایا
انہیں سے
قریب

بس آ

ہدیہ

ت

سے

کے

ہر

کے

ہر

کے

ہر

کے

ہر

کے

ہر

کے

ہر

(ب) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں علم کا ترزو ہوں جناب حسن اور حسین اس ترزو کے پلڑے ہیں جناب علی اسکی زبان ہے جناب فاطمہ اسکا علاقہ ہیں۔ اور میری امت کے امام اسکے عمود ہیں اور اس میں ہمارے مجبین اور دشمن کے اعمال وزن کئے جاتے ہیں (الدیلمی - راجع المطالب باب تیسرہ ص ۳۲۸ بار سوم)

پندرہویں حدیث شریف :- قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من اراد ان یحییٰ حیاتی - ویموت موتی - ولیسکن جنۃ عدالتی غرہا ربی - فلیتوال علیاً بعدی واولیاء اللہ ولیتیم الا مۃ بعدی یشانہم عترتی وخلقہم من طینتی واعطوا فہم وعلی - فویل من کذبہم بعدی من امتی القاطعین فیہم رحمی لا انا لہم اللہ شفاعتی - (علیہ السلام) جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا جو شخص ارادہ کرے کہ میری حیاتی کی مانند حیاتی کرے اور موت کی مانند موت اور جنت عدن میں اسکا مکان ہو جسکو خداوند تعالیٰ نے مجھے دیا ہے۔ پس دوست رکھے جناب علی علیہ السلام اور اسکی اولاد کو اور میرے بعد ناموں کی پیروی کرے کیونکہ وہ میری اولاد ہیں۔ انکی پیدائش میری طینت سے ہے۔ اور انکو میرا علم اور فہم عطا کیا گیا ہے۔ پس اس شخص کیواسطے دوزخ ہے کہ بعد میرے انکو جھٹلائے اور وہ میرا امتی ہو اور انکے درمیان قطع رحمی کرے خداوند کریم ایسے شخص کیواسطے میری شفاعت نہ کرائے گا۔

سولہویں حدیث شریف :- قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان خلفای و اوصیای و حجج اللہ علی الخلق بعدی الہ ثنا عشر اولہم اخی و اخرہم ولد یقیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومن اخوك قال علی ابن ابی طالب علیہ السلام قبل فن ولدك قال لمہدی الذی جملہا قسطا وعدا کما ملیت ظلما وجورا۔ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے خلیفے اور وصی اور خلق خدا پر حجت میرے بعد ابو ہریرہ جنکا اول میرا بھائی ہے۔ اور انکا اخیر میرا لڑکا۔ پوچھا گیا کہ آپ کا لڑکا کون ہے اور بھائی کون ہے فرمایا بھائی میرا علی ابن ابی طالب ہے اور میرا لڑکا مہدی علیہ السلام جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا جبکہ وہ ظلم اور جور سے بھر گئی ہوگی۔ (روقتہ الاحباب ص ۴۴) (حموینی)

سترہویں حدیث شریف :- قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ کعبۃ

قلبی۔ وانا ثامنہ فوادى وبعلمنا نور بصرى والامّة من ولدها المنارہی
وحبلہ الممدود وبنیہ وبن خلقہ۔ من اعتصر بهم نجی۔ ومن تخلف عنهم
هلك والى جہنم سلك۔ ترجمہ: جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ فاطمہ الزہراء علیہا السلام
میرے دل کا روح ہے اور اسکی اولاد میرے دل کا میوہ ہے اور اسکا شہر میرا نو شہم ہے اور امام اسکی اولاد
سے میرے پروردگار کے امین ہیں۔ اور خدا اور مخلوق خدا کے درمیان محکم رشتے ہیں جس شخص نے ان کو
مضبوط پکڑا۔ مگر اسی اور ہلاکت سے نجات پا گیا۔ اور جس نے انکو چھوڑا ہلاک ہوا۔ اور دوزخ میں جا داخل
ہوا (ربیع الاول بروز محشری)

اٹھارہویں حدیث شریف:۔ قال رسول الله من احب ان يوكب سفينة النجاة
ويستمسك بالعروة الوثقى ويعتصر بحبل الله المتين۔ فليوال عليا بعدى۔ ويبغ
عدوه وليا ثم بالائمة المهديّة۔ من ولده فانهم خلفاء واوليائى وحجج الله على
خلقہ بعدى۔ وساداة امتى وفاداة الانبياء الى الجنة حن بھد حن بھ۔ وحن بھى حن بھ
الله وحن بھ عدائهم حن بھ الشيطان (مودۃ القربی ہمدانی شافعی مودت عاشرہ) جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی چاہے کہ نجات کی کشتی میں سوار ہو اور مضبوط دستے
کو مضبوط کر کے پکڑے اور اللہ کی مضبوط رسی کو ہاتھ میں تھامے۔ اسکو چاہئے کہ میرے بعد علی علیہ السلام ہی
دوستی رکھے اور اسکے دشمن سے دشمنی کرے اور ہدایت کرے نوالے امانوئی جو اسکی اولاد میں ہونگے۔ پیروی
کرے کیونکہ وہ معصومین علیہم السلام میرے جائے نشین اور میرے وصی اور میرے بعد خلق خدا کے اوپر
خدا کی جتیں ہیں اور میری امت کے سردار اور حجت کی طرف پرہیزگاروں اور متقیوں کے رہبری کرنے والے
ہیں۔ انکا گروہ میرا گروہ ہے۔ اور میرا گروہ اللہ کا گروہ ہے۔ اور انکے دشمنوں کا گروہ شیطان کا گروہ ہے۔
انیسویں حدیث شریف:۔ امام جمہورینی اپنی کتاب فرید المظین میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مجاہد جناب
عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اسناد سے کہتے ہیں۔ کہ ایک بار ایک یہودی نعل نامی جناب رتتاب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا کہ میرے دل میں عرصہ سے چند سوالات ہیں اگر آپ انکا جواب
دیدیں تو میں فوراً اسلام قبول کرتا ہوں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے ابوعمارہ (کنیت یہودی) سوال کر۔
یہودی۔ آپ اپنے پروردگار کی تعریف فرمائے۔

حضور سرور عالم صلعم۔ اسکی تعریف اسقدر ہو سکتی ہے جو اسکی ذات میں ہے اور جس کو خود اس نے بیان کیا ہے۔ اور پھر ایسی خالق کی جسکی دریافت میں عقلیں عاجز اور اسکے تجسس میں گمان حیران اور اسکی تلاش وحدت میں خیالات انسانی قاصر۔ آنکھیں اسکے دیکھنے سے عاجز وہ تمام تعریف کرے جو انکی تعریف سے بالاتر۔ دور سے قریب اور قریب سے دور ہے وہ کیف الکلیف اور ابن الاین کی صفات سے موصوف ہے۔ وہ کہا ہے اسکے لئے نہیں کہا جاسکتا اس کیلئے کوئی کیفیت اور حالت ضرور نہیں۔ وہ یکتا ہے اور بزرگ ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے لحدید و لحدیول و لحدیکن لہ کفوا احدا اور اس سے بڑھ کر کسی بلیغ سے بلیغ تعریف کرے جو اسے بھی اسکی تعریف نہیں ہو سکتی۔

یہودی :- لے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپکی تصدیق کرتا ہوں مگر آپ مجھ کو یہ بتلاویں جیسا کہ آپ فرما چکے ہیں کہ خدا کے لئے مثال کوئی نہیں ہو سکتی تو کیا ایک خدا ہی واحد کہلا سکتا ہے اور انسان نہ حضور سرور عالم صلعم :- خدا تعالیٰ واحد حقیقی ہے اور واحد حقیقی کے معنی یہ ہیں کہ اسکے لئے کوئی جزویا ترکیب نہ ہو سکے اور انسان کی تنہائی صرف توصیفی ہے نہ تحقیقی کیونکہ انسان جسم اور روح سے ترکیب یافتہ ہے۔ یہودی :- میں آپکے کلام کی دل سے تصدیق کرتا ہوں اب آپ مجھے اپنے قائم مقام اور جانشینوں کی خبر دیجئے۔ کہ انہیں سے کون نبی اول ہوگا۔ کیونکہ ہمارے مذہب میں جناب موسیٰ ابن عمران علیہ السلام نے اپنے بعد یوشع بن نون کو اپنا وصی مقرر فرمایا تھا۔

حضور سرور عالم :- میرے بعد میرے وصی علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ اور بعد ان کے میرے دونوں نواسے حسن اور حسین علیہما السلام ہیں۔ اور انکے بعد نواسہ امام حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔

یہودی :- ان بزرگواروں کے نام بھی بتلائے جائیں۔

سرور عالم :- جب جناب امام حسین علیہ السلام وفات پا جائیں گے۔ تو انکے بیٹے علی (امام زین العابدین) انکے وصی ہوں گے۔ انکی وفات کے بعد انکے بیٹے محمد۔ انکے بعد انکے بیٹے جعفر۔ انکے بعد انکے بیٹے موسیٰ۔ انکے بعد علی۔ انکے بعد محمد۔ انکے بعد علی۔ انکے بعد حسن۔ انکے بعد حجت القائم المہدی علیہ السلام یہی بارہ بزرگ وار ہیں۔ یہودی :- اب آپ مجھ کو بتلاویں کہ علی حسن اور حسین علیہم السلام کی وفات کیسی واقع ہوگی حضور سرور عالم :- جناب علی علیہ السلام سر کی ضرب کی وجہ سے انتقال فرماویں گے۔ امام حسن

علیہ السلام زہر سے مارے جائیں گے۔ اور امام حسین علیہ السلام فرج کئے جائیں گے۔

یہودی:- آپ لکے درجات سے مطلع فرمائے۔

حضور سرور عالم صلعم:- یہ بہشت میں ہمارے ساتھ ہمارے درجہ میں ہوں گے۔

یہودی:- آپ رسول برحق ہیں انشہد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور

میں شہادت دیتا ہوں کہ یہی حضرات آپ کے بعد قائم مقام اور وصی ہیں۔ قسم خدا کی ہم نے انبیاء سابقین علی نبینا وعلیہم السلام کی کتابوں میں بھی ایسا ہے اور اسی طریقہ پر ہم سے جناب موسیٰ ابن عمران علیہ السلام نے عہد و میثاق لیا تھا۔ کہ زمانہ آخر میں ایک بنی مبعوث ہوگا جس کا نام احمد اور محمد ہوگا۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہوگا۔ اسکے بعد پھر کوئی بنی نہیں ہوگا۔ اسکے بعد اسکے بارہ وصی ہوں گے۔ ان میں کا اول اس کا ابن عم اور اس کا داماد ہوگا۔ اور دوم و سوم دو بھائی اسکے دو صاحبزادہ ہوں گے۔ جن میں اول کو امت بنی تنواری سے دوسرے کو زہر سے اور سوم کو مہر سکی اہلبیت کے پیاس اور غریب لوطنی کی حالت میں مش گو سفند کی تنواری سے فرج کہہ ڈالیں گے اور وہ بزرگوار ان تمام مصائب پر اسلئے صبر فرماوینگے۔ کہ اس شہادت کے باعث سے انکی اور انکی اہلبیت اور ذریت کے مدیج رفیع ہوں اور انکے دوست دار اور پیرو۔ و ذریعہ کی عقوبت سے محفوظ رہیں۔ اور اس تیسرے وصی کی اولاد سے نواو صیا پیدا ہو کہ بایہ اسباط موسیٰ علیہ السلام کی تعداد کے برابر ہوں گے۔ حضور سرور عالم:- تو اسباط موسیٰ علیہ السلام کو جانتا ہے۔

یہودی:- ہاں۔ وہ بزرگوار یہی بارہ تھے۔ ان میں کے اول لاوی بن برخیا ہیں اور یہ وہ بزرگ

ہیں قوم بنی اسرائیل سے غائب ہو گئے تھے۔ پھر ظاہر ہوئے اور خداوند تعالیٰ نے پھر شریعت کو انہی کے ذریعہ خراب ہو جانے کے بعد جاری فرمایا۔ اور یہی بزرگ شاہ قرسطیا سے لڑے یہاں تک کہ اسکو قتل فرمایا۔

حضور سرور عالم:- میری امت کی مثال بنی اسرائیل کی سی ہو ہو ہے۔ ہمارا بارہواں وصی

بھی حالت غیب میں بیگاہاں تک کہ نہیں دکھلائی دیکھا وہ کسی کو اور میری امت میں سے کوئی شخص نہ پائے گا۔ اسکو اور وہ زمانہ بھی ایسا آئیر گا۔ کہ دنیا میں نام کے سوائے نہ اسلام اور نہ سوائے اسم الخلفہ کے قرآن میں اسی زمانہ میں خدا سبحانہ تعالیٰ اسکو ظاہر ہوئی جائے دیکھا۔ اور پھر خداے تبارک و تعالیٰ اسلام کو اسی کے ذریعہ سے ظاہر فرمائے گا۔ اسکو زندہ کریگا۔ طوبی اسی کیلئے ہے جو اس سے محبت کرے۔ اور اسکی متابعت اور وہ اس کیلئے ہی جو اسے ساتھ بغض نہ کرے۔ اور اسکی مخالفت نہ کرے۔

بائیں گے۔

جہ میں ہونگے۔

صد رسول اللہ - اول

کی ہم نے انبیاء سابقین

سے ابی بن عمران علیہ السلام

کو ہوگا۔ اور وہ خاتم الانبیاء

کا اول سکا بن عم اور سکا

تو اور سے دوسرے کو

کی تو اور سے قبیح کر

باعث سے انکی اور

نوبت سے محفوظ پر

غداؤ کے برابر ہونگے۔

ہیں ماوریہ وہ بزرگ

ت کو انہی کے ذریعہ

و قتل فرمایا۔

برابر ہواں وصی

سے کوئی شخص

اسم الخط کے قرآن

م کو اسی کے ذریعہ

تابع اور

آنحضرت صلعم کی کلام صداقت التمام منکر نفل یہودی نے ذیل کے اشعار منظوم کئے۔

صلی اللہ ذوالعلی علیک یا خیر البشر انت النبی المصطفیٰ والہاشمی المفترض

خداوند بزرگ اور برتر تجھ پر روز بھیجے اے سب آدمیوں سے بہتر۔ تو نبی برگزیدہ ہے اور تمام ہاشمیوں کا جائے خیر ہے

لکم ہذا ناسرینا و نیاک ترجوا ما امر ومعشر ہمیتہم ائمۃ اثنا عشر

آپ کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے تم کو ہدایت دی اور احکام الہی آپ سے ملے۔ اور بارہ ذوات مقدسہ جن کے نام آپ نے لئے۔

حباء ہمہ رب العلی ثم اصطفاهم من کلہا قد فاز من والہم خلاص من عادی النہا

انکو خدا تعالیٰ نے تمام الائنش سے پاک و صاف کیا۔ وہ ماجور ہوگا جس نے انکی محبت کی وہ سزا یاب ہوگا جس نے انکی دشمنی کی

اخذہم بسقی الضما و ہوا الامام المنتظر وعترتک الاخیار لی والتابعین ما اح

اور آخری نفا پیا سا کو سیراب کرے گا اور وہی امام منتظر ہے۔ اور آپکی نیک اولاد ہمارے لئے اور تمام امت کیلئے ہے۔

من کان عنہم معر ضاف سوف نصلہ سقر

اور جو کوئی ان سے خلاف ہوگا پھر اسکا ٹھکانا دوزخ ہے۔

(ینایع الموت باب ۶ ص ۳۶۵) (ماثر الباقریہ ص ۱) (و مناقب الخطب خوارزم)۔

بلیسویں حدیث شریف: من کنت مولاه فعلی مولاه ہے جسکی مفصل بحث پیچھے گزری

حدیث ثقلین اور حدیث سفینہ و دیگر احادیث صحیحہ بشرہ امامت پر صحت اولی الامر و خلفاء اثنا عشر کی امامت

و خلافت بلا فصل کا بخوبی پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ بعد البنی خیر البشر خلفاء سید البشر بھی ائمۃ اثنا عشر ہیں۔

اکیسویں حدیث امارت: جناب امیر المؤمنین علی المرتضیٰ شیعہ خدا اصلوات اللہ علیہ کے امارت اور ولایت

کا ثبوت روضہ ندیہ میں ہے کہ جب وفد ثقیف آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا تو جناب رسول خدا صلعم

وفد کی طرف مخاطب ہوئے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لو وفد ثقیف لتلن

اولا بعثن علیکم رجلا منی او قال من نفسی فلیضربن اعناقکم ولیستبن

ذرا ریکم ولیاخذن اموالکم قال عمر فواللہ ما تمیت الامارۃ الا یومئذ ففعلت

الضب صدری وجاء ان یقول ہو ہذا افالنفث الی علی واخذ نبیدہ وقال ہو

ہذا ہو ہذا ار روضہ ندیہ مطبوعہ مطبعہ انصاری دہلی ص ۱۱۸ ترجمہ: عبد الرزاق نے اپنی جامع میں

اور ابو عمر نمری اور ابن سمان نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے وفد ثقیف سے فرمایا کہ تم لوگ

اسلام لاؤ گے یا ہم ایسے شخص کو تم پر بھیجیں جو ہم سے ہو یا مثل میری جان کے ہو کہ تمہاری گردنوں کو مارا
اور تمہاری اولاد کو قید کرے گا۔ اور تمہارے مال کو لے گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ قسم خدا کی میں کبھی امارت کی تمنا
نہی۔ جناب عمرؓ نے باوجود دوبار خیر میں شکست کھانیکے فرمان (اعطین الراية کا سنا کہ تمنا امارت
کی تھی۔ مگر آرزو پوری نہ ہوئی۔ مگر اس روز کہ اپنے سینہ کو اونچا کرنے لگا اس امید پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم میرے لطف اشارہ فرماویں مگر حضور انور صلعم جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور
باتھ پکڑ کر فرمایا وہ شخص یہ ہے وہ شخص یہ ہے۔

پائیسویں حدیث شریف :- سید علی ہمدانی نے مودۃ القربیٰ میں اور یلمیٰ نے فردوس الاخبار میں اور
حاجی عبدالوہاب بن محمد بن رفیع الدین احمد نے اپنی تفسیر میں زیر آیت قل لا استلکم علیہ
احدا الا المودة فی القربیٰ میں لکھا ہے۔ عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لو یعلم الناس متی سمی علی امیر المومنین ما انکروا
افضلہ سمی بذالک وادم بین الروح والجسد حین قال المست بریکہ قالوا
بلی فقال اللہ تعالیٰ انما ربکم و محمد بنیکم و علی امیرکم۔ ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی
اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ اگر لوگ یہ جانتے کہ جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام
کب سے امیر المومنین کے لقب سے ملقب ہوئے تو انکی فضائل سے منکر نہ ہوتے خداوند کریم نے جناب علی المرتضیٰ
کا نام امیر المومنین اسوقت رکھا جبکہ حضرت آدم روح اور جسم کے درمیان تھے اسوقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا
کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ اور روح عالم نے عرض کیا۔ ہاں اے پروردگار! پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں
تمہارا رب ہوں اور محمد صلعم تمہارا نبی ہے اور علی تمہارا امیر ہے۔ (زیادہ دیکھو عبقات الانوار جلد سوم ص ۳۳)

علی کا مرتبہ اللہ اکبر خدائی تیغ دمی احمد نے دختر

علی امام منست و منم سلام علی ہزار جان گرامی فدائے نام علی

نوٹ :- جناب امیر علیہ السلام کی خلافت بلا فصل کے ثبوت میں ثبوت خلافت حصہ اول دیکھو جس میں
آیات بنیات اور احادیث سرور کائنات صلعم سے مکمل استدلال کیا گیا ہے۔

————— ❦ —————

مختصر حالاتِ ائمہ اثنا عشر آلِ سید البشر علیہم الصلوٰۃ والسلام

پہلا امام سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام { جناب علی ابن ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمطلب
بن قصی - آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو الحسن
و ابو تراب کی کنیت سے مخاطب فرمایا۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم مبارک فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھا آپ پہلے ہی شہید
تھیں۔ کہ خاندان ہاشمیہ میں منسوب ہوئیں۔ اور اسلام لائیں اور ہجرت فرمائی۔ حضرت علی علیہ السلام عشرہ مبشرہ میں
سے تھے۔ اور از روئے موافقات رسول اللہ صلعم کے بھائی تھے حضرت فاطمہ سیدۃ النساء العالمین بنت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شوہر تھے۔ سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں تھے۔ اور عالم ربانی مشہور شجاع۔ بے نظیر زاہد۔
بے بدل اور مشہور و معروف خطیب تھے۔ آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے قرآن مجید کو جمع کر کے خدمت رسالت
صلعم میں پیش کیا تھا۔ آپ بنی ہاشم میں سب سے پہلے خلیفہ تھے۔ اور ابو البطین معظمین تھے۔ صحابہ و علماء کا اس پر اجماع
ہے کہ آپ اسلام میں قدیم ہیں۔ چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں نبوت رسول اللہ صلعم یوم الاثنين واسلمت یوم الثلاثاء
کہ دو شنبہ کے روز آنحضرت صلعم مبعوث ہوئے۔ اور سہ شنبہ کے روز میں آپ پر ایمان لایا اسوقت آپ کی عمر آٹھ سال
یا نو کی تھی۔ حسن بن زید بن حسن کہتے ہیں کہ آپ نے ابتداء عمر سے ہی کبھی بُت نہیں بوجے جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ شریف کو ہجرت کی تو آپ کو کہیں رک کر اپنی امانتیں اور وصیتیں لوگوں کو پہنچا دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ
اسکی تعمیل کر کے حکم کے موافق محل عیال کے مدینہ شریف میں حاضر ہو گئے۔ آپ بدر اور احد اور تمام جنگوں میں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے۔ سوائے جنگ تبوک کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو مدینہ میں رہنا
خلیفہ بنا کر چھوڑ آئے تھے۔ تمام لڑائیوں میں آپ کے اتنا مشہور ہیں۔ اور اکثر موقعوں پر آپ کو خود جناب سرور کائنات علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے جعظہ اعطا فرمائی ہے۔

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ جنگ احد میں آپ نے سولہ زخم کھائے تھے۔ صحیحین سے ثابت ہے کہ جنگ
خیبر میں رسول اللہ صلعم نے جعظہ آپ کو عطا فرمایا تھا۔ اور یہ خبر دیدی تھی کہ خیبر آپ ہی کے ہاتھ پر فتح ہوگا۔ آپ کی
شجاعت اور زور کی مثالیں ایسی مشہور ہیں کہ محتاج بیان نہیں چنانچہ جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ آپ نے دروازہ خیبر
تنبہ ابنی پشت مبارک پر اٹھالیا اور سنان کو اس پر وار کر کے قلعہ کو اندر پہنچا دیا اور پھر اٹھا کر ہینکد یا سورہ بقرہ چالیس آدمیوں کا زور کا

بغیر نہ ملا ابن اسحق نے مغاز میں اور ابن عساکر نے ابورافع روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام قلعہ خیبر کا دروازہ اٹھالیا اور اس سے
اپنی ڈال کا لہر لہر کر رہا کہ رگڑ رہا اور جب قلعہ فتح ہو گیا تو اس کو ٹھاکر بھینک دیا اس کے بعد اسی آدھو ذرا سن وانے کو لوٹا دینی کا ارادہ کیا مگر ان
کھسکا تک نہیں (دیکھو تاریخ الخلفاء سیوطی مصلح صلیقی لاہور ص ۹)

فضائل شعلی جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ حبیب جناب رسول صلعم کے ہم سفر تھے آپ کا رشتہ خون ایک ہی تھا۔
(۲) جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو اپنا جان و تن اور روح بدن سمجھتے تھے۔ لحکمک لخمی
دمک دمی و نفسک نفسی وجسمک جسمی فرمان نبوی شاہد ہے
گر لحکمک لخمی یہ حدیث نبوی ہے بے صل علی نام علی بے ادبی ہے۔

(۳) حرب ارشاد نبوی انا و علی من نبوی واحد جناب رسول صلعم اور آپ کی خلقت ایک نور تھی
(۴) آپ داماد جناب رسول اللہ صلعم بنی آخر الزمان کے تھے۔ اور داماد بھی کیسے جناب خیر النساء سیدہ
معصومہ خاتون قیامت دو جہان کی عورتوں کے سردار کے خاوند اور امام حسن اور امام حسین سرکاران پرشت
و فرزند ان نواسہ ہائے رسول مقبول صلعم کے باپ۔

(۵) آپ کو اور آپ کی پاک مقدس بی بی اور آپ کے دونوں صاحبزادوں کو اللہ تعالیٰ نے اہل بیت نبوی
صلعم کے ساتھ خطاب کیا ہے۔

(۶) آپ گیارہ معصوم و پاک اماموں کے باپ ہیں۔ آپ کی اولاد قیامت تک سید سردار رہیگی۔ آپ کا آخری
فرزند سیدنا امام محمد مہدی آخر الزمان علیہ السلام مامور من اللہ و خلیفہ اللہ قیامت کے نزدیک ظاہر ہوگا اور دنیا کو
عدل اور انصاف سے بھر دیگا۔ تمام دنیا مسلمان ہوگی اور جناب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام انکے پیچھے نماز پڑھیں گے۔
آپ تمام اولیاء کرام و صوفیاء عظام کی ولایت کے سر تاج ہیں۔

(۷) جناب امیر المومنین کی غذا و لباس سادہ تھی کسب حلال کے واسطے مزدوری کر لیا کرتے تھے۔
اکثر جو کی روٹی کھاتے تھے۔ کبھی سوال نہ فرماتے تھے۔ سب زیادہ سخی عابد و زاہد تھے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت
و عرفان کامل آپ کو نصیب تھا۔ خدا تعالیٰ کا یقین اس درجہ کمال تک رکھتے تھے کہ فرمایا۔ لو کشف الغطاء لعلما
اذا دت یقینا یعنی اگر پردہ الٹا جاتا تو میرے یقین نہ ٹھکتا۔ آپ دنیا کو محض بے حقیقت مانتے تھے دنیا و
سب کچھ نہ تھا۔ موٹے کپڑے پہنتے تھے۔ جو کچھ کاتے راہ خدا میں لٹاتے۔ اکثر زمین پر بیٹھے یا خدا میں مشغول
رہتے۔ آپ نہایت جہان نواز تھے۔ آپ علم میں حضرت آدم علیہ السلام سے۔ درجہ خلعت میں حضرت ابراہیم سے۔

ہیبت میں حضرت موسیٰ سے اور عبادت میں حضرت عیسیٰ کے مشابہ تھے۔ آپ نے کسی پر ظلم کیا اور نہ کسی کا مال غصب کیا۔ اور نہ کسی کو بُرا کہا خندہ پیشانی و تبسم چہرہ تھا۔

(۸) آپ نے ناجائز طور پر کسی کا خون نہ کیا۔ اپنے مقابل حریف و دشمن سے مکرو فریب و جیل و چال بازی نہ کی۔ قیدیوں سے نرمی برتی۔ کبھی فتنہ فساد کے گرد نہ پھرے۔ حق تلفی ہوئی یا بے فک جھین کیا، خمس بند ہو، اخلافت ہاتھ سے جاتی رہی۔ قتل کی دھمکی ملی۔ مکان پر آگ لگائی۔ دھمکی دی گئی مگر آپ صبر و تحمل کیا اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالا۔ ہمیشہ اسلام کی حمایت و اشاعت میں مشغول رہے۔ (۹) آپ بہت ہی فصیح البیان و حاضر جواب تھے۔ فیصلہ مقدمات مطابق کتاب اللہ و سنت کرتے۔ آپ نے حضرات اصحاب ثلاثہ کی خلافت میں سینکڑوں انکے فیصلے توڑے۔ اور ان کو صراط مستقیم پر رکھا حضرت عمر ہمیشہ آپ کی شان میں کہا کرتے تھے۔ لولا علی لہ ملک عمر۔ اگر حضرت علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ (۱۰) ابقا فی اللہ بعدک یا علی۔ علیؑ مجھ کو آپ کے بعد اللہ زندہ نہ رکھے (تاریخ المطالب ص ۱۵۷)

(۱۰) آپ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن شریف کی کوئی آیت ایسی نہیں کہ مجھے اس کا شان نزول اور مقام نزول معلوم نہ ہو اور نیز یہ کہ وہ کس کے حق میں نازل ہوئی ہے خدا نے مجھے قلب عاقل اور زبان ناطق عطا فرمایا ہے۔ (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی ص ۴۹ مطبع صدیقی)

(۱۱) ایک یہودی آپ کے پاس آیا اور پوچھنے لگا کہ ہمارا خدا کہاں ہے۔ اس سوال سے آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ اور فرمایا کہ وہ ایسی ذات نہیں ہے کہ کسی زمانہ میں نہ تھا۔ اور بعد میں ہو گیا نہ اس کے لئے کینونیت (مکان) ہے۔ نہ کیف اسکی نہ ابتدا ہے نہ انتہا۔ وہ ہر ابتدا کی ابتدا۔ اور ہر انتہا کی انتہا ہے۔ اور اس کے سوا اور تمام انتہائیں خاتمہ پذیر ہیں۔ یہ سن کر یہودی فوراً ایمان لے آیا۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی مطبع صدیقی لاہور ص ۹۹ سطر ۵۔ صواعق محرقة فارسی مطبع محمدی لاہور ص ۲۲۷)

(۱۲) معاویہ بن ابوسفیان امیر شام نے حضرت قرار بن حمزہ اصحاب جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام سے کہا کہ کچھ اوصاف حضرت علی علیہ السلام کے میری رو برو بیان کرو۔ اس نے کہا کہ صحاف کیجئے معاویہ نے اس کو قسم دی حضرت قرار نے فرمایا اللہ کی قسم حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے زیادہ زاہد اور متقی و بہرہ نیکار تھے۔ نہایت ہی بہادر اور طاقتور۔ ان کا قول فیصل اور ان کا حکم انصاف تھا۔ اور علم انکی طرف جاری اور زبان حکمت سے پرمتنی۔ دنیا اور زینت دنیا و آرائش سے بالکل نفرت کرتے تھے ایک لڑا رہا پسند کرتے اور تمام

وہلیات پر صبر کرتے ہمیشہ متفکر رہتے۔ آنسو جناب کی ہمیشہ جاری رہتیں۔ خوراک پوشاک سادہ اور قناعت کر کے والے تھے۔ اپنے آپ کو ایک عام مسلمان جانتے تھے۔ اگر کوئی سوال پوچھتا تو جواب دیتے ورنہ چپ ہتے۔ باوجودیکہ ہم ان سے زیادہ نزدیک رہتے اور ہم مجلس تھے۔ لیکن ہم پر ان کا رعب ایسا طاری رہتا کہ کچھ بول نہ سکتے تھے۔ اہل دین کی عزت کرتے مکین لوگوں پر زیادہ مہربانی فرماتے جھوٹے کونہ سنتے اور کمزور کا انصاف فرماتے اکثر اوقات ریش مبارک کو پکڑ کر روکتے اور فرماتے کہ اے دنیا میں تیرے حسن پر مغرور نہ ہونگا اور تجھ سے فریب نہ کہاؤں گا مجھ سے سو اس کی کو لالچ دے میں تجھ سے بیزار ہوں افسوس کہ تیری محبت مجھ سے دور کر دی اور تجھ کو تین حلاق بائیں بے چکا ہوں تیری عمر حضور ہی ہے اور خطرہ زیادہ ہے آہ آہ سفر فرج تھوڑا ہے اور سفر دور ہے اور راستہ کا درجہ معاویہ یہ سن کر روٹ لگا اور کہو لگا خدا تعالیٰ ابوالحسن پر رحمت کرے اور وہ انہی صفات میں موصوف تھے اور جو کچھ کہنے بیان کیا ہے سب سچ ہے (صواعق حرقہ فارسی ص ۲۴)

۱۳۔ حضرت سید بن غفلہ روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں گیا آپ ایک پرانے بوتلے پر بیٹھے ہوئے تھے میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین آپ مسلمانوں کے بادشاہ اور حاکم اور بیت المال کے خدائیں۔ قوموں کے ایلچی آپ کے پاس آتے ہیں لیکن آپ کو گھر میں اس پرانے بوتلے کے سوا کچھ نہیں ہے فرمایا اے سید عاقل ایسے گھر سے انس نہیں کرتا جس سے نقل کرنا ہو تاکہ انہوں کے سامنے ہمیشگی کا گھر ہے ہم اپنے سامان کو اس میں نقل کر چکے ہیں اور غریب ہم بھی اسکے طرف جاتے والے ہیں سید کہتے ہیں کجا آپ کی کلام نے مجھے رلا دیا (ایضاح المطالب باب اول ص ۱۸ جناب امیر علیہ السلام کا فرش)

۱۴۔ جناب علی علیہ السلام فرماتے تھے میں وہ شخص ہوں جس سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی یعنی میں سب سے پہلے اسلام لایا ہوں (خصائص نسائی مترجم مطبع محمدی لاہور ص ۲۰۳)

۱۵۔ جناب علی علیہ السلام نے فرمایا میں اس کا بندہ ہوں اور اس کے رسول کا بھائی ہوں اور میں صدیق اکبر ہوں میرے بعد کوئی شخص نہ کہیگا مگر جھوٹا۔ میں نے سات برس لوگوں سے پہلے نماز پڑھی (ایضاً ص ۲۰۳) (میزان الاعتدالی ذہبی جلد دوم ص ۱۸ مطبوعہ مصر)

۱۶۔ جناب علی علیہ السلام نے فرمایا میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اپنے سوا اس امت میں کسی کو نہیں جانتا کہ میرے برابر خدا کی عبادت کی ہو کہ میں نے اللہ کی نوبت سے عبادت کی پہلے اس سے کہ کوئی اس امت میں سے عبادت کرے۔ (خصائص نسائی مترجم مطبع محمدی لاہور ص ۲۰۳)

معیار معرفت منافق مومن یہ ہے کہ جناب امیر کا دشمن منافق اور آپ کا دوست مومن ہے منافق اور مومن کی یہ ہے نشانی جو لیں نام علی کا تو بولے پیشانی (ترندی)

قضایا فی مرقی

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَفْضَاکُمْ عَلٰی (بخاری)
 سب میں زیادہ معاملہ فہم ہیں۔ سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ اگر حضرت علی علیہ السلام موجود نہ ہوتے تھے۔ اور
 پیچیدہ معاملات آپ پر تھے۔ تو آپ (عمر) ہمیشہ گھبرا کر کہتے تھے۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں۔ کہ ہم اکثر
 کہا کرتے تھے کہ حضرت علیؑ مدینہ بھر میں سب سے زیادہ معاملہ فہم ہیں اور جب کبھی کسی مسئلہ میں ہم نے حضرت علیؑ
 سے استفتا کیا آپ نے جواب باصواب فرمایا۔ سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ سوا حضرت علیؑ کے اور کسی کو یہی
 کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ کہ جو کچھ پوچھنا ہو مجھ سے پوچھ لو۔ حضرت عائشہ صدیقہ سے حضرت علیؑ کا ذکر آیا تو آپ
 فرمایا کہ ان سے بڑھ کر سنت کا واقف اب کوئی باقی نہیں رہا۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی مطبع صدیقی لاہور ص ۹۲)
 و صواعق حرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور ص ۲۱۶)

(۱۸) شریح بن ہانی نے جناب بی بی عائشہ سے موزہ کے مسح کی نسبت سوال کیا آپ نے فرمایا جناب
 علی علیہ السلام سے پوچھو۔ (ارج المطالب باب ۱۵۴ بار اول)
 (۱۹) عبد الرحمن بن اذینہ العبیدی اپنے والد اذینہ بن سلمۃ العبیدی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے
 جناب عمر سے پوچھا کہ میں کہاں سے عمرہ کیا کروں۔ حضرت عمرؓ نے کہا جناب علی علیہ السلام سے جا کر پوچھو
 (ارج المطالب باب ۱۵۴ بار اول)

(۲۰) سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ جناب عمرؓ نے اپنے طرف پناہ مانگتے تھے۔ اس مشکل امر سے جس میں جناب
 ابو الحسن نہ ہوں۔ (رواہ احمد ارج المطالب باب ۱۵۴)

(۲۱) حضرت عمرؓ بن خطاب سے کہا گیا اگر کعبہ کے زیورات کو آپ بیکہ مسلمانوں کے لشکر میں آپ نے
 گدیوں تو یہ امر مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ کعبہ کو زیور کی کچھ ضرورت نہیں۔ عمر نے جناب امیر علیہ السلام سے
 امر کی نسبت پوچھا جناب امیر نے ارشاد کیا کہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن شریف نازل فرمایا
 اور چار قسم کا مال قرار دیا ہے ایک مسلمانوں کا مال ہے جس کو ذوی الفرائض اور ورثہ میں تقسیم کیا ہے اور ایک
 جہرمانہ ہے اس کو مستحقوں پر بانٹا ہے اور ایک مال خمس ہے وہ خدا نے جن کو دینا تھا دیا اور ایک زکوٰۃ ہے وہ
 بھی جن کا حق تھا۔ انکو دینے کا حکم دیا پس ان دونوں میں بھی کعبہ کا زیور موجود تھا۔ خدا نے اس کو اسی حال پر چھوڑ
 دیا اور اس کو خدا نے بھول کر نہیں چھوڑا پس تم بھی اسے اسی طرح برہنہ دور جب طرح پر خدا نے اور خدا کے

و شاک سادہ و رقعات کر
 تے ورنہ چپ ہتے۔ باوجودیکہ
 کہ کچھ بول نہ سکتے تھے۔ اہل
 یاف فرماتے اکثر اوقات کیوقت
 رب نہ کہاؤں گا مجھ کو کسی اور
 وں تیری عمر خور ہی ہے اور
 اور کہو لگا خدا تعالیٰ ابو الحسن
 ق حرقہ فارسی ص ۱۲۹
 میں گیا آپ ایک پرانے پیر
 یں۔ قوموں کے اچھی آپ کے
 اس نہیں کرتا جس سے نقل
 زبیر ہم بھی کے طرف جا
 علیہ السلام کا فرش
 علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ

ذریعہ صدیق کبرہوں
 (ایضاً ص ۱)

میت میں کسی کو
 سے کہ کوئی

ن ہے
 (ترندی)

رسول صلعم نے اسے رہنے دیا حضرت عمر کہنے لگے اگر تم نہ ہوتے تو ہماری بڑی رسوائی ہوتی طایرچ المطالب
باب ۱۵۵

(۲۲) حضرت عمر حجاز کے پاس آئے اسے چوما پھر کہنے لگے میں جانتا ہوں تو ایک تپھر سے نہ بگاڑ
سکتا ہے نہ فائدہ دے سکتا ہے اگر میں نے آنحضرت صلعم کو نہ دیکھا ہوتا کہ تجھے چومتے تھے تو میں بھی تجھ کو نہ
چومتا۔ بخاری پٹ کتاب المناک ص ۱۸ مطبع احمدی لاہور حاکم کی روایت میں ہے کہ حضرت علیؑ نے کہا
کہ اسے عمر پر فائدہ اور ضرر دے سکتا ہے۔ قیامت کے دن اسکی آنکھیں ہونگی اور زبان اور ہونٹ اور
وہ گواہی دیگا۔ حضرت عمر نے کہا ابوالحسن جہاں تم نہ ہو وہاں اللہ مجھ کو نہ رکھے۔ (حاشیہ ایضاً) روضۃ الصالحین
جلد ۲ ص ۵۵۔ راجح المطالب باب ۱۵۶

(۲۳) لوگ جناب عمر ابن خطاب کے پاس ایک مخنون عورت حاملہ کو لائے کہ اس نے زنا کیا تھا۔ جناب
عمر نے اس کے رجم (پتھر مار کر مارنا) کا قصد کیا حضرت علیؑ علیہ السلام نے ان سے کہا امیر المومنین آپ کو نہیں معلوم
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا ہے۔ حضرت عمر نے کہا کیا فرمایا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام نے
فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین شخصوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے۔ مخنون سے جیتک
کہ وہ تندرست ہو جائے اور لڑکے سے جیتک وہ بالغ نہ ہو اور سوئے ہوئے سے جیتک کہ وہ نہ جاگے پس
جناب عمر نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔ راجح المطالب باب سوم ص ۱۵۸ اور بقول ابوداؤد تکبیر پڑھنے لگے (ابوداؤد
مترجم مطبع صدیقی لاہور ص ۱۱۱ سطر ۶)

(۲۴) حضرت عمر نے ایک عورت کے رجم کا ارادہ کیا جو نکاح کے چھ مہینے بعد بچہ جنمی تھی۔ پس جناب
علیؑ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وحصلہ وفصالہ ثلاثون شبہا بچہ کا حمل اور دودھ
چھڑانا تیس مہینوں کے بعد ہے اور دوسری جگہ فرماتا ہے کہ بچہ کا دودھ چھڑانا دو برس کے بعد ہے۔
وفصالہ فی عامین پس حمل کی مدت چھ ماہ ہوئی۔ اور دودھ چھڑانے کی دو برس پس حضرت عمر نے
اسکو رجم کرنے سے چھڑا دیا۔ اور کہا لولا علیؑ لہلک العمر راجح المطالب ص ۱۵۹
علیؑ اگر میرا مولانا ہوتا عمر کے منہ کبھی لولا نہ ہوتا

(۲۵) حضرت عمر کی خلافت میں لوگ ایک حاملہ عورت کو لائے حضرت عمر نے اس سے پوچھا اس عورت نے اپنی زنا کا اقرار کیا حضرت عمر
نے اسکو ننگ کر کے حکم دیا کہ یہاں جناب علیؑ نے دیکھا اور حضرت عمر سے کہا کہ تم نے اسکو ننگ کر کے حکم دیا حضرت عمر نے کہا ہاں اس

عورت میری اس پر خورم عتراف کیا ہے جناب علی علیہ السلام نے فرمایا اسپر تو تمہارا یہ حکم ہے اور اسکے پیت میں جو کچھ ہے اسپر تمہارا کیا حکم ہے۔ پھر جناب علی نے فرمایا شاید تم نے اسکو جھڑکا اور دمکا یا ہوگا حضرت عمر نے کہا ہاں میں نے دمکا یا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا شاید آپ نے نہیں سنا ہے جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ بعد تشدد کے اعتراف کرینوالے پر حد نہیں ہے۔ جبکو کہ آپ نے قید کیا اور دمکا یا اسپر اسکا اقرار نہیں حضرت عمر نے اسکو چھوڑ دیا اور کہا عجبت النساء ان تلاقن مثل علی ابن ابی طالب یعنی عورتیں جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام جیسے کے جننے میں عاجز ہیں۔ (ارجح المطالب باب سوم ص ۱۵۸)

(۲۶) ابن مسروق کہتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر کے پاس ایک عورت کو لائے جس نے اپنی عدت میں نکاح کیا تھا۔ پس حضرت عمر نے اسکو اور اسکے شوہر کے درمیان جدائی کا حکم دیا۔ اور اسکے مہر کو بیت المال میں رکھا۔ اور کہا کہ میاں بیوی ہرگز کبھی اکٹھے نہ ہونگے۔ یہ بات حضرت علی کے پاس پہنچی آپ نے فرمایا کہ اگر نکاح جہل کے رو سے ہوا ہے تو اس عورت کو بدلے اس خط کے کہ اس سے مرد کو حاصل ہوا ہے مہر دلانا چاہئے۔ اور یہ عدت پوری ہو جائے تو یہ مرد اس کے ساتھ نکاح کرے۔ پس حضرت عمر نے اسکا نکاح کر دیا اور کہا جہالتونکو سنت کی طرف رد کردو پس حضرت عمر نے جناب علی علیہ السلام کے قول کی طرف رجوع کیا۔ (ارجح المطالب باب سوم ص ۱۵۸)

(۲۷) حضرت عمر کے زمانہ میں ایک عورت ایک انصاری مرد کو چاہتی تھی مگر اس سے انصاری کا مال بیسر نہیں ہوتا تھا۔ ایک روز اس نے ایک تیلہ بنایا اور ایک انڈے کو توڑ کر زردی کو پھینکا یا اور اسکی سفیدیا کو اپنے کپڑے اور جنبہ کاموں پر چھڑک کر حضرت عمر سے آکر کہا یا امیر المومنین مجھے اس انصاری نے فلاں مقام پر رسوا کیا ہے۔ حضرت عمر اس انصاری کو نہ زدینے پر آمادہ ہو گئے۔ جناب مرتضیٰ انکے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ انصاری خدا کی قسم کھا کر کہنے لگا یہ میری نسبت جھوٹ بکیتی ہے۔ امیر المومنین آپ میری بات میر جلدی نہ کریں۔ آپکو میری بیگناہی ثابت ہو جائیگی۔ حضرت عمر نے جناب مرتضیٰ سے کہا آپ اس عورت کے بارہ میں کیا خیال کرتے ہیں۔ جناب مرتضیٰ علیہ السلام نے ارشاد کیا کہ میں نے اس عورت کے کپڑے پر سفیدی کو دیکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس نے مکر کا ٹھکانا ہے۔ تم میرے پاس کھولتا ہوا پانی لاؤ۔ جب لوگ پانی اٹھا لائے آپ نے اس عورت کے کپڑے کے دھبے پر ڈلوا دیا۔ کپڑے انڈی کی سفید پھوٹے اٹھ آئے۔ پھر آپ نے اسے سوچھا تو اس میں سے انڈی بساند آنے لگی۔ آپ نے اس عورت کو دمکا یا اس نے اقرار کیا کہ میں نے مکر

وقتی طارح المطالب

ایک پتھر ہے نہ بیکار
نویں بھی تجھ کو نہ
حضرت علی نے کہا
اور ہونٹ اور
یضا روضۃ

ہو کیا تھا۔ جناب
پکو نہیں معلوم
بہ السلام نے
ن سے جب تک
جاگے پس
نے لگے (ابوداؤد)

س جناب
حمل اور دو
ہے۔
ن عمر نے

حضرت عمر
ما اس

گانشٹا تھا۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے جناب امیر علیہ السلام کی برکت سے اس انصاری سے عقوبت کو دفع کیا۔
(ارج المطالب باب سوم ص ۱۵۹)

خالد بن ولید نے حضرت ابو بکر کی طرف لکھ بھیجا کہ یہاں ایک مرد ہے جو عورت کی طرح سے فعل کرتا ہے۔ جناب ابو بکر نے صحابہ سے مشورہ کیا بعض نے کہا اس کو قتل کرنا چاہئے بعض نے کہا سنگسار کیا جائے۔ حضرت ابو بکر نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا عرب کے لوگ شذہ کر نیکیو بہت برا جانتے ہیں آپ کی اسمیں کیا رائے ہے۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا میری رائے میں سے آگ کے اندر دھکیلنا چاہئے پس وہ آگ میں ڈالا گیا۔ (ارج المطالب ص ۱۶۱)

(۲۸) محمد بن یحییٰ بن حبان کہتے ہیں کہ حبان بن منقذ کی دو عورتیں تھیں ایک ہاشمیہ اور ایک نصائیہ اس نے انصاریہ کو طلاق دیدیا تھا۔ پھر اسی برس میں حبان مر گیا انصاریہ عورت کہنے لگی میری عدت ابھی تک پوری نہیں ہوئی پس اس کا مرافعہ حضرت عثمان کے پاس لیگئے حضرت عثمان نے کہا مجھے اس فیصلہ کا علم نہیں وہ مرافعہ جناب علی علیہ السلام کے پاس لیگئے جناب علی علیہ السلام نے اس انصاریہ سے فرمایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر کے پاس حلف اٹھاؤ کہ تجھے تین حیض نہیں گذرے تو تجھے میراث میں شریک کیا جائیگا پس انصاریہ نے حلف اٹھائی اور وہ میراث میں شریک کی گئی۔ (ارج المطالب باب سوم ص ۱۶۱)

(۲۹) جناب عمر کے زمانہ میں ایک لڑکے کی نسبت دو عورتوں میں جھگڑا ہوا۔ ہر ایک انہیں سے اس لڑکے کو اپنا بیٹا بیان کرتی تھی حضرت عمر کو ان کے فیصلہ میں مشواری پیش آئی ان دونوں کو حضرت امیر کی خدمت میں فیصلہ کے لئے بھیج دیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا میرے پاس ایک کاریگر بڑھٹے کو لاؤ تاکہ اس سے اس لڑکے کو دو برابر حصوں میں کاٹ ڈالے کہ لڑکے کا ایک ایک ٹکڑا ان دونوں کو دیدیا جائے۔ لڑکے کی ماں چاہنے لگی آپ سالم یہ لڑکا اس عورت کو دیدیں۔ دوسری عورت جینیہ کہنے لگی ضرور لڑکا کاٹ ڈالا جائیگا جناب امیر علیہ السلام نے اس لڑکے کو اٹھا کر اسکی اصلی ماں کو دیدیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک شب میں دو عورتوں کو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک کا لڑکا مر گیا اس زندہ لڑکے کی واسطے تنازع ہوا۔ (ارج المطالب باب سوم ص ۱۶۳)

(۳۰) امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عثمان باپس ایک عورت آئی جس کا بچہ چھ مہینہ میں پیدا ہوا تھا آپ نے اس کے رحم کا حکم دیا حضرت علیؑ نے فرمایا اس پر رحم نہیں ہو سکتا۔ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے اپنی کتاب میں

وَحَمَلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا أَدْمَى كَامِلًا اور دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہوتا ہے۔ اور دودھ جگہ فرماتا ہے۔ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُنْعِظَ (الضامن) میں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلاویں جو شخص رضاعت کو پورا کرنا چاہے۔ تو حمل کے چھ مہینے ہوئے اسوجہ سے رجم نہیں حضرت عثمان نے یہ سنکر لوگوں کو بھیجا اس عورت کے پیچھے تاکہ اسکو رجم نہ کریں دیکھا تو وہ رجم ہو چکی تھی حضرت عثمان کی لاعلمی کے سبب مفت کی جان گئی (کشف المغطاء عن کتاب المغطاء باب رجم ۳۵ مطبع صدیقی لاہور)

(۳۱) سعید بن المسیب سے روایت ہے ایک شخص شام والوں میں سے (ابن جیری) نے اپنی عورت کیساتھ ایک مرد کو پایا تو مار ڈالا اس مرد کو یا مد عورت دونوں کو معاویہ بن ابوسفیان حاکم شام کو اسکا فیصلہ دشوار ہوا۔ انہوں نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ تم حضرت علیؑ سے اس مسئلہ کو پوچھو۔ ابو موسیٰ نے حضرت علیؑ سے پوچھا حضرت علیؑ نے کہا کہ یہ واقعہ میرے ملک میں نہیں ہوا۔ میں تمکو قسم دیتا ہوں تم سچ بیان کرو۔ کہاں یہ امر ہوا ابو موسیٰ نے کہا مجھے معاویہ ابن ابوسفیان نے لکھا ہے۔ کہ میں اس مسئلہ کو پوچھوں۔ حضرت علیؑ نے کہا میں ابو الحسنؑ ہوں اگر چار گواہ کو نہ لائے تو قتل پر راضی ہو جا (کشف المغطاء عن کتاب المغطاء ۴۹ مطبع صدیقی لاہور)

(ف) حضرت علیؑ قضا یا اور مناقشات کے فیصلہ کرنے میں اسقدر کامل تھے کہ عرب میں ایک مثل مشہور ہو گئی۔ قضیۃ ولاہ اباحسن لھا۔ یہ ایک جھگڑا ہے اور کوئی اباحسن نہیں ہے (ایضاً)

۳۱ ابو محمد امام حسن بن علی المرتضیٰؑ ان کا نام حسنؑ کنیت ابو محمد لقب نقی اور نید۔ ہجرت کے فاطمہ الزہراءؑ سے پیدا ہوئے۔ ساتویں روز انکے نا اجداد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکا عقیقہ اور ختنہ کیا۔ اور اسی روز انکا نام حسن رکھا۔ انکا سر پاپیغمبر صاحب کے سر پائے بہت ہی ملتا جلتا تھا۔ یعنی سر سے سینہ تک پیغمبر صاحب کے بالکل مشابہ تھے۔ اسکی تائید اس اثر سے خوب ہوتی ہے جسے طبرانی نے بند صحیح روایت کیا ہے کہ ایک موقع پر حضرت ابو بکر امام حسنؑ کو اپنے کندھے پر چڑھائے ہوئے فرما رہے تھے کہ بخدا یہ پیغمبر صاحب کے بہت ہی مشابہ ہیں علیؑ سے تو کچھ بھی نہیں ملتے۔ اور علیؑ تھے کہ اسی موقع پر کھڑے ہوئے تھے۔ پیغمبر صاحب نے انکے اور ان کے بھائی امام حسینؑ کے حق میں فرمایا کہ یہ دونوں جو انان بہشت کے سردار ہیں حضرت

امام حسنؑ نے شکہ ہجری میں انچاس برس کی عمر کو پہنچ کر مدینہ میں وفات پائی انکے چچے گیارہ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی کل بارہ اولادیں باقی رہیں صاحبزادی کا نام توأم الحسن تھا۔ اور صاحبزادوں کے نام عبد القاسم حسن زید عمر عبید اللہ عبد الرحمن احمد اسمعیل حسین عقیل تھے۔ انہیں اہل عقب یعنی جن سے آگے کو نسل جلی ذیل کے صرف پانچ حضرات ہیں حسن زید حسین عقیل ام الحسن۔

حسن جن کو شنی بھی کہتے ہیں اپنے وقت کے تمام علماء و فضلاء کے امام اور عباد و زماؤں کے مقتدا تسلیم کئے جاتے تھے۔ ۹۷ھ میں کچھ اوپر بچاس برس کی عمر پاکر انتقال کر گئے اور اپنے چچے صاحبزادے محمد عبد اللہ ابراہیم حسن جعفر داؤد اور پانچ صاحبزادیاں زینب ام کلثوم فاطمہ ملیکہ ام القاسم چھوڑیں۔ حسن شنی کی اولاد ذکور میں عبد اللہ اپنے سب بھائیوں میں ممتاز تھے جنکو المحض کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ منصور عباسی نے جب انکی شہرت مرجعیت کی عام خبریں سنیں تو مدینہ سے بلا کر قید کر لیا۔ اور انہوں نے ۱۳۷ھ کو قید خانے ہی میں انتقال کیا۔ انکے پانچ صاحبزادے تھے محمد النفس الزکیہ ابراہیم النفس الرضیہ یحیی النفس الرضیہ اور یس۔ محمد النفس الزکیہ اس وجہ سے کہ اپنے بھائیوں میں سب سے زیادہ قابل سب سے زیادہ دانشمند سب سے زیادہ خوش رو تھے۔ اپنے والد عبد اللہ المحض کو بہت عزیز تھے جب عبد اللہ المحض کا منصور عباسی کی حبس میں انتقال ہو گیا۔ تو اہل حجاز نے محمد النفس الزکیہ سے بیعت کی اور انکو اپنا امام اور خلیفہ تسلیم کر کے منصور عباسی پر خروج کیا۔

منصور عباسی نے یہ خبر سکر ایک لشکر جریدہ مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ دونوں فوجیں صف آرا ہوئیں اور کئی روز تک نہایت سختی کیساتھ کشت و خون ہوتا رہا۔ آخر محمد النفس الزکیہ عباسیوں کے ہاتھ سے عین سر کے میں شہید کئے گئے اور بقیع میں مدفون ہوئے انکے بعد ان کے بھائی ابراہیم النفس الرضیہ نے علم امامت اونچا کیا۔ عراقیوں کے ایک جم غفیر نے ان سے بیعت کی اور دوبارہ منصور عباسی پر خروج کر نیکی غرض سے لشکر کی ترتیب دی۔ موضع باحرا میں دونوں لشکروں کی مٹھ بھڑ ہوئی اور ایک عام خونریزی کے بعد ابراہیم شہید کر دیئے گئے۔ پھر آگے چل کر ہارون الرشید کے زمانہ خلافت میں عبد اللہ المحض کے تیسرے فرزند یحیی النفس الرضیہ نے امامت کا دعویٰ کیا اور تھوڑے ہی دنوں میں ہارون الرشید کے اشارے سے زہر ملا ہل و پکڑ ڈالے گئے۔ انکے بعد ادریس نے مغرب میں امامت کا جھنڈا اونچا کیا۔ اور وہیں انکا انتقال ہو گیا۔ موسیٰ نے نہ تو خلافت میں کسی طرح کی نزاع کی۔ اور نہ ہی امامت ہوئے۔ ایسوجہ سے جیتک زندہ رہے۔

تمام خشتہ اور جگرہوں سے محفوظ رہا اور خلفائے عباسیہ اور عابدین اہلبیت کی ریشہ و اینوس سے بچوں و مطہرین زندگی بسر کی۔
 حسن مثنیٰ کے دوسرے صاحبزادے بنو حسن ثلاث کہتے تھے اپنے بھائی عبداللہ کیسے منصوص عباسی کی مجلس میں مقید تھے عبداللہ کے
 انتقال کے بعد منصور کی راہ ہوئی کہ حسن ثلاث کے عہد میں لکچھوڑ دیا جائے بعض حاسد اہلبیت کہتے تھے اس کی راہ لگئی اور حسن زید
 ہی کچھ اہمیت فابیانی ثلاث کے پہلے اگرچہ انکی کئی اولادیں باقی رہیں مگر سب میں زیادہ فاضل سب میں زیادہ معتد سب
 میں زیادہ شجاع و صاحبزادے علی اور عباس تھے۔ پھر انیس علی بڑی قدر و منزلت کے آدمی تھے۔ اور بلحاظ عبادت
 و زہاد و ورع و تقویٰ حسنین میں بالکل اسی مرتبہ کے تھے جیسے امام زین العابدین حسنین میں۔ علی کی بھی
 کئی اولادیں تھیں مگر سب میں زیادہ قابل اور ہوشیار حسین تھے جنہوں نے حجاز میں دعویٰ امامت کیا اہل حجاز
 اور عراقیوں نے ان سے بیعت کی اور اپنا امام ہر حق تسلیم کیا منصور کا پوتا ہمدی کا بیٹا ہادی ان دنوں کرسی خلافت
 پر متمکن تھا۔ اسکو یہ خبر پہنچی تو ایک نہایت خونخوار فوج حجاز کو روانہ کی۔ علی عمرہ کرینکی غرض سے مکہ گئے ہوئے تھے
 اور ابھی حرم ہی تھے کہ لشکر ہادی نے موضع فح میں جو مکہ اور تنیم کے درمیان میں ہے انکو قتل کر ڈالا۔ ان کے
 ساتھ اہلبیت کی ایک جماعت بھی قتل کی گئی جن میں سلیمان بن عبداللہ بن حسین اور عبداللہ بن حسین بن علی
 زین العابدین بھی موجود تھے۔ حسن مثنیٰ کے تیسرے صاحبزادے ابراہیم ہیں جو اسوجہ سے کہ جناب پیغمبر خدا
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت ہی ملتے جلتے تھے الشیبہ کے ساتھ بکھرے جاتے تھے انکی بھی کئی اولادیں
 تھیں لیکن سب میں ممتاز احمیل تھے۔ نجد میں اکثر امام ان ہی کی اولاد میں تھے اور حیل اور ولیم میں بھی
 انکی بہت سی اولاد بستی تھی۔

امام حسن بن علی المرتضیٰ کے دوسرے صاحبزادے جن سے آگے کو نسل علی زید ہیں۔ یہ اور
 انکے بھائی حسن مثنیٰ اور انکے ابن عم زین العابدین اس زمانے میں نہایت عزت و وقعت کی نگاہوں سے دیکھے
 جاتے اور مذہبی مقتدا تسلیم کئے جاتے تھے زید نے سترہ میں وفات پائی اور اپنے چچے اپنی کئی مہنہ ہار
 اور جیتی جاگتی یادگار میں جھوڑیں جن میں سب زیادہ فاضل سب زیادہ بزرگ حسن تھے انکی صاحبزادی نفیسہ مصر
 میں ولیہ کے نام سے مشہور تھیں اور بلحاظ علم و فضل خواتین مصر بلکہ عراق و شام میں بھی انکی کوئی نظیر نہ تھی
 حسن بن زید کے انتقال کے بعد انکے صاحبزادے قاسم کو دینی و دنیاوی دونوں طرح کا عروج اور
 وجاہت اور وہ قدر و منزلت حاصل ہوئی کہ سادات حسنیہ کے پچھلے طبقے میں کسی کو میسر نہیں ہوئی۔

سے امام حسن بن علی المرتضیٰ کے باقی عین صاحبزادے انکے حالات باوجود تحقیقات کے کہیں نہیں ملے (اجتہاد)

ابو عبد اللہ امام حسین بن امام علی المرتضیٰؑ اذکانام حسین کنیت ابو عبد اللہ لقب شہید
 اور سید اور سید الشہداء ائمہ اثنا عشر میں ازکانام
 تیسرا نمبر ہے۔ ہجرت کے چوتھے سال شعبان کی چوتھی تاریخ منگل کے روز مدینے میں پیدا ہوئے
 حضرت حسنؑ کی ولادت کے پچاس روز بعد ازکانام علوق بطن مادر میں پڑا۔ یعنی امام حسینؑ اپنے بھائی امام
 حسنؑ کی پیدائش کے پچاس روز بعد اپنی والدہ کے شکم مبارک میں آئے پیغمبر صاحب نے ازکانام بھی سائیز
 روز عقیقہ اور ختنہ کیا اور اسی روز حسین نام رکھایا سینے سے پاؤں تک پیغمبر صاحب کے مشابہ تھے پیغمبر صاحب
 ان کے حق میں فرمایا کرتے تھے کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے۔ خدا اس شخص کو دوست رکھتا ہے
 جو حسین کو دوست رکھتا ہے اور اس کو ذلیل و خوار کرتا ہے جو حسین سے عداوت رکھتا ہے۔ ان کے دعوے
 خلافت اور شہادت کا مختصر تذکرہ ضمیمے میں لکھا گیا ہے وہاں دیکھو۔ امام حسین علیہ السلام کے چھ صاحبزادے
 علی اکبرؑ علی اصغرؑ عبد اللہؑ محمدؑ جعفرؑ حسنؑ اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ زینبؑ سکینہؑ فاطمہؑ علی اکبرؑ اور عبد اللہؑ
 تو اپنے والد امام حسینؑ کے ساتھ موضع کربلا میں شہید ہو گئے۔ اور محمدؑ اور جعفرؑ اور حسنؑ کم سنی ہی میں انتقال
 کر گئے صرف علی اصغرؑ یعنی امام زین العابدینؑ عمر طبعی کو پونچھ۔ اور انہی سے امام حسینؑ علیہ السلام کی آگے
 نسل چلی (اجتہاد)

امام علی الاصغر زین العابدین بن امام حسین بن امام علی المرتضیٰؑ اذکانام حسین کنیت ابو عبد اللہ لقب شہید

امام ہیں ازکانام علی اصغر کنیت ابو محمد اور ابو بکر یا ابو الحسن لقب سجاد اور زین العابدینؑ ہجرت کے چھتیسویں
 یا اڑتیسویں سال مدینے میں پیدا ہوئے۔ انکی والدہ کا نام شہر بانو تھا اور وہ صاحبزادی تھیں نیرد جرد
 بادشاہ ایران کی۔ ان کے زین العابدینؑ کے ساتھ لقب ہو نیکی متعلق اہل تاریخ نے ایک نہایت ہی عجیب
 اور دلچسپ حکایت نقل کی ہے کہ محترم امام ایک رات نماز تہجد میں مصروف تھے۔ شیطان اجین ایک نہایت
 خوفناک اثر دے کی صورت میں متمثل ہو کر ان کے سامنے آکھڑا ہوا تاکہ ان کو اس وقت کی نماز سے باز رکھے
 اور جب انہوں نے انکی طرف کچھ التفات نہیں کیا۔ اور حسب تنور خشوع و خضوع سے نماز پڑھ چلے گئے
 تو اس نے ان کے پاؤں میں کاٹ کھایا۔ اور اس زور سے کاٹا کہ فاضل امام باوجود اس محبت اور استغراق
 کے جو آپ کو حالت نماز میں حاصل تھا بے چین ہو گئے۔ پاؤں حد سے زیادہ ورم کر آیا اور زخم میں سے نیلا نیلا

پانی پہنے لگا۔ اس حالت سے ظاہر ہوتا تھا کہ امام زین العابدین کو سخت تکلیف ہوئی ہوگی یہ سب سچ تھا لیکن فاضل امام اسی طرح مصروف نماز تھے جس طرح مصروف ہونا چاہیے تھا۔ اسی اثنا میں دفعتاً ایک طرف سے آواز آئی کہ یہ اہل میں اتر رہے ہیں۔ شیطان ہے اتر رہے کی صورت میں امام زین العابدین نے اس کے ایک طمانچہ مارا اور لاجول پڑھی۔ اس سے وہ اتر رہا دھواں بن کر ہوا میں اڑ گیا۔ اور غیب سے آواز آئی کہ یا زین العابدین اسی روز سے آپس لقب کیساتھ مشہور ہو گئے یہ واقعہ کربلا میں اپنے والد زید کو اس کے ساتھ موجود تھے۔ مگر علالت کی وجہ سے لشکرِ نیرید کے مقابلے میں نہ آ سکے اور اسی سبب سے آخر کار زید نے انکو ہار کر دیا۔

امام زین العابدین اپنے زمانے کے مشہور اور نامور فضلاء میں اول نمبر کے ممتاز فاضل تھے اور زہد و عبادت اور ورع و تقویٰ میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے اور اسی وجہ سے مرجع الخلائق بھی تھے لوگ دور دور سے یگستان عرب کی سخت اور دشوار گزار منزلیں طے کر کے حاضر خدمت ہوتے اور ظاہر و باطن کے فیض سے مستفید و مستفیض ہوتے۔ عبد الملک بن مروان کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے بلیں خیال کر مبادا امام زین العابدین خروج کر کے خلافت کے دعویدار ہوں۔ انکو بلا کر قید کر دیا۔ لیکن جب اسے اچھی طرح تحقیق ہو گیا کہ یہ دعویٰ خلافت کرنے اور لڑنے نبھانے کے لوگ نہیں ہیں تو قید سے رہائی دے دی اٹھا رہے ہیں محرم ۹۲ھ کو انتقال کیا کہتے ہیں کہ معاندین اہل بیت کی سازش سے زہر دیا گیا۔ انکے انتقال کے بعد وہ زین پسر بنزرائی نسل کے اور کوئی حبیبی نہ تھا انکی اولاد کا شمار دس کے قریب تک پہنچتا ہے۔ لیکن انکے پانچ صاحبزادے علم و فضل میں مشہور اور زہد و اتقائیں معروف ہیں۔ محمد الباقر ایک یہ عمر میں سب سے بڑے اور علم و فضل میں سب سے ممتاز تھے۔ زید انکا لقب تھا صاحب المذہب انکے مناقب و فضائل تواریخ میں بہت تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں اور انکی ان تصانیف مفیدہ کو بھی بعض مؤرخوں نے گنوا ہے جو انھوں نے وقتاً فوقتاً حسب ضرورت تصنیف کی ہیں۔ آخر میں انھوں نے خلافت کا دعویٰ کیا اور ۱۳۰ھ میں ہشام بن عبد الملک کے لشکر نے انھیں قتل کر ڈالا انکی قبر خراسان میں ہے انکے انتقال کے بعد انکے صاحبزادے یحییٰ دعویدار خلافت ہوئے اور انجام کار ہشام کے لشکر کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ انکی قبر بلاد عجم کے مشہور موضع جو رجان میں اب تک موجود ہے یحییٰ کے علاوہ زید بن علی کے چھ فرزند اور بھی تھے۔ عیسیٰ۔ محمد۔ حسن۔ عبد اللہ۔ عمر۔ حسین۔ مگر ان میں سے کسی نے خلافت کا دعویٰ نہیں کیا اور

آگے کو انکی نسل بھی نہیں چلی یہیں سے بنی امیہ کی دولت کا زوال اور بنو العباس کی خلافت کا آغاز ہوا۔ عباسیوں کا زمانہ اہمیت کے حق میں بنو امیہ کے زمانے سے بھی زیادہ خطرناک تھا اس زمانے میں جو محبتیں اور تکلیفیں اہل بیت نے اٹھائیں قابل ذکر نہیں (کتاب جہاد)

امام محمد الباقربین علی زین العابدین ان کا نام محمد۔ کنیت ابو جعفر۔ لقب باقر یا امام زین العابدین

مدینہ میں پیدا ہوئے انکی والدہ کا نام فاطمہ تھا اور وہ صاحبزادی تھیں امام حسن بن علی المرتضیٰ کی۔ جابر بن عبد اللہ بن جعفر صاحب کے مشہور صحابی جو اس وقت نابینا ہو گئے تھے موجود تھے۔ امام باقرؑ نے ان کا مشہرہ سنا تو ملاقات کی غرض سے حاضر ہوئے۔ جابر نے فرمایا صاحبزادے! تم کون ہو۔ امام باقرؑ نے کہا میں ہوں حسین کا پوتا۔ زین العابدین کا بیٹا۔ باقرؑ حضرت جابرؑ نے انکے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کمال الفت و مہربانی سے اپنے پاس بٹھالیا۔ ان کا انتقال ساتویں ذی الحجہ ۴۸ھ کو مدینہ میں ہوا۔ ستاون برس کی عمر پائی۔ مدینہ کے گورستان جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ انکی کئی اولادیں تھیں لیکن علم و فضل کی شہرت صرف دو صاحبزادوں یعنی جعفر الصادقؑ اور عبد اللہ کو حاصل تھی۔ اول الذکر روایت و درایت اور حفظ میں انتہا درجے کا ملکہ رکھتے تھے اور عبد اللہ حفاظ حدیث میں اول نمبر کے حافظ شمار کئے جاتے تھے (از کتاب جہاد)

امام جعفر الصادق بن محمد الباقربین ان کا نام جعفر۔ کنیت ابو عبد اللہ۔ لقب صادق۔ ۸۰ھ میں مدینہ

کا نام ام فروہ تھا اور وہ صاحبزادی تھیں قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق کی یہ اہل بیت کے موجودہ لوگوں میں نہایت بزرگ تسلیم کئے جاتے تھے۔ اور ان کا تقدس و تعزز تمام اہل حجاز کے نزدیک مسلم تھا۔ علماء اسات میں اول درجے کے عالم و فاضل شمار کئے جاتے اور جو دو کرم میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ خلیفہ منصور کو علویوں سے اتنی عداوت تو نہ تھی جتنی اور خلفاء عباسیہ کو لیکن تاہم وہ ان لوگوں سے بدظن ضرور تھا۔ اور اس وجہ سے وہ کبھی انکی طرف سے مطمئن نہیں رہا۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اہل بیت کے کسی دشمن نے خلیفہ منصور سے امام جعفر صادقؑ کی چلی جاگالی اور اس نے اپنے مصاحب ربیع نام کو انکے بلانے کو بھیجا۔ جب یہ دربار میں پہنچے تو خلیفہ نے ایک نہایت طیش اور برہمی کے بے میں کہا جعفر! اگر میں تم کو قتل نہ کروں تو خدا انجہ کو قتل کر ڈالے۔ جب سے میرے کان میں یہ لفظ بڑے ہیں کہ تم زمین میں ہر طرف فسادات برپا کرتے پھرتے اور چاہتے ہو کہ زمین کو

مسلمانوں کی خونریزی سے آلودہ کرو۔ میں اپنی انگلیاں چبایا کرتا ہوں۔ امام جعفرؑ نے نہایت متانت اور
سجیدگی سے فرمایا کہ میں نے زمین میں کسی طرح کا فساد پھیلایا نہ پھیلانا چاہتا ہوں۔ مسلمانوں کی خونریزی کا
نہ کبھی مجھے خیال آیا۔ نہ آسکتا ہے جس شخص نے آپ کے دلیس یہ خیال ڈالا ہے۔ محض جھوٹا اور مفتری ہے۔
ظلیفہ پر سنکر بہت خوش ہوا اور امام جعفرؑ کو ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے تخت پر بٹھالیا۔ اور جس نے ان کی جھلی کھا لی تھی
ہلا کر قتل کر دیا۔ امام جعفرؑ صادقؑ کبھی عراق میں تھے اور کبھی مدینے میں عبداللہ المحض کے صاحبزادے
محمد النفس الزکیہ نے جب عباسیوں پر خروج کیا ہے تو انہیں اپنے ساتھ چلنے اور عباسیوں سے لڑنے کی ہمت
سنجی کے ساتھ تحریک کی مگر انہوں نے اپنے بڑے اور ضعیف کی وجہ سے معذرت کر دی اور اپنے دونوں
صاحبزادوں عبداللہ اور موسیٰ کو ان کے ساتھ کر دیا۔

امام جعفرؑ صادقؑ نے رجب کی پندرہویں تاریخ روز جمعہ ۱۱۹ھ کو مدینے میں وفات پائی اور
جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ امام جعفرؑ کے نو فرزند تھے لیکن جن پر تاریخی روشنی پڑ چکی ہے پانچ ہیں۔
اسمعیلؑ - یہ اپنے والد سے پیشتر ہی انتقال کر گئے تھے۔ اور فرقہ اسمعیلیہ اپنے تئیں انہی کی طرف منسوب کرتا ہے۔
عبداللہؑ - محمدؑ - موسیٰؑ - اسحقؑ یہ پانچوں حضرات اہل فضل اور اہل ولایت و درایت کے ساتھ شہرت رکھتے
اور علم و فضل کے امام مانے جاتے تھے۔ انہیں سے صرف محمدؑ نے خلافت کا دعویٰ کیا اور حجاز میں ان کے لئے بیعت
لی گئی۔ آخر کار ہارون الرشید کے فرزند اموں نے انکو نظر بند کر لیا۔ اور یہ زمانہ وفات تک انہوں ہی کے
پاس رہے۔ راز کتاب اجتہاد

امام اعظم نعمان بن ثابت کو فی نے حضرت امام جعفرؑ صادقؑ علیہ السلام کی فیض صحبت سے بھی بہت
کچھ فائدہ اٹھایا ہے ابن تیمیہ نے اس سے انکار کیا ہے اور اسکی وجہ یہ خیال کی ہے کہ امام ابوحنیفہؒ حضرت امام
جعفرؑ صادقؑ کے معاصر اور ہمسر تھے۔ اس لئے انکی شاگردی کیونکر اختیار کرتے لیکن یہ ابن تیمیہ کی گستاخی اور خیرہ
پیشانی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ لاکھ مجتہد اور فقیہ ہوں لیکن فضل و کمال میں انکو حضرت امام جعفرؑ صادقؑ سے کیا نسبت
ہے۔ حدیث و فقہ بلکہ تمام مذہبی علوم اہل بیت کے گھر سے نکلے و صاحب البیت اور یما فیہا رکھ کر مالک
گھر کی اشیاء کو جانتا ہے۔ (سیرۃ النعمان شبلی ص ۳۷)

امام موسیٰ کاظمؑ بن امام جعفرؑ صادقؑ ان کا نام موسیٰ - کنیت ابو الحسن یا ابو عبد اللہ - لقب کاظم۔
انکی والدہ حمیدہ بربرہ ام ولد تھیں جنکو امام محمد باقرؑ نے

کی خلافت کا آغاز
زمانے میں جنتیں

یہ امام زین العابدینؑ
میں جمعے کے روز

کی - جابر بن

کا شہرہ سنا

میں ہوں

نی سے اپنے

کے گورت

بزرادوں

رکھتے تھے

لاول

میں بیچ

والدہ

س میں

لاول

سے

وہ

جعفر

نے

سے

او

اپنے صاحبزادے جعفر کے لئے ستر دینار کو خرید لیا تھا۔ امام موسیٰ کاظمؑ نے ساتویں صفر روز یکشنبہ ۱۲۸ھ کو موضع ابواہن میں
 جھوٹے اور بدینے کے درمیان میں واقع ہے پیدا ہوئے۔ انہوں نے باوجود اسکے کہ خلافت کے اہل تھے کبھی
 دعویٰ خلافت کیا نہ کسی خلیفہ پر خروج کرنا چاہا نہ منصور کا بیٹا مہدی یہ سنکر کہ موسیٰ کاظمؑ کے تقدس کا سکہ تمام
 حجاز میں بیٹھ گیا ہے۔ اور وہ خروج کا ارادہ رکھتے ہیں خود نے پہنچا اور امام موسیٰ کاظمؑ کو بغداد میں لا کر قید
 کر دیا۔ ایک لٹ کا ذکر ہے کہ مہدی نے حضرت علی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ وہ اس سے بطریق سرزنش
 و ملامت فرما رہے ہیں۔ اِنِّهَا اَلْهَدٰی فَمَنْ عَسٰی يَنْتَرٰنْ تَوَلّٰی تَمُوتُ اَنْ تَفْسِدُ وَاِنِ اِلَّا خُرُوجُ
 وَتَقْطَعُوْا اَرْحَامَكُمْ مہدی بیدار ہوا تو اس نے ربیع حاجب کو جنس میں آدھی رات کو روانہ کیا۔ وہ
 امام موسیٰ کاظمؑ کو اپنے ہمراہ لے آیا مہدی نے انکو آتے دیکھا تو جھٹ تعظیماً کھڑا ہو گیا۔ معانقہ کیا اور ہاتھ پکڑ کر
 اپنے ساتھ تخت پر بٹھالیا۔ اور اپنا خواب بیان کیا۔ امام موسیٰ انہایت منانیت اور خاموشی کے ساتھ مہدی
 کی ساری باتیں سنتے رہے۔ آخر کار مہدی بولا کہ موسیٰ کیا تم مجھے اطمینان دلا سکتے ہو کہ مفسدوں کے ساتھ
 ہو کر فحش پر خروج تو نہیں کرو گے۔ امام موسیٰ نے فرمایا واللہ میں نے خروج نہیں کیا اور کرونگا بھی نہیں مہدی
 نے یہ سنکر اپنے حاجب ربیع کو حکم دیا کہ موٹلی کیلئے سامان سفر فوراً مہیا کر دو۔ اور دس ہزار درہم انکی نذر کر کے امن
 و عافیت کیساتھ مدینے پہنچا دو۔ ربیع نے راتوں رات سارا سامان سفر جمع کر دیا۔ اور صبح ہوتے ہی امام موسیٰ
 خلیفہ سے رخصت ہو کر مدینے روانہ ہو گئے۔

امام موسیٰ کاظمؑ ہارون الرشید کے زمانہ خلافت تک نہایت سکون و اطمینان سے مدینے بیٹھے
 رہے لیکن پھر حساد نے انکی طرف سے جھوٹی جھوٹی بے اصل باتیں ہارون الرشید کے گوش گزار کیں۔
 اور اس نے انکو مدینے سے بلا کر بغداد میں قید کر دیا اور یہ قید خانے ہی میں انتقال کر گئے۔ بیان کیا جاتا
 ہے کہ یحییٰ بن خالد ہارون الرشید کے وزیر اعظم نے ہارون الرشید کے ایما سے امام موسیٰ کاظمؑ کو چھوڑ مارے
 میں زہر ملا کر دیدیا اور محترم امام تین روز بعد ۱۸۳ھ ہجری میں روز جمعہ کو انتقال کر گئے۔ امام موسیٰ کاظمؑ کے
 انتقال کے بعد انکی تیس اولادیں ذکر و اثاث باقی رہیں جنہیں علی الرضا اور احمد طبرہ پائے کے آدمی تھے

۱۔ یہ سورہ حمد کے تیسرے رکوع کی آیت ہے مفسرین اسکے معنی میں اختلاف کیا ہے۔ اور اختلاف پیدا ہوا تو لیتیم کے لفظ سے لغت سے
 تو لے کے دو معنی ہیں روگردانی کرنے اور والی محاکمہ ہونے کی آیت کا سابق و سابق چاہتا ہے پہلے معنی کو اور اسی لئے اکثر مفسرین نے یہی معنی
 اختیار کئے ہیں۔ اور ہم نے بھی اسکو ترجیح دی چنانچہ ہم نے اس آیت کا یوں ترجمہ کیا ہے۔ کہ (منافقوں) کیا تم سے کچھ بعید ہے
 کہ اگر (جہاد کرنے سے) بچھڑے ہو تو اس صورت میں بھی تو ملک میں فساد کرے اور اپنے رشتوں و ناٹوں کو توڑے مگر بعض مفسرین نے دوسرے
 معنی میں یہ آیت کا یوں ترجمہ کرتے ہیں کہ کیا تم سے کچھ بعید ہے کہ اگر تم (ملک) کا حکم غلط کر دے گا تو لوگوں میں فساد کرے اور اپنے رشتوں کو توڑے

اور ان دونوں میں علی الرضا خصوصیت کے ساتھ بڑے مقتدر اور صاحب علم و فضل تھے۔
(از کتاب اجتہاد)

امام علی الرضا بن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا نام علی کینت ابو الحسن۔ لقب رضا۔ سال ۱۵۱ ہجری
اربع الاول کی گیارہویں تاریخ روز پنجشنبہ کو پیدا ہوا
یہ بھی ایک ام ولد کے پیٹ سے پیدا ہوئے جس کے نام کی تعیین میں مورخوں کا اختلاف ہے۔ کوئی
ام البنین بتاتا ہے کوئی ثمانہ اور کسی نے نجمیہ لکھا ہے۔ خلیفہ ہارون الرشید کے بعد اس کا فرزند ماموں تخت
نشین ہوا۔ تو اس نے شروع شروع میں اپنے دربار میں علویوں کا وہی ادب احترام قائم رکھا۔ جو ان کی
شان کے شایان سنوار تھا۔ اور امام علی الرضا سے تو اس قدر محبت ہو گئی تھی کہ بے انکسچین ہی نہیں بٹھاتا
تھا۔ آخر کار ماموں نے امام علی الرضا کو اپنا ولیعهد قرار دے دیا۔ اور اب دونوں میں وہ اتحاد و اتفاق کھا
دینے لگا۔ جو ایک حقیقی باک نفس مہربان بھائی کو بھائی کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔ امام علی الرضا جب ماموں سے
ملاقات کرنے دربار میں جاتے تو امر اور دربار نہایت خوش محبت اور تعظیم کے ساتھ ان کا استقبال کرتے
اور سر پر پردہ جو خلیفہ کے آگے لٹکا رہتا تھا ان کے داخل ہونے کیلئے اٹھاتے تھے مگر ماموں کا نور کا
بہت کچا تھا۔ اور اس کی طبیعت میں زیادہ ثبات و استقلال تھا۔ بعض امر اور دربار کے حسد بغض کی وجہ سے
بے تحقیق کئے امام علی الرضا سے بدگمان ہو گیا۔ پہلے انہیں بیعت کی تکلیف دی اور جب وہ اس سے بیعت
کر چکے تو بلاد عجم میں انہیں جلا وطن کر دیا اور اس سے بھی دل ٹھنڈا نہ ہوا تو زہر دلو کر مرنے والا امام علی
کا انتقال ولایت طوس کے موضع ستایا میں نویں رمضان المبارک ۱۸۱ھ کو ہوا (اجتہاد)

امام محمد بن علی الرضا علیہ السلام کا نام محمد کینت ابو جعفر۔ لقب تقی۔ اٹنی والدہ کا نام ریحانہ تھا
یہ ماریہ قطیفہ کے قبیلے سے تھیں۔ دسویں رجب ۱۸۱ھ ہجری روز
کو مدینہ میں پیدا ہوئے۔ چونکہ کمال علم و ادب اور فضل و بزرگی کے ساتھ موصوف تھے۔ حجاز و عراق کا
جم غفیر ان کے فیض باطن سے مستفید و مستفیض تھا۔ ماموں الرشید کی پشانی پر امام علی کی زہر خورانی کا
داغ بدنامی لگنا تھا لگ کر بالیکن ساتھ ہی وہ اپنی اس حرکت بیجا سے نہایت ہی شرمندہ ہوا۔ اور اس
داغ بدنامی کے مٹانے کیلئے اس نے اپنے تحت جگر ام الفضل کو جو اسے سب سے زیادہ عزیز اور محبوب تھی امام محمد تقی
کے نکاح میں دیکر اپنے ہمراہ مدینہ روانہ کر دیا۔ اور ہزار دینار سالانہ خرچ کیلئے بیت المال سے بھیجتا رہا۔

میں یہ دونوں چیزیں اٹھائیں اور باہر سے غریفہ متوکل کے سارے کھدیں کل کو اسے فروغی سر پہ تھیلی لٹکھ کر سخت تعجب و تعجب کی وجہ سے تھی کہ اس
تھیلی پر متوکل کی ناکی مہر لگی ہوئی تھی متوکل نے برابر یوں پوچھا کہ تھیلی کیسے او اسکا قصہ کیا ہو لوگوں نے بیان کیا کہ جس ناکیوں کی
انہیں پھوڑا نکالا تھا تو آپ کو یاد ہو گا کہ تمام طبائے علاج عاجز آ گئے تھے اور ہم لوگوں کو مایوسی ہوئی تھی اساتھیں علی نقی کی طرف رجوع کیا گیا تو
انکی دوا اور دعا ایک ہی نہیں ہوئی اور پھوڑا اور زخم منڈل ہو گیا اس کے ٹکڑے آپ کی دلہنہ تھیلی انکی خاتون بھی تھی جو بھی تک مہی کی
تھیلی جو متوکل نے سید کہا اس تھیلی کیسا ایک و تھیلی ملا اور تلوار پر سو کا قیضہ ٹھاکر علی نقی کی خدمت میں لجاوا اور یہ طریقہ معذرت
کر دو سعید نے فوراً تعمیل حکم کی اور امام علی نقی کی خدمت میں غریفہ کی طرف سے اور غریفہ کیساتھ اپنی طرف بہت کچھ معذرت کی امام علی نقی
نے سکر اگر فرمایا وسیع علم اذین ظلموا ای صنفیہ یثقلون انکی وفات سنہ ۲۵۲ھ کے زمانہ خلافت میں آخر ماہ جمادی الاخری ۲۵۲ھ کو
چالیس یا اکتالیس برس کی عمر میں ہوئی (کتا با جتہا)

امام حسن کی بن امام علی نقی کے انکا نام حسن کنیت ابو محمد لقب کی عسکری انکی والد کا نام سوس تھا ۲۳۳ھ کو مدینہ میں
ہو کر واپس آئے جس کی عمر میں وفات پائی کہتے ہیں کہ خلیفہ بغداد اشار سے انکے کھانہ میں زہر ملا گیا اور اسی دن انتقال ہوا
امام محمد مہدی بن امام حسن زکی کے انکا نام محمد کنیت ابو القاسم لقب مہدی اور حجة اللہ اور قائم و منتظر یہ صوبہ ہضانت ہوا
۲۵۵ھ کو موضع شمرن رائے میں پیدا ہوئے انکی والد کا نام محمد بن جحش تھا یہ بھوپل نام ہیں جن کے بارے میں اہل تشیع کا اعتقاد ہے کہ امام محمد
وہی مہدی آخر الزمان ہیں جنکی نسبت عجیب و غریب آثار و فرایا کہ فرزانے میں میری امت بلکہ میری اہلیت میں حضرت مسیح کے آسمان اترنے
سے پیشتر ایک شخص ظاہر ہوگا جسے مہدی کہیں گے وہ روز میں کفر کی تاریکی کو شاکر چہا طرف ایمان کی روشنی کو پھیلا دے گا۔
اہل تشیع کا یہ بھی بیان ہے کہ امام محمد مہدی خضر علیہ السلام کی طرح عمر جاوید پائے گئے ہیں اور زندہ ہیں اور ہمیشہ زندہ رہیں گے
لیکن بفضل آدمیوں کی نظروں سے غائب ہیں۔ حضرت مسیح انکی اقتدار کریں گے اور دونوں کو کفار سے جدا کریں گے
واللہ اعلم۔ و هذا اخروما لخصناه من الرياض المستطابة للفاضل محیی بن ابی بکر العامری
الیمی (مستقل انکتا جتہا) مدہدنی۔ یہ ہیں بارہ پاک امام علیہم السلام جنکے مطیع و تابع اور مذہب امامیہ اثنا عشریہ
سے انہی کے فرمان و اقوال پر عمل کرتے ہیں اور یہی وسیلہ نجات اور ذریعہ بدی حیات ہیں گو عامیہ ان مقدس معصوم
عابد زائد علماء علم لدنی و حق و ارثان اسلام و پیشوا ان ملت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھوڑ کر اور ادا مستقیم سے
منہ موڑ کر اپنے علیحدہ امام پیشوا اور ختم نبائے ہیں اور کئی من گھڑت اور منوعی فرماتے ہیں گئے۔ گھر گھر امام گھر
گھر ولی اور گھر گھر پروردگار ہو گئے۔ امت محمدیہ گمراہی میں جا پڑی۔

میں یہ دونوں چیزیں اٹھائیں اور باہر سے غریفہ متوکل کے سارے کھدیں کل کو اسے فروغی سر پہ تھیلی لٹکھ کر سخت تعجب و تعجب کی وجہ سے تھی کہ اس

میں یہ دونوں چیزیں اٹھائیں اور باہر سے غریفہ متوکل کے سارے کھدیں کل کو اسے فروغی سر پہ تھیلی لٹکھ کر سخت تعجب و تعجب کی وجہ سے تھی کہ اس
تھیلی پر متوکل کی ناکی مہر لگی ہوئی تھی متوکل نے برابر یوں پوچھا کہ تھیلی کیسے او اسکا قصہ کیا ہو لوگوں نے بیان کیا کہ جس ناکیوں کی
انہیں پھوڑا نکالا تھا تو آپ کو یاد ہو گا کہ تمام طبائے علاج عاجز آ گئے تھے اور ہم لوگوں کو مایوسی ہوئی تھی اساتھیں علی نقی کی طرف رجوع کیا گیا تو
انکی دوا اور دعا ایک ہی نہیں ہوئی اور پھوڑا اور زخم منڈل ہو گیا اس کے ٹکڑے آپ کی دلہنہ تھیلی انکی خاتون بھی تھی جو بھی تک مہی کی
تھیلی جو متوکل نے سید کہا اس تھیلی کیسا ایک و تھیلی ملا اور تلوار پر سو کا قیضہ ٹھاکر علی نقی کی خدمت میں لجاوا اور یہ طریقہ معذرت
کر دو سعید نے فوراً تعمیل حکم کی اور امام علی نقی کی خدمت میں غریفہ کی طرف سے اور غریفہ کیساتھ اپنی طرف بہت کچھ معذرت کی امام علی نقی
نے سکر اگر فرمایا وسیع علم اذین ظلموا ای صنفیہ یثقلون انکی وفات سنہ ۲۵۲ھ کے زمانہ خلافت میں آخر ماہ جمادی الاخری ۲۵۲ھ کو
چالیس یا اکتالیس برس کی عمر میں ہوئی (کتا با جتہا)

نقشه تاریخ ولادت و شهادت و عمر و اسما از اولاد و مقام قبور مطهره و

اسما معصومین	لقب	کنیت	نام پدر	نام مادر	حالات ولادت		حالات شهادت				مدت حیات
					زمان ولادت	مقام ولادت	سبب شهادت	اسم قاتل	مقام مقتول		
حضرت محمد رسول الله صلی الله علیه و آله	باب مصطفی	ابوالقاسم	حضرت عبد الله	حضرت آمنه بنت وهب	روز جمعه ۱۲ رجب ۱۱	مکه	دو شنبه ۱۱	زین العابدین	مدینه منوره	۶۳ سال	
جناب فاطمه زهرا علیها سلام	زهره	ام المومنین	حضرت محمد	حضرت آمنه بنت وهب	روز جمعه ۱۲ رجب ۱۱	مکه	دو شنبه ۱۱	زین العابدین	مدینه منوره	۱۸ سال	
حضرت امام علی مرتضی	مرتضی	ابوتراب	حضرت ابوطالب	حضرت فاطمه بنت اسد	دو شنبه ۱۲ رجب ۱۱	مکه	دو شنبه ۱۱	زین العابدین	مدینه منوره	۶۳ سال	
حضرت امام حسن	مجتبای	ابو محمد	حضرت علی	حضرت فاطمه بنت اسد	۱۵ رمضان ۱۱	مکه	دو شنبه ۱۱	زین العابدین	مدینه منوره	۴۴ سال	
حضرت امام حسین	شهادت	ابو عبد الله	حضرت علی	حضرت فاطمه بنت اسد	۱۰ شعبان ۱۱	مکه	دو شنبه ۱۱	زین العابدین	مدینه منوره	۱۰ سال	
حضرت امام علی بن الحسین	زین العابدین	ابو محمد	حضرت محمد	حضرت فاطمه بنت اسد	۱۵ جمادی الاول ۱۵	مکه	دو شنبه ۱۱	زین العابدین	مدینه منوره	۵۸ سال	
حضرت امام محمد بن علی	باقر علم	ابو جعفر	حضرت محمد	حضرت فاطمه بنت اسد	۱۰ رجب ۱۱	مکه	دو شنبه ۱۱	زین العابدین	مدینه منوره	۶۸ سال	
حضرت امام جعفر صادق	صادق	ابو جعفر	حضرت محمد	حضرت فاطمه بنت اسد	۱۵ جمادی الاول ۱۵	مکه	دو شنبه ۱۱	زین العابدین	مدینه منوره	۵۵ سال	
حضرت امام موسی کاظم	کاظم	ابو جعفر	حضرت محمد	حضرت فاطمه بنت اسد	۱۵ جمادی الاول ۱۵	مکه	دو شنبه ۱۱	زین العابدین	مدینه منوره	۵۵ سال	
حضرت امام علی بن موسی رضا	رضا	ابو الحسن	حضرت محمد	حضرت فاطمه بنت اسد	۱۵ جمادی الاول ۱۵	مکه	دو شنبه ۱۱	زین العابدین	مدینه منوره	۵۸ سال	
حضرت امام محمد بن علی	تقی	ابو جعفر	حضرت محمد	حضرت فاطمه بنت اسد	۱۵ جمادی الاول ۱۵	مکه	دو شنبه ۱۱	زین العابدین	مدینه منوره	۲۵ سال	
حضرت امام علی بن محمد	نقی	ابو الحسن	حضرت محمد	حضرت فاطمه بنت اسد	۱۵ جمادی الاول ۱۵	مکه	دو شنبه ۱۱	زین العابدین	مدینه منوره	۲۵ سال	
حضرت امام حسن بن علی	عسکری	ابو محمد	حضرت محمد	حضرت فاطمه بنت اسد	۱۵ جمادی الاول ۱۵	مکه	دو شنبه ۱۱	زین العابدین	مدینه منوره	۲۵ سال	
حضرت امام محمد مهدی	مهدی	ابو القاسم	حضرت محمد	حضرت فاطمه بنت اسد	۱۵ جمادی الاول ۱۵	مکه	دو شنبه ۱۱	زین العابدین	مدینه منوره	۲۵ سال	

شهادت مع لقب کنیت حضرات ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین +

شہادت مع لقب و کنیت حضرات ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین		
اسماء الزواج	اسماء اولاد	معصومین
خدیجہ - ام سلمہ - ماریہ - قبطیہ - ام حبیبہ سودہ - حورہ - خولہ - صفیہ - میمونہ زینب - فضہ - زبابہ - ریحانہ ام شریک - عائشہ - حفصہ	نام پدر قاسم - عبد اللہ - ابراہیم	نام دختر حضرت فاطمہ زہرا
جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب	حسن - امام حسین - حضرت محسن	زینب - ام کلثوم
حضرت فاطمہ زہرا - خدیجہ - ام البنین و ام ثانی - زینب - ام جعفر - ام کثیرہ ام حبیبہ - حنفیہ - لیلیٰ - امام اسما - ام سعیدہ	حسن - حسین - محسن - عباس - محمد اوسط عون محمد حنفیہ - اصغر - عبد اللہ ابو بکر - عثمان - جعفر - یحییٰ - عبد الرحمن	رقیہ - ام ربیعہ - ام ثانی - فاطمہ - ام جعفر ام حسن - صفوانہ - زینب - ام کلثوم - ابو عبد اللہ - ام الحسن - ام الحسین - فاطمہ کبرا
ام الحسن - ام الحسین - ام سلمہ ام اسحق - جعدہ - ابیاب - اسماء	زید - حسن - شبنم - قاسم - عمر - محمد عبد الرحمن جعفر - اسماعیل - ابو بکر - یعقوب - طلحہ - حمزہ	رقیہ - فاطمہ - صفوانہ - ام سلمہ
شہر بانو - ام اسحق - ربیعہ - بنت ابوزہرہ - بنت ام القیس - فیضانہ	امام زین العابدین - علی اکبر علی اصغر عبد اللہ - محمد جعفر	فاطمہ - سکینہ
ام عبد اللہ	امام محمد باقر - زید - عمر - عبد اللہ - حسن - حسین - اکبر - حسین - اصغر - عبد الرحمن - سلیمان - محمد - اصغر علی - اصغر قاسم	خدیجہ - فاطمہ - میکہ - ام کلثوم - ام الحسن - ام الحسین
ام حکم - ام فردہ - لیلیٰ	امام جعفر صادق - عبد اللہ - ابراہیم علی - عبد اللہ	زینب - ام سلمہ
فاطمہ - حمیدہ	امام موسیٰ کاظم - اسماعیل - اسحق محمد - علی - عباس - عبد اللہ	ام فردہ - فاطمہ - اسماء
ام البنین	امام رضا - ابراہیم - عباس - محمد - قاسم جعفر - حمزہ - احمد - اسماعیل - مارون - حسن - فضل - عبد اللہ - سلیمان - اسحق	فاطمہ - فاطمہ - فاطمہ - فاطمہ - رقیہ - سکینہ میمونہ - ام کلثوم - جعفر - ربیعہ - زینب خدیجہ - آمنہ - عائشہ - ام کلثوم - فردہ - حسن
ام حبیبہ - خیران	امام محمد تقی - محمد جعفر - ابراہیم - حسین	عائشہ
ام الفضل - سمانہ	امام علی نقی - موسیٰ	فاطمہ - امامہ - حکیمہ
حدیث خاتون	امام حسن - عسکری - محمد حسین - جعفر	عقبہ
نرجس خاتون	حضرت آخر الزمان	

و اولاد و مقام قبور مطهره و

[illegible]

دوم اہل سنت کے بارہ خلیفہ کون کیسے ہیں؟

۱۔ یہ خاندان شروع ہی سے جناب سائمتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان خاندان بنی امیہ کا دشمن حاسد چلا آیا ہے اور جناب سرور عالم صلعم کے ساتھ بائیس سال تک ابوسفیان اموی نے جنگ وجدل رکھے اور اس خاندان کا جناب رسول خدا صلعم پر ایمان لانا ناجائز سمجھا۔ ابوسفیان کی سپہ سالاری میں جنگ احد میں جناب سرور عالم صلعم کے دندان مبارک شہید ہوئے۔ ابوسفیان کی عورت اور معاویہ کی ماں ہندہ نے جناب سید الشہداء امیر حمزہ علیہ السلام کا کلیجہ نکال کر چبایا تھا اور ہندہ جگر خوار شہور ہوئی۔ ابوسفیان کا بیٹا معاویہ باغی خلافت الہیہ بنا اور معاویہ کے بیٹے یزید نے وہ تم ڈھایا کہ جناب سید الشہداء سیدنا امام حسین علیہ السلام کو کربلا معلیٰ میں تین روز کا بھوکھا اور پیاسا رکھ کر شہید کرایا اور اہلبیت رسالت کو در بدر بھجوا دیا۔

داستان پسر ہندہ گم نشیدی	کہ چہ از ستم او بہ پیمبر رسید
پدر او در دندان پیمبر شکست	مادر او جگر عم پیمبر بکشد
او بنا حق حق و ابا و پیمبر بگرفت	پیمبر او سر فرزند پیمبر برید
گر چنین قوم تو لعنت نہ کنی شمرت باد	لعنة الله یزید و علی آل یزید

(روضۃ الصفار)

ہیں جس مسلمان کو جناب سیدنا و شفیعنا محمد رسول اللہ صلعم سے محبت و مودہ ہے اور وہ امتی کہلانا چاہتا ہے تو اس پر فطر ثالذم ہے کہ دشمنان خاندان رسول مقبول اور حاسدان ذریت بقول علیہم السلام سے نفرت کرے اور ان سے تبرا رکھے یہ تو فطرتی امر تھا مگر نہیں اہل سنت والجماعت ہمیشہ اسی خاندان کے خلیفوں اور بادشاہوں کو اپنے خلیفہ و امام جانتے رہے ہیں۔ اور آئمہ اطہار اولاد سید الا برار صلعم کو چھوڑ کر اموی ظالم و جابر خلفاء اسلام کو اپنے رہبر و پیشوا مانتے رہے ہیں۔ حالانکہ ان بادشاہوں کی مذمت اللہ اور رسول صلعم نے صاف طور پر بتا دی ہے۔ مگر لالچی و دنیا پرست لوگوں نے حصول دولت و عزت کے لالچ سے فرمان روا سلطنت کے خوشامدیں ٹھکر حدیث اثنا عشر کے اصلی معانی میں کئی رنگ آمیزی کی ہے

۹

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان
صلعم کے ساتھ بائیس سال تک
مول خدا صلعم پر ایمان لانا چاہیے
صلعم کے دندان مبارک شہید
سید امیر حمزہ علیہ السلام کا کلیجہ
غنی خلافت الہیہ بنا اور معاویہ
امام کو کربلا علی میں تین روز

سیر بر سید
سیر بر سید
سیر بر سید
و علی آل زید

(روضة الصفار)

اور وہ امتی کہلانا چاہتا ہے
صلعم السلام سے نفرت کرے
ہمیشہ اسی خاندان کے
لاؤ سید الا برار صلعم کو چھوڑ کر
بادشاہ ہو مکی مذمت اللہ اور
ول دولت و عزت کے لالچ
میں کئی رنگ آمیزی کہاں

تاکہ دواؤہ آئمہ اطہار علیہم السلام کی خلافت و امامت پر پردہ پڑا ہے۔ اور لوگ حقیقی وارثان نبوت
کی طرف مائل نہ ہوں اور بادشاہوں کی سلطنت کو زوال نہ پہنچے۔ سچ ہے درخت اپنے پھل سے
پہچانا جاتا ہے۔ پھل کڑوا تو درخت کڑوا۔ اگر درخت بیٹھا تو پھل بیٹھا۔ کوئی گمان کر سکتا ہے کہ انوار نبوت
سے ظلمات نکلے یا صاف و لطیف چشمر فیض نبوت سے میل کچیلے و گندے ندی نالے جاری ہوئے
کیا اس میں ہتک نبوت نہیں تو وہین رسالت نہیں کہ آپکی خلافت النبوة پر اموی زانی۔ شرابی۔ فاسق
و فاجر و بد اعمال مخالفین شریعت محمدیہ اچھل کر بیٹھیں۔ اور شجرہ نبوت کے ساتھ مروانی بندر لٹکتے
رہیں۔ مگر مسلمانوں نے اسلام کا صفایا کر دیا اور بنی امیہ کے ظیفوں اور بادشاہوں کو حدیث انتشار عشر کے
مطابق بارہ امام و خلیفہ بنا دیا۔ ستوا

سنیوں کے بارہ امام اور خلیفہ (۱) ملا علی قاری مرقاہ شرح مشکوٰۃ کے مکث پر اپنی موضوعی و
مقبول صلعم کی اطاعت و تابعداری سے ہٹاتے ہیں۔ حضرت ابو بکر۔ حضرت عمر۔ حضرت عثمان۔ حضرت
علی۔ معاویہ۔ یزید۔ عبد الملک بن مروان۔ ولید بن عبد الملک۔ سلیمان۔ ہشام بن عبد الملک۔ یزید بن
عبد الملک۔ حضرت عمر بن عبد العزیز۔

(۲) ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مطبوعہ قیومی پریس کانپور کے ص ۸۵ سطر ۱۸ پر فرماتے ہیں۔ وکان
الا حرم کما قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالہ شنی عشر ہم الخلفاء الراشدون والبرۃ
ومعاویہ۔ وانبہ یزید۔ و عبد الملک بن مروان۔ واولادہ الاربعہ و بینہم عمر و
بن عبد العزیز۔ و ترمجمہ۔ جیسا کہ بنی اکرم صلعم نے فرمایا کہ بارہ خلیفے ہونگے۔ پس یہ امر ان بارہ
میں رہا۔ چار خلفاء اربعہ۔ معاویہ۔ اسکا بیٹا یزید۔ عبد الملک بن مروان۔ اور اسکے چار فرزند۔ اور حضرت عمر و
بن عبد العزیز۔

(۳) اسکی توضیح یوں ہے کہ اجتماع سے مراد یہ ہے کہ لوگوں نے انکی بیعت میں کوئی چون
چرا نہیں کی جیسا کہ حضرت ابو بکر۔ حضرت عمر و حضرت عثمان۔ و حضرت علی کے معاملہ میں قضیہ صفین
نک ہوا۔ کہ جب معاویہ خلیفہ تسلیم کئے گئے پھر لوگوں نے حضرت امام حسن کے خلع کرنے کے بعد معاویہ پر
اجتماع کیا۔ پھر یزید حالانکہ امام حسین موجود تھے مگر آپ پر اجتماع نہیں ہوا۔ بلکہ آپ شہید کر ڈالیے

پھر نیز مرا تو اختلاف کیا گیا ہاں تک کہ ابن زبیر کے قتل کے بعد عبد الملک ابن مروان پر اجتماع ہوا اور اس کے بعد اسکی چاروں اولادوں (ولید - سلیمان - یزید - ہشام) پھر سلیمان اور یزید کے درمیان میں حضرت عمرو بن عبد العزیز کا زمانہ حائل ہوا۔ اس حساب سے خلفاء راشدین کو چھوڑ کر یہ سات خلفائے ہوئے اور بارہواں ولید بن عبد الملک تھا کہ اس کے چچا کے مرنے پر لوگوں نے اجتماع کیا اور قریب چارہ برس کے حکمران رہا۔

میرے خیال میں وہ بارہ خلفاء یہ ہیں۔ خلفاء اربعہ۔ امام حسن۔ و معاویہ۔ ابن زبیر۔ عمرو بن عبد العزیز یہ کل آٹھ ہوئے۔ انہیں مہدی اور شامل کرنا چاہئے کیونکہ یہ خلیفہ بنو عباس میں اسی پیلہ کا ہوا ہے۔ جیسے کہ عمرو بن عبد العزیز بنو امیہ میں اور خلیفہ طاہر کو بھی انہی میں شامل کرنا چاہئے کیونکہ وہ بھی بڑا عادل خلیفہ گذرا ہے باقی رہے دو وہ بھی ہوئے والے میں جنہیں سے ایک امام مہدی ہونگے جو اہل بیت رسول خدا صلعم سے ہونگے انتہی (دیکھو تاریخ الخلفاء سیوطی ترجمہ زمیندار پریس لاہور۔ صفحہ ۲۵) اور منہاج السنۃ ابن تیمیہ صنبلی دمشقی جلد اول مطبوعہ مصر۔ شرح قاضی عیاض ازالتہ الحفار و تحفہ اثنا عشریہ۔

(۴) پس علماء اہل سنت نے اپنے قیاس و اجتماع و اجتہاد کو مقدم رکھ کر اور فرمان نبوی صلعم کو پشت کے پیچھے ڈال کر نصوص جلی سے صریح مخالفت کر کے ان بارہ خلفاء کے مقرر کرنے میں اختلاف کا طواریاں بندھ دیا ہے۔ کوئی کسی سلسلہ کو لیتا ہے۔ کوئی کسی خانوادہ کو مزید لطف یہ کہ ایک سلسلہ بھی پورا نہیں ہوتا کسی سلسلے سے آٹھ کسی سے سات اور کسی سے چار کسی سے پانچ لیکر بارہ کی تعداد پوری کرتے ہیں کوئی تو ظالم۔ فاسق۔ فاجر اور بے دین اموی بادشاہوں کو شامل کرتا ہے۔ اور مرواتی سلسلہ قائم کرتا ہے۔ بعض خلفائے بنی عباس تک کچھ کچھ کر ملا دیتے ہیں۔ بعض میں خلیفوں کے منتظر ہیں غرض محدثین و متقدمین مورخین اہل سنت دوازہ آئمہ اطہار سے چشم پوشی و روگردانی کر کے نبی امیر کے آٹھ خلیفے شامل کر کے بارہ کی تعداد پوری کر دکھاتے ہیں۔ ان کی عادات چال چلن ان کے اعمال ان کے افعال کی پڑتال نہیں کرتے۔ ان کے طریقہ اسلام و ایمان کی جانچ نہیں کرتے کہ آیا وہ خلافت النبوة کے لائق بھی ہے یا نہ۔ زانی۔ شرابی۔ فاسق۔ فاجر۔ ظالم۔ مرواتی بادشاہوں کو خلفائے رسول صلعم مان کر دین اسلام کی تک کرتے ہیں۔ اصلی و حقیقی عالم ربانی آئمہ اطہار

مقدس معصوم اولاد سیدالابرار صلعم کو خلافت الہیہ سے محروم کر دیتے ہیں۔ مسلمانوں کو غم و حنا خلیفہ زید پلید جیسا ہو گا وہ مسلمان کیسے ہونگے۔ افسوس ہے کہ کئی صاحبان زید پلید جیسے فاسق۔ فاجر۔ ظالم شرابی۔ تارک الصلوٰۃ کو نائب رسول مان کر توہین و تحقیر رسالت کرتے ہیں۔ اور حضرات اصحاب ثلاثہ کے برابر خلافت النبوت کی ایک ہی کرسی پر بٹھاتے ہیں۔ براہو اس نفسانیت کا اور تپھر ٹہپن اس تعصب پر جس نے دنیا کے وہم پرستوں کی آنکھوں سے حق نبی کے جوہروں کو زائل کر دیا اور نہ ان کو خدا کے جھٹلانے میں شرم آئی نہ جناب رسول خدا صلعم پر الزام لگانے میں حیا آئی۔ بھلا ان سے پوچھئے کہ تم حدیث اشاعشرہ کی تعداد پوری کرنے والے کون ہو اور اپنی طرف سے خلیفہ مقرر کر نیوالے کون ہو جب جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان تمام خلفاء کرام آئمہ اہل بیت عظام علیہم السلام کے ایک ایک کمرہ کے نام بتلا گئے اور کئی بار کئی مقامات پر اپنے نائب اور وصی فرما گئے تو تم کس طرح ارشاد رسالت پناہی کے برخلاف اجتہاد و قیاس کرتے ہو۔ اور دین اسلام کو خراب کر نیوالے لوگوں میں جو ر و ظلم کر نیوالے مروانی۔ عیاش۔ شرابی۔ مرنانی اموی خلیفوں و بادشاہوں کو جناب سرور عالم صلعم کے ولیعہد جانشین اور نائب مقرر کرتے ہو اور پاک مقدس معصوم۔ عابد۔ زاہد۔ اعلم الناس و اولاد رسول مقبول صلعم کو چھوڑ دیتے ہو کیا یہ تمہاری حقانیت ہے یہی تمہاری صداقت ہے اور یہی تمہارا ایمان و اسلام ہے۔

خاندان بنی امیہ شجرہ ملعونہ

۱) وَمَا جَعَلْنَا آلَ الْفِرْعَوْنَ أَرْسِيًا كَالَّذِينَ نَفِثْنَا فِي لِبَائِهِمُ الشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ (بنی اسرائیل پھل ۶) اور ہم نے جو خواب ٹکود کھایا تھا تو بس یہ لوگوں کی آزمائش کا ذریعہ ٹھہرایا تھا اور اس طرح پر وہ خاندان جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے تمام مفسرین اہل سنت کا اتفاق ہے کہ شجرہ ملعونہ سے مراد خاندان بنی امیہ ہے دیکھو تفسیر لوامع التنزیل جلد ۵ ص ۳۰۸ مطبوعہ لاہور۔ جس میں سرکار علامہ حائری مجتہد العصر نے نزیل آیت مذکورہ ایسے عجیبہ رنگا حل کر دئے ہیں جو قابل دید ہیں اور مسانید ائمہ حدیث سے ثابت کیا ہے کہ شجرہ ملعونہ فی القرآن بنی امیہ ہیں۔

(۲) وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَغَيْرِهَا خَبِيثَةٌ اجثثت من فوق الارض من لہا
من قرآن (۳) سورہ ابراہیم ع ۳ یعنی کلمہ خبیثہ کی مثال گندے درخت کی سی ہے کہ جب چاہا زمین
کے اوپر سے اٹھا کر پھینکا۔ اسکو قرار نہیں۔

(۳) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب دیکھا تھا کہ
بنی امیہ ممبر بدر اسطرح اچھلتے ہیں جیسے بندر جس سے آنحضرت صلعم کو بہت رنج ہوا۔ (تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۶۹)
تفسیر نیشاپوری حاشیہ تفسیر طبری جلد ۵۔ تفسیر بیضاوی جلد اول ص ۱۸۸ سنی۔ از اللہ الخفاشاہ ولی اللہ
مقصد اول ص ۲۔

(۴) آنحضرت صلعم نے خواب میں دیکھا کہ اولاد حکم بن امیہ جناب کے ممبروں سے ایسا کھیلتے ہیں جیسے
لڑکے گیند سے کھیلتے ہیں اس خواب آپ کو ملال ہوا تفسیر خازن جلد ۲ ص ۱۶۹۔

(۵) جناب رسول اللہ صلعم نے بنی امیہ کو خواب میں اپنے ممبر بدر و نکیطرح اچھلتے دیکھا اس سے
آپ کو ملال ہوا اور مرتے دم تک کہتی آپ کو ہنستے نہ دیکھا اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی وَمَا جَعَلْنَا آلَ الرَّسُولِ
الَّتِي هِيَ (در مشور سیوطی جلد ۳ ص ۱۹۱۔ ابن ابی حاتم۔ ابن مردویہ سیہقی۔ ابن عساکر وغیرہ کے روایت سے)
(۶) جناب بنی بنی عائشہ نے فرمایا کہ اے مروان تیرا باپ اور دادا قرآن میں شجرہ ملعونہ کا نام حاصل
کر چکا ہے (در مشور سیوطی جلد ۳ ص ۱۹۱)۔

(۷) تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ مراد شجرہ ملعونہ فی القرآن سے بنی امیہ ہے (روضۃ المناظر حاشیہ
تاریخ کامل جلد ۱۱ ص ۸۵)۔

(۸) حاکم نے شیعین کی شرط پر ایک صحیح حدیث بیان کی ہے کہ حضرت ابی بزرہ رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں کہ تمام قبیلوں میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بنو امیہ اور معاویہ سب سے
زیادہ قابل نفرت تھے اور مضر لوگوں سے تھے۔ (تطہیر الجنان حاشیہ صواعق محرقة ص ۶۲)
(۹) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حکم کے بیٹے ملعون ہیں اور بنی امیہ کے لئے
دورخ ہے (ربیع المودۃ سنی حنفی کتاب ص ۱۸۳)۔

(۱۰) جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہمارے سب سے زیادہ دشمن قبیلہ بنی امیہ ہے۔ (تطہیر الجنان ص ۱۸۳)

صلح کافیہ ص ۱۸۳

۱۱۱۔ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام نے معاویہ کو لکھا کہ مشکوٰۃ نبوت ہم میں سے ہے اور شجرہ ملعونہ ہم میں سے ہے ہاشم بن عبد مناف ہم سے اور امیہ سگ صلاف ہم سے۔ (تاریخ اقصیٰ کو فی ص ۳۱۶) ماہیہ معاویہ
۱۱۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے کہا کہ مراو شجرہ ملعونہ سے بنوا امیہ ہیں اولاد حکم بن ابی العاص آنحضرت
صلعم نے خواب دیکھا تھا کہ اولاد مروان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ممبر کو ہاتھوں ہاتھ پھرتے ہیں تو
آنحضرت صلعم نے یہ اپنا خواب تخلیہ میں حضرت ابوبکر و حضرت عمر سے بیان کیا۔ اسکے بعد حضرت صلعم نے لوگوں
کی زبانیں اس خواب کا چرچہ سنا تو آنحضرت صلعم پر نہایت سخت گدرا اور حضرت عمر کو متہم کیا۔ آنحضرت صلعم کے
راز کو اس نے فاش کیا بعد اس کے معلوم ہوا کہ حکم چھپ کر سن رہا تھا جبکہ حضرت نے اسکو دینے سے نکلوا
دیا تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۶۶ بحوالہ منظرہ نجدیہ حصہ دوم)

(ب) جناب امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا جبکہ ابن بلجم نے آپ پر تلوار چلائی کہ جناب رسول اللہ
صلعم نے تمام اختلافات کا ذکر فرمایا تھا اور مجھ کو طلحہ و زبیر اور معاویہ و عائشہ اور خوارج نہروان سے جنگ کریم
حکم دیا اور میری شہادت کی خبر دی۔ اور میرے بعد معاویہ اور اسکے بیٹے زید پر مروانی پھر عباسیوں کی حکومت
کی خبر دی اور مجھ کو قتل کا گاہ امام حسین کی خاک کھلائی۔ سرائر اللہ الخفاء مقصد اول ص ۲ سطر ۱۲)

۱۱۳۔ حدیث ۱۱۳ عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ قال مات النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم وھو بکربلاء ثلثة اھواء ثقیف و بنی خنیفہ و بنی امیہ
(ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ شریف باب مناقب قریش ص ۵۲ مطبع گلزار محمدی لاہور) ب شرقی اہل العرب بنو
امیہ و بنو خنیفہ و ثقیف (تطہیر الجنان ص ۶۲ ترجمہ: حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ جناب
بنی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی اور وہ تین قبیلہ بنی ثقیف و بنی خنیفہ و بنی امیہ سے ناخوش گئے
ب۔ قبائل عرب سے شریک بنوا امیہ بنو خنیفہ و ثقیف ہیں۔

۱۱۴۔ حدیث ۱۱۴ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال ابی الکل دین افلہ و افلہ ھذا
الدین بنو امیہ (نیم بن حماد فی الفتن منتخب کثر العمال برطانیہ مسند المحدثین
جلد پنجم ص ۳۰۴ مطبوعہ مصر) حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ جناب سرور
عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک دین کیواسطے آفت ہے اور اس دین اسلام کے واسطے
آفت بنوا امیہ ہیں۔

۱۵۔ حدیث عن سعید بن المہیب قال راى لنبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بنی امیہ فی منابرهم فسد ذالک فاوحی اللہ الہ انما ہی دنہا اعطوها فافتقرت عنینہ وهو قولہ تعالیٰ ومالجعلنا الر ویا التی اریناک الا فتنة للناس (ابن ابی حاتم وابن مردويه (حق) پہنچی فی الدلائل ذکر) منتخب کثر العمال بر حاشیہ من امام احمد حنبل جلد ۳ ص ۳۳ مطبوعہ ترمذیہ: حضرت سعید بن المہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں بنو امیہ کو ممبروں پر دیکھا تو اس پر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناخوش ہوئے پس اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ یہ دنیا ہے ان لوگوں کو دیکھی ہے پس حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوئے اسی کے مطابق مردان الہی ہے۔ ومالجعلنا الر ویا التی اریناک الا فتنة للناس۔

۱۶۔ حدیث ترمذی نے بروایت یوسف بن سعد نقل کیا ہے کہ جب امام حسن علیہ السلام نے معاویہ کی بیعت کر لی تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ تو نے مسلمانوں کا منہ کالا کر دیا۔ آپ نے فرمایا خدا تجھ پر رحمت کرے مجھے ملامت نہ کر کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں بنو امیہ کو ممبر پر دیکھا تو آپ کو بہت ہی برا معلوم ہوا۔ پھر انا اعطیناک الکوش اور انا انزلنہ فی لیلۃ القدس نازل ہوئی یعنی نازل کیا ہم نے قرآن کو قدر کی رات میں تو کیا دیکھتا ہے کہ رات قدر کی کیا ہے رات قدر کی بہتر ہے ہزار مہینہ سے۔ ہزار مہینہ کے بعد بنو امیہ تیرے بعد مالک ہونگے۔ قاسم کہتے ہیں کہ ہم نے حساب لگایا تو بیعت معاویہ ٹھیک ہزار ہی مہینہ کے بعد واقع ہوئی نہ کم نہ زیادہ (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی مترجمہ زمیندار پریس لاہور ص ۱۶۷ فصل احادیث مشعرہ اشارات خلافت بنی امیہ) از التہ الحقا واول

۱۷۔ حدیث مروانی بن سلمہ ابن جریر نے اپنی تفسیر میں بروایت عباس ابن سہل لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں بنی الحکم میں ابو العاص کو بند کر کے طرح منبر پر کودتے دیکھا آپ کو یہ ناگوار ہوا۔ اسکے بعد وفات شریف تک کسی نے انکو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ومالجعلنا الر ویا التی اریناک الا فتنة للناس کا شان نزول بھی یہی خواب ہے۔ اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے۔ لیکن احادیث عبد اللہ بن عمر اور یعلیٰ بن مرہ اور سیدنا امام حسین بن علی علیہ السلام کے شواہد ہیں۔ میں نے اس حدیث کو معدود دیگر طریقوں کے کتاب التفسیر والمسنود میں نقل کیا ہے۔ اور کتاب اسباب النزول میں اسکی طرف اشارہ ہے (دیکھو تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی مترجمہ زمیندار پریس لاہور ص ۱۶۷)

تطہیر الجنان ص ۱۴۸ حاشیہ صواعق محرقة مصری۔

(۱۸) شجرۃ الملوئۃ یعنی الحکم و ولدہ شجرہ ملعونہ حکم اور اسکی اولاد ہے (درنثور سیوطی جلد ۱ ص ۱۹)

(۱۹) جناب امیر المومنین علی علیہ السلام نے معاویہ ابن ابوسفیان اموی امیر شام کو لکھا۔ آج کے دن (بعد رحلت پیغمبر) ہم دین پر قائم رہے اور تم نے فتنہ و فساد کیا۔ حالانکہ تم میں سے کوئی مسلمان اسلام نہیں لایا مگر اگر بہت سے (نیرنگ فصاحت ترجمہ نہج البلاغۃ ص ۴۳)۔ ہم ایمان لائے تم نے کفر اختیار کیا۔

(ب) پھر تم کیونکر ہمارے ہم مرتبہ اور ہمسر ہو سکتے ہو جبکہ پیغمبر ہم میں سے ہے اور تکذیب کرنا نوالا ابو جہل تم میں سے اسد اللہ (جناب امیر حمزہ) ہم میں سے اور اسد بن العزیٰ پیغمبر کی جنگ پر قسم کھانیوالوں کا رفیق تم میں سے جو انان بہشت کے دوسرے ہم میں سے اور اطفال آتش جہنم تم میں سے بہترین نسا عالم ہم میں سے اور حالتہ الخطب تم میں سے (نیرنگ فصاحت ص ۳۴)

دج، مگر یہ خوب سمجھ لے کہ تمہارا جد امیہ ہمارے جد بزرگوار کا ہم مرتبہ نہیں اور نہ حرب جو تیرا جد ہے عبدالمطلب کی برابر کی کر سکتا ہے نہ ابوسفیان ابوطالب کی مانند ہے نہ کوئی مہاجر اسیران آزاد کردہ کے مساوی ہو سکتا ہے نہ نسب ظاہر شبہ نسب سے کوئی نسبت رکھتا ہے جیسے کہ تم لوگ مشتبه النسب ہو۔ نہ صاحب حق کو اہل باطل سے کچھ مشابہت۔ نہ مومن کو منافق سے نسبت اور یاد رکھ بدترین خلف وہ خلف ہے جو اپنے جہنم میں گر جائیوالے اسلاف کی پیروی کرے۔ ہمارا تھ میں بھی تک پیغمبری کی فضیلت ہے وہ پیغمبری جس کے سبب سے ہم نے ہر ایک غالب کو ذلیل کیا اور ہر ایک ذلیل کو اس کے سبب بلند اور رفیع الشان بنا دیا۔ (نیرنگ فصاحت ص ۳۵)

(۵) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا جب ان دونوں معاویہ اور عمر وعاص کو دیکھو تو دونوں کو جدا کر دو کہ انکا ل بیٹھنا نیکی پر نہ ہوگا۔ (تطہیر الجنان ص ۱۲ و عقد فرید جلد ۲ ص ۲۲۸)

۲۰۔ قول صحابہ کاندان کے لئے ہے انہوں نے کہا کہ جھوٹ بکتے ہیں بلکہ وہ بادشاہ ہیں اور بادشاہ بھی سخت ترین اور سب سے پہلا بادشاہ معاویہ ہے (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی ترجمہ زمیندار پریس لاہور ص ۱۲۳ بعض مختصر حالات معاویہ)

(ب) ارج المطالب باب تیسرا ص ۳۲ بار دوم ہے کہ کنجی عورت کے پوت جھوٹ بوتے ہیں

اب اہل سنت کے آٹھ خلفائے بنو امیہ کے اعمال و افعال کا قارئین کرام کو چٹھا لکھا جاتا ہے۔ تاکہ محققین انصاف کریں کہ ایسے اعمال کے بادشاہ و ارث خلافت النبوة ہو سکتے ہیں۔

(۲۱) ان بعد الحسن بن علی ملک عصوص و لما حزن النبی من رؤیتہ بنو امیہ و قال عمر نزلت الایۃ و جاهد و فی اللہ حق جہادہ فی الجہاد علی بنی امیہ و بنی مغیرہ و قال ہما الہجران من قریش (بدیۃ المہدی جلد اول صفحہ ۹۴) سطر ۱ مطبع میور پیس (پلی) تحقیق حضرت امام حسن علیہ السلام کی خلافت کے بعد بادشاہ ظالم پھاڑ بنوا لے ہیں اور جب بنی مکرم بنی امیہ کو خواب میں دیکھ کر غمگین ہوئے اور حضرت عمرؓ نے کہا کہ آیت جہاد و فی اللہ حق جہاد بنی امیہ و بنی مغیرہ کے ساتھ جہاد کرنے کیواسطے اتری کیونکہ یہ دونوں قبیلے قریش سے سب سے زیادہ ناجائز

حاشا معاویہ بن ابوسفیان

پہنچم خلیفہ اہل سنت و بادشاہ بنی امیہ

سیرۃ المعاویہ:- معاویہ بن ابوسفیان صحابہ بن حرب بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف بن کنانہ کے والد ابوسفیان تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے برابر جنگ کرتے رہے اخیر میں مجبور ہو کر مسلمان ہوئے۔ معاویہ آنحضرت صلعم کے منشی بھی تھے سنہ ۳ میں دمشق میں مرے۔ بیاسی سال کی عمر پائی۔ امام بخاری نے اور بابون کی طرح یوں نہ کہا کہ معاویہ کی فضیلت۔ کیونکہ انکی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی امام نسائی اور اسحاق بن راہویہ نے ایسا ہی کہا مترجم کہتا ہے صحابیت کا ادب ہم کو اس سے مانع ہے کہ ہم معاویہ کے حق میں کچھ کہیں۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ انکے دل میں آنحضرت صلعم کے اہل بیت کی الفت و محبت نہ تھی۔ (واہ صاحب واہ جو دشمن اہل بیت رسول ہو وہ بھی اصحاب کا اصحاب بنارہا۔ آپکو صحابیت کا ادب مانع نہیں بلکہ اہلسنت کا رعب انکی کثرت اور اپنی عزت و شان و شوکت کا لحاظ مانع ہے۔ تاہم شکر ہے کچھ تو حق بات کہی۔ صابر) جب امام حسنؑ کا انتقال ہوا تو کیا کہنے لگے ایک انگار تھا جسکو اللہ نے بجھا دیا۔ انکا باپ ابوسفیان ساری عمر آنحضرت

صلعم سے لڑتا رہا یہ خود حضرت علی علیہ السلام سے لڑے ان کے بیٹے ناخلف یزید پلید نے تو غضب
ڈھار دیا۔ امیر المومنین امام حسین علیہ السلام کو مع الکثر اہل بیت کے بڑے ظلم اور ستم کے ساتھ شہید
کر دیا۔ (دیکھو حاشیہ صحیح بخاری مترجم پ ۱ کتاب المناقب۔ باب ذکر معاویہ ص ۱۲ مطبع احمدی لاہور
و تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۵)

(ب) حضرت ابو بکر نے اپنی خلافت میں معاویہ کو حاکم تمام قریش کا مقرر کرنے کو قیام رکھا اور حضرت عثمان اس کو مامور ملک شام پر حاکم کر دیا اور
حساب وہ بین بن امیر ہوا اور میں ہی بن خلیفہ ہوا معاویہ نے حضرت علیؑ پر خروج کیا اسی سال ۳۵ھ میں اس نے مروان بن
حکم کو مدینہ کا حاکم کیا اس نے بھائی زیاد کو خلیفہ کیا جس سے سوال صلعم حکم میں سے پہلا فی الواقع ہوا تاریخ الخلفاء عثمانی اسی سال
اس نے اپنے بیٹے یزید کیلئے اہل شام کو بیعت لی یہ اسلام میں پہلا شخص ہے جس نے اپنی حیات میں اپنے بیٹے کیلئے بیعت لی پھر اس نے
مروان کو لکھا کہ اے مدینہ بھی یزید کو حق میں بیعت لینے کے لیے معاویہ سے حج کیا اور اپنے بیٹے یزید کیلئے بیعت لی (تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۵)
(ج) ابوسفیان زندگی بھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑتے رہے۔ ان کے فرزند ارجمند
معاویہ بن ابوسفیان نے حضرت علیؑ خلیفہ برحق سے مقابلہ کیا۔ ہزاروں مسلمانوں کا خون کرایا قیامت
ملک اسلام میں جو ضعف آگیا یہ انہی کا طفیل تھا ان کے خلف ناخلف یزید پلید نے تو غضب ہی ڈھار دیا امام
حسن اور امام حسین علیہما السلام کو جو جناب رسالت مآب صلعم کی تصویر تھی دونوں کو شہید کر دیا اہل
رسالت کی وہ بے حرمتی کی کہ پناہ بخدا عرض اس خانہ تمام آفتاب است (بخاری حاشیہ۔
پارہ اٹھارواں کتاب التفسیر ص ۸۳ از مولوی وحید الزمان صاحب۔

حلیہ معاویہؓ کشیدہ قامت جسیم۔ قد لبھا۔ و اڑھی کھودی۔ آنکھیں سبز۔ ڈراؤنا تھا۔ طویل القامت
کھلیہ معاویہؓ حبیب حضرت عمران کی طرف دیکھا کہ کہا کرتے تھے کہ یہ عرب کے کسرے ہیں۔
(ما بیئہ معاویہ تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۵)

۱۱۲ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بلد عام معاویہ کے زمانہ میں صدقہ فطر کا ایک صاع (وزنی ۴۳۴ تولہ) اناج یا گیہوں کا یا ایک صاع
کھجور کا یا ایک صاع منقہ کا دیا کرتے۔ جب معاویہ مدینہ میں آئے اور گیہوں کی آمدنی ہوئی تو کہنے لگے
میں سمجھتا ہوں اس کا ایک مدد دوسرے اناج کے دود کے برابر ہے (صحیح بخاری کتاب الزکوۃ۔ باب
صاع من زبیب چھٹا پارہ۔ ص ۱۵ مطبع احمدی لاہور) (یہ معاویہ کا فعل و حکم خلاف سنت ہے) (انجمن

جاتا ہے۔

بنو امیہ
بنو بنی
طبع میور
ہیں اور
مد حق جہاد
بہ زیادہ فائز

ان کے
رمو کو مسلمان
مال کی عمر
میں کوئی
صحابت
دل میں
رسول ہو
کثرت اور
ام حسن کا
ی عمر آنحضرت

اور شافعیہ اور جہور علماء کا یہی قول ہے کہ اگر صدقہ فطر میں گہیوں کو تو بھی ایک صاع دے اور خفیفہ فی اس مسئلہ میں معاویہ بن ابوسفیان کی تقلید کی ہے۔ انہوں نے گہیوں کا ادھوا صاع دینا کافی سمجھا (حاشیہ ایضاً)

(۲) معاویہ خانہ کعبہ کے چاروں رکنوں کو چومتے تھے تو ابن عباس نے اُسے کہا یہ دونوں رکن یعنی شامی اور عراقی ہم نہیں چومتے معاویہ نے ان سے کہا خانہ کعبہ کی کوئی چیز نہیں چھوڑی جاتی ف معاویہ کی یہ رائے صحیح نہیں ہے بیشک سارا خانہ کعبہ متبرک ہے مگر ہر کام میں سنت کی پیروی ضرور ہے۔ (صحیح بخاری پارہ چھٹا ص ۸۳) کتاب لمناسک مطبع احمدی لاہور۔ ترجمہ مولوی حیدر زبیر (۳) معاویہ کے دربان پکارا کہ تے السلام علیک یا امیر المؤمنین ورحمتہ اللہ وبرکاتہ الصلوٰۃ یہ حمک اللہ (اولیٰ عسکری)

(۴) معاویہ نے سب سے پہلے مسجد میں حجرہ بنوایا۔ اور کعبہ شریف کی غلاف اتار نیکاح حکم دیا تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۰۸

(۵) معاویہ وہ شخص ہے جو صفا و مروہ پہاڑیوں کے درمیان سوار ہوا۔ شراب بنید کا پینا اور گانا بجانا جائز رکھا۔ مٹی کھائی۔ اسکا کھانا مسیاح کیا۔ ممبر رسول خدا صلعم پر بیعت نیز بدلیتار ہا۔ (اولیٰ سیوطی۔ ابن عساکر)

(۶) معاویہ نے مسجد نبوی صلعم سے ممبر رسول مقبول صلعم کو اٹھایا لوگ مزاحم ہوئے (تاریخ اسلام عباسی ص ۳۲۸)

(۷) سب سے پہلے اسلام میں معاویہ نے لوگوں کو بھوکھا و پیاسا رکھا اور مارا (ارجح المطالب باب چہارم)

(۸) معاویہ نے جمعہ کی نماز بدھ کے روز پڑھا دی خطبہ جمعہ بیٹھ کر پڑھا خطبہ عید نماز عید سے اول پڑھا عید کے روز اذان مقرر کی۔ نماز جنازہ کی ایک تکبیر کم کر دی (تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۲۷۲) ارجح المطالب باب ۲۷

(۹) معاویہ شراب پیا کرتا تھا (مسند امام احمد حنبل۔ نصرت الحق ص ۳۹) فصاح کافیہ۔ ابن عساکر (اولیٰ سیوطی)

(۱۰) جمعہ کے روز معاویہ اور اسکے عمال - حاکم، ملا مولوی، قاضی منبر رسول صلعم پر جناب علی المرتضیٰ پر سب دشتیم کرتے۔ (ابوالفداء)

(۱۱) معاویہ حالت احرام میں ایام حج میں خوشبو لگاتا۔ احکام اکھی کی پرواہ نہ کرتا (نصائح کافیہ صفحہ ۹۵-)

(۱۲) معاویہ نے واجب الحد سے حد ساقط کی اور بے قصوروں پر حد لگائی (نصائح کافیہ صفحہ ۹۶)

(۱۳) معاویہ نے نماز میں بسم اللہ بالجہر کہنا چھوڑ دیا (تفسیر کبیر جلد اول سورہ فاتحہ و نصائح کافیہ صفحہ ۹۷)

(۱۴) معاویہ نے مال فی کو اپنا مال قرار دیا (نصائح کافیہ صفحہ ۹۷ از ابن حجر)

(۱۵) زیاد بن سمیہ کو اپنی نسب میں ملا کر اپنا بھائی مشہور کیا۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی تاریخ کامل نصائح کافیہ صفحہ ۹۸)

(۱۶) معاویہ نے لوگوں کو متعہ الحج سے منع کیا جو مذہب سول مقبول و جناب علی المرتضیٰ اکابر صحابہ تھا (نصائح کافیہ صفحہ ۹۹)

(۱۷) معاویہ فریب کیا کرتا تھا خواہ حلال ہوں یا حرام (محاضرات راعب اصفہانی)

(۱۸) ہاتھ باندھنے کی ابتدا و شق میں ہوئی اہل حریم ہمیشہ معاویہ سے منحرف رہے اور کبھی ہاتھ نہیں باندھا (امام مالک بھی مطابق مذہب اہل مدینہ ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے تھے۔ (درر السات اللبیب الجمع بین الصحیحین حمیدی)

(۱۹) معاویہ نے فریب و مکر سے عبداللہ بن سلام صحابی کی بیوی کو زبرد کے لئے طلاق دلوا دیا۔

(۲۰) معاویہ شراب پیتا تھا اسکے واسطے اونٹوں پر لاد کر شراب لاتے تھے۔ (تاریخ اسلام جلد ۳ باب صفحہ ۱۴۵)

(۲۱) رکوع اور بھود کی تکبیروں کو سب سے پہلے جس نے ترک کیا ہے حضرت عثمان بن عفان ہیں وقتیکہ یہ طے ہو گئے اور آواز آپ کا پست ضعیف ہو گیا۔ اور معاویہ نے حضرت عثمان کی بیروی سے ترک کیا تھا (دقطلانی - فضل الباری ترجمہ صحیح بخاری پارہ ۳ صفحہ ۲۶۷ نوت منبر ۳)

۲۲ باہقی کا متاثرہ: معاویہ باہقی کا متاثرہ دیکھ رہا تھا کہ ایک شخص نے محل میں ٹھس کر

بیگم صاحبہ سے بد فعلی کی جب معاویہ صاحب لوٹے تو اسکو پکڑا اور کہا کہ اتنی جرأت تمکو کیسے ہوئی عرض کیا کہ آپ کے علم نے جرأت دی معاویہ نے چشم پوشی کر کے معاف کر دیا مناظرہ انجیریہ کتاب مستطرف باب العفو ص ۸۷ شمشیر ولایت حصہ دوم مولفہ سیدنا و مولینا سیدتنا علیشاہ صاحب سیالکوٹی قبلہ

۲۳ معاویہ مرتے وقت گلے میں نصاریٰ کی صلیب لٹکانی اور نصرانی ہو کر امیر معاویہ فدخل علیہ طیب فقال لا باس علیک انک بری خیرا۔ ثم عرض فدخل علیہ نصرانی فقال عندنا تعویذ من علق علیہ سیر آمن علقہ فاخذہ وعلق علیہ فدخل علیہ الطیب فخرج فقال انه ميت لا محالة فمات من لیلة فقیل للطیب فی ذالک فقال روى عن امیر المومنین (علی المرتضیٰ) ان معاویہ لا يموت حق لعلق فی عنقه صلیبا والتعویذ الذی کان علیہ مصلب فعلت انه يموت انتہی (مخافات زاعب اصفہانی) ترجمہ:- معاویہ بیمار ہوئے انکو ایک طبیب نے دیکھا اور کہا تم کچھ نہ ڈرو چمچے ہو جاؤ گے وہ اچھے ہو گئے اور پھر بیمار ہوئے پس ایک نصرانی (عیسائی) آیا اور کہا کہ میرے پاس ایک تعویذ ہے کہ جو اسکو لٹکائے وہ اچھا ہو جاتا ہے معاویہ نے لیکر اسکو اپنے گلے میں لٹکالیا۔ پس طبیب اول نے آکر دیکھا اور چلے گئے اور کہا کہ یہ اب ضرور مر جائیں گے پس معاویہ اسی رات کو مر گئے۔ لوگوں نے طبیب سبب پوچھا طبیب نے کہا ہمکو امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام سے خبر پہنچی ہے کہ معاویہ نہ مرے گا جب تک گلے میں اپنے صلیب نہ لٹکائے گا اور یہ تعویذ جو انکے گلے میں تھا اس پر صلیب کی صورت بنی ہوئی تھی پس ہم نے یقین جان لیا کہ اب یہ ضرور مر جائیں گے انتہی۔

۲۴ منبر پر گوزنارنا کہ بیچ الابرار زخشرے کشاف میں ہے کہ جناب معاویہ نے خطبہ پڑھنے میں ایک گوزن سر کیا اور کہا یا ایہا الناس ان اللہ خلق ابدانا و جعل فیہا اسرا و احافنا مالک الناس ان یخرج منهم۔ اے لوگو خدا نے ہمکو خلق کیا اور پیدا کر کے ہوا بھردی تو کوئی اس کے روکنے پر قادر نہیں پس اسوقت حضرت معصومہ بن سوخان موجود

انہوں نے کھڑے ہو کر فرمایا اے حضرات ہو اکا نکنا پارخا کیجگہ سنت ہے اور منبر پر بدعت ہے۔
اور ہم اپنے لئے اور تمہارے لئے مغفرت چاہتے ہیں (الانسائپ تاریخ الاذان ص ۵) و بیع الابرار۔
(۲۵) معاویہ نے منبر رسول مقبول صلعم کو توڑ ڈالا اور اس کے چھ درجے اور بڑھا دئے۔
(دیکھو تاریخ حمیر طبری اور الحج المطالب باب چہارم)

(۲۶) معاویہ نے سب سے پہلے لوگوں کو خسی کیا (الحج المطالب باب چہارم)۔
(۲۷) معاویہ ریشمی لباس پہنا کر تاتھا جس کو جناب رسول خدا صلعم نے مردوں پر حرام کر
دیا تھا۔ اور سونے چاندی کے برتنوں میں کھاتا تھا (نصائح کافیہ ص ۹)

فصل

معاویہ خلیفہ ششمین رسول مقبول کو بتی تھا

(۱) معاویہ نے مروان بن حکم کو جو ملعون خدا و رسول تھا حاکم مدینہ مقرر کیا جو ہر جمعہ کو جناب
امیر علیہ السلام کو گالیاں بکتا تھا جناب سیدنا امام حسن علیہ السلام نے ایسوجہ سے مسجد نبوی میں
آنا چھوڑ دیا تھا۔ نصائح کافیہ ص ۵۷ تطہیر الجنان ص ۱۴۲ عمیر بن اسحاق کہتے ہیں کہ جس نے امیر
مروان ہم پر امیر تھا تو ہر جمعہ کو بر سر منبر حضرت علی علیہ السلام کو بڑا بھلا کہا کرتا تھا حضرت امام حسن
ستے رہتے تھے کبھی ان بھی نہ کرتے اسی پر اس نے بس نہیں کیا..... (جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام
وسیدہ معصومہ صلوٰۃ اللہ علیہا کو سخت گالی دی جس گالی کا لکھنا ادا باغ ہے) جناب امام حسن علیہ
السلام نے کہلا بھیجا کہ مجھے یہ بات کبھی نہیں بھولیگی کہ توجھے بیوجہ گالیاں دیتا ہے لیکن یاد رکھ کہ
آخر مجھ اور تجھے خدا کے سامنے جانا ہے اگر تو اپنے قول میں سچا ہے تو خدا تجھے سچ بولنے کی جزا دی
اور اگر تو جھوٹا ہے تو اچھی طرح سمجھ رکھ کہ خدا سب سے زیادہ مستقیم ہے۔ تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی
مترجمہ و مطبوعہ زمیڈا رہبر بس لاہور ص ۱۲۳ سطر ۱۸ تطہیر الجنان ص ۱۴۲ بر حاشیہ مواءق خرقہ
مطبوعہ مصری۔

(۲) مغیرہ حاکم کوفہ عامل معاویہ بہ سبب خوشنودی معاویہ جمعہ کے دن خطبہ میں حضرت عثمان اور ایک جماعت کثیر کیواسطے دعا کرتا تھا۔ اور جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کو برا کہتا تھا جب زیاد حاکم ہوا تو اس نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا جو مغیرہ نے اطاعت معاویہ کے لئے اختیار کر رکھا تھا۔
(تاریخ ابو الفدا جلد اول ص ۳۷۷) و تاریخ خمیس دیار بکری جلد دوم ص ۳۱

(۳) معاویہ نے فضائل و مناقب حضرات اصحاب ثلاثہ و معائب جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کیواسطے جھوٹی احادیث بنائے کیلئے ابو ہریرہ - عمرو عاص - مغیرہ اور عروہ بن زبیر کو مامور کیا ہوا تھا۔ (دیکھو شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید جلد ۴ ص ۱۹۵)

(۴) جنگ صفین میں ہاشمہ عمرو بن عاص قرآن شریف کونیروں پر لٹکایا (اتفاق مومنین تمام) (تذکر الحافظ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ) اندکان فی ایام بنی امیۃ اکثر من سبعین الف منبذ یلعن علیہا علی ابن ابی طالب (نصائح کافیہ ص ۷۷) حافظ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ذکر فرماتے ہیں کہ یام بنی امیہ میں ستر ہزار منبر تھے جس پر جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام پر معاویہ اللہ لعنت کی جاتی تھی۔

ہ بی بی عائشہ زندہ و گور
ظالم معاویہ نے جناب ام المومنین بی بی عائشہ محبوبہ جناب رسول کو زندہ گور کر دیا۔ اور جناب رسالتآب صلعم کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا۔ اور حضور انور صلعم کو ایذا و روحانی پہنچائی مگر پھر بھی اہلسنت کا صحابی بنارہا۔

سنن ابی یحییٰ السیر جلد اول جزو سوم ص ۵۵ مطبوعہ بیہی اسلامیہ کالج پشاور لاہوری میں ہے۔ در تاریخ حافظ ابروہ از ربع الار و کال السفینہ منقول است کہ در شہور سنہ ستہ و خمین (۵۶) کہ معاویہ بن ابی سفیان جہت بیعت یزید بدینہ رفتہ سیدنا امام حسین بن علی المرتضیٰ علیہم السلام و عبداللہ بن عمر و عبدالرحمن بن ابی بکر و عبد اللہ بن زبیر را رنجانید صدیقہ (عائشہ) زبان ملامت و اعتراض بروے بکشد و معاویہ در خانہ خویش چاہے کندہ سر آن را بجا شاہک پوشید و کمر سی آبنوس بر زمین ہنلو آنکاہ صدیقہ را جہت ضیافت طلب داشت و بر آن کمر سی نشانہ تادریچاہ افتاد و معاویہ سر چاہ را بہ آبک چونہ مضبوط کردہ از دینہ بکمر رفت انتہی۔ (ابن خلدون جلد پنجم)

(۷) عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن امیہ قال احمر معاویہ بن ابی سفیان سعداً فقال ما منعك ان تسب ابائنا فقال اما ذكرت ثلثا قال من رسول الله صلعم فلن اسبه لان يكون لي واحدة منهم احب الي من حمد النعمان صلعم جلد ۲ ص ۲۸۳
نے سعد سے کہا کہ تجھ کو جناب ابو تراب پر سب کرنے سے کون چیز مانع ہے۔ حضرت سعد نے کہا کہ جب میں ان تین چیزوں کو یاد کرتا ہوں کہ جو جناب رسول خدا صلعم نے حضرت علی کے حق میں فرمائی ہیں۔ وہی ان کے برا کہنے سے مجھے کو مانع ہوتی ہیں۔ اگر ایک فضیلت بھی ان تین فضیلتوں سے میرا واسطے ہوتی تو وہ میرے نزدیک سرنخ نافہ سے محبوب تر تھی انتہی۔

(۸) عن سعد بن ابی وقاص قال قدم معاویہ فی بعض حجاج فدخل علیہ سعد فذکر علیا فقال منه فغضب سعد وقال تقول هذا الرجل سمعت رسول الله صلعم يقول من كنت مولاه فعلى مولاه وسمعتہ يقول انت منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لا بنی بعدی وسمعتہ يقول لا عطين الراية اليوم رجلا يحب الله ورسوله۔ انتھی خلاصہ یہ کہ حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ معاویہ اپنے بعض حجوں میں مدینہ میں آیا اور حضرت سعد ان کے پاس گئے۔ اس صحبت میں لوگوں نے حضرت علی کا ذکر کیا۔ معاویہ نے حضرت علی کو برا کہا۔ حضرت سعد غضبناک ہوئے اور کہا تم ایسے مرد کو برا کہہ رہے ہو جسکی بابت میں نے حضرت پیغمبر خدا صلعم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے جب کامیں مولا ہوں۔ اسکا علی بھی مولا ہے اور فرماتے تھے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون ہے۔ حضرت موسیٰ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی بنی نہ ہوگا۔ اور فرماتے تھے کہ آج میں لشکر کا جھنڈا اسی شخص کو دوں گا جو خدا اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ انتھی (ابن ماجہ باب مناقب علی)

(۸) تاریخ ابوالفداء کی جلد اول صفحہ ۲۱۲ پر ہے۔ کان خلفاء بنی امیہ یسبون علیاً من سنة احدى واربعین وھی سنة التي خلع الحسن فيها نفسه من الخلافة الى اول سنة تسع وتسعين اخرايام سليمان بن عبد الملك فلما اولى عمر بطل ذالك وكتب الى ثوابه بالاطالدة ولما خطب يوم الجمعة بدل السب في اخر الخطبة انتھی۔ یعنی ابتداً

میں حضرت عثمان کو برا کہتا تھا جب اختیار کر رکھا تھا۔

بن علی المرتضیٰ علیہ
بیر کو مامور کیا ہوا

مفاق ہوئیں تمام

من سبعین

وطی رحمۃ اللہ علیہ

واللہ لعنت

بوجہ جناب رسول

ص کر زندہ در

ن پہنچائی مگر

شاہد ابی ہریری

مہ و خمین

السلام و

واعترض

زمین ہلا

راہ ایک

کا تھا۔ خلفاء بنی امیہ جناب علی علیہ السلام کو گالیاں دیا کرتے تھے۔ جب بنی عبد العزیز کا زمانہ ہوا تو اس نے اسکو موقوف کیا اور اپنے عالموں کو اسکی موقوفی کا پروانہ لکھا اور روز جمعہ میں آخر خطبہ میں سب و شتم کو بدل ڈالا۔ انتہی چوکنہ معاویہ اہل سنت والجماعت کا بانی مہمانی تھا اس واسطے سنی عالم ہر جمعہ کو سنت معاویہ یعنی سب امیر المؤمنین پر پابند تھے

(۹) تاریخ کامل ابن اثیر جلد سوم صفحہ ۳۳ تاریخ طبری عربی جلد ۶ ص ۶۶ پر ہے۔ فبلغ ذالک معاویہ فکان اذا قنت سب علیاً وابن عباس والحسن والحسین والاشتر۔
یابہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ معاویہ دعا قنوت پڑھتے وقت جناب علی و حضرت ابن عباس و حسنین الشہیدین و حضرت مالک اشتر کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ اب ملا صاحبان اور اسکے معاونین کا اختیار ہے کہ خواہ معاویہ کو مخلص مومن و اصحاب رسول کہیں۔ یاد دشمن اہل بیت رسالت صلعم۔

(۱۰) معاویہ اور اس کے عامل جمعہ کے خطبہ میں حضرت عثمان کو دعا کرتے تھے اور حضرت علی کو سب کرتے تھے حضرت حجر اور اسکی جماعت اسکی تردید کرتے جبکہ غیرہ حاکم کو فہوا اور اس نے سب کرنی شروع کی اور جب زیاد حاکم ہو تو وہ بھی حضرت عثمان کی واسطے دعا کرتا اور حضرت علی پر سب کرتا تاریخ ابوالفدا جلد اول ص ۹۶ کان معاویہ الخ

(۱۱) حدیث نکی تدوین بنی امیہ کے زمانے میں ہوئی جنہوں نے پورے ۹۰ برس تک سندھ سے ایشیا کو چمک اور اندلس تک ساجد جامع میں آل فاطمہ (صلوات اللہ علیہا کی توہین کی اور جمعہ میں برسر منبر حضرت علی علیہ السلام پر لعن کہا و یا سینکڑوں ہزاروں حدیثیں امیر معاویہ وغیرہ کے فضائل میں بنوائیں (سیرۃ النبی علامہ شبلی نعمانی حصہ اول ص ۲۹۷ نامی پیرس کانپور)

جلد دوم صفحہ ۴۰۲) در اسات اللیب میں ہے و نھی معاویہ وضع الناس جبراً ان یاتوبہ علی مذهب علیؑ معاویہ نے لوگوں کو جبراً منع کیا کہ وہ طریقہ مذہب علی علیہ السلام پر چلیں (و کتب معاویہ نسخۃ واحدة الی عمالہ بعد عام الجماعۃ ان بدیت الذمۃ ممن روی شیئاً من فضل ابی توأب و اهل بیتہ من فضل کا فیہ علامہ ابو بکر بن عبد الرحمن شہاب ص ۱۸) معاویہ نے شہ جماعت کے سال کے بعد ایک پروانہ جاری کیا کہ ہم اس سے بری الزمہ ہیں جو فضائل جناب امیرؑ و اہل بیت طاہرین کے بیان کرے یعنی خون اس کا جائز ہے و کتب معاویہ الی عمالہ فی جمیع الاما

ان کا پیروی و لاحد من شیعۃ علی شہادۃ - (صفحہ ۱۹۵) یعنی دوسرے پر وانہ معاویہ نے یہ لکھا کہ شیعوں کی گواہی کسی بارے میں نہ لی جائے۔ اس کے بعد دوسرے پر وانہ لکھا کہ دیکھو جو جسکی بابت تحقیقات سے ثابت ہو جائے کہ وہ حضرت علی اور انکی اہل بیت کو دوست رکھتا ہے تو اسکا نام دیوان سے کاٹ دو۔ جو وزیر نے وظیفہ اسکا مقرر ہوا سکونہ کر دو۔ (نہ) معاویہ نے صحابہ و تابعین کی ایک جماعت کو اس پر لگایا تھا کہ وہ جناب علی کے حق میں برے اخبار شائع کریں جن سے انکی ذات میں طعن وارد ہو۔ اور لوگ بیزار ہوں اور ان میں سے ابو ہریرہ وغیرہ و غم و غماص وغیرہ تھے (شرح ابن ابی الحدید ص ۱۹۵)

عرض تمام قسم کے مصائب مظالم شیعان جناب امیر المومنین علیہ السلام پر بنی امیہ اور بنی عباس کے زمانہ میں ہوئے جنکے خون آلود آج تک کبر بلا علی و دیوار سادات بغداد سے ظاہر ہیں ایسی حالت میں کون کہہ سکتا ہے کہ وہ مذہب نبیا میں رہ سکتا ہے جسکی مخالفت میں اسطرح سلطنت کو شاں ہو۔ مگر خداوند کریم کو منظور تھا کہ اولاد رسول مقبول صلعم جو امت محمدیہ ایمان و ایمان کے باعث ہیں قائم رہیں جب اولاد رسول اکرم نہ رہینگے۔ دنیا بھی نہ رہے گی شیعیان حیدر کرار تم لوگ برٹش گورنمنٹ کا شکریہ سجالاؤ جس کے زیر سایہ تم پھولتے اور پھلتے ہو اور مخالفین کو دندان شکن جواب دے رہے ہو۔ ورنہ سلطنت اسلامیہ میں تو تم عبادت الہی بھی نہیں کر سکتے تھے۔

معاویہ باغی تھا معاویہ نے خلافت الہیہ کے امام برحق و قرآن ناطق سے بغاوت کی اور صفین

میں بہتر لڑائیاں لڑتارہا۔ سیدنا امام حسن علیہ السلام کو زہر دلا کہ شہید کرایا۔ اپنے فرزند زبیر بن عوف کو ولی عہد بنایا۔ مخدومہ بی بی عائشہ ام المومنین کو کنوئیل میں گرا یا حبیب السیر اول جزویہ ص ۵۵) (۱) اخرج البخاری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال لعماد تقتلک الفتنۃ الباغیہ جناب سرور دو عالم صلعم نے حضرت عمار بن یاسر کو فرمایا کہ تجھکو باغی فرقہ شہید کرے گا۔ (۲) الحق مقصد اول صفحہ ۱۵۳۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص ۵۷ (۳) شہادت حضرت عمار بن یاسر نے بخاری پارہ گیارہواں ص ۷۲ مطبع احمدی لاہور (۴) بغاوت معاویہ پر مہر صداقت لگا دی اور ملا علی قاری حنفی نے اسکو باغی قرار دیا۔ یاد رکھو خلافت الہیہ کا باغی مومن غالب نہیں ہوتا۔

(۳) شاہ عبد العزیز صاحب ملوی نے بعض اپنی افادات میں ظاہر کیا ہے کہ جنگ معاویہ علی

ہوا۔ تو اس نے
میں سب و شتم
مہر مجہد کو سنت

بر ہے۔ فبلغ
الاشتر۔
بین الشریفین
رہے۔ کہ خوا

ت علی کو سب
ست کرنی
تاریخ ابوالفدا

مذہب سے
میں ہر
ضائل میں

ن باتوں
کتب
شیئا
او یہ نے
اب امیر
یع الفا

علیہ السلام سے خالی شائبہ نفسانیت سے نہیں ہے۔ اور اس حرب کو خطا اجتہادی کہنا قول ضعیف ہے۔ دیکھو ہدایت السائل فی اولیۃ المسائل ص ۱۵۱ تحفہ ثنائی عشرہ ص ۹۳ مرقاہ شرح مشکوٰۃ عقد منربہ جلد اول ص ۱۱۱

(۳) معاویہ نے خلافت کے لئے جنگ کیا۔ (حاشیہ ملاحصام بر شرح عقائد کبیر بخشی ص ۱۱۱)
(۴) مولوی وحید الزمان صاحب مترجم صحاح فرماتے ہیں۔ کہ اقویٰ شبہ حدیث کے نہ قبول کرنے کیواسطے سمرہ کا شمار راویوں میں ہوتا ہے۔ باوجودیکہ سمرہ اور اسکا امیر معاویہ سنن مشہورہ کی مخالفت کرتے تھے۔ پس جو مذہب معاویہ پر ہوا اسکو بھی نقہ نہیں کہا جاسکتا۔ اور ہم اہل بیت مروان اور اس کے تابعین اور بنی امیہ کے دشمن ہیں کیونکہ وہ المیہ علیہم السلام کے دشمن ہیں۔ (دیکھو ہدایت المہدی عربی جلد خامس ص ۱۵۸ تا ۱۶۱)

(۵) ملا علی قاری کہتے ہیں معاویہ حقیقتاً باغی تھا طالب خلافت (مرقاہ شرح مشکوٰۃ کتاب الطال الباطل۔ تاج کامل جلد ۳ ص ۱۳۳ مالا بدمنہ۔ بغیۃ الرائد۔)

فصل

فتاویٰ مظالم معاویہ ابن ابی سفیان امیر شام

(۱) جناب امیر المومنین خلیفہ رسول رب العالمین مولانا وسیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام خلیفہ برحق و قرآن ناطق سے معاویہ نے بغاوت کی اور انکار امامت کیا اور ہمیشہ خلیفہ رسول مقبول صلعم سے لڑتا رہا۔ (تمام تواریخ گواہ ہیں)

(۲) ۳۳ ہجری میں معاویہ نے جناب امیر علیہ السلام کے لشکر پر صعین کے مقام پر پانی بند کیا جسکو بنو رملو اور آنحضرت امیر علیہ السلام نے گھاٹ لے لیا پھر لشکر معاویہ کو بھی حکم دیدیا کہ تم لوگ بلاتال پانی پیو ص ۱۱۱ تاریخ کامل ابن اثیر جذری (اسی اصول پر زیدی لشکر نے بھی جناب امام حسینؑ پر پانی بند کیا تھا) اس لڑائی میں حضرت غمار بن یاسر صحابی خواجہ ولس کر فی۔ ابوالمشتم النزاری شہید ہوئے

(۳) ۳۳ھ ہجری میں قصہ حکیمین ہوا ابو موسیٰ اشعری کو عمرو بن عاص عامل معاویہ نے دھوکھا دیا
(۴) ۳۴ھ ہجری میں جناب امیر علیہ السلام نے حضرت مالک اشتر رضی اللہ عنہ صحابی رسول مقبول
صلعم کو حاکم مصر مقرر فرما کر روانہ کیا جب قلعہ مذکور تک پہنچے تو ایک شخص نے معاویہ کی سازش سے شہید میں
زہر دیکر آپ کو شہید کیا۔ (تمام تواریخ گواہ ہیں) تاریخ کامل تاریخ قمیسی تاریخ اسلام۔

(۵) ۳۵ھ ہجری میں حضرت محمد بن ابوبکر مصر کے حاکم مقرر ہوئے جنکو معاویہ بن خدیج نے
بحکم معاویہ شہید کیا اور گدھے کی کھال میں رکھ کر چلا دیا۔ جب حضرت عائشہ نے خبر قتل محمد بن ابوبکر سنی
تو بہت روئیں اور ہر نماز کے بعد معاویہ اور عمرو عاص پر بدعاتی رہیں (تاریخ کامل بن اثیر کتاب سنی جلد ۳
تاریخ اسلام علامہ عباسی ص ۳۲ تاریخ طبری جلد ۶ ص ۶)

اسی سال معاویہ نے عبداللہ بن حضرمی کو نصرہ کی طرف بھیجا اور لوٹ مار کر لئی (تاریخ اسلام
جلد ۳ ص ۲۱۶ حبیب السیر ج ۲ تاریخ کامل بن اثیر)

اسی سال سفیان بن عوف چھ ہزار شامیوں کے ساتھ روانہ کیا گیا کہ انبار اور مدائن کی طرف
جا کر لوٹ چلا دی۔ اسی سال معاویہ نے سترہ سو فوج عبداللہ بن مسعود خزری کے ماتحت تیمار کی طرف
روانہ کی اور حکم دیا کہ اہل بادیہ سے جو کوئی گزرے صدقہ وصول کرے اور جو انکار کرے اسے قتل کر
ڈالے اُس نے ایسا ہی کیا بلکہ مکہ شریف و مدینہ منورہ تک گیا اور صدقہ وصول کیا (تاریخ اسلام جلد
سوم ص ۲۱۶)

معاویہ نے ضحاک بن قیس کو ہزار سوار سے راہ عراق پر بھیج دیا تاکہ رسد و سامان جناب امیر المؤمنین
کو بند کرے اُس نے بار برداری کے اونٹ پکڑ لئے اور رسد چھین لی جناب امیر علیہ السلام نے حضرت زبیر بن
قیس کو پانچ سو پیدل رسیوں کے ساتھ ضحاک کے مقابلہ کو بھیجا لڑائی ہوئی اور ضحاک زخمی ہو کر واپس
ہوا۔ (تاریخ اسلام حصہ سوم باب بیجم ص ۱۹۹)

(۶) ۳۶ھ ہجری میں معاویہ نے ضحاک بن قیس کو تین ہزار آدمی دیکر تعلبہ و قلقانہ و مقام تدمر
کی لوٹ کیواسطے روانہ کیا جناب امیر علیہ السلام نے حضرت حجر بن عدی کو مقابلہ میں روانہ کیا ضحاک کو شکست
ہوئی۔ (تاریخ اسلام باب بیجم ص ۲۱۸)

(۷) ضحاک نے حج کے ایام میں حجازیوں کو لوٹنا شروع کیا۔ حضرت حجر بن عدی نے اسکو بینا کیا

تاریخ اسلام جلد سوم ص ۲۱۸

(ب) سمرہ نے ہم حافظ قرآن شریف ایک دن میں قتل کئے۔ (تاریخ طبری جلد ۶ ص ۱۳۲)

(۸) شکہ ہجری میں بسر بن ارطاة صحابی ملعون نے بحکم معاویہ بنی کے قبیلہ ہمدان (محبان شاہ مردان) پر فوج کشی کی بعد فتح انکی جو روٹی بیٹی۔ ماں بہن سب کو قید کر لیا۔ اہل فوج اس قوم اور قبیلہ کی مستورات کو بغیر عدت و نکاح اپنے تصرف میں لائے اس قبیلہ ہمدان کی وہی خطا تھی جو خلافت اول میں حضرت مالک بن نویرہ صحابی کی تھی کہ یہ لوگ جناب امیر علیہ السلام کو خلیفہ برحق سمجھتے تھے، بسر بن ارطاة نے حضرت عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے دو کسں بچوں عبدالرحمن و قشیم کو انکی والدہ ماجدہ کے سامنے فرج کر ڈالا اور وہ دیوانی ہو کر برسوں بے گوشہ بازاروں میں پھرتی رہی۔

اس نے عورتوں کو قتل کیا۔ یہ پہلا واقعہ اسلام میں ہے کہ مسلمان عورتیں قتل و قیدی ہوئیں اور بازاروں میں انکی قیمت لگائی گئی۔ بنی و حجاز میں تیس ہزار بے گناہ مسلمان خض محبت علی المرتضیٰ علیہ السلام میں قتل کیا۔ بسر نے مدینہ میں گھسکر ڈرا دھمکا کر جبراً لوگوں سے بیعت لی اور مکانوں کو مسمار کر کے ابوہریرہ کو مدینہ کا گورنر بنا کر مکہ شریف کی طرف بڑھ گیا۔ صفا میں تمام شیعوں کو قتل کیا۔

جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کو ان ظلموں کی خبر پہنچی تو حضرت جابر بن قدامہ اور حضرت وہب بن مسعود کو دود و ہزار لشکری دیکر روانہ کیا۔ جنہوں نے طرفداران معاویہ کو قتل کیا بسر اور اس کے ساتھی بھاگ گئے۔ تاریخ اسلام جلد سوم باب پنجم ص ۲۱۹ اسد الغابہ جلد اول ص ۱۲۰ و تاریخ کامل جلد ۳ ص ۱۵۳ جب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام نے واقعہ قتل فرزندان حضرت عبید اللہ بن عباس سنا تو بہت روک اور بسر بن ارطاة پر بد دعا کی کہ خدایا اسکی عقل اور دین کو سلب کر لے چنانچہ یہ بد دعا قبول ہوئی اور وہ دیوانہ ہو گیا کہا کرتا تھا کہ تلوار لاؤ لوگ لکڑی کی تلوار دیدیا کرتے اور وہ مشک پر مارا کرتا تاریخ ابن اثیر کامل جلد ۳ ص ۱۵۴ اسد الغابہ جلد اول ص ۱۲۱

(۹) شکہ ہجری میں جناب امیر علیہ السلام نے مسجد کوفہ میں ابن ملجم کی تلوار ہر آلودگی و فحش سے ۲۱ ماہ رمضان المبارک میں شہادت پائی اور جناب امام حسن علیہ السلام مقرر ہوئے جب معاویہ کو جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کی شہادت کی خبر ملی تو اس نے بڑی خوشی منائی اور سجدہ شکر ادا کیا اور لوگوں نے بھی اس کے ساتھ سجدہ شکر کیا (الامامت والسیاست ص ۱۴۷)

(۱۰) شکہ ہجری میں جناب امام حسن علیہ السلام نے کوفیوں کی بیوفائی اور زمانہ کی گردش و ناموافقت سے معاویہ سے صلح کر لی شرط صلح میں یہ لکھا تھا کہ جناب میر علیہ السلام پر سب وستم نہ کیجائے مگر معاویہ نے ایفا شرط نہ کی (تاریخ کامل جلد ۳ ص ۱۲۱) اسی سال سے ممبروں پر جناب میر علیہ السلام پر سب وستم شروع ہوا جو ۹۹ھ تک جاری رہا۔ (ابوالفدا جلد ۱ ص ۲۱)

(۱۱) شکہ ہجری میں معاویہ نے حضرت معصہ بن صوحان صحابی کو بلوا کر بیٹوایا جو فضائل و مناقب مرتضوی بیان کرتے تھے (تاریخ کامل جلد ۳ ص ۱۲۱) مناظرہ امجدیہ ص ۱۲۱)

(۱۲) شکہ ہجری میں معاویہ نے زیاد کو ابوسفیان کا بیٹا بنایا۔ یہ پہلا معاملہ ہے جس سے سنت رسول مقبول صلعم کو ظاہر بہ ظاہر تغیر دی گئی اور احکام شریعت علانیہ رد کر دئے گئے۔ (تاریخ ابن اثیر کامل ص ۱۲۱) تاریخ الخلفاء سیوطی حالات معاویہ ص ۱۲۱)

(۱۳) شکہ ہجری میں حضرت عبدالرحمن بن خالد صحابی کو ایک یہودی طبیب کے ذریعہ معاویہ نے زہر دلا کر قتل کرایا کیونکہ اہل شام اس کو بہت مانتے تھے (مناظرہ امجدیہ)

(۱۴) شکہ ہجری میں حضرت امام حسن علیہ السلام کو معاویہ نے جعدہ بنت اشعث بن قیس سے زہر دلوا یا اور وعدہ کیا تھا کہ بہت روپیہ انعام ملیگا اور اسکی بیٹے سے نکاح کر دیا جائے گا۔ دیکھو استیعاب ارجح المطالب۔ تذکرہ خواص الامہ۔ تہذیب التہذیب۔ تاریخ ابوالفدا۔ حیوة الحیوان۔ ثمرہ اوراق تہذیب الکمال۔ عقد فرید جلد دوم ص ۲۳۵۔

(۱۵) شکہ ہجری میں آنحضرت ہزار شیعیان حیدر کرار علیہ السلام قتل کئے گئے (مناظرہ امجدیہ ص ۱۲۱) اسی سال معاویہ نے منبر رسول مقبول صلعم کو دینہ منورہ سے شام کی طرف لیجانا چاہا جس سے آفتاب کو گمن لگا اور معاویہ نے یہ ارادہ ترک کیا۔ اور منبر پر جناب میر علیہ السلام پر لعن طعن کی جس پر جناب ام سلمہ نے ٹوکا مگر معاویہ نے پرواہ نہ کی (عقد فرید جلد ۲ ص ۲۳۵)

(۱۶) شکہ ہجری میں حضرت حجر بن عدی و عمرو بن الحمق اور ان کے ساتھی صحابہ رسول مقبول صلعم کو معاویہ نے قتل کرایا۔ (ارجح المطالب باب استیعاب۔ طبری۔ سیرۃ محمدیہ ص ۱۲۱) معاویہ نے حج کیا اور اپنے بیٹے یزید کیلئے بیعت لی (تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۲۱)

(۱۷) شکہ میں حضرت سمرہ صحابی کو مغرول کیا۔ جس پر حضرت سمرہ نے کہا لعن اللہ معاویہ (مناظرہ امجدیہ ص ۱۲۱)

(۱۸) معاویہ نے یزید پلید کی خلافت کی بنیاد ڈالی اور بیت عراق و حجاز سے لی۔

(۱۹) معاویہ نے بی بی عائشہ کو گھر سے بیس ڈاکر قتل کیا۔ حبیب السیر و ابن خلدون جلد ۵۔

(۲۰) شہد بصری میں معاویہ بن ابوسفیان لگے میں نصرانیوں کی صلیب لٹکا کر مر گیا (محافظ رجب اصفہانی مناظرہ احمدیہ ص ۱۲۳ جلد اول)۔

فضائل معاویہ امام بخاری نے ایک مرفوع حدیث بھی معاویہ کی فضیلت میں بیان نہیں کی۔
جناب علی علیہ السلام کے فضائل میں مرتب کئے تو خارجیوں نے ان پر بلوہ کیا اور کہا کہ معاویہ کی فضیلت میں بھی تم نے کوئی کتاب لکھی ہے انہوں نے کہا انکی فضیلت کہاں سے آئے یا انکی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی البتہ ایک حدیث یہ ہے لا یشبع اللہ بطنہ اللہ تعالیٰ انکا پیٹ نہ بھر اس پر ان خارجی مردودوں نے امام نسائی کو گھونسنوں اور لانتوں سے شہد گردا اور دیکھو عائشہ بخاری پابہ چودھواں۔ کتاب المناقب باب ذکر معاویہ ص ۱۲۳ مطبع احمدی لاہور۔ ترجمہ مولوی وحید الزمان صاحب) مناقب مرتضوی ترجمہ خصائص نسائی ص ۲۔

(ب) اسحق بن راہویہ نے کہا کہ معاویہ بن ابوسفیان کی فضیلت میں کوئی حدیث وارد نہیں ہوئی (موضوعات شوکانی۔ لالی المصنوعہ موضوعات کبیر لعلی القاری ص ۱۲۸)۔

(ج) ابن ابی شیبہ نے معاویہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں خلافت کیو اسطے زیادہ طمع کرتا تھا۔ (از اللہ الخ فار ص ۱۵۳)۔

(د) شوکانی نے فوائد المجموعہ میں لکھا ہے کہ حفاظ کا اتفاق ہے کہ فضیلت معاویہ میں کوئی حدیث بھی صحیح ثابت نہیں ہوئی (نصائح کافیہ ص ۱۶۳)۔

(۵) سب سے صحیح بات یہ ہے کہ معاویہ کو مرتکب گناہ کبیرہ جانتا چاہئے (فتاویٰ عزیزی ص ۱۳)۔

(۶) معاویہ بن ابوسفیان مولفۃ القلوب میں سے تھا۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی عربی ص ۱۳)۔

(۷) معاویہ بن ابوسفیان وہ عبد الرحمن کے ساتھ کینت کیا جاتا تھا اور باب اور بھائی

سلمہ فتح اور مولفۃ القلوب میں سے ہے صاحب جامع الاصول لکھتے ہیں کہ وحی کا لکھنا ثابت نہیں ہوا۔ محدثوں نے کہا ہے کہ معاویہ کے فضل میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی (درارج النبوة فارسی ص ۳۱۲)۔

جلد دوم منہاج النبوة ترجمہ مدارج النبوة جلد دوم ص ۹۶ تا ۹۷

(ح) جب معاویہ اور عمرو عاص نے ازراہ مکہ و فریب قرآن شریف کو بلند کیا تو جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ہند گان خدا تم چلے چلو اپنے حق و صدق پر اور قتال دشمن پر کہ معاویہ و عمرو عاص ابن ابی معیط حبیب ابن سرج - ضحاک نہ اصحاب دین ہیں نہ صاحب قرآن ہیں تم لوگوں سے زیادہ انکو جانتا ہوں اور بچپنی سے انکو پہچانتا ہوں طفلی میں بہتر بچاؤ تھا تھے اور بڑے ہو کر سب سے زیادہ بدتر ہو قرآن کو ازراہ مکہ و فریب بلند کیا ہے ہم اسوا سنے ان سے جہاد کرتے ہیں کہ کتاب خدا کو مانیں اور اسیر علی گریں کہ انہوں نے خدا کی نافرمانی کی اور اس کے عہد کو بھلا دیا ہے اور کتاب اللہ کو پس پشت ڈالا ہے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۳ ص ۱۳۲ و مناظرہ امجدیہ جلد اول ص ۶۳

(ط) جب معاویہ وارد مدینہ ہوا تو اس نے منبر پر خطبہ پڑھا اور جناب امام حسن علیہ السلام کو کالیہ دیں جس پر امام علیہ السلام نے کھڑے ہو کر بعد حمد و ثناء فرمایا خدا نے جب کسی کو مبعوث کیا ہے تو اس کے لئے بدکاروں سے ایک دشمن بھی ضرور بنایا ہے پس میں فرزند علی علیہ السلام ہوں اور تو فرزند زحر - تیری ماں ہندہ ہے اور میری ماں فاطمہ الزہراء اور تیری جدہ قبیلہ ہے اور میری جدہ خاندان ہے پس خدا لعنت کرے اس پر جو ہم دونوں میں زیادہ ذلیل ہو نسب میں اور جھول تر ہو ذکر میں اور عظیم تر ہو از روئے کفر کے اور شہد علم قرآن نہ رہیں پس ہر طرف سے اہل مسجد نے آواز اٹھائی بلند کی معاویہ اپنا خطبہ ناقام چھوڑ کر منبر سے اتر کر چلے دیا - (مستطرف ص ۱۳۲ مناظرہ امجدیہ جلد اول ص ۶۳)

(ی) قول نبی بنی عائشہ :- جب یزید کی بیعت کا معاملہ پیش ہوا تو مروان نے کہا امیر المؤمنین معاویہ نے ازراہ خیر خواہی تم لوگوں کے اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ مقرر کیا ہے - جس پر عبد الرحمن بن ابوبکر نے کہا تو جھوٹا ہے اے مروان اور جھوٹا ہے معاویہ - تم لوگوں نے خیر خواہی امت محمدیہ کا ارادہ نہیں کیا بلکہ سنت پر قلب اختیار کی ہے کہ جس طرح ہر قتل کے بعد اسی خاندان کا دوسرا شخص ہر قتل ہوتا ہے مروان نے کہا تو وہی ہے جس کے بارے خدا نے آیہ والذی قال لوالدہ اف لکما نازل کیا عائشہ نے یہ کلام سنا تو پس پردہ کھڑی ہوئیں اور آواز دی اے مروان یہ آیت فلان بن فلان کے حق میں اتری عبد الرحمن کے حق میں نہیں لیکن تو ایک ریزہ ہے لعنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۳ ص ۱۹۹ و مناظرہ امجدیہ ص ۸۴ تاریخ الخلفاء سیوطی

سے لی -

فلدون جلد ۵ -

یب لکھا کر گیا (محافظت)

ت میں میان نہیں کی

ن کتاب خصائص کبریٰ

ور کہا معاویہ کی فضیلت

ے یا انکی فضیلت میں

مد تعالیٰ انکا پیٹ نہ بھر

مد کر ڈالا دیکھو حاشیہ

لاہور ترجمہ مولوی

کوئی حدیث وارد

(۱)

خلافت کیواسطے زیادہ

بلت معاویہ میں کوئی

۱۳

ہے (فتاویٰ عزیزی)

سیوطی عربی ص ۱۳

اور باب اور بجالی

ن کا لکھنا ثابت نہیں

نبیوق فارسی ص ۳۱۳

اہل سنت کا چھٹا خلیفہ یزید بن معاویہ ابن ابوسفیان اموی لعنتہ اللہ علیہ و آلہ

اہل سنت کے بارہ خلیفوں میں سے بھی ایک خلیفہ ہے جس پر اہل سنت کا مسلمہ جماع کا اصول صادق ہوتا ہے کہ وہ اہل حل و عقد استخلاف شوریٰ اور استیلا سے خلیفہ مقرر ہوا اس لئے ابن تیمیہ نے اسکو نبی کا درجہ دیدیا اور عبد الشکور سلمی نے اسکو خلیفہ برحق کہا اور امام غزالی نے اسکو مومن لکھ دیا۔

اعمالنا مہر یزید پلید کنیزدین معاویہ شہسبجری میں پیدا ہوا نہایت موٹا تازہ آدمی بقول

فاجر زانی شرابی عیاش تارک الصلوٰۃ شطرنج و جو سر کا شوقین ظالم متکبر ہوو لعب کو زیادہ پسند تھا معاویہ نے اسکو اپنی حیات میں ولیعہد بنایا تھا جو جسے لوگ نہایت ناخوش تھے۔ (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی ص ۳۱۱ و صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور ص ۳۲۷ و اعمالنا مہر یزید پلید مصنفہ نجی مکرم مولانا مولوی خیر الدین حیات صابر بلستانی)

(۲) یزید پلید نے ماں و بیٹا اور بہن و بھائی کا نکاح جائز کر دیا تھا۔ اور نکاح بین الاخوات (دوسگی بہنوں کا نکاح ایک مرد سے جائز رکھتا تھا۔ شراب خور و تارک الصلوٰۃ تھا۔ (صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور ص ۳۵۹۔ سطر اول۔)

(ب) یزید شرابی تھا۔ راگ سرود کو جائز رکھا حتیٰ کو صلب کیا۔ دین میں فسق کیا۔ ابو الشکور سلمی حاشیہ شرح عقائد نسفی ص ۱۱۱)

(۳) یزید بن معاویہ ملعون اپنی پھوپھی پر عاشق ہوا اور پھوپھی اسکی باکرہ تھی پس حیا مانع ہوئی کہ اپنے عشق کو پھوپھی سے ظاہر کرے اور اپنا کام نکالے پس اپنی پھوپھی کو باغ میں لیگیا اور گھوڑی پر گھوڑا ڈلوادیا۔ اور پھر اس کے ساتھ وہی کیا کہ جو مقصد ولی و جذبہ عشق تھا مگر وہ باکرہ نہ تھی (انوار النعمانیہ بحوالہ نورتن ص ۸۷)

(۴) یزید پلید نے جب وہ ولیعہد تھا جناب بی بی عائشہ ام المومنین سے نکاح کی خواستگاری کی (مدارج النبوة)

(۵) یزید پلید شراب خور تھا۔ شراب پیتے وقت وہ اکثر شہر ٹھہراتا تھا۔

فان حرمت یوم اعلیٰ دین احمدؑ فخذھا علی دین المسیم ابن حنیم

اگر شراب دین سیدنا احمدؑ جتنی علیہ السلام کے مطابق ایک دن حرام ہوگی تو سو نے دو۔ تو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے دین پر ہو کر پیتا چار روز عظیم میں اور اشعار کفریہ ملاحظہ کریں۔

(۶) بعد انتقال معاویہ اہل شام نے یزید کی بیعت کر لی پھر اس نے اہل مدینہ سے بیعت کے لئے کیا بھیجا لیکن امام حسین علیہ السلام اور ابن زبیر نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ جس پر سیدنا امام حسین علیہ السلام مد اہل بیت کرام و موالیان و محبان عظام کربلا معلیٰ میں بروز عاشوراء محرم شہید کر دئے گئے۔ انا اللہ راہبوں۔ اہل بیت اسیر کر لئے گئے اور سر ہائے مبارک شہداء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نیزوں پر لٹکا شہر شہر بھجرا کر دمشق میں یزید پلید کے سامنے لائے گئے (محل موخرین کا اتفاق ہے)

(۷) جب سر مبارک سیدنا امام حسینؑ روحی لہ الفدا علیہ السلام دربار یزید پلید میں لایا گیا تو اس نے دندان مبارک پر چھڑی ماری اور شراب پیتا جاتا تھا اور کفریہ شعر بکتا تھا۔ (مواضع محرقہ ص ۳۵)

۸۔ واقعہ حرا۔ یزید پلید نے بعد شہادت سیدنا امام حسین علیہ السلام اپنا لشکر مدینہ منورہ کی طرف ہے کہ تین سو لڑکیوں کی بکارت ضائع کی اور اسقدر صحابہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس جنگ میں شہید کیا۔ سات سو قاری قرآن شریف قتل کئے گئے مسجد نبوی میں کئی دن جماعت نہ ہوئی اس ڈر سے باقی مدنی لوگ نماز نہ پڑھ سکتے تھے۔ اور مسجد تک نہ آنے پاتے تھے۔ کتوں اور بھیر پوٹوں مقام رسول مقبول صلعم پر آکر پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ (دیکھو مواضع محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور ص ۳۵۹)

(۹) تین دن تک مدینہ منورہ میں حکم یزید پلید قتل عام ہوا۔ دس ہزار اہل مدینہ اور سات سو صحابی رسول مقبول صلعم قتل ہوئے عورت اہل مدینہ لشکر یزید پر مسلح ہو گئیں تھیں حتیٰ کہ ایک ہزار عورت نے حرام کے بچے جنے (خدا بالقلوب الی یا محبوب شیخ عبدالحق دہلوی مطبوعہ نوکلشور اور دیکھو حاشیہ مترجم صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور پارہ بارہواں ص ۳ کتاب الجہاد۔)

(۱۰) واقعہ حرا ۲۸ ذوالحجہ ۶۰ ہجری کو ہوا۔ پھر یہی لشکر یزیدی مکہ شریف کی طرف متوجہ ہوا عبداللہ بن زبیر کے ساتھ لڑائی شروع کر دی اور کعبہ شریف پر خنق ڈالی اور پردہ خانہ کعبہ کو جلا دیا۔ (مواضع محرقہ فارسی ص ۳۷ ابن اثیر کال جلد ۲ ص ۱۵۳)

اللہ اعلم
تہ اعلیٰ علی
ل صادق تو
نے اسکو بنی کا

ہ آدمی بقول
فاسق
بوزیادہ پسند
لخفاء علامیو
ی خیر الدین صبا

ت دروسگی
ی مطبع محمدی

مکرم سلمی

یاء مانع ہوئی
اور گھوڑی
النعمانیہ

ستکاری کی

(۱۱) یزید نے خانہ خدا (کعبہ) پر بمبھینق نصب کیں۔ ہاں آتش زنی کی حرام خدا کو حلال کیا۔
(دیکھو تاریخ کامل جلد ۱ ص ۱۳۰ تاریخ خمس جلد ۲ ص ۱۹۳ تاریخ ابن الوروی جلد اول ص ۲۴۴ مصر -
تاریخ ابوالفدا طبع لندن جلد ۳ ص ۲۶۸) روفت الصفار جلد سوم ص ۱۵۰

(۱۲) سکتہ ہجری میں یزید کو خبر پہنچی کہ اہل مدینہ نے اسکی خلافت سے انکار کر کے سپہ
خروج کیا ہے۔ یزید نے فوراً ایک بڑا لشکر انکی طرف روانہ کیا۔ اور اہل مدینہ سے جنگ کر دیکھا حکم دیا
پھر ابن الزبیر سے جنگ کرنے کیلئے مکہ جانیکا حکم دیا۔ حسن بیان کرتے ہیں کہ اہل مدینہ میں سے کوئی
شخص ایسا نہ تھا جو اس لشکر کے ہاتھ سے پناہ میں رہا ہو۔ بہت سے صحابی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
اجمعین اور دیگر لوگ قتل ہوئے۔ مدینہ شریف خراب کیا گیا اور بد بخت لشکریوں نے ہزار ہا کیوں
از لہجہ کرت کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حالانکہ رسول اللہ صلعم کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے
اہل مدینہ کو خوف زدہ کیا۔ خدا اسکو خوف زدہ کرے اور اسپر خدا اور انسانوں اور فرشتوں کی لعنت
ہوگی۔ (مسلم) اہل مدینہ کے خلع کرینکی وجہ یہ ہوئی کہ یزید نے گناہوں میں بہت ہی زیادتی کی
تھی۔ چنانچہ ابن غنیل نے فرمایا کہ ہم نے اسوقت تک یزید کی خلافت سے انکار نہیں کیا کہ ہمیں یقین
نہ ہو گیا کہ آسمان سے پتھر برس پڑیں گے۔ غضب ہے لوگ ماؤں۔ بیٹوں اور بہنوں سے نکاح کریں
علامہ شہاب پس اور نماز چھوڑ بیٹھیں (دیکھو تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی مترجمہ اردو۔ زیندار پریس
لاہور ص ۱۱۳۔ سطر ۲۲)

(۱۳) ذہبی کہتے ہیں کہ جب یزید اہل مدینہ کے ساتھ اس بدی سے پیش آیا (وہ شراب توتیا
ہی تھا) لوگ اس سے برا فروختہ ہو گئے اور سب اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اس نے اپنا لشکر
اہل مکہ سے جنگ کے لئے بھیجا راستہ میں اس لشکر کا سپہ سالار مر گیا تو ایک اور سپہ سالار بنایا گیا۔ آخر سفر
سکتہ ہجری میں اس نے مکہ شریف کا محاصرہ کر دیا۔ ابن زبیر سے جدال و قتال شروع کر دیا و بمبھینق
سے مارنے لگا یہاں تک کہ اس کے شعلوں سے کعبہ شریف کے پردے اور اس دہ کے سینک جل گئے
جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کا قد یہ بنا کر بھیجا گیا تھا اور جو اس زمانہ سے برابر بقف کعبہ میں رکھے چلے
آئے تھے اس آتش میں خدا نے ماہ ربیع الاول میں یزید پید علیہ اللعنتہ کو ہلاک کر دیا۔ یہ خبر کہ شریف میں
عین حالت جنگ میں پہنچی ابن زبیر نے فوراً پرکار دیا کہ اے اہل شام تمہارا گمراہ کتہہ مر گیا یہ سننے ہی

اسکے انتشار بھاگ کھڑا ہوا اور لوگوں نے اسکا تعاقب کیا اور انکو خون فی سبیل و خوار کیا (دیکھو تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی ترجمہ اردو زین الدین سید حسن بن علی بن ابی طالب (۱۳۷) سطر اول) (اسعادۃ الکونین) (۱۳۷) مسلم سردار لشکر نے اپنے غلبہ پر شہر والوں کو بڑی تکلیف پہنچائی۔ تین روز تک شامیوں نے مدینہ والوں کا خون حلال رکھا۔ اور یار ان رسوں صلعم چھپے چھپے پھرتے تھے دو مہینہ تک شامیوں نے مکہ کا محاصرہ قائم رکھا۔ سپاہ شام جس میں بعض کافران حبشہ بھی تھے مخفیاتی سے شہر میں پتھر برساتے تھے۔ مسجد کعبہ کو ضرر پہنچا۔ اور اس کے بعد رونی میں گنہگار بھر کر شامیوں نے اس طرح پھینکی کہ خانہ کعبہ کے پردوں میں آگ لگ گئی اور تمام دیواریں سیاہ ہو گئیں۔

یزید کی موت ۴۰۔ ۳۹۔ ۳۸۔ ۳۷۔ ۳۶۔ ۳۵۔ ۳۴۔ ۳۳۔ ۳۲۔ ۳۱۔ ۳۰۔ ۲۹۔ ۲۸۔ ۲۷۔ ۲۶۔ ۲۵۔ ۲۴۔ ۲۳۔ ۲۲۔ ۲۱۔ ۲۰۔ ۱۹۔ ۱۸۔ ۱۷۔ ۱۶۔ ۱۵۔ ۱۴۔ ۱۳۔ ۱۲۔ ۱۱۔ ۱۰۔ ۹۔ ۸۔ ۷۔ ۶۔ ۵۔ ۴۔ ۳۔ ۲۔ ۱۔ ۰۔ ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹

(۱۷) واقعہ حرا۔ یزید نے ایک بھاری فوج شامی اور اموی سپاہیوں کی مسلم بن عقبہ کی ماتحت روانہ کی اہل مدینہ نے مقام حرہ پشامیوں کا مقابلہ کیا جہاں سخت ٹھسٹان کارن پڑا مدینہ کے نوخیز جوان پیغمبر صلعم کے اعلیٰ اصحاب انصار اور مجاہدین دونوں سب تباہی بخش لڑائی میں ضائع ہو گئے اور اس بات سے اسلام کو کئی طرح پر بڑا ضعف پہنچا۔ وہ شہر جس نے رسول اللہ صلعم کو پناہ دی تھی وہ شہر جو آنجناب کی زندگی اور نبوت سے سرفراز ہوتا رہا وہ شہر جو مصیبت کے وقت آنحضرت کے ساتھ رہا اب کشت و خون قتل عام کا آماجگاہ بن رہا تھا ایسی دہشتناک مثال کو یا تو فرانس کے سپاہیوں کی غداری اور یا پیروان لو تھری روم پر تاخت تاراج کی تباہی پہنچتی ہے اور بس۔ جامع مسجد کو طویلہ بنایا گیا (تاریخ اسلام ایضاً ص ۷۷)

یزید پیلید ملعون کافر ہو کر مرا کہ قولہ تعالیٰ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ عذابا عظیم اللہ فی الدنیا والاخرہ واعد اللہم عذابا عظیمنا کا قانون الہی وایکٹ خدائی یزید پیلید پر بخوبی عائد ہو سکتا ہے تبدیل شریعت محمدیہ۔ امانت و اسیری و قتل اہلسیت رسالت۔ تاراجی و غارت مدینہ منورہ۔ و احراق خانقہ یزید ملعون کی ایذا اللہ تعالیٰ و رسول خدا کے واسطے کافی شہادت ہیں جیسے وہ مجرم ہے متحق لعنت ابدی ہے۔ اگر ان افعال ذمہ سے انسان مجرم نہیں ہو سکتا تو پھر تیلے دنیا میں اور کونسا گناہ باقی ہے جسکو یزید پیلید نے نہ کیا ہو۔ حامیان و مددگار ان یزید پیلید خیال فرماویں۔ (۲) ابن حجر کی اپنی کتاب صواعق محرقة مطبوعہ مصر مطبع میمنہ ص ۳۱۵ پر فرماتے ہیں فقالت طائفة انه کافر بقول سبط ابن بطونہ وغیرہ المشہور انه لما رجاہ من الحسین رضی اللہ عنہ جمع اهل الشام وجعل ینکت راسہ بالخنجر من ان وینشد ابیات ابن الزلعبی سے

لیت اشیاخ یبدر شہدوا

الابیات المعروفہ ویزاد فیہا تبیین مشتملین علی صریح الکفر وقال ابن الجوزی فیما حکاہ سبطہ عنہ لیس العجب من قتال ابن زیاد للحسین واما العجب من خذلان یزید وضر بہ بالقضیب ثنایا الحسین وحملة ال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ والہ وسلم سبا یا علی افتاب الجہاں و ذکر شہداء من قبہم ما ستر عنہ و دعا
 الناس الی المدینۃ و قد تعبدت ساریۃ ثم قال و ما کان مقصودہ الا الفضیلتہ
 و اظہار ما لہ من فیجوز ان یفعل ہذا باخوانہم و البغاة یکفون و یصلی علیہم
 و یدفنون و لو لم یکن فی قلبہ احقاد جاہلیۃ و اصفان بدیہیہ لاحسن ما لہ
 لہما و صل الیہ و کفہ و دفنہ و احسن الی ال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
 انتہی: ترجمہ: ایک گروہ کا قول ہے کہ بدیل سبط ابن جوزی وغیرہ زید پدید کا فر ہے مشہور ہے
 ہے کہ جو وقت سر مبارک سیدنا امام حسین علیہ السلام کا لایا گیا تو زید نے شامیوں کو جمع کیا اور سر
 مبارک کو خیزران کی لکڑی سے دندان مبارک پر مارنے لگا اور ابن زعبری کے ابیان کہنے لگا
 کہ آج میرے بدر کے نیرنگ کشتہ دیکھتے تو خوش ہوتے۔ اس کے علاوہ دو بیت شعر اور زیادہ کہے
 ہیں صاف ثابت ہے کہ وہ کافر تھا۔ اور ابن جوزی سے اس کے بیٹے نے حکایت کی ابن زیاد کا جناب
 امام حسین کو قتل کرنا ہی عجب تھیں بلکہ سب سے زیادہ عجیب یہ کہ زید کا خوار کرنا۔ دندان مبارک پر
 چھڑی مارنا۔ اور بے پالان اونٹوں پر اہل بیت کو قید کر لانا۔ انکی نسبت بد الفاظ مشہور کرنا اور
 متغیر شدہ سر مبارک کو مدینہ منورہ روانہ کرنا اس سے صاف ظاہر ہے کہ زید پدید کا منشا تھا کہ اہل بیت
 رسالت کی رسوائی ہو اور لوگ سر مبارک کو دیکھیں اور جو کام کہ اس سے صادر ہوا ہے یہ خواہی اور
 باغیوں سے بھی کرنا جائز نہیں بلکہ انکو کفن دیتے ہیں ان پر غار پڑھ کر دفن کرتے ہیں اور اگر پڑ
 پید کے دلیں کینہ جاہلیت نہ ہوتا اور بدر کے کشتوں کا بدلہ لینا مطلب نہ ہوتا تو جو وقت سر مبارک
 اس کے پاس پہنچا تھا اسکی عزت کرتا کفن دیتا اور دفن کرتا اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی آل
 مطہرہ سے نیک ساوک کرتا۔

(ب) و انفقو علی جوارہ اللعن علی من قتله او احرہ۔ او۔ اجازت دے دے

بہ شرح عقائد نسفی (۱۱) اور تمام اہل سنت کا جواز لعن پر اتفاق ہے اس پر جس نے سیدنا امام

حسین علیہ السلام کو قتل کیا یا اسکے قتل کرنے کی واسطے حکم دیا یا اجازت دی یا اسپر راضی ہوا

(۳) ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مطبع قیومی کانپور ص ۱۱۰ پر اور علامہ تفتازانی نے شرح

عقائد نسفی ص ۱۱۰ پر لکھا ہے۔ و الحق ان مرئی یزید یقبل الحسین و استقبہ شرا

مسلم بن عقبہ کو
 کارن پڑا دینے
 لڑائی میں
 اللہ صلعم کو
 کے وقت
 مثال کو یا
 باری بختی

رسولہ
 لہم
 شریعت
 خاتمیہ
 ہے متقی
 اور
 -
 اتے
 اجا
 ن

بیت اللہ و اہانتہ اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حماؤا تو معناه وان کان
تقد صیلہ احاد۔ فحق لا توقف فی شانہ بل فی ایمانہ لعنة اللہ علیہ و علی نصار
و علی اعدائہ۔ ترجمہ:۔ صحیح اور حق یہ ہے کہ یزید کا امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے راضی ہونا
اور خوش ہونا اور اسکا اہل بیت رسالت صلعم کی اہانت نہ کرنا ایسے امر میں کہ جبکا ثبوت متواترات سے
ہے مگر یہ اسکی تفصیل بطریق احاد ثابت ہے پس ہم یزید کی بابت کچھ توقف نہیں کرتے بلکہ اسکے ایمان میں
بھی شک و توقف نہیں (یعنی وہ کافر ہے) اللہ کی لعنت ہو اس پر اور اسکے مددگار و معاونین پر آمین۔

(۴) مہرودی نے جواہر العقیدین میں اور تفسیر روح المعانی جلد ۸ ص ۱۳۵ پر یزید پر لعنت ڈالی
ہے اور کافر ملعون کہا ہے۔

(۵) علامہ جلال الدین سیوطی اپنی تاریخ الخلفاء میں یزید پر لعنت ڈالتا ہے۔ پڑھو۔ (خدا
قاتل حسین علیہ السلام اور ابن زیاد و یزید پر لعنت کرے) تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی زمیندار پریس لاہور
ص ۱۳۱ سطر ۱۔ اور تاریخ الخلفاء عربی مسند دیکھو۔

(۶) صالح بن احمد صنبل کہتا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ ایک قوم ہمکو یزید کی دوستی کی نسبت
دیتے ہیں یہ کیا بات ہے۔ میرے باپ نے کہا: بیٹے جھکواس شخص کی نسبت دوستی کی لگاتے ہو کہ خدا
کے ساتھ وہ ایمان نہ رکھتا تھا اور اس پر کیوں لعنت نہیں کرتے جسپر خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت
کی ہے۔ میں نے پوچھا قرآن میں یزید پر لعنت کہاں ہے فرمایا قولہ تعالیٰ نہل عسیدتم ان تولیتم
ان تفسدو فی الارض و تقطعوں ارحامکم اولئک الذین لعنہم اللہ فاصہم و اعمی
ابصارہم (سورہ محمد سیارہ ۲۶) آیا شاید تم سے توقع ہے کہ اگر اپنے طور پر میرے ہو کر لوگوں پر حکم کرو
زمین میں فساد کرو اپنے قطع رحم کرو یہ وہ لوگ ہیں جنپر خدا تعالیٰ نے لعنت کی ہے انکو بہرا و اندھا کر دیا ہے
امام احمد صنبل نے کہا: فرزند کیا کوئی بڑا فساد قتل فرزند رسول مقبول صلعم سے زیادہ ہے۔
(صواعق محرقة عربی مطبوعہ مصر ص ۱۳۲ سطر ۲۸ صواعق محرقة فارسی مطبع محمدی لاہور ص ۳۵۹) (روح المعانی
جلد ۸ ص ۱۳۵)

(۷) ابن جوزی کہتا ہے قاضی بوعلی نے ایک کتاب تزییف کی ہے اور اس میں یزید کو لعنت
کا مستحق قرار دیا ہے اور اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ من اخاف اہل اللدینہ ظلمًا لخاف اللہ

وعلیہ لعنة الله والملائكة والناس اجمعین جس نے اہل مدینہ کو ظلم سے ڈرایا خدا تعالیٰ اسکو ڈراتا ہے اور اس پر اند اور فرشتے اور آدمیوں کی لعنت برستی ہے (دیکھو برہین قاطعہ ترجمہ صواعق محرقة فارسی مطبع محمدی لاہور ص ۵۹)

(۸) نوفل بن ابوالنصرات کہتے ہیں کہ میں ایک روز عمر بن عبدالعزیز کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے یزید کو امیر المومنین یزید بن معاویہ کہا تو اپنے فرمایا کہ تو ایسے شخص کو امیر المومنین کہتا ہے اور اس جرم میں اسکو بیس درے لگوائے (دیکھو تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی ترجمہ زمیذہ برہین لاہور ص ۳۱۱ سطر ۲۰) (صواعق محرقة عربی مطبوعہ مصر ص ۱۳۲ سطر ۱۱) (صواعق محرقة فارسی ص ۳۵ سطر ۱۱)

(۹) بلا پیر کوٹ سدھانہ ضلع جھنگ نے تو یزید پلید کا صفایا ہی کر دیا کہ اسکو مشرک فرمایا اللہ اہل سنت کے اختلاف جواز و عدم جواز کفر کا ملیا میٹ کر دیا۔ سنو۔ یزید بے غارتھا اور بے غار مشرک ہوتا ہے۔ یزید کو اموی ہونکی وجہ سے قریش سے کچھ نسبت رکھتا تھا مگر بے غار ہونا اسکا اسے مردود کر گیا کہ بے غار پلید ہے۔ امام ہو نہیں سکتا۔ (دیکھو کھلا فیصلہ جناب مولو نصاحب پیر کوٹی ص ۲۵) یاد رکھو مشرک ابدی ناری ہے۔

۱۰۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب دیانی انجہانی لیدر مسیح موعود جہاں احمدیہ فرما رہے ہیں

ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دنیا کا کثیر اور ظالم تھا اور جن معنوں کے رو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنی اسمیں موجود نہ تھے۔ بد نصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں دنیا کی محبت نے اسکو اندھا کر دیا تھا۔ مگر حسین علیہ السلام ظاہر مطہر تھا اور بلاشبہ وہ ان برگزیدہ میں سے ہے جنکو اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے اور اس امام کے تقویٰ اور محبت الہی اور صبر اور استقامت اور زہاد و عبادت ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کے اقتدا کرنے والے ہیں جو اسکو ملی تھی تباہ ہو گیا وہ دل جو اسکا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جو عملی رنگ میں سکی

محبت ظاہر کرتا ہے اور اسکے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الہی کے تمام تقوس انکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے۔ جیسا کہ ایک صاف آئینہ ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے انکی قدر مگر وہی جو ان میں سے ہیں۔ دنیا کی آنکھ ان کو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت دور ہیں۔ یہی وجہ حسین علیہ السلام کی شہادت کی تھی۔ کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اسکے زمانہ میں محبت کی تاحسین علیہ السلام سے بھی محبت کیجاتی۔ عرض یہاں نہایت درجہ شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین علیہ السلام کی تحقیر کی جائے اور جو شخص حسینؑ یا کسی اور بزرگ کی جو آئمہ مطہرینؑ سے ہے تحقیر کرتا ہے۔ یا کوئی کلمہ استحقاق کا اسکی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ جل شانہ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے۔ انتہی۔ بلفظ الشریف از اشتہار تبلیغ الحق مورخہ ۸۔ اکتوبر ۱۹۵۵ء مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان صفحہ ۲ او ۲ (دین الحق یا ہمارا مذہب حصہ اول ص ۸۸ دیکھو نیز دیکھو مرامۃ القادیانہ)۔

(۱۱) تفسیر روح المعانی جلد ۸ ص ۱۲۵ مطبوعہ مصر پر ہے و علی هذا القول لا توقف فی لعن یزید لکثرة اوصافہ الخبیثۃ و ارتکابه الكبائر فی جمیع ایام تکلیفہ و یکتفی ما فعلہ ایام استیلاہ لہ باہل المدینۃ و مکۃ فقد روی الطبرانی بسند حسن الہم من ظلم اہل المدینۃ و اخافہم فلحقہ و علیہ لعنة اللہ و الملائکۃ و الناس اجمعین لا یقبل منہ صرف و لا عدل و الطامة الکبریٰ ما فعلہ باہل البیت و رضاه بقتل الحسین (ابن علی) علی جدہ و علیہ الصلوٰۃ و السلام و استبشارہ بذالک و اہانتہ لہ اہل بیتہ حماقۃ اتر معنہ و ان کانت تفاصیلہ احاد الخ (سورہ محمد)

پیشین گوئی ابویعلیٰ ابنی سند میں ضعیف سی ابو عبیدہ سے روایت کرتا ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا لا یزال الہم رامتق قائما بالقسط۔ حتیٰ تکنون اول من یتلمہ رجل من بنی امیہ یقال لہ یزید (صواعق محرقة فارسی ص ۳۵) ہمیشہ میری امت میں امارت ساتھ عدل اور راستی کے رہیگا تا آنکہ اول جو شخص دین میں رخصہ ڈالے گا انکا نام یزید ہوگا۔ (۲) اور روایاتی اپنی سند میں ابو دردار سے روایت کرتا ہے اس نے کہا کہ میں نے جناب رسول خدا

سلم سے سنا اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیہ یقال لہ یزید پہلا شخص جو میری سنت کو تبدیل کرے گا وہ بنی امیہ میں سے یزید کہلاے گا۔ (صواعق محرقة ص ۳۵۸) تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی ص ۳۱ حضرت ابو ہریرہ نے بھی کچھ جناب رسول خدا سلم سے سنا ہوا تھا کہ وہ شان یزید پلیدی میں ہمیشہ کہا کرتے تھے اللہم انی اعوذ بک من راس الستین وامارۃ الصبیان (صواعق محرقة فارسی مطبع محمدی لاہور ص ۳۵۸ سطر ۱۱) پاک پروردگار میں ساٹھویں سال بعدوند و نکی امارت سے پناہ مانگتا ہوں۔

(دوم) جناب مولوی وحید الزمان صاحب مترجم صحاح ستہ حیدر آبادی محدث فرماتے ہیں۔
 وخرج امامنا الحسن بن علی۔ علی یزید لعنہ اللہ لاندہ ما دخل فی بیعة وکن اکثر اهل المدينة والذین دخلوا فی بیعة هم ایضا نکثوا بیعة امامنا وامن فقہ وفجورہ والحادہ کنخلیل النحر والزنا وغیر ذلک فهو علیہ السلام بذل نفسه لاعلاء کلمۃ اللہ وراقامۃ الشمرع المتین وصار سید الشہداء والصدیقین ومن انکر شہادۃ الحسنین وظنہ باغیا فقد اخطا حظا رفا حشاً لردیکھو کتاب ہدیتہ المہدی جلد اول ص ۹۸ سطر ۳ مطبوعہ میوہ برس پریس بی بی اترجمہ اور ہمارے امام سیدنا حسین ابن سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام نے یزید ملعون پر خروج فرمایا اور یزید کی بیعت نہ کی اور انشراہل مدینہ نے بھی بیعت نہ کی اور جن لوگوں نے بیعت کی تھی تو بیعت کو توڑ ڈالا جبکہ یزید پلیدی کافق وفجور اور الحاد اور شراب اور زنا کو حلال کرنا دیکھا اور جناب امام حسین علیہ السلام نے اپنی جان کو کلمۃ اللہ کے جاری کرنے کے واسطے اور شرع متین کو تحکم کرنے کے لئے قربان کر دیا اور تمام شہیدوں اور نیک بندوں کے سردار بن گئے اور جس نے شہادت حسین سے انکار کیا اور انکو باغی سمجھا اس نے سخت غلطی کھائی (وہ کافر ہو کر رہا) کیونکہ اس نے تمام اخبار واحادیث نبوی کو جھٹلایا۔

(ب) اما لعناہ لاندہ لعن علیہ امامنا احمد بن حنبل وکن الک سواہ ابن الجون
 من اصحابنا من السلف جواہر اللعن علیہ ومنع الغزالی عنہ عنہ تحکم وھولہ یلیفت
 الی قولہ تعالیٰ۔ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد
 لہم عذابا مہینا۔ وای ایذا اعظم من قتل الہ وارسالہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وھتک

حرامتہ و قتل اہل المدینہ و احرام یزید بذالک و استبشاش بہ مستوات لا یمکن الا انک
عندہ ایضاً علی۔ تحقیق ہم نے اس پر لعنت کی کیونکہ ہمارا امام احمد صہیل نے بھی اس پر لعنت کی جیسا کہ ہمارا
مستقدمین میں سے ابن جوزی نے لعنت کو جائز رکھا اور امام غزالی نے منع کیا مگر اس نے خیال نہ کیا کہ اللہ
تعالیٰ کا حکم ہے جو اسد اور اسکے رسول کو ایذا دیتے ہیں وہ دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں اور ان کے
واسطے سخت عذاب ہے غزالی صاحب فرمائے قتل اولاد رسول مقبول سے زیادہ کون ایذا ہوگی نیست
نبوت کو رسوا کرنا اہل انبیاء مدینہ منورہ کو غارت کرنا و قتل کرنا اس سے بڑھ کر کونسی ایذا ہوئی یہ خبر متواتر
ہے انکار نہیں ہو سکتا کہ یزید پلید نے یہ حکم دیا اور اس پر خوشی ہوا انتہی (حاشیہ ایضاً)

ساتواں خلیفہ عبد الملک بن مروان ۳۵ھ ہجری میں عبد الملک اپنے باپ مروان ملعون
نے مکہ کا محاصرہ کیا۔ عبد اللہ بن زبیر کو قتل کر کے پھانسی دیدیا حرم کعبہ کو خون سے آلودہ کیا۔ حجاج
نے اہل مدینہ کی سخت توہین کی حضرت انس و حضرت جابر و دیگر صحابہ کرام کی مشکیں کسوا لیں عبد اللہ
ابن عمر کو زہر آلود تیر سے زخمی کر لیا۔ جب عبد الملک کو خلافت پہنچ گئی پھر قرآن شریف کی طرف متوجہ ہو کر
کہا کہ بس اب تیرا زمانہ ہو چکا۔ عبد الفطر اور عبد الصخی میں اولاد مروان ہی نے بے جا اذان دلوائی۔ ہمارا
نزدیک تو عبد الملک اور حجاج دونوں برابر ہیں کیونکہ اسی نے اسکو صحابہ اور مسلمانوں پر حاکم بنا یا تھا
اور اس نے اپنی حکومت میں انکے قتل و ضرب و حبس و دشنام میں کوئی دقیقہ انکی توہین و ذلت کا
اٹھا نہیں رکھا غضب ہے کہ حضرت انس و غیرہ طویل القدر صحابیوں کی مشکیں کسوائی جائیں یہ ایسا حرام
ہے جسکو یقیناً خدا کسی طرح معاف نہ کرے گا۔ تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی زین الدار بریس لاہور ص ۱۱۶ تا
و تاریخ الاسلام علامہ عباسی ص ۳۵۵

اٹھواں خلیفہ ولید بن عبد الملک مروانی ۳۵ھ میں اپنے باپ کے مرنے پر تخت پر بیٹھا یہ ظالم بادشاہ تھا حجاج
ظلم اسکے عہد میں اور بھی ترقی پکڑ گیا۔ تاریخ علامہ عباسی ص ۳۵۸

(۲) ولید سخت جبار و ظالم تھا اسکے زمانے میں حضرت عمر حبشی فتوحا ملک ہوا جس نے ہندوستان و اندلس فتح ہوئی (۱) فتوحا ملک معیا امانت
و خلافت سمجھتے ہو تو اسکو بھی امام ماننا پڑے گا اسکے عہد میں حجاج بن یوسف ملعون نے مغان و شیخان اہل بیت رسالت کو چرن چرن کر قتل
کیا جبکی تعداد ان لوگوں تک ہے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت قنبر غلام سیدنا جید و صفی علیہ السلام اس کے ہاتھوں فرج ہو گئے

سیوطی ص ۱۲۲

تاناؤن خلیفہ سلیمان بن عبد الملک مروانی، سلیمان بن عبد الملک شہجری میں اپنے بھائی کو فکری و تحت نشین بنوانا بہت پسند
 نہ ہو تھا چنانچہ ایک فتنہ ساز اور ایک جھمبہ کا حلوں بکر اور مرغ افروختہ کی شش لگا گیا اس وقت عمر بن عبد العزیز کو پناہ دینا یا تاریخ سیوطی ص ۱۲۲

وسواں خلیفہ حضرت عمرو بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ یہ بہت اچھا بادشاہ تھا مسلمانوں کے
 اربعہ کے پھر اس سے کوئی اچھا مسلمان بادشاہ نہیں ہوا معاویہ کے وقت سے یہ دستور تھا کہ خطبہ کے
 بعد حضرت علی علیہ السلام کو پڑا کہا کرتے تھے اور عرض اس سے صرف حفاظت تھی کہ لوگ آل علی
 علیہ السلام کی طرف رجوع نہ کریں اور عمرو بن عبد العزیز نے اس دستور کو مٹا دیا اور حضرت علی کو پڑا کہنے
 کی جگہ پر بنا غفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالايمان اور ایک روایت کے مطابق ان الله
 يا احراركم بالعدل والاحسان وابتای ذی القربى وبنی عن الغششاء والمنکر والبغی
 داخل کیا۔ باغ فک کو حضرت ابو بکر صدیق خلیفہ اول کے وقت میں جناب فاطمہ الزہراء بنت رسول اللہ
 صلعم نے ارث پیغمبر کی بنیاد پر طلب کیا۔ خلیفہ اول نے انکار کیا اور کہا کہ پیغمبر کی کوئی ملکیت نہ تھی جس پر
 ارث جاری ہو شہور ہے کہ عمرو بن عبد العزیز نے ورثائے جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کو بلا کر باغ فک
 حوالہ کر دیا (تاریخ الاسلام علامہ عباسی ص ۳۷)

(۲) قیس بن جبیر کہتے ہیں کہ بنی امیہ میں عمرو بن عبد العزیز ایسے ہیں جیسے فرعون کے
 خاندان میں مومن تھا (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی زمیندار پریس لاہور ص ۱۲۶ سطر ۲۴)

(۳) بنو امیہ کا قاعدہ تھا کہ خطبوں میں حضرت علی کی شان میں بے ادبی کیا کرتے تھے۔ آپ نے
 اپنی خلافت میں اسکو سختی کے ساتھ منع فرمایا اور اپنے عمال و حکام کے نام فرمان جاری کیا کہ ایسا نہ کیا جائے
 اور بجائے ان خلاف ادب الفاظ کے حکم دیا کہ یہ آیت پڑھی جائے۔ ان الله يا احراركم بالعدل والاحسان
 الخ چنانچہ اسکی تعمیل ہوتی چلی آتی ہے (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی زمیندار پریس لاہور ص ۱۲۶ سطر ۲۴)

گیارہواں خلیفہ ہشام بن عبد الملک مروانی حضرت عمرو بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ
 کے بعد زید بن عبد الملک شہجری
 میں تحت نشین ہوا۔ یہ بڑا شہوت پرست تھا کھانے پینے سے اور عورتوں کی مصاحبت سے اسے بڑا انس تھا

یزید کے وقت میں کھانے پینے اور نکاح کے متعلق ہر وقت لوگ راہیں دیا کرتے تھے۔ چار سال تک اس کی سلطنت کی (تاریخ الاسلام علامہ عباسی ص ۳۶)

(۲) یزید بن عبد الملک نے اپنی محبوبہ و معشوقہ حبابہ نامی کو بعد وفات اسکی لاش کو سات روز تک اپنے گھر میں رکھا اور چند مرتبہ اس مردہ عورت سے جمع بھی کیا۔

(۳) ہشام بن عبد الملک مروانی اپنے بھائی یزید بن عبد الملک کے بعد تخت نشین ہوا حضرت زید بن سیدنا و امامنا زین العابدین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ امامت کیا اور شہید کر دیا۔ **روایت** ابو نعیم اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ ہشام بن عبد الملک مروانی ابنو باپ کے زمانہ حیات یا زمانہ ولید بن عبد الملک میں حج کیا اسے مکہ شریف میں آیا اور زیادہ ابنوہ سے حجر اسود کو بوسہ نہ دے سکا اور زمزم کی طرف اس کے واسطے منبر لگایا گیا کہ اس پر بیٹھ کر لوگوں کا تماشا دیکھے اس کے ارد گرد شامی رئیس و امیر بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں جناب سیدنا و امامنا زین العابدین ابن سیدنا و امامنا امیر المومنین امام حسین علیہ السلام روحی لہ الفداء شریف لائے جب حجر اسود کے نزدیک پہنچ گئے لوگ ہٹ گئے تاکہ اچھی طرح حجر اسود کو جو ملیں۔ شامی رئیس یہ دیکھ کر حیران رہ گئے ہشام سے پوچھنے لگے کہ یہ بزرگوار کون ہیں۔ ہشام نے تجاہل عارفانہ سے کہا کہ میں نہیں جانتا اس خیال سے کہ شامی انکی طرف راغب نہ ہوں فرزوق شاعر اس مجلس میں حاضر تھا کہنے لگا کہ میں اسکو پہچانتا ہوں اور فی البدیہہ قصیدہ کہنے لگا۔

هذا الذي يعرف البطحا وطاعة والبيت يعرفه والحل والمخدم

هذا ابن خير عبد الله كلهم هذا النقي الذي الطاهر العلم

یہ وہ مقدس امام ہے کہ اگر وہ زمین پر اپنا قدم مبارک رکھیں تو زمین بھی انکو شناخت کرے اور خانہ حل و حرم سب انکو پہچانتے ہیں۔ یہ تمام مخلوق سے افضل باپ کے بیٹے ہیں۔ یہ صاحب تقویٰ و طہارت و احسان و مروت ہے البتہ جب ہشام نے یہ قصیدہ شاعر فرزوق کو بدبودار مکان میں بند کر دیا۔ اور جناب امام زین العابدین نے اس شاعر کو بارہ ہزار درہم عطا کئے۔ (صواعق محرقہ ص ۱۰۰)

اہلسنت کا بارہواں خلیفہ ولید بن یزید بن عبد الملک مروانی ولید بن یزید بن عبد الملک بن عبد الملک کے بیع الاخر ۱۲۵ ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا۔ یہ شخص نہایت فاسق و فاجر و شرار و

منہیات کا مرتکب تھا۔ حتیٰ کہ حج کا ارادہ اس قصد سے کیا کہ کعبہ کی چھت پر بیٹھ کر شراب پئے لوگ اس کے
فتق و فحش سے تنگ آ ہی گئے تھے لہذا مقابلہ و مقابلہ کو تیار ہو گئے لوگوں نے کہا کہ ہم تجھے نوشی و خمر
سے نکاح کرنے اور حرام چیزوں کو حلال کرنے کے جرم میں قتل کرتے ہیں۔ قتل کرنے کے بعد اس کا سر زینہ
ناقص کے پاس بھیجا گیا کہ مقتول کا سر کاٹ کر نیزہ پر لٹکا یا گیا۔ اس کا بھائی سلیمان بن یزید دیکھ کر کہنے
لگا خنس کم جہان پاک لوگوں سے مخاطب ہو کہ کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ بڑا شرابی سخت بے شرم
اور نہایت فاسق تھا اور جب کو بھی ہم نوالہ وہم پیالہ کرنا چاہتا تھا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ وہ نے نوشی و لواط
میں مشہور ہو گیا تھا۔ ابن فضل اللہ نے مسالک میں لکھا ہے کہ ولید بن یزید جبار کینہ و درجس ہانڈی میں
کھائے اسی میں چھید کر نیوالا۔ جھوٹے وعدے کر نیوالا۔ اس زمانہ کا فرعون۔ اپنے زمانے کا معائب
سے بھرنیوالا۔ فاسق و فاجر۔ قاتل و سفاک۔ قرآن شریف کو نیزہ سے چھید کر نیوالا تھا۔ دیکھو تاریخ الخلفاء
علامہ جلال الدین سیوطی مترجم اردو مطبوعہ زمیندار لاہور ص ۱۳۱

(ب) ولید نے ایک بار کلام مجید کو کھولا۔ اتفاق سے اسکی ناپاک نظر آ یہ وخاب کلی جبار
عنید پر پڑ گئی۔ جھلا اٹھا قرآن شریف کو پھینک دیا۔ نیزوں اور تیروں سے مارا۔ مورخ ابن اثیر
اس واقعہ میں یہ دو شعر نقل کرتا ہے

تھد دنی بجبار عنید فما انا ذاک جبار عنید
اذ اما جئت ربک یوم حشر فقل یا رب مرقتنی الولید

ترجمہ :- اے قرآن تو مجھے جبار عنید سے ڈراتا ہے۔ خبردار ہو جا کہ اس وقت میں جبار عنید سرکش ظالم ہوں
اے قرآن جب تو قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جانا۔ تو کہہ دینا کہ اے رب مجھے ولید نے پھاڑا ہے
(دیکھو ترجمہ تاریخ ابن خلدون کتاب ثانی جلد ششم مطبوعہ قیصر سندھ پریس الہ آباد ص ۱۰۷ اور فت نوٹ
ج ۷) ولید پید عنید نے حضرت یحییٰ بن حضرت زید بن حضرت امام زین العابدین علیہم السلام
کو قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا۔ اور جناب یحییٰ علیہ السلام کی نعش مبارک برابر سولی پر لٹکتی رہی تا آنکہ ابو
سلم خراسانی خراسان کا حاکم ہوا اور اس نے نعش مبارک کو اتر واکر دفن کر دیا۔ ترجمہ ابن خلدون
کتاب ثانی جلد ششم دیکھو

(د) ولید کے زمانہ میں اگرچہ فتوحات نے نہایت ترقی کی لیکن اسلام کی روحانی برکتوں کا

پارسل تک
کوسات روز
نہوا حضرت
نہید کر گئے
نے زمانہ حیات
سے نہ دیکھا
و شامی
منابر میں
گئے
زرگوار
نہوں
لگا۔

کعبہ
خانہ
بارت
ور

بلک
بدل
فی

نشان نہ تھا ملکی عہدہ داروں میں سے جو لوگ جہنم زیادہ معزز اور با اختیار تھے اس بقدر ظالم اور سفاک تھے (سیرۃ النعمان علامہ شبلی نعمانی ص ۲۲ افضل المطالع دہلی)

(۱۵) ایک لونڈی کی امامت ہو ولید بن یزید بن عبد الملک بن مروان ملعون ایک دن نشہ شراب میں مست اور مصروف بجماع تھے کہ موزن نے خلیفہ کو قیام جماعت کی اطلاع دی یہیں ولید نے قسم کھائی اور کہا کہ آج کوئی نماز نہ پڑھاؤ سوائے اس لونڈی کے پس اس کینر نے ولید کا لباس پہنا اور اسی حالت نشہ و جب میں امام جماعت بنکر نماز پڑھائی (حیوة المیوان دمیری بحوالہ تشریہ الانساب حصہ ثانیہ ص ۱۳۲)

(۱۶) تاریخ خمیس دیا بکری میں صالح بن سلیمان سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ولید بن یزید حج کا ارادہ کیا اور وہاں پہنچکر خانہ کعبہ کی چھت پر شراب پی اور اس کے کفر و فسق کی بکثرت روایات ہیں از کمال یہ کہ ایک دن ولید اپنے محل میں گیا تو اپنی بیٹی کو کہ وہ اپنے پالنے والی یعنی دادہ کے پاس بیٹھی ہے پس اسکا ازالہ بکارت کیا۔ اس کے دادہ نے کہا کہ یہ رسم یہودی کی ہے پس اس وقت ولید نے یہ شعر نظم کیا

من مراقب الناس مات غماً
وفانز بالذات المحبس

یعنی جس نے لوگوں کی شرم کی وہ غم میں مرا اور جس نے جرات کی اس نے لذت اٹھائی نہ تشریہ الانساب حصہ ثانیہ ص ۳۲

پیشین گوئی ولید بن عبد اللہ عن عمر رضی اللہ عنہ قال قال ولد لاخی ام سلمہ من حق النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم غلام سموة الولید فقال صلی اللہ علیہ والہ وسلم سمیتموه باسمه فراغتکم لیکونن فی هذه الامتہ رجل یقال له الولید لہوا شر علی هذه الامتہ من فرعون لقومہ (تطہیر الجنان بر حاق صواعق محرقة ابن حجر مکی عربی مطبوعہ مصر ص ۱۲۱ حسن) ترجمہ: حضرت عمر سے روایت ہے کہ جناب ام المومنین بی بی ام سلمہ زوجہ رسول مقبول صلعم کے بھائی کے ہاں لڑکے پیدا ہوئے اور اسکا نام ولید رکھا گیا پس جناب سرور عالم صلعم نے فرمایا کیا تم نے اس امت کے فرعون کے نام پر نام رکھا ہے جو اس امت کا سب سے شر شخص ہوگا جیسا کہ فرعون اپنی قوم کے واسطے تھا۔

(۲) ورواہ الحرم ابن ابی سامة مرسلہ الی سعید بن المسیب ولفظہ ولد

لو خنی ام سلمہ غلام فسموه الولید فدخلو علی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال ^{سمیتموه} قالوا نعم سموه الولید فقال مہمہ اسمہ عبد الرحمن سمیتموه بالسم فر اغتکم لیکونن فی امتی رحیل لقال لہ الولید لہوا شرا لمتی من فرعون لقومہ قال عبد الرحمن بن عمر وفقلت السعید بن المہیب ای الولید ہو۔ قال استخلف الولید بن یزید فہو ہوا لا قال الولید بن عبد الملک (تطہیر الحبان بر حاشیہ صواعق محرقة عربی مطبوعہ مصر ص ۱۳۱) حرث ابن ابی اسامہ نے مرسلہ سعید بن مہیب تک یہ روایت کی ہے کہ جناب نبی بنی ام سلمہ کے بھائی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا اور اسکا نام انہوں نے ولید رکھا۔ اور جناب سرور عالم صلعم کچھ مدت میں لائے پس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا اسکا نام رکھ لیا گیا انہوں نے کہا ہاں اسکا نام ولید رکھا گیا ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا نہیں نہیں اسکا نام عبد الرحمن رکھو۔ تم نے اپنے سرکش فرعون لوگوں کے نام پر نام رکھا ہے میری امت میں ایک شخص ولید نامی ہوگا اور وہ فرعون سے زیادہ سرکش اپنی قوم کیواسطے ہوگا۔

نتیجہ کی بنیادیں مزلزل کر دیں۔ (الحرب فی الاسلام ص ۱۳۱) بنو امیہ تو شروع ہی سے آزادی کے دشمن نکلے (الفاروق ص ۲۳۲ حصہ ۲) حضرت عثمان کے تحت خلافت پر جلوہ افروز ہوتی ہے۔ نوجوانوں نے خاصکر بنی امیہ کے نوٹہالوں نے وہی عیاشانہ زندگی اختیار کر لی۔ انکے اپنے ایک بھتیجے نے ایک قمار خانہ جاری کیا اور عورتوں کا عاشقی معشوقی کرنا ایک فیشن ہو گیا کہ کی عیاشی بنی امیہ کے عہد میں رشتہ میں بدلتی صورت میں نمودار ہوئی (تاریخ اسلام انسیریل سید امیر علی صاحبہ ص ۱۵۷) بنی امیہ کا اول خلیفہ معاویہ دانا و ہوشیار متفنی اور سفاک تھا اور اپنا مطلب نکالتے وقت کسی جرم کے ارتکاب سے نہ ڈرتا تھا زیر دست غنیم کو تلوار کے گھاٹ اتار دینا اسکا شیوہ تھا۔ پیغمبر کے نواسے کو زہر دلوایا۔ اور حضرت علی کے بہادر دست مالک اشتر رض سے بھی یہی سلوک کیا۔ اس نے اپنے بیٹے یزید کو تخت نشین کرنے کے لئے ان سب عہود و بیمانوں کو طاق پر رکھ دیا جو اس نے حضرت علی کے زندہ بیٹے حضرت امام حسن سے کئے تھے باوجود ان باتوں کے یہ سرد مہر متفنی ملحد عرب اسلامی ممالک پر حکومت کرتا تھا اور ۹ سال تک تحت خلافت اسکے خاندان میں رہا۔ (تاریخ اسلام ایضاً ص ۱۵۷)۔

لم اور سفاک

ن ایک دن

دی پس ولید

لباس پہنا

ناب حصہ

نہ بن یزید

ت میں از آنجا

ہے پس اسکا

کم کیا

یہ انسان

میں

فقال

جل

شہ

بر حاشیہ

ہے

نام و

جو

جلد

حضرت امام حسنؑ کے استعفا کے بعد دراصل معاویہ شاہ اسلام ہو گیا اس طرح قسمت کے عجیب و غریب پھیر سے حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن انکی اولاد کا حق موروثی غصب کر لیں۔ اور بت پرستی کے حامی و موید آنجناب کے مذہب اور سلطنت کے بادشاہ بن گئے ہیں۔ (تاریخ اسلام سید امیر علی صاحب مدظلہ) پس آیات بنیات اور احادیث سرور کائنات و آثار و واقعات سے ثابت ہوا کہ خاندان بنی امیہ کے بادشاہ جو ظالم جابر فاسق۔ فاجر شرابی۔ ملحد و زندقہ و دشمنان رسول مقبول و خاندان رسول تھے وہ ہرگز حدیث اثنا عشر کے مطابق مسلمانوں کے امام۔ رہبر و پیشوا اور خلیفے نہیں ہو سکتے اور نہ ہی وارثان خلافت النبوة تھے انکے عہد میں اسلام کو زوال آیا۔ اور فتنہ و فساد۔ بدعات۔ کفر۔ الحاد۔ زنا۔ شراب۔ جوا۔ کو کمال آیا۔

اؤ مسلمانو! ان ظالموں۔ دنیا پرستوں۔ دشمنان خدا و رسول صلعم۔ فاسق۔ فاجر۔ زانی۔ شرابی معاویہ شاہی و مروانی خلیفوں سے پناہ پکڑو اور انکا ساتھ چھوڑ کر انکی اطاعت کے زنجیر توڑ کر صامیہ بن۔ صادقین متقیین۔ ائمۃ الطاہرین المہدیین و خلفاء الراشدین کا دامن پکڑو جو حقیقی وارثان نبوت ہیں اور جو اصلی نایبان رسالت ہیں جن پر اللہ اور فرشتے ہمیشہ درود و صلوة پڑھتے رہتے ہیں جنکو درود بغیر تمہاری نماز پہنچا نہ بھی نہیں ہوتی۔ اللہ صل علی محمد و علی آل محمد۔

(۳۱) غور کرو جبکہ فاسق فاجر زانی شرابی ظالم و جابر بادشاہ وارثان نبوت نہیں تو اب حدیث اثنا عشر کے مطابق کون خلیفے ہو سکتے ہیں اگر خلفاء اربعہ کو آپ شمار کرتے ہیں تو بوجہ قلت اعداؤ اس حدیث کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ خلفائے بنو عباس کو شامل کرتے ہیں تو وہ تعداد میں چھوٹے بڑے سچائش کے قریب خلیفے و بادشاہ گذرے ہیں اور انہیں بھی بہت کم زاہد۔ عابد۔ صالح۔ متبعین کتاب اللہ و سنت گذرے ہیں یہ سب کثرت اعداؤ اور انکے اعمال ذمیمہ و افعال قبیحہ کے یہ حدیث صحیح انبیر صادق نہیں آتی پس مجبوراً آپکو بارہ ائمہ اطہار اہل بیت سیدالابرار صلعم کی طرف رجوع کرنا پڑے گا حدیث ائمہ اثنا عشر اہل بیت رسول طہر کے ذوات مقدسہ پر ضرور اہل بیت کیونکہ یہ ائمہ الطاہرین اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عالم۔ فاضل۔ زاہد۔ عابد۔ متقی و پرہیزگار مقدس و معصوم تھے اور بسبب اعلیٰ حسب و نسب کے فاضل ترین خلائق تھے صاحبان تطہیر اولاد رسول بشیر و نذیر۔ سرداران جنت و وارثان بہشت۔ اللہ تعالیٰ اور جناب رسول خدا صلعم کے نزدیک انکا بہت بڑا رتبہ تھا اور انکے علوم وراثت کے طریقے اور

علوم لدنیہ کے ذریعہ
اور رسول مقبول
دیوار و نہیں
ظالم و فاسق
تابع داری و
ہمیشہ حق کے
پس مسلمانو!
مسلمانو!
ثابت کرو
تمام مرت
وہ حضرت
محمد صلی
تمام و
باطل
راہ
و کفر
سیر
سب
پا
و

علوم لدنیہ کے ذریعہ سے مسلمانوں میں روحانیت پھیلی ہے۔ انہوں نے صبر کیا تکالیف کو جھیلا۔ اللہ اور رسول مقبول صلعم کی اطاعت میں شہادت پائی۔ جلاوطن ہوئے۔ قید خانے میں ڈالے گئے۔ زندہ دیوار و غنیمتیں دئے گئے۔ مگر اللہ اور رسول کی تابعداری کو نہ چھوڑا۔ اپنی حقانیت سے منہ نہ موڑا۔ ظالم و فاسق فاجر خلیفوں کی بیعت نہ کی اور ان سے بالکل الگ تھلگ رہے۔ جن مسلمانوں نے انکی تابعداری و پیروی کی وہ ان ہی کے دامن سے وابستہ رہے۔ موالیان و محبان الہیت کہلائے اور ہمیشہ حق کے ساتھ رہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ روز محشر کو بھی انہی ائمہ الطاہرین کے ساتھ محشر ہونگے۔ پس مسلمانوں بقی اور باطل کا خود فیصلہ کر لو کہ خلافت الہیہ کے واسطے کون کون خلیفے موزون ہیں۔ مسلمانوں میں نے آیات نبیات و احادیث سرور کائنات و صحیح روایات اہل سنت و الجماعت سے ثابت کر دکھایا ہے

(۱) کہ افضل الناس بعد النبی علی و اولادہ یعنی بعد نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام امت میں سے افضل جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ اور انکی اولاد ائمہ الہدیٰ ہیں۔
(۲) کہ جناب سیدنا و امامنا علی المرتضیٰ علیہ السلام وصی و ولی خلیفہ رسول اللہ کبلا افضل ہیں اور وہ حضرات اصحاب ثلاثہ سے من کل الوجوہ افضل و اعلیٰ ہیں اور وہی مظہر کمالات خداوندی و آئینہ صفات محمدی ہیں۔

(۳) مذہب شیعہ اللہ اور اسکے رسول مقبول و اولاد رسول مقبول صلعم کی پیروی کرتا ہے۔ اور تمام دشمنان رسول مقبول معاویہ شامیوں و مروانیوں سے تبرک کرتا ہے۔ اور مذہب اہل سنت حق اور باطل میں تمیز نہ کر کے دشمنان خدا اور رسول کو خلیفہ بناتا ہے اور احکام شرعیہ و ملت محمدیہ صلعم میں اپنی رائے و قیاس و اجتہاد کو دخل دیتا ہے اور اہل بیت رسالت صلعم کو حضرات اصحاب ثلاثہ سے مفضل و کمتر جانتا ہے اور شیعیان جناب حیدر کرار و غیر فرار علیہ السلام سے خواہ مخواہ عداوت رکھتا ہے اور مسلمانوں میں ہمیشہ رسالہ بازی و کفر و تکفیر کے فتاوے سے تفریق کرتا رہتا ہے۔ مذہب شیعہ پولٹیکل امور و سیاسی معاملات سے ہمیشہ بیزار و الگ تھلگ رہتا ہے اور سرکار اعلیٰ مدار کی اطاعت کرتا ہے۔ جتنے باغیان برٹش گورنمنٹ سے۔ ایچ بیٹیشن پھیلانے والے فتنہ و فساد برپا کرنے والے۔ سرحدی ڈاکو و لٹیرے سب کے سب غیر مذاہب ہوتے چلے آئے ہیں۔ انہیں کوئی شیعہ شامل نہیں ہوا۔

طرح قیمت کے عجیب و
دکا حق سورتی غصب کر
ہیتے ہیں۔ (تاریخ اسلام
واقعات سے ثابت
دشمنان رسول مقبول
پیشوا اور خلیفے نہیں
نہ و فساد۔ بدعات۔

حق۔ فاجر۔ زانی۔
عوت کے زنجیر توڑ
ن پکڑو جو حقیقی
لمو قہ پڑھتے رہتے

وابحدیث
لت انداواس

ن چھوٹے
الح متبعین

کے یہ حدیث
ع کرنا پڑے گا

ن اپنے
رب نب

نت۔
نقے او

سلمان اس میری تحقیقات پر خوب غور کرو اور موت آنے سے پیشتر سوچو کہ حق پر کون ہے۔ خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہو کیا حمیت وغیرہ اسلامی اور اسلامی فطرت تم کو گوارا کرتی ہے کہ تم لوگوں کے پیشوا مروان - یزید - ولید اور معاویہ جیسے ہوں۔ کیا غیر مذاہب کے لوگ یہود و نصاریٰ - ہندو اور آریہ پارسی و مجوسی ان کے تاریخی حالات دیکھ کر اسلام اور مسلمانوں پر مہنسی و فحول نہ کریں گے۔ اور کہیں گے کہ اسلام ایک ایسا دین ہے جس میں دنیا بھر کے بیخ عیب شرعی کے علاوہ بجاہ عیب طبعی والی چھانٹ چھانٹ کر پیشوا اور امام بنائے گئے لاجول ولا قوۃ الا بالکفر خداوند کریم بھرت پختن پاک ایسے فاسق و فاجر وزانی شرابی ائمۃ المصلین سے بچائے رکھے۔ اور ان ناپاک عقائد سے نجات بخشے۔ اور اس آفتاب عالم تاب اسلام پر سے ایسی معاوی شاہی و مرواتی خیالات کے ابر تیرہ و تاریک کو ہٹا دے تاکہ مسلمان حقیقی انوار نبوت سے نور ہو کر روحانیت حاصل کریں اور ہمارا اسلامی بھائیوں کو ایسی حمیت اور توفیق عطا فرما کر وہ حاملین بنی امیہ ڈھیکہ داریزید پلید کے پھندوں اور جال میں نہ پھنسیں اور وہ اپنے عقائد ناپاک یوں پاک کر دیا کریں کیونکہ بغیر حق صاف کے کوئی عمل قبول نہیں ہوتا اور اس اجماع امت کے گورکھ دھند سے نکل کر اللہ اور اس کے رسول مقبول صلعم اور ائمہ الطاہر کی اطاعت و متابعداری میں خود ہو جائیں نہیں کو خلیفہ مطلق اور امام برحق جائیں گی دوستی و موافقت کو فرض مانیں کیونکہ معصوم یہی اصلی صراط مستقیم اور نجات ابدی کا ذریعہ ہیں اور یہی امام خیر البریہ ہیں۔ اللہم احسننا مع ہولاء ائمۃ الہیۃ عاشقین و ثبتنا علی جمیع الیوم الفشر لا ھم صل علی سیدنا مولانا محمد بنی الوصی والبتول والسبطین والاسجا والباقر والصادق والکاظم والرضا والتقی والنفی والعسکری وصاحب الزمان وبارک وسلم (درود چارہ معصومین)

(۴) ذیل کے اشعار درود حیات ائمہ اطہار سیدنا احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مولف کتاب ہذا بندہ صابر) نے حج میں بیت اللہ شریف کے باب براہیم کے سامنے ایک مدح خواں سے سنے تھے جنکو میں مومنین یا تکلیف موالیان و محبان جناب امیر المومنین علیہ السلام کی واقفیت و روحانیت ایمانی کی واسطہ درج کرتا ہوں۔

(۵) سبناصل علی احمد خیر المرسلینا وعلی صاحب الخوض امیر المومنینا

اے ہمارے پروردگار تو سیدنا احمد تقی سردار انبیا اور جناب ساقی کو تیرے امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام پر درود بھیج۔

(۶) وعلی فاطمہ الزہرا ام الاطہینا وعلی السبطین ولسبجاء ذہین العابدینا

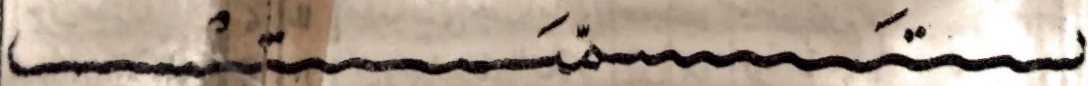
اور جناب سیدہ فاطمہ الزہرا والدہ معصومین اور امام حسن و امام حسین اور امام زین العابدین پر درود بھیج۔

- (۳) علی الباقی والصادق علما و یقینا و علی کاظم موسیٰ الرضا فضلا و دنیا
 اے پروردگار درود بھیج تو ہمارے امام محمد باقر و امام جعفر صادق پر جو علم و صدق سے بھرے ہوئے ہیں اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام
 امام علی رضا پر جو کہ بزرگ دین و مقتدا و پیشوا ہیں۔
- (۴) و التقی الخاتم الباسط بالحدود عیدنا و علی الہادی الذی اشرق کالشمس جبینا
 درود بھیج محمد تقی پر جو عبادت میں ڈرنیوالے اور سخی ہیں اور امام علی تقی پر جو انوار الہیہ و روشن جبین ہیں اور موسیٰ کاظم علیہ السلام
 و النبی العسکری الحسن الخلق امینا و علی لقائم بالانقسط مغنیشا و معینا
- (۵) اور حضرت امام حسن عسکری پر درود بھیج جو پاک خوش خلق اور دین اسلام کے امین ہیں اور جناب امام عہدی آخر الزماں قائم آل سیدنا
 محمد مسلم پر درود بھیج جو عدالت و انصاف سے قائم ہو کر ظالموں کی مدد فرماویں گے۔
- (۶) السین الہدایۃ الطیبین الطاہرینا رہنما سیدنا صاحب علیہم اجمعینا
 اے ہمارے رب دولا تو تمام اولاد و اولاد کے خاتم النبیین شفیع المذنبین پر درود بھیج جو لوگوں کے رہنما اور فی ذاتہ معصوم پاک و مقدس ہیں
 صلوة تعقب المسک و تنزی الیاسمینا و اسرض عن شیعہ تہذیبین ہر العالمینا
- ایسی صلوة جو کتوری سے زیادہ خوشبودار ہو اور چنبیلی سے زیادہ نفیس ہو اور شیعیان و اولاد رسول مقبول صلی اللہ علیہ
 و آلہ وسلم سے اور پروردگار ہمیشہ راضی رہو۔ اذین تہذیبین۔ و ما علینا الا البلاغ المحبین۔
- سُبْحَانَكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَبَسْمِ اللَّهِ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَاجْعَلْنَا لِلْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔



دین حق دین احمدی باشہ
 جعفر علی باشہ گمراہ خواہی
 ورنہ در ہر طرہ حق گمراہی
 بے گئی ولی تو لا کن
 وز ہمہ دشمنان تیرا کن
 دوستدار علی عالی باش
 شیعہ و مومن و موالی باش
 وین حق دین شاہ مردان است
 ہر کہ دانستہ است مردان است

شاہ مردان علی ولی اللہ
 کہ جزا و نیست در حقیقت شاہ



کلید مناظرہ

کتاب نور علی نور ہے تمام امور اہل مذہب شیعہ حق پر بحث کی گئی ہے اور اہل خلاف کی کتب سے صفحہ
سطر کے حوالات درج کئے ہیں۔ زمانہ حاضرہ کے جملہ اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا ہے دنیا بھر کے
شیعہ آبادی کی تعداد تفصیل وار لکھی ہے اور جناب رسول خدا اور ائمہ ہدے کے افعال و اقوال کو
آئینہ کر کے دکھایا ہے گوہر جواہرات علمیہ کا بیش بہا خزانہ ہے۔ مناظرے کی جان ہے۔ سب تاریخ
سیر۔ فضائل۔ مناقب۔ مطاعن مناظرہ کی کان ہے گویا ایک چمن کھلا ہے۔ جسکی خوشبودار باغوں کو
معطر اور دلوں کو باغ باغ کئے دیتی ہے کتابت۔ طباعت۔ کاغذ سب دل فریب اور دیدہ زیب
ہیں۔ گویا اس سے بہتر ممکن نہیں مثالیقان علوم و محبان اہلیت اس نعمت غیر مترقبہ سے ضرور
اور جلد فائدہ اٹھائیں۔ یہ کتاب مولانا سید برکت علی شاہ صاحب گوشہ نشین وزیر آبادی کی تصنیف
ہے۔ اور حاجی مرزا احمد علی صاحب قبلہ رئیس المناظرین امرتسری کی تصحیح ہے اور حضور مولانا
السید علی الحامی صاحب قبلہ مجتہد پنجاب اور جناب مولانا مولوی السید محسن علی شاہ
صاحب سبزواری کی تقاریض کے گلدستوں سے مزین ہے۔ کتاب آسان اور عام فہم اردو زبان
میں لکھی گئی ہے۔ لکھائی چھپائی و کاغذ دیدہ زیب حجم قریباً ۵۰۰ صفحہ ہے ٹائٹل اعلیٰ گلینڈ پریس
پر دورنگ میں چھپا ہوا ہے قیمت فی جلد صرف ۶۰ روپے اور فجلد ولایتی صرف تین روپے علاوہ محصول ڈاک
فہرست مضامین

نمبر	مضمون	نمبر	مضمون	نمبر	مضمون	نمبر	مضمون
۱	تقریب علاء حارثیہ	۲	حضرت ابو طالب	۱۸	علم جناب امیر علیہ السلام	۱۸	علم جناب امیر علیہ السلام
۲	حاجی مولوی احمد علیہ	۳	حضرت فاطمہ بنت رسول خدا	۱۹	مناقب فضائل جناب امیر	۱۹	مناقب فضائل جناب امیر
۳	مولانا سید برکت علیہ	۴	ولادت حضرت امیر علیہ السلام	۲۰	حدیث ثقلین	۲۰	حدیث ثقلین
۴	فہرست مضامین	۵	حلیہ جناب امیر علیہ السلام	۲۱	آیات قرآنی در شان جناب امیر	۲۱	آیات قرآنی در شان جناب امیر
۵	برگ سبز	۶	جناب امیر کی سبقت اسلامی	۲۲	واقعہ غدیر خم	۲۲	واقعہ غدیر خم
۶	رسول خدا حضرت علی	۷	ترتیب امیر علیہ السلام	۲۳	کلمہ	۲۳	کلمہ

نمبر	مضمون	نمبر	مضمون	نمبر	مضمون
۱۹	فضائل شیخان جناب ابوبکر	۵۱	خلافت عمریہ	۸۶	قائمین معین علیہم السلام
۲۰	شیعہ آبادی بلخا مردم شہری	۵۲	حضرت عمر صاحب کارنا	۸۷	اصحاب اختیار
۲۱	فضائل اہلبیت علیہم السلام	۵۳	صلح حدیبیہ	۸۸	بسم اسرار نماز
۲۲	دوازده امام علیہم السلام	۵۴	احراق کتب خانہ جناب	۸۹	وضو
۲۳	فضائل جناب سیدہ	۵۵	قصہ طاق شراب	۹۰	غسل میت
۲۴	امام مہدی علیہ السلام	۵۶	طہارۃ ۲۲۳ - شیعہ	۹۱	نماز جنازہ
۲۵	سلمان بخران	۵۷	اقوال عمر ۲۳۱ - وارثانہ	۹۲	عاشورہ
۲۶	مودۃ القربی	۵۸	خالد بن ولید	۹۳	گریہ و بکا
۲۷	مختصر حالات ابوبکر صاحب	۵۹	انجام عمر	۹۴	بحث تقیہ
۲۸	علیہ حضرت ابوبکر صاحب	۶۰	قرضہ عمر	۹۵	حدیث ساز
۲۹	علم و اخلاق	۶۱	حالات حضرت عثمان صاحب	۹۶	عقائد سنیہ متعلقہ عصمت
۳۰	موضوعات دشمنان جناب ابوبکر	۶۲	خلافت	۹۷	ابو ہریرہ
۳۱	حالات حجت	۶۳	حضرت عثمان صاحب کے کارنامے	۹۸	خواجہ حسن بھری
۳۲	ابلاغ سورہ برات	۶۴	مروان	۹۹	بخاری
۳۳	امامت حضرت ابوبکر صاحب	۶۵	قتل حضرت عثمان صاحب	۱۰۰	عبدالوہاب بخدی
۳۴	خلافت	۶۶	نوشہ خلق حضرت عثمان	۱۰۱	تبر
۳۵	فدک ۱۲۳ ہجری فدک	۶۷	حالات امیر معاویہ	۱۰۲	سجرات مشرکین
۳۶	دعویٰ ہجری فدک	۶۸	بغات معاویہ	۱۰۳	بندریہ کا قصہ
۳۷	میراث حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۶۹	معاویہ کے کارنامے اور دیگر	۱۰۴	توثیق علماء کرام اہلسنت
۳۸	خس	۷۰	جنگ صفین	۱۰۵	اعلان
۳۹	مصائب جناب سیدہ معصومہ	۷۱	فضائل شہداء و شہداء	۱۰۶	اشتمہات
۴۰	خلافت حضرت ابوبکر کے کارنامے	۷۲	حالات ابوصنیفہ		
۴۱	فائزہ حضرت ابوبکر	۷۳	ندب ابوصنیفہ		
۴۲	متفرقات	۷۴	اقوال		
۴۳	حالات حضرت عمر صاحب و کیفیات دیگر	۷۵	فقہ		
۴۴	فضائل حضرت عمر صاحب	۷۶	حالات شیخ عبدالقادر گیلانی		
۴۵	سجاعت عمریہ	۷۷	متفرقات		
۴۶	تجنیز و تکفین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۷۸	مفاہد ۳۶۲ - دیدار خدا		
۴۷	حضرت عمر صاحب و دیگر حضرات	۷۹	حافظ قرآن		
۴۸	خلفائے ثلاثہ	۸۰	سنوئی تحریف قرآن		
۴۹	مقابلہ فتوحات عمریہ و ولیدیہ	۸۱	اعقاد شیعہ متعلقہ عدم تحریف		

کتابخانه جامعہ اسلامیہ
 کراچی
 مولانا محمد رفیع صاحب

بہ صفو
 دنیا بھر کے
 اقوال کو
 تاریخ
 ماغوں کو
 یدہ زیب
 ضرور
 تصنیف
 مولانا
 شاہ
 دوزبان
 دہلی
 لڑاک
 ۱۹
 ۲۲
 ۲۵
 ۳۳
 ۵۳

صدائے در ا

مصنف مولانا سید برکت علی شاہ وزیر آبادی

یہ نظم کی کتاب ہے جو اپنی شان اور ترتیب کے لحاظ سے بے بدل ہے۔ اس کا ایک ایک شعر گوہر پیکتا ہے۔ علو ہمتی۔ بلندی خیالات اور معرفت کے رموز کا خزانہ ہی اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان کا درجہ موجودات عالم میں کس قدر ارفع ہے۔ اور اس کے ذمہ کیا کیا فرائض ہیں۔ آنحضرتؐ حضرت علیؑ۔ امام حسینؑ امام آخر الزماںؑ حضرت آل محمدؑ مردان خدا۔ شامت اعمال۔ شراب خوری۔ احسان فراموشی۔ سود خوری۔ حافظ حقیقی۔ جذبات وغیرہ وغیرہ کے متعلق اچھوتے مضامین باندھے گئے ہیں۔ چونکہ آفرینی اور نازک خیالی میں کسی ناموشی سے کم نہیں ہے۔ یہ کہنا بالکل بجا ہو گا۔ کہ اس نظم کے مطالعہ سے مرزا غالب۔ حافظ شیراز عرفی اور فردوسی کی تصانیف کا لطف حاصل ہو جاتا ہے۔

سائز ۲۲x۱۸ ۱/۸ صفحہ کاغذ ۲۴ پونڈ سفید لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ۔

قیمت صرف ۱/۹

ملنے کا پ
مینجر خواجہ بابا ایچ بی موچی گیٹ
لاہور